فاعتبروا یا اولی الابصار

بفضل خالق

ذوالجلال والاکرام درین ایام فرخندہ فرجام بابت عہد سرکار عالی نظام تاریخ لاجواب

المسمیٰ بہ

محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن

حصۂ دوم

از تالیف فاضل ادیب عالم لبیب مؤرخ محقق مولوی ابوتراب

محمد عبد الجبار خان صاحب صوفی ملکاپوری ثم حیدرآبادی

صدر مدرس عربی فارسی مدرسۂ اعزہ

در سنہ ۱۳۲۹ ہجری

در مطبع رحمانی مطبوع گردید

اعلان

فہرست کتب مطبوعہ و غیر مطبوعہ مؤلفہ مولوی محمد عبد الجبار خان صاحب

۱ محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن حصۂ اول - دربیان سلاطین بہمنیہ - عـہ حالی

۲ محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن حصۂ اول (۶۱۲) صفحہ - صمہ حالی

محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن حصۂ دوم (۶۳۶) صفحہ - صمہ حالی

زیر طبع

۳ محبوب ذی المنن تذکرۂ اولیائے دکن - قریب نصف طبع شدہ

۴ محبوب الانجمن تذکرۂ امرا و وزراء دکن -

۵ محبوب نو و کہن تذکرۂ آثار دکن -

۶ محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن حصۂ دوم دربیان طوائف ملوک دکن

۷ محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن - حصۂ سوم دربیان سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ

المشتہر صدر الاسلام خان ولد مولف

فہرست حصۂ دوم محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن

حرف واو

حرف الصاد

صارم۔ صمصام الملک میر عبدالحی خان بہادر اورنگ آبادی

صارم تخلص۔ میر عبدالحی خان بہادر نام صمصام الملک خطاب ہے۔ آپ سادات خوافی سے ہیں۔ آپ نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان شہید کے خلف الصدق ہیں۔ آپکی ولادت سنہ ١١٤٢ ہجری میں شہر اورنگ آباد میں ہوئی۔ نشو و نما کے بعد ابتدائی تعلیم سے مدارس میں فراغت پاکر علوم درسیہ کی تحصیل میں مشغول ہوئے۔ اور چند مدت فنون ادبیہ عربیہ میں مصروف رہے اور چندے حکمت نظری عملی میں گذارے۔ غرض کہ آپ بائیس برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔ سنہ ١١٦٣ ہجری میں خطاب خانی و منصب سے سرفرازی پائی۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ کی عنایت توجہ سے صوبہ برار کی دیوانی اور نواب کی جاگیر کی متصدی گری آپکی نام پر مقرر ہوئی۔ آپ برار میں رونق افزا ہوئے۔ خدمات مفوضہ کا سرانجام عمدہ طرح سے کرنے لگے۔ پھر نواب امیر الممالک آصف الدولہ صلابت جنگ کے عہد میں شش ہزاری منصب نوبت و شمس الدولہ دلاور جنگ خطاب سے ممتاز ہوئے اور خجستہ بنیاد اورنگ آباد کی نظامت اور دولت آباد کی قلعداری آپ کے نام پر مقرر ہوئی۔ سنہ ١١٧١ ہجری میں حیدر جنگ کے قتل کے بعد آپکے والد ماجد مقتول ہوئے۔ صمصام الدولہ کی شہادت کے بعد فرانس کا لشکر حیدرآباد روانہ ہوا۔ اور آپکو بھی ہمراہ لیا۔ حیدرآباد میں آپکو قلعہ گولکنڈہ میں مقید کیا۔ اور آپکے بھائی میر عبدالسلام خان کو بیماری کی وجہ سے قلعہ دولت آباد میں بھیجا۔ پھر آصفجاہ ثانی برار سے حیدرآباد آئے۔ اور امیر الممالک صلابت جنگ بھی مچھلی بندر سے پہنچے

دونون بھائیون مین ملاقات ہوئی۔ آصفجاہ ثانی ولیعہد ہوئے۔ مالی ور ملکی کل مہمات
کا انتظام اپنے قبضۂ اقتدار مین لیا۔ ۵ ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین آپکو قلعہ سے نکالے
گویا از سر نو زندہ فرمائے۔ نہایت محبت و قدردانی سے منصب قدیم کی بحالی ہو رونئی خطاب
کے عطیہ سے سرفراز و ممتاز فرمایا۔ اور صوبجات دکن کی دیوانی سے معزز و مشرف کیا۔
اور آپکو مشیر و مقرب بنایا۔ ممالک محروسۂ دکن آپکی دیوانی کے آب و رنگ سے رشک
چمن ہوا۔ اور آپکی فیض رسانی توجہ سے سرسبز و تازہ ہوا۔ ریاست کے کل مہمات جزئی و کلی
کا مدار آپکی رائے صائب پر تھا۔ اور آپکی حکمت عملی سے ریاست کا کارخانہ عمدہ طرح سے
چلتا تھا آپکی دیوانی مین تمام رعایا و برایا مرفہ الحال تھی تجارت و زراعت کی
بھی عمدہ حالت تھی۔ ظلم و تعدی ممالک محروسہ کی حدت سے خارج تھے کسی کی مجال یہ
نہ تھی کہ غربا و فقرا کو ستاوے۔ آپ خوش دل و نیک طبع و شگفتہ جبین و خوش وضع
تھے۔ ذی مروت و عالی ہمت۔ فرشتہ سیرت پسندیدہ صورت تھے۔ ذہانت و فطانت
مین عقل کل شگفتہ بیانی و نازک خیالی مین نادر الفکر تھے۔ صولت و بہادری مین
شیر دل۔ جرات و دلیری مین کامل تھے۔ سخندان و سخن گو زندہ دل تھے۔ صاحب تمکین
و وقار۔ رحمدل و بردبار تھے۔ ہر ایک خصائل ملائک شمائل تھے۔ علوم ادبیہ عربیہ
و فنون حکمیہ نظریہ مین خوب مہارت رکھتے تھے۔ حلیم و ادیب تھے۔ خوش تقریر
و خوش تحریر تھے۔ آپکے کلام منظوم و منثور کے دیکھنے سے روزمرہ اہل زبان نظر آتا ہے
الفاظ کی نشست و شستگی سے محاورہ ایران معلوم ہوتا ہے۔ اشعار کی نزاکت
معانی سے کمال صفہان عیان ہے۔ فصاحت و بلاغت سے کمال سحبان نمایان ہے،
آپکی قوت مدرکہ و ملکہ راسخہ اسقدر درست و صحیح تھی۔ کہ مہمات ملکی و مالی کو بغیر اعانت

مشیر و مشورہ ہی کرتے تھے۔ تدبیر رسا و رائے صائب سے موصوف تھے۔ معاملات ملکی کے
اجتہاد میں بہت کم خطا واقع ہوتی تھی۔ سریع الفہم و ذکاوت ذہن میں معروف تھے
مدعی و مدعی علیہ کی تقریر سے فی الفور راست و کذب میں تمیز فرماتے تھے۔ قوت فیصلہ سے
فیصل مدلل لکھتے تھے۔ درمیان متخاصمین انصاف نمایاں ہوجاتا تھا۔ دونوں
آپکی کرامت و روشن ضمیری کے قائل ہوتے تھے۔ تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے
کسی مورخ نے آپکی دیوانی کے زمانہ میں بے انتظامی و بدنظمی کی شکایت نہیں کی
نہ آپکی کسی فیصلہ پر نکتہ چینی کی۔ بلکہ یہ لکھا ہے کہ آپکے عہد وزارت میں ملک کن
بہشت نشان و امن آباد تھا۔ رعایا کی حالت قابل اطمینان تھی۔ کیا امیر و کیا فقیر خوشحال
و مرفہ الحال تھے۔ آپ آقا کی اطاعت فرمانبرداری کو فرض عین سمجھتے تھے مخالفت
کے میدان میں کبھی قدم نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ آپکے دل میں اسبات کے خیال کا بھی
گذر نہیں تھا۔ جبتک کہ امانت و دیانت سے کام کرتے رہے۔ حق پسند و حق شناس
تھے۔ جو آدمی جس حیثیت لیاقت کا ہوتا تھا اسکو اسی حیثیت و لیاقت کا کام
تفویض فرماتے تھے۔ آپکے حضور میں سعی سفارش کی کچھ وقعت نہیں تھی۔ آپ
فرماتے تھے میرے نزدیک انسان کے لئے لیاقت ذاتی سے بہتر کوئی سفارش نہیں۔ ہاں
جوہر شناس ہونا شرط ہے۔ بدون جوہری کھرے کھوٹے میں تمیز نہیں ہوسکتا۔ اگر حاکم
بالادست لائق ہو تو سفارش فضول ہے۔ آپکے کلام سے یہ بات معلوم ہوتی ہے
کہ ریاست کے انتظام کے لئے لائق شخصوں کا ہونا نہایت ضرور ہے۔ مدبر و لائق ریاست
کا جزو اعظم ہے۔ ہوشیار و تجربہ کار آدمی اس عمارت کا رکن اقوم ہے۔ ظاہر ہے
اگر عمارت کا ستون قوی نہو تو وہ عمارت کم روزہ ہوگی۔ اور تھوڑی ہی مدت میں

اور ہر ایک صوبہ کے نظم و نسق کی کیفیت سے واقف تھے۔ دکن کے کل چھہ صوبون کے جز و کل سے ماہر تھے۔ مجکو آپکی خاص ایک بیاض ملی اُسمین دکن کے ہر ایک صوبہ کے شہرون اور قصبون اور دیہات کا تفصیلی حال اور ہر ایک گانون کی آبادی کل رقبہ و محاصل بھی مرقوم ہے اور تمام دکن کے عمارات و قلعجات اور اُن کے بانیون کے نام اور سن بنا لکھے ہین۔ اور عالمگیری کل منصبدار اور نیز آصفجاہی امرا عہدداران کے نام مذکور ہین ہمکو آپکی بیاض سے آثار دکن کے لکھنے مین بڑی مدد ملی۔

بیماری

پھر آپ آخر انقلاب زمانہ سے امراض متضادہ مین مبتلا ہوئے۔ بہت علاج و معالجہ کئے۔ مگر مفید نہوا کیونکہ تمام تدابیر تقدیر کی مخالف نہین۔ پندرہ تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۱۹۴ ہجری قلعہ کولاس کے اطراف مین فوت ہوئے۔ اسوقت نواب آصفجاہ ثانی قلعہ نرمل کی فتح مین مشغول تھے۔ چند روز کے لئے آپکی نعش مبارک لاس ملی میں مدفون کئے پھر حیدرآباد دکن مین لائے۔ آپکا باغچہ جو بیا قوت پورہ کے باہر تھا اُسمین مدفون کئے۔ میر غلام علی آزاد نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی ہے

افسوس کہ رفت امیر عالی گوہر	دیوان دکن صاحب عقل و ہنر
تاریخ وفات ابن امیر دانا	صمصام الملک عقل کل کرد سفر ۱۱۹۴

من اشعارہ الفارسی

دیدن آسان نیست حسن آتشین خوی ترا		آفتاب آئینہ باشد جلوہ روی ترا
کیست از حالم کند آگاہ دلدار مرا	او	در فراقت می پسند دل ہم آزار مرا
در جہان عشق تو اے شوخ علم کرد مرا		ذوق جام لب میگون تو جم کرد مرا

ازمیرزامقیم

حلقه زدمار صفت بسکه بگرد کمرت بند شمشیر تو در بند ستم کرد مرا
روشن از روی تو شد در نظرم ملک وجود دهن تنگ تو واقف ز عدم کرد مرا

وله

پیری چو رسید قامتت گشت دوتا بر موی سفید وسمه هیچ است حنا
ای شیخ عبث فکر جوانی داری مس را نتوان ساخت بتلمیع طلا

وله

تا خرامیدی بگلشن داده خط بندگی سرو با آزادگیها قد دلجوی ترا

وله

زغیر دوست بپرداز خلوت دل را نه کعبه مسکن لات است منزل عزا

وله

هلاک مردمک چشم شد عیان همه ام که کمتر اند در آفاق مردم بینا

وله

قیامت بیکسی پاشی کز خود خبر دارد دوبالا ساخت حسن یار را آئینه دیدنها

وله

من تخم درد کاشته ام در زمین دل جز دانه های اشک چه حاصل بود مرا

وله

ز جست و جوی خال تو دل شد اسیر زلف آری بدام صید پی دانه میرود
آید بگرد شمع رخت گشته همچو باد در محفلی که صرف زپروانه میرود

ازبابافغانی

وله

بباغ عشق بپرستند همچو لاله مرا زخون خویش لبالب بود پیاله مرا
بهر کجا که رسم گریه سرکنم زغمت چو نی زروز ازل لازم است ناله مرا

وله

نتابد تاب چه ماهتاب دل خراب بماهتاب برآرند آفتاب مرا

وله

ای سرمه گین چشم برده جان مرا نیست ممکن صد افغان مرا

وله

شگون گل بود کز پیرهن بر تن دریدنها به بلبل هم مبارک است آه از دل کشیدنها
هنرور کی تواند دید زیر چرخ آرامی دُر غلطان ندارد یاد شکل آرمیدنها
چه پرسی حالت من اضطرابی دارم از هجرت که دل گاه نبض از هم برد گوی طپیدنها
بجز بیحاصلی ندارد گردن افزائی بهر شمشاد باشد نی عوی از سرکشیدنها

کند آباد هردم دختر رز در بر مینا — بگردون می رسد زین نشئه طالع سر مینا

کے خوشنمائے حسن معنی صورت لفظی — تهی از مے گل نیرنگ باشد پیکر مینا

چسان آسان برم جان از دست نازکی ساقی — که دارد در کف خود بهر قتلم خنجر مینا

دلے دارم بکف بهر نثار آن بکف ساقی — سرے دارم بدوش خود بلا گرد سر مینا

وله

یارب همه جرم گشته در پیش مرا — در فکر شده است جان و دل بیش مرا

هرچند که افزود ز حد عصیانم — محروم مکن ز رحمت خویش مرا

وله

هرکس که زند بر لب خود مهر است — بدخواهش را بود همیشه دو لب

وله

حق می داند بخاطرم یاد شماست — در کشور سینه داد و بیداد شماست

از جنبش دل نام شما مے خیزد — این ناله همه پائے از یاد شماست

وله

مارا بسوئے شمع رخت دیدن آرزوست — پروانه وار گرد تو گردیدن آرزوست

ای شوخ من بیا که درین فصل نوبهار — با تو دمی نشستن و خندیدن آرزوست

وله

من بقربان آن درم که مرا — داد آواز یار آمده است

خنده زیر لب و مهرا ز چه — هیچ انداز یار آمده است

وله

دهر است که تا نام ورد پیدا است — تا صبح شود و شام در دپیدا است

چندین شاهان دران حکومت کردند — امروز کسی نام در دپیدا نیست

وله

اے میخواران که صبح می رام — شخص مینا بحلقه جام شماست

لا نهم گیرید یا دست یفتگان — صهبائے طرب بسوئے که در کام شماست

وله

از دیده من که بر تو حیران شده است — در عرض دیده تو فرش سامان شده است

در هجر تو دل چو ابر نیسان شده است — در دیده نم از اشک نمایان شده است

وله
ای دوست بیا که بهر پا اندازت — در کوی تو فرش نرگستان شده است
چون برق جهد زپا و رویت رگ شوق — ای دوست بیا که وقت باران شده است

وله
بایاد یوسف گم گشته خود ای عزیز — بیت الحزن از دل اندوهگین کردیم طرح
ور دل ما عکس چین جبهه‌ات صورت گرفت — گر چه ما انصاف صافیم نقش چین کردیم طرح

وله
نرگس ترا دید نگس رو نکند — وانکس که ترا شنید گل بو نکند
عشاق تو فارغ اند از هر دو جهان — مست می عشق تو بهی خو نکند

وله
ای باوفا کشانی که می نوش کنید — حرفی بشما گویم اگر گوش کنید
وارسید دل زخود فراموشان را — ای کاش فراموش اگر فراموش کنید

وله
زشوق چشم نرگس نگر بستن نمیداند — بیاد قامتش شمشاد نشستن نمیداند

وله
ای که بیداد لعل تو ای گوهر شد — شیشه می زلعبت آبله خون باشد

وله
گه تغافل و گه ناز و گه جفا دارد — برای کشتن عشاق شیوه ها دارد

وله
چگونه جان برد آسان ز ظلم خود ظالم — که تیر آه غریبان بر قفا دارد

وله
ز دست و جو خال تو دل شد شکار — آری بدام صید پی دانه می رود
آید بگوش شمع حدیث گستخی بیاد — در شعله که حرف نه پروانه می رود

وله
سخن بقدر ضرورت بود بزرگان را — که جز جواب نگردد صدا ز کوه بلند

وله
اگر چه گل چمن رنگ و بو دارد — ولیکن این همه خوبی کجا که او دارد

وله
نسیم باغ چو آن می‌پرست برخیزد — گل از چمن کده ساغر بدست برخیزد
ز بخوی آن چه سوال جواب خواهد بود — شهید چشم تو در حشر مست برخیزد
کدورتی نکند جا درون صاف دلان — اگر بر آینه گردی نشست برخیزد

وله
ظالم نگهبان بدان چه منزل کردند — صد جور و جفا بر سر بیدل کردند
چشمک زده ساختند چون وحشی رام — تیغ ابرو نموده بسمل کردند

وله
داشت شوق گل ز تو نهانی نرگس — گر بدم چهره بر آورده خزانی نرگس

وله
از تاب حسن تو نازد به چشش گل — از خون خویش شد چمن باده نفس گل
ای نوبهار عزم گلستان نموده — گر ساده ی وصال تو شد جوش گل
صد شکر جز تو نیست کسی همنشین دل — تا [illegible] نفس [illegible] دل

وله
سرشتی کرده رنگ گل عذاریان — [illegible]
تا به غفلت بر دل من ناوک اندازی کند — [illegible]

وله
مجنون صفت بدامن صحرا [illegible] روم — [illegible]
در باغ لاله گشت [illegible] — [illegible]

وله
ز شوق چشم خوشت رفته رفته [illegible] شدم — [illegible]

وله
ندانم چه [illegible] کرد و [illegible] — [illegible]
با اندک [illegible] جان [illegible] — [illegible]
نگه ز زرد [illegible] — [illegible]

وله
گل بچه رنگ شکسته رخ گلشنا که چنین — [illegible]
جستن برق روش خواست نشان [illegible] — [illegible] چنین

وله
شب از چشم و خطش در بزم مستان بود حیرت — ز [illegible] جام می سوی نگیر نشان [illegible]
بهر حالت ز مشتاقان خود غافل مشو ظالم — مرصعی [illegible] گریبا اندیشه جنگی

وله
تو و ملک سلطنت خویش من و کوچه گدائی — که شاهی سکندر زند هم برهنه پائی

سر کیمیا گرہست رہ عشق گیر صدام ۔۔۔ کہ بہر سیم ساقیان شدہ رنگ من طلائی

من اشعارہ الہندی

اک آن میں جب نہ کہ سکی نہیں جو آنکھیں میں ۔۔۔ پھر مونہہ ایک میں وہ ند کیا رو یا
میں مدت کے بعد ایک دم جو سویا ۔۔۔ دیکھوں تو مجھ کنے ہے صنم گویا

ولہ
تجھے گر جان کی کا حکم دو شیریں [illegible] ۔۔۔ کہا اوسکا فدا کی سوں آ ریار و بیجان کرتا
فلک کرتا میں ہستی چمن سے رنگ اڑایا ۔۔۔ اگر میں اپنے [illegible] کا حال اظالم بیان کرتا

ولہ
اربکہم اب عشق کی سیکھی گیا تین ۔۔۔ سب بھول گئے شادی کے باتیں
نکلا جو خط سیاہ گورے منہ پر ۔۔۔ اسو جو نہیں شاید کہ پھریں دل پہ اپنی

ولہ
[illegible] تجھ زلف میں دل پل رہا ہے ۔۔۔ ہمارے ہاتھ میں کب دل رہا ہے
نہیں کھلتا [illegible] باغ موں [illegible] ۔۔۔ یہی عقدہ مجھے مشکل رہا ہے

ولہ
دل صد پارہ [illegible] انگشت [illegible] ۔۔۔ مرا اشک تھا خون ہو داغ دل پر یہ تہمہ
نہیں [illegible] پیوستہ [illegible] ۔۔۔ تا قطرہ لہو کا دامن جلاد کوں پہنچے
اسیروں کی قفس [illegible] میں [illegible] ۔۔۔ ہماری کس طرح فریاد صیاد کوں پہنچے

صرفی صلاح الدین ساوجی

صرفی تخلص۔ صلاح الدین نام۔ آپکے بزرگان سلف ساوہ کے رہنے والے تھے۔ وطن اونسے ہند میں آئے۔ اور یہاں سکونت پذیر ہو گئے۔ آپ بھی جد و پدر کے ہمراہ ہند میں پہنچے اولاً گجرات میں چند مدت رہے۔ پھر گجرات سے لاہور میں آکے شہر کو اپنا وطن بنا لیا۔ آپ درویشانہ زندگی بسر فرماتے تھے۔ صابر و قانع تھے۔

بادشاہی خزانہ سے بقدر ضرورت وظیفہ معین تہا۔ سنہ ۹۹۹ ہجری مین فیضی کے ہمراہ دکن مین آئے سرحد دکن مین پہنچکے فوت ہوگئے۔ آپ سخن سنجی مین عمدہ سلیقہ وطبع رسا رکہتے تہے۔ کلام کو خوبی کے سانچہ مین ڈہالتے تہے۔ آپکا کلام نہایت ہی لطیف و بامزہ ہوتا تہا۔ آپ کی رحلت سنہ ۹۹۹ ہجری مین واقع ہوئی۔

من اشعارہ الفارسی

گلفروش من کہ خواہد گل ببازار آوردہ	بادیا دل تاب غوغائے خریدار آوردہ
زراہ کعبہ ممنوعم وگرنہ میفرستادم	کفے از پائے بوسی حرمت جبینی خار مغیلانش
باتو اشکم کشد و بے تو جدائی چکنم	میکشیم انیہمہ از دیدن و نادیدن تو

صادق۔ میرزا صادق اردوبادی

صادق تخلص۔ میرزا صادق نام۔ شاعر خوش فکر و خوش بیان تہا۔ وطن عود سے دکن مین آیا۔ شہر احمدنگر مین سکونت پذیر ہوا۔ مرتضی نظام شاہ والی شہر کی صحبت ملا۔ نظام شاہ نے ازروی قدردانی منصب جاگیرت سرفراز فرمایا۔ اور آپ کو مقربین کے زمرہ مین رکہا۔ صادق مدت تک عیش و آرام کے ساتہ بادشاہ کی خدمت مین رہا۔ انجم اکبر بادشاہ کے حملے کے وقت باجل طبعی فوت ہوا۔ ہو ہادی

شونخیکہ بسادگی ازو کردم صبر	اکنون خطش از غبار دارد سر جبر
از خطش اگر فزون بسوزم چہ عجب	سوزندہ ترست آفتاب از تہ ابر

صائی۔ اردستانی

صائی تخلص۔ مرزا اردستانی نام سے مشہور تہا۔ وطن سے دکن مین آیا

محمد قطب شاہ والی گولکنڈہ کی خدمت مین باریاب ہوا زمانہ دراز تک عزت آبرو
کے ساتھہ زندگی بسر کرتا رہا۔ شاعری وشعرگوئی مین مشغول رہتا تھا۔ صاحب دیوان
تھا۔ اسکا دیوان نادر الوجود ہے من کلامہ

خوش آن رہرو کہ رہ تنہا سپارد   کہ تنہائی پس افتادن ندارد

صابر۔ میر صابر اصفہانی برہانپوری

صابر تخلص۔ میر صابر نام۔ سادات اصفہانی سے تھا۔ جہانگیری زمانہ مین
وارد ہندوستان ہوکے شاہی ملازمون مین شریک گیا۔ اولاً صوبہ گجرات کی وقایع نگاری
دیوانی پر مامور ہوا۔ پھر کل صوبجات دکن کی وقایع نویسی پر مقرر۔ مدة العمر شادی
نہین کی مجردانہ عمر بسر کرتا رہا۔ بختاور خان مرآة العالم مین لکھتا ہے۔ کہ خواجہ شکیبا
جو میر صابر کا متبنی وتربیت یافتہ تھا۔ راقم کے ساتھہ زمانہ طفلگی سے محبت رکھتا ہے
فی الحال عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین شرف اندوز ہے اور راقم کے ساتھہ شاہی
تقرب مین شریک ہے۔ نقل کرتا ہے کہ میر صابر نے اصفہان مین ایک مدرسہ اور تالاب
بنا فرمایا۔ اور تہرو نام قصبہ مین جو مابین مشہد مقدس اصفہان ہے ایک ندی تہی
جب اسمین طغیانی ہوتی تہی تب تمام قصبہ کی عمارات ومکانات کو خراب برباد
اور اہل قصبہ کو وطن سے بیوطن کردیتی تہی۔ میر مرحوم نے ندی مین ایک پل
جسکا عرض پچیس درعہ اور طول یک فرسنخ ہے تعمیر کیا۔ اور ایک باغ اور سرا اور
حمام بہی بنایا۔ اسکی تاریخ یہہ ہے ؎ گفت آرام گاہ خلق جہان ١٠٥٧۔ انتہی کلامہ
اور میر صابر نے بسنہ ١٠٢٧ ہجری عرفی کی ہڈیان لاہور سے نجف اشرف کو پہنچایا۔

اور عرفی کے اس شعر کی تصدیق کی ؎

بکاوش مژہ از گور تا نجف بروم
اگر بہند ہلاکم کنی و گر بہ تتار

ملا رونق ہمدانی نے عرفی کے مصرع کو تھوڑا تغیر کر کے عرفی کی رحلت کی تاریخ نکالی ؎ بکاوش مژہ از گور تا نجف آمد + ہمرصابرہ ۱۰۰۴ھ ہجری شہر لاہور میں فوت ہوا۔ شاعر ذکی الطبع و خوش وضع تھا۔ کلام شستہ و پاکیزہ موزوں کرتا تھا۔ رباعی اکثر کہتا تھا۔ خان اعظم سے اخلاص و ارتباط رکھتا تھا۔ خان اعظم ناظم گجرات نے گجرات میں ایک باغ بنایا۔ میر نے اسکی تعریف میں یہ رباعی کہی ؎

خورشید گلے ز باغ اعظم خان است	می را طرف ایاغ اعظم خان است
ماہے کہ جہان منور است از نور رخش	یک پرتو از چراغ اعظم خان است

ایضاً

چشمی بجہان زباغ و راغش کردیم	گلگشت بہوائے گلشن و راغش کردیم
دیدیم کہ با ما سر نیازی داشت	تا بہر نساختیم و داغش کردیم

صعود۔ حافظ میر محمد صعود گجراتی

صعود تخلص۔ حافظ میر محمد علی نام۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہے۔ آپ کے بزرگ عجم سے ہند میں آئے احمد آباد گجرات میں قیام پذیر ہوئے۔ صعود کی ولادت احمد آباد میں واقع ہوئی نشو و نما کے بعد دلی میں علوم متداولہ کو کسب کیا۔ درجہ کمال کو پہنچا۔ دلی سے احمد آباد گجرات میں مراجعت کی۔ خلائق کو درس و تدریس سے مستفید کرتا رہا۔ علم نجوم و رمل و شاعری میں کامل استعداد رکھتا تھا

اکثر اہل حوائج سوالات کرتے تھے وہ بذریعہ نجوم و رمل صحیح صحیح جواب دیتا تھا۔ اہل گجرات کیا ہندو کیا مسلمان آپکے معتقد تھے۔ گذر اوقات کا مدار توکل و قناعت پر تھا اکثر ارباب حوائج آپکی خدمت کرتے تھے تحفہ و نذرانہ گذارتے تھے آپکی وفات کی کیفیت معلوم نہین ہوی

من اشعارہ الفارسی

زبسکہ جلوہ بود وصف بستان مرا	ہمیشہ جنگ بود با زبان ہان مرا
شبے جناب ما گر برا گذر افتد	بجاے کعبہ پرستند آستان مرا

صفا۔ میرزو الفقار علیخان لکھنوی

صفا تخلص میرزو الفقار علیخان نام۔ مشاہیر شرفاء لکھنو سے تھا۔ فن شاعری مین یگانہ روزگار میر تقی میر کا شاگرد تھا لکھنو سے بنگالہ گیا وہان چند مدت رہا۔ امرا و رؤسا کی مدح مین قصائد لکھے۔ بہت صلے و جائزے پائے آزادانہ زندگی بسر کرتا تھا بنگالہ سے چینا پٹن مین گیا وہان عزت و آبرو سے اوقات عزیز گذارتا رہا۔ پھر وہان سے میر ابو القاسم المخاطب میر عالم مدار المہام کے عہد مین حیدرآباد دکن مین آیا۔ چند روز میر عالم کی سرکار مین ملازم رہا۔ بسبب نو وارد ہونیکے آپکی زیادہ شہرت نہین ہوی تھی چند روز کے بعد آپکے جواہر چمکنے لگے۔ اور اپنا اصلی جوہر دکھانے لگے پھر تو آپ شہرہ آفاق ہوے۔ رفتہ رفتہ راجہ چندو لعل مہاراجہ بہادر کے دربار مین باریاب ہوے چونکہ مہاراج شعر و سخن کے شیفتہ اور اہل سخن کے فریفتہ تھے۔ صاحب مذاق و قدردان تھے۔ آپکے پانسو روپیہ ماہوار کردیا۔ اور مصاحبت کے شرف سے مشرف فرمایا

آپ تا بمرگ مہاراج کے جلیس و انیس رہے۔ مرد با کمال تھے خوش فکر و خوش طبع ظریف المزاج و لطیف الوضع تھے۔ صاحب دیوان ہین آپکا دیوان قصائد و غزلیات و رباعیات کا ذخیرہ ہے اور آپنے چند مثنویات بھی لکھے ہین۔ مثلاً مثنوی چہو منتر وغیرہ مشہور ہین۔ ہمکو آپکا دیوان نہین ملا نہین تو ہم بہت سے اشعار انتخاب کرکے ہدیۂ ناظرین کرتے۔ آپ ہندی و فارسی دونون زبانون مین خوب کہتے تھے۔ آپکا انتقال سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین ہوا۔

من اشعاره الفارسی

مرا دلیست چه وحشی دلے که در گفتار — سخن بدر کند و بگذرد ز دیوار
بزینه در بیت العتیق میماند — سر سجود من و آستانهٔ دربار
فلک بدست گرفته ست حشمت نقره و زر — بود الفکر چه تعمیر بهر بسته کار
بهار آئینه قصر لاجوردی بین — هجوم سنبل و گل چون ثوابت و سیار
اگر بطبع در آید معانی و نکاتش — اساس بیت شمار و طبیعت اشعار
بهر طرف نگرم رو به پیش صحرا است — نگر تعلق دل شد بابروے دلدار
بطالعم در دولت کشاده شد باید — که مثل سایه شوم سجده ریز تا دیوار
کجاست گرمی بازار مردم شروان — که دستگاه فروشم چو ساغر سنجار
حباب عشق بفکر عمارت دلم ست — چنانکه خانه ستور در کشانش کار
چه سروری که بهنگام گنج بخشی او — گدا رود از غرق شرم بر گوهر بار
نسیم گلشن خلقش چو محفل آراید — زمانه نافه فروشد با هوان تتار
بعهد او بخرد کارگاه اکسون باف — شعاع دیده خورشید را بقیمت تار

زہے حمایت دورش کہ طفل مہد نشین	بہ بازی گل و سنبل گرفت مار و شرار
شد از عنایت او التماس را صلے	نہ در سخاوت او انتظار را آثار
جہان ہمت و انصاف را بہ چند و لعل	کہ ہست خاک در او طلائے دست افشار
بباغ خلقش اگر بگذرد نسیم صبا	چہار رمعان کہ بہار و سوئے گل گلزار

ولہ تاریخ شادی ہمت علیخان

شد نوید شادمانی آنکہ گیتی استوار	جشن عیش نور چشم آصف جم اقتدار
سال عشرت زد رقم ہمت ز فضل کردگار	جلوہ از مہر و قمر با ہم مبارک سازگار

ایضاً ولہ

عشرت خورشید طلعت ماہ رو	جلوہ گر شد با ہزاران آرزو
از برائے سال [illegible] ہمت بگو	وصل ماہ و مشتری آمد نکو

صادق ۔ مرزا محمد صادق اصفہانی

صادق تخلص ۔ مرزا محمد صادق نام ۔ آپ مرزا محمد صالح اصفہانی کے صاحبزادے ہین ۔ آپکی ولادت روز پنجشنبہ بتاریخ سوم شعبان سنہ ۱۰۱۸ ہجری مطابق پنجم جہانگیری بندر سورت مین واقع ہوئی ۔ اور آپکی نشو و نما سورت و احمد آباد گجرات کی آب و ہوا مین ہوئی ۔ جب سن شعور کو پہنچے تو علماے ہند سے تعلیم پائی کتب متداولہ عربیہ فارسیہ سے فارغ التحصیل ہو کے ہند و سندھ و دکن کی سیر کی ۔ اس سیر و سیاحت مین اکثر شعرا و علماے ملازمت کی اور ہر ایک کی خدمت مین مستفید ہوئے ۔ جہانگیری و شاہجہانی ملازمون مین پدر و پسر ملازم تھے ۔ آپ شاعری و انشا پردازی مین عدیم النظیر تھے ۔

اور تاریخ دانی مین مورخ محقق آپنے ایک تاریخ بسیط مسمیٰ بہ صبح صادق تالیف کی ہے
تاریخ چار جلدون پر شامل ہے تاریخ مذکور کے خاتمہ مین آپنے سیر و سیاحت اور شعرا و علما
کی ملاقات اور اُن کے حالات کا مختصر تذکرہ لکھا ہے چونکہ تذکرہ دلچسپ ہے۔ لہذا فقیر
مولف ذیل مین بجنسہ گزارش کرتا ہے کہ ناظرین مطالعہ سے لطف و مزہ پائین۔
آپ صاحب دیوان ہین۔ فقیر کو آپکا دیوان دستیاب نہین ہوا صرف ایک رباعی
دستیاب ہوی **ھو ھذہ**

سوے میخانہ بتائید جنون خواہم رفت | بازاز عالم اسباب برون خواہم رفت
حدّاین بادیہ جز اشک بدست کسے | آہ خواہم شد و از اشک فزون خواہم رفت

صحیح آپکی رحلت کی تاریخ نہین ملی۔ یہہ بزرگ گیارہوین صدی ہجری مین زندہ تھے
گیارہوین صدی کے آخر یا بارہوین صدی کے شروع مین عالم فانی سے ملک
جاودانی کے طرف رحلت کی۔
گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ آپ کے والد ماجد بندر سورت مین عبدالرحیم خانخانان
کیطرف سے نیابتاً مقرر تھے۔ بندر مذکور کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتے تھے۔
پس ۱۰۲۱ھ ہجری مین نوکری ترک کر کے احمد آباد گجرات مین آئے ایک سال تک
بسر کر کے ۱۰۲۲ھ ہجری مین شاہجہان بادشاہ کی خدمت مین پہنچے۔ جب ۱۰۲۳ھ ہجری
مین بندر سورت شاہجہان کی جاگیر مین مقرر ہوا تو آپکے والد بندر مذکور بھیجے گئے
وہان کا انتظام کل آپ کے والد کے تفویض ہوا سفید و سیاہ کے مختار کل تھے
سپاہ و عہدہ داران بندر کی بحالی و برطرفی آپ کے دست قدرت مین تھی دو سال
تک امور مفوضہ کے انتظام مین باہمہ تن مصروف رہے انتہیٰ کلامہ۔ اب مین آپ کے

سفرنامہ کو مختصر آگے لکھتا ہون **ھو ھذہ**

صبح صادق کا مولف صاحب ترجمہ اپنی مولفہ تاریخ مین لکھتا ہے کہ اُسی زمانہ مین مولانا محمد صوفی سورت مین وارد ہوے میرے والد ماجد سے ملے دونون باہم نہایت محبت و الفت تھی۔ مولانا صوفی مشاہیر علما سے تھے صوفی مشرب تند خو سخت گو کسی سے ملتے جلتے نہین تھے۔ عہد اکبری سے ہند مین سکونت پذیر تھے اور گجرات کو وطن بنا لیا تھا مدت تک اسی ملک مین رہے ۱۰۳۴ھ ہجری مین جہانگیر بادشاہ نے آپکو بلایا آپ حسب الحکم لاہور روانہ ہوے راہ مین فوت ہو گئے۔ مجکو آپسے نیاز حاصل تھا مین نے آپکی وفات کی تاریخ لکھی ؎

بہر سال وفات او گفتم | رفتہ ملا محمد صوفی
۱۰۳۴

من اشعارہ

مرا بوقت جدائی دوست مردن بہ | کہ زندہ باشم و بے دوست بنگرم جارا

نمی ماند این بادہ اصلاً باب | تو گوئی کہ حل کردہ اند آفتاب

صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ ۱۰۲۶ھ ہجری مین میرے والد ماجد شاہجہان بادشاہ کی درگاہ سے رخصت ہوئے مین اُسوقت برہانپور مین پہنچا اور ۱۰۲۷ھ ہجری مین احمد نگر دکن مین آیا۔ پھر احمد نگر سے مالوہ مین والد ماجد کی خدمت مین واپس آیا پھر والد نے سلطان پرویز کی ملازمت کا عزم کیا۔ اور شاہزادہ اُسوقت الہ آباد مین تھا۔ مین بھی والد کے ہمراہ وہان گیا وہان سید محمد لاہجی کو دیکھا۔ سید حکیم و شاعر خوش نویس و مصنف تھا۔ ابتدا مین رسمی تخلص کرتا تھا۔ جب ہندوستان مین آیا اُسوقت فغفور تخلص اختیار کیا۔ آخر عمر تک شاہزادے پرویز کی ملازمت مین رہا۔ آخر ۱۰۲۸ھ ہجری مین

شہر الہ آباد مین فوت ہوا۔ ان کے نتائج طبع مدون ہین۔ ع

فلک دیگر بکام زند در آشنا میگردد | عسس گو خواب رحمت کن کہ امشب جام میگردد

سر شوریدہ را بسامان نتوان باز آورد | این دستار پریشانست کہ از سر بندد

پھر مین شہر مذکور مین شیخ شاہ محمد جونپوری کی خدمت مین پہنچا۔ تبرکاً کافیہ شاہ صاحب سے پڑھی۔ بعد ازان شاہ صاحب جونپور گئے۔ درس و تدریس مین مشغول ہوئے سنہ ۱۰۳۲ مین فوت ہوئے۔ پھر مین سنہ مذکورہ مین حکیم ہمام گیلانی کی خدمت مین پہنچا۔ وہ شاہزادے کے امرائے اکابر سے تھا۔ صاحب دیوان ہے۔ من اشعارہ

پاسبان شیشۂ دل باشد اے غافل سنگ | بار سنگین دل [illegible] دل سنگ

پھر ایک سال نہین گذرا تھا کہ میرے والد ماجد نے کہ شاہزادے [illegible] سنہ ۱۰۲۹ ہجری مین [illegible] شاہی [illegible]

اسوقت میرے دل مین طالب علمی کا شوق موجزن [illegible]

پڑھی و مولانا عبد الشکور کی خدمت مین کتب [illegible] مولانا شاہزادے

[illegible] سنہ ۱۰۳۵ ہجری مین [illegible] من اشعارہ

وحی کہ جان و [illegible] | [illegible]

مین چار سال تک پٹنہ مین [illegible]

مطالعہ و مباحثہ کتب مین مصروف رہتا تھا۔ مولانا [illegible]

رکھتے تھے۔ مدت تک پٹنہ مین [illegible] سنہ ۱۰۳۵

مین فوت ہوئے۔ اور مین اسی زمانہ مین ملا محمد حسین [illegible]

خدمت کی مشق کرتا تھا۔ میری شاہزادے کی ملازمت مین تھا۔ شاہزادے کے بنگالہ [illegible]

پٹنہ مین آیا۔ وہان دیر تک قیام پذیر رہا۔ پھر وہان سے بارادۂ بیت اللہ راہی ہو گیا۔ من اشعارہ

ازبس بر آستان تو شبہا فتادہ ام — چون نقش پای خویش ز پا فتادہ ام
چون سایہ فتادہ بالای دلبرم — ای دوستان ز عالم بالا فتادہ ام

حکیم عارف لاہیجی اکثر میرے والد ماجد کے پاس آمد و رفت کرتا تھا۔ وہ مشاہیر شعرائے زمانے سے تھا اکبری عہد مین وطن مالوف سے ہند مین آیا تھا۔ چند مدت جہانگیر بادشاہ کی خدمت مین بھی بسر کیا۔ آخر پٹنہ مین سکونت پذیر ہو گیا تھا۔ مین نے آپ کو سنہ ۱۰۳۱ ہجری مین دیکھا تھا۔ شاعر ماہر و بد اعتقاد تھا۔ سنہ ۱۰۳۵ ہجری مین ملک بنگالہ مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

دوش از جمال زلف یار گرفتن — بر من آسمان نمودار گرفتن
جام بکف گیر چو آفتاب بیاموز — راہ سر تیغ کوہسار گرفتن

پھر مین حکیم ملا آدم جہانی سے ملا وہ عازم ایران تھا۔ میرے والد کے پاس ملنے کیلئے آیا تھا مشاہیر شعرائے زمانہ سے تھا۔ اولا وطن سے دکن مین آیا تھا۔ پھر دکن سے پٹنہ مین پہنچا چند مدت کے بعد پٹنہ سے اصلی وطن گیلان کو روانہ ہوا۔ من اشعارہ

ہرگز این طفل مزاجی نرود از خاطر — گر بتابوت روم شوخی گہوارہ کنم

انہین ایام مین میرزا قاسم نامی اصفہانی بھی پٹنہ مین وارد ہوا۔ لطیف الطبع تھا فن موسیقی مین مہارت کامل رکھتا تھا۔ اور شاعری مین استاد مانا جاتا تھا بسراجی تخلص کرتا تھا۔ چند روز کے بعد فوت ہوا۔ میرے والد کے دوستون سے تھا۔ اسی زمانہ مین

میر محمد سعید یقینی بہی فوت ہوا۔ من ۲ اشعارہ سراجی

بس در خم و پیچ سر کشیدیم چو آب
نالان نالان بسے دویدیم چو آب

چون از منزل نشان ندیدیم چو آب
در آبلۂ دل آرمیدیم چو آب

اور وہان مین نے ضیائی شاعر کو بہی دیکہا۔ مدت تک پٹنہ مین سکونت پذیر رہا
پہر میر یحیی بن میر ہاشم قمی موسوی بہی وہان پہنچا۔ اکابر سادات عراق سے تہا
اور اوطن سے ہند مین وارد ہو کے کئی سال تک دکن مین بسر کیا آخر جہانگیری عہد
مین اوڑیسہ کی دیوانی و بخشی گری پر مامور ہوا تہا۔ وزارت سے معزول ہو کے
پٹنہ مین آیا تہا۔ مین نے اسکو دیکہا۔ میرے والد کے دوستون سے تہا۔ پہر کابل
کی بخشی گری پر گیا۔ چند روز کے بعد فوت ہوا۔ من ۲ اشعارہ

آن خال سیہ نبود بر گوشۂ چشم تو
افتادہ سیہ مستی در گوشۂ میخانہ خلفِ او

میر ہاشم کو مین نے بایام طفلی شہر برہانپور مین دیکہا تہا۔ فی الحال درگاہ بادشاہی
مین مامور ہے من ۲ اشعارہ

زلفش زدو سو گوئے ربخ زا بان و ثبت
از یکطرف آمد خط و گو راز میان برد

شہر پٹنہ مین سکونت پذیر تہا۔ والد کے دوستون سے تہا۔
اور میر ابراہیم حسین کابلی جو لطیف المزاج و مجسم خلاق تہا۔ دیری تخلص کرتا تہا
شاہزادہ پرویز کی ملازمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ خوشنجر خان خطاب پایا تہا
شاہزادے کی وفات کے بعد صاحب قران کی خدمت مین آیا۔ مرحمت خان
خطاب پایا۔ آخر سنہ ۱۰۴۰ ہجری مین فوت ہوا۔ من ۲ اشعارہ

پوشند ہمیشہ مصحف روی از چشم من
زانسان کہ روزہ بر زباران کتاب را

محمد فصل و سال و چہار ست علی زان فصلہا فصل بہار ست

اور میرے والد کے دوستون سے احمد بیگ صفہانی تہا - مین نے اسکو بنگالہ مین دیکہا تہا - فی الحال بارگاہ شاہی مین ہے طبع درست و موزون رکہتا ہے

من اشعارہ

گل شگفت و گل عذاران زدستب گذشت باغ روز روز بلبل ست و نجت نجت باغبان

اور انہین ایام مین باقیا شاعر جو مشاہیر شعرا سے آیا - پہر پٹنہ سے جونپور گیا - مین اس سے دونون مقام مین ملا ہون - شعرگوئی مین عمدہ سلیقہ و ملکہ رکہتا تہا اور فن موسیقی مین بہی لیاقت مہارت سے موصوف تہا - شاہزادے پرویز کی خدمت مین چند روز رہا کچہہ فروغ نہین پایا - جونپور سے بنارس مین آیا - اور یہان سکونت پذیر ہوگیا - جب صاحب قران پٹنہ مین پہنچا اُسوقت بادشاہ کی خدمت مین آیا - عنایت سے سرفراز ہوا - جب بادشاہی لشکر دکن روانہ ہوا اُسوقت بنارس مین مراجعت کی - بنارس مین صاحب قران کی تخت نشینی تک سکونت پذیر رہا - جلوس کے وقت بارگاہ شاہی مین پہنچا - مراحم سلطانی سے سرفراز ہوا - آخر رخصت لیکر ایران چلا گیا - صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ فی الحال سنا جاتا ہے کہ حج سے فارغ ہوکر وطن مالوفہ ایران پہنچ گیا - من اشعارہ

حیف چون عمر یکہ در غم بگذرد از دست رفت بارہ ہشیار آمد و از صحبت ما مست رفت

اور پٹنہ مین ایک بزرگ جنکا نام سلطان محمد اور زاہدی تخلص تہا قیام پذیر تہے دیوان انوری و خاقانی خوب جانتے و سمجہتے تہے - ان کے فرزند محمد لطیف لطفی تخلص میرے دوستون سے تہے - خوش مزاج و لطیف الطبع تہا - دوستون کو

ان کے ملنے سے لطف و مزہ حاصل ہوتا تھا۔
جب ۱۰۳۴ھ ہجری مین صاحبقران نے بنگالہ مین پدر بزرگوار کی مخالفت کا علم بلند کیا حسب الحکم شاہزادہ پرویز صاحبقران کے مقابلہ کے لئے الہ آباد روانہ ہوا۔ شاہزادہ کی فوج مین ملا باقی نہاوندی ہمرکاب تھا۔ اس سے پہلے عبدالرحیم خانخانان کی خدمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ ماثر رحیمی اسکی تصنیفات سے ہے۔ کلام [illegible]

ما و بلبل غرض چاک سینہ ہیکر دیم دوش   تا بہ پرورد گلستان غم [illegible]
راہ بیرون شدن از زیر فلک ممکن نیست   [illegible]

میرے والد ماجد شاہزادہ پرویز کے ہمرکاب [illegible] مامور ہوئے حسب الحکم [illegible] مین پہنچا۔ وہان حکیم رکنا کاشی بھی [illegible] مدت تک شاہ عباس ثانی کی خدمت مین زندگی بسر کرتا رہا [illegible] اور ایک قصیدہ کہا جسکا مطلع یہ ہے ؎

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش   شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

پھر ایران سے ہند روانہ ہوا۔ ملازمان اکبری مین شامل ہوا۔ چند مدت جہانگیر کی خدمت مین رہا پھر وہان سے برخاستہ خاطر ہوکے گولکنڈہ دکن مین آیا۔ میر محمد مومن استرابادی میر جملہ آپکی بازدید کے لئے آیا۔ حکیم نے سہواً شیشہ شراب کے گمان شیشہ گلاب کے سر پر افشان کیا۔ میر بزرگ و پرہیزگار تھا۔ حکیم کی اس حرکت سے بہت ہی رنجیدہ ہوا فوراً اپنے دولتخانہ پر لوٹ آیا۔ حکیم نہایت ہی شرمندہ و نادم ہوا۔ اسیوقت بیجاپور کا راستہ اختیار کیا۔ چند روز کے بعد بیجاپور سے پھر جہانگیر کی درگاہ مین حاضر ہوا۔

آخر مہابت خان کی مصاحبت مین رہا۔ جب صاحبقران آگرہ مین تخت نشین ہوا
تب یہہ قطعہ موزون کرکے عرض کیا۔ دو ہزار روپیہ صلہ پایا۔ ~

پادشاہ زمانہ شاہجہان	خورم و شاد و کامران باشد
حکم او بر ممالک عالم	ہمچو حکم خدا روان باشد
بہر سال جلوس او گفتم	تا جہان باد در جہان باشد

پھر چند مدت ہند مین بسر کرکے مشہد مقدس گیا۔ وہان زیارت سے مشرف ہوکے مکہ معظمہ پہنچا۔ حج و زیارت سے فارغ ہوکے وطن مالوفہ پہنچا۔ مولف فقیر نے اس تذکرہ مین حکیم مسیحا کا مفصل ذکر حرف میم مین لکھا ہے۔ اگر دیکھنا مطلوب ہو تو وہان دیکھیئے۔ من اشعارہ

بیدوست یکدو روز صبورم کہ از فراق | چون شاخ نو بریدہ ندارم خبر ہنوز
اے ملائک در شما آوارگی می افکند | کوکب بخت مرا از آسمان بیرون کنید

پھر مین بنارس سے والد کے ہمراہ پٹنہ مین پہنچ کے جونپور مین واپس آیا۔ اور وہان شیخ محمد افضل جونپوری جو اکابر علما سے تھے مستفید ہوا۔ فن ریاضی مین استعداد کامل حاصل کیا۔ شیخ موصوف بحر دھر صالح و متقی تھے۔ اور شیخ محمود نبیرہ شیخ شاہ محمد کی خدمت مین بھی تھے۔ مین آپ سے اکبرآباد مین بھی مشرف ہوا تھا۔ کبھی کبھی شعر بھی موزون فرماتے تھے۔ منہ

ہر آن می کہ ندارد خمار در لب تست | مراد و چشم تو پیوستہ در خمار بود

نبیرہ جونپور مین شیخ عبد العزیز صوفی کی خدمت مین پہنچا۔ شرف ملازمت سے مشرف ہوا۔ آپ تصوف مین کامل تھے۔ من اشعارہ

تا بر تو نظر کشود دم اید وست — تیغ تو سرم بدامن افکند

آپکے برادر مولوی شیخ عبد الحکیم شعرائے زمان سے تھے - کبھی عطائی - کبھی عفوی تخلص کرتے تھے - میرے والد ماجد کے دوستون سے تھے - اب سنتا ہون کہ دونون بھائی فوت ہوگئے - من اشعارہ

طلب گرفتہ بطمی ازین جہان رفتم	بسان طفل کہ پستان گرفتہ خواب رود
ہر لحظہ خطش در نظرم خوبتر آمد	ہمچو خط استاد کہ بینی بتامل
سودا بسرم ہمچو پلنگ اندر کوہ	چون شیر بدریا و نہنگ اندر کوہ
دور از وطن خویش بخواری کردم	چون شیر بدریا و نہنگ اندر کوہ

از شعرائے جونپور ہے تنہا - ملا محمد امینی کشمیری جو لطیف الطبع سے مشہور ہے - اور اسکی عمر سو سال سے زیادہ تھی - اور وہان کے شعرا مین شادابی ہی تہا - فن موسیقی منادی مین استاد کامل مانا جاتا تہا - من اشعارہ

نمی گردد بگرد مطلب نیا دان اما — کہ شمع مردہ را برہم نگیرد ہیچ پروانہ

صادق صاحب ترجمہ کہتا ہے کہ مین جونپور مین ۱۰۳۰ھ ہجری تک تحصیل علوم مین مشغول رہا - اور سنہ مذکورہ مین والد ماجد کی ملازمت کے لئے عازم دکن ہوا اور آگے جونپور سے اکبر آباد اور وہان سے برہانپور مین پہنچا - اسوقت میرے والد صاحب الحکم شاہزادہ برار کے انتظام کے لئے ایلچپور برار مین گئے تھے - مین برہانپور سے ایلچپور مین آیا اور والد کی ملازمت سے مشرف ہوا بمقتضائے جوانی ایک سال تک برار مین سیر و شکار کرتا رہا - اور مذاکرہ علم سے دور تہا - اسی عہد مین شاہزادہ پرویز نے عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف رحلت کی - مین نے آپکے رحلت کی تاریخ کہی -

یہہ واقع ۱۰۳۶ہجری مین گذرا۔ من اشعارہ

رفت پرویز شاہ در فلن شاہ | ساز دا ز سال فوت او آگاہ

شاہزادے کی وفات کے بعد میرے والد معزول ہوکے برہانپور آئے مین بہی چند مدت والد کے ہمرکاب تہا۔ وہان مرزا محمد حسین سہری قزوینی و مرزا محمد طاہر مہری و مرزا اسمعیل سکوتی اصفہانی سے ملاقات ہوی۔ میرزا طاہر مہری اس زمانہ مین سخندان صاحب طبعان سے ہے۔ شروع جوانی مین وطن طالقان سے ہند مین آیا۔ دکن و لاہور و پٹنہ مین سیر و سیاحت کیا رہا۔ پہر برہانپور سے اکبرآباد گیا۔ ۱۰۴۲ہجری مین بنگالہ پہنچا وہان اسکو کچہہ کامیابی نہین ہوی۔ پہر پٹنہ مین آیا۔ فی الحال معلوم نہین کہان ہے۔ من اشعارہ

سیاہ گشت دلم تا لب آمدہ تمام	درون من شدہ چو دود کش سیاہ تمام
ز یک نگاہ من لاف التفات مزن	نکرد دعوی خود کش بیک گواہ تمام
بنای صبر کشی با حتیاط نہاد	چنانچہ او کرد در دو ماہ تمام
ز تنگدستی و بیطاقتی منیری	نمی شود چو نگین خانہ اش پناہ تمام

میر سکوتی بہی سخندان زمانہ سے تہا۔ اور میرے والد سے اوسے ربط تہا خوشنویسی مین استاد تہا۔ مدت تک دکن مین سکونت پذیر رہا۔ اسی سال مین آیا کہ وہ فوت ہوگیا۔

آلودہ بخون تو چہ کنی تیغ نگاہت | ما را غم سر نیست ولیکن غم تیغ ست

نیز برہانپور مین میر قابلی گیلانی ظرفائے شعرا سے تہا۔ خوش اخلاقی و صفائی دلی سے موصوف۔ من اشعارہ

ہرگز زبادہ چہرہ ما لالہ گون مباد لبریز | ہر لالہ رشک صحبت صد سالہ عشرت است

جام عشرت ما جز بخون مباد خالی نی ز نغمه این ارغنون مباد

اور شہر ندکور مین میرزا علی قلی بھی تھا۔ اسکا باپ سلیمان خلیفہ امرائے شاہ طہماسپ صفوی سے تھا ازبکون کے معرکہ مین مقتول ہوا۔ میرزا لطیف الطبع تھا۔ من اشعارہ

بسیار بلولیم ازین عمر ندانیم کاسائش ما در دم تیغ که نهفته است

بعد ازان مین چند روز برہانپور مین مقیم رہا۔ خانجہان لودی حاکم برہانپور نے میرے والد ماجد کی جاگیر ضبط کرلی۔ بامر لاچاری میرے والد نے دربار جہانگیری کا ارادہ کیا۔ اور اکبرآباد روانہ ہوا۔ مین باقتضائے جوش جوانی اُن کی خدمت مین رہنے سے باز رہا۔ اور جنیر کا ارادہ کیا جنیر صاحب قران ثانی کا مستقر و مورد گاہ تھا۔ اثنائے سفر مین مجھکو بیشمار مصائب و محن سہنا پڑا۔ منازل طی کرتے ہوئے شہر کرکی مین جو ملک عنبر کا مستقر و دار الحکومت ہے پہنچا۔ شہر کو نہایت آباد و خوش فضا پایا۔ اور چند بزرگون کے سوا کسیکو نہین دیکھا۔ اُس شہر اور اپنی حالت کے بیان مین چند اشعار موزون کیا۔ هو هذه

چون بسوئے دکن نہادم رو	سخت محنت کشیدم از ہر سو
رخت بستم ز شہر برہانپور	چون شدم منزلے ازان دور
رنج غربت اثر نمود مرا	رنج بر رنج فزود مرا
چون دل را دران گذرگہ تنگ	راہبر اشک و آہ بیش آہنگ
تیرہ شد روز دلفروزی من	دل من تنگ تر ز روزی من
زخم از دور دل زبیر شدہ	دلم از راہ بادگیر شدہ
چار دم روزہ چون سپردم راہ	شہر کرکی پدید شد ناگاہ

شہر عنبر نسیم مشک سرشت آب او بہ رودہ آبجوئے بہشت
خاک آن بقعہ مشک اذفر بود راستی آن بنائے عنبر بود
ہم در و قصرے آسمان مانند سایہ برابر و پایہ برابر او نہند
ساکنانش ملک بہ نیکوئی بزمین آمد آسمان گوئی
روز دیگر شدم ازان منزل آب در دیدہ آتشے در دل
شہرے آمد بہ پیش من در راہ قلعہ اش بر فلک زدہ خرگاہ
قلعہ سر فراز چہ فلک ساکنانش شنیدہ ذکر ملک
قلعہ داران فزون تر از انجم فلکرا اختر شمر در ابنان گم
اطلس چرخ تنگ بر تن او شمع خورشید زیر دامن او
تیغ او پاسبان خرمن ماہ دست گردون ز دامنش کوتاہ
نام آن شہر و قلعہ پرسیدم زیکے دیو گیر بشنیدم
دیگرے گفت این صبا باشد اینچنین شہر در کجا باشد
دیگرے گفت دولت آباد است شاہ جم دولت در و شاد است
شہریار دکن نظام الملک مالک صف شکن نظام الملک

گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ شہر کرکی بہر دو کاف تازی ہے اورنگ آباد مراد ہے۔ تاریخ صبح صادق کے مولف صاحب ترجمہ کے زمانہ کے بعد اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے نام سے اورنگ آباد آباد کیا۔ اولاً اس آبادی کو کرکی کہتے تھے منسوب بکرک بفتحتین بمعنی سنگلاخ۔ چونکہ اس آبادی کی زمین تمام سنگلاخ تھی۔ ملک عنبر نے اس زمین کرک میں شہر موسوم بہ کرکی آباد کیا۔ اور اسمیں عمارات عالیہ بنا کیا۔ انتہی کلامہ

فقیر مولف نے تاریخ جنیر مین دیکھا۔ کہ مولف جنیری لکھتا ہے کہ ملک عنبر جب نظام الملک بحری کی ریاست سے قطع تعلق کرکے بیجاپور مین چند روز عادلشاہی دربار مین رہا لیکن وہان اُسکو کامیابی کامل نہین ہوئی۔ مع جمعیت حبشیہ و دکنیہ وہان سے برخاستہ خاطر ہوکے دولت آباد آیا اور اُسکو اپنا مستقر بنایا۔ ایکروز بطریق سیر و شکار رأس میدان پُرفضا جہان شہر کرکی آباد کیا تہا آیا۔ اور وہان خیمہ و خرگاہ قائم کیا چند روز شکار و سیر مین مصروف رہا۔ اس مقام کی سبزی و شادابی دیکہہ کے بہت محظوظ ہوا۔ مقربین و یاران ہم جلسہ سے کہا اگر یہان ایک شہر آباد کیا جائے تو نہایت ہی آرام و آسائش کا سبب ہوگا۔ یاران جلسہ نے ملک موصوف کی راے سے اتفاق کیا۔ اور اصرار سے عرض کیا کہ ضرور آباد کرنا چاہئے۔ پس ملک نے جس مقام مین اپنا خرگاہ قائم کیا تہا وہان شہر کی بنیاد رکہی۔ اور اسکا نام خرگاہی رکہا۔ کثرت استعمال سے خرگاہی کا مخفف خرکہی ہوا۔ پہر عوام الناس کے استعمال سے خرکہی کا کرکی و کہرکی ہوا۔ انتہیٰ کلامہ۔

مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ پہر مین دولت آباد سے مع الخیر والعافیہ جنیر مستقر و فرودگاہ صاحب قرانی مین پہنچا۔ اُسوقت میر عبدالسلام خان مشہدی مخاطب باسلام خان نے جو صاحب قران کا مصاحب و سپاہ و فوج کا بخشی تہا میرے حال پر مہربانی کی اور مجھکو بادشاہی ملازمین مین شریک فرمایا۔ شہر جنیر خوش ہوا و خوش وضع تہا لیکن ویران و خراب ہو رہا تہا۔ چنانچہ مین نے اسکی صفت مین کہا

ع
شہر دیدم خراب چون دل ریش | یاد م آمد دیار و منزل خویش
شہرے از مردمش پریشان تر | دلِ مردم ز شہر ویران تر

بود کوہے بمرغزار جنیر	بر سرش قلعہ بنام سنیر
کمرش را ز لالہ پیرایہ	دامنش را زمانہ در سایہ
قلعہ اش راہ اختران میزد	تیغ بر ساق آسمان میزد
کمرش را بر آسمان تقدیم	تن جوزا ز تیغ او بدو نیم

مین شاہجہانی لشکر مین روزنامچہ نویسی پر مامور ہوا۔ اُن ایام مین ملازمان درگاہ جہان پناہ سے ملازمت و مجالست کا اتفاق ہوتا تھا۔ ازانجملہ قیصر بیگ شیرازی ہے۔ لطیف الطبع و خوش اخلاقی سے موصوف ہے۔ درگاہ والا مین حاضر رہتا ہے۔ من اشعارہ

زیردستان را نوازش کن چو از دریا گرد قطرہ دریا می شود ہر کہ بدریا میرود

دوم ملا صبحی ہمدانی ہے وہ مہابت خان کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تھا۔ لیکن متوہم ہوکے فرار ہوا۔ اور صاحبقران کی خدمت مین آیا۔ اُس زمانہ تک ہمرکاب تہا کہ خانجہان افغان و فتنہ و ہنگامہ گرم ہوا۔ آخر افغانی فتنہ مین مقتول ہوا۔ من کلامہ

ہیچ نگفتیم چرخ بیمروپا را ہر کہ نوشتی برات روزی ما را

عنایت اللہ بن خواجہ ولی منشی صاحبقران نے فصیحی کے حق مین یہہ بیت کہی ہے

خورد چربی و مالد دست بر سر چو شمع آویختہ ہر موے صبحی

جب جنیر مین یہہ خبر پہنچی کہ ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور فوت ہوا۔ اُسکا لڑکا محمود شاہ مسند نشین ہوا۔ صاحب قران نے اسلام خان کو تعزیت و تہنیت کیلیے بہیجا۔ مین بہی ہمرکاب تہا جب ہم بیجاپور مین پہنچے۔ مین نے وہان باقر خوردہ کاشی کو دیکہا۔ شعرا زمان سے تہا۔ عادلشاہ کی مقاربت مین رہتا تہا۔ بعد ازان

بنگاله مین گیا۔ اور حج کا عزم کیا سنه ۳۸ هجری مین برهانپور شهر مین پهنچکے فوت هوا

طول و عرض راه عشق آغاز و انجامست و بس
همتے از کعبه تا بتخانه یک گامست و بس

برهمن زنار و زاهد سبحه صد دانه داشت
هرکجا پیرو از گردم دانه و دامست و بس

سنه ۳۷ هجری مین جهانگیر بادشاه فوت هوا۔ اس خبر کے سنتے هی لشکر فیروزی اثر دار السلطنت کی طرف بنگاله کی راه سے روانه هوا۔ اور گجرات مین پهنچ کے اکبرآباد کیطرف متوجه هوا۔ اور وهان صاحب قران کا جلوس تجمل کے ساتهه هوا۔ اسلام خان حسب الحکم بیجاپور سے حضور کے طرف روانه هوا۔ مین اسلام خان کے همراه بنگاله کی راه سے بندر سورت پهنچا۔ وهان ملا مونسی شاعر سے ملا۔ ذی استعداد و خوش تقریر تها۔ شاعری مین عمده سلیقه رکهتا تها۔ من کلامه

بدوستی تو یک شهر دشمن است مرا
کدام را من تنها بدست و پا افتم

پهر مین سورت سے احمدآباد گجرات مین پهنچا۔ اور وهان سکونت اختیار کی۔ تقی بلیانی سے جو شیخ اوحدی بلیانی کا نواسه تها ملا۔ تذکرة الشعرا اسکی تالیفات سے هے بهت متعدد جلدون پر شامل هے۔ من اشعاره

تنم ز غم چنان پاشید از هم
که آید همچو گرد از جامه بیرون

چند روز احمدآباد مین قیام کرکے اکبرآباد متوجه هوا۔ شهنشاه عالیجاه کی ملازمت سے مشرف هوا۔ اور چند روز اکبرآباد مین بسر اوقات کی۔ انهین ایام مین مولانا عبد اللطیف سلطانپوری سے ملاقات کی۔ مولانا اکابر علما سے هین علوم و فنون مین هندوستان مین کوئی انکا نظیر نهین هے۔ محمد سعید بیگ بدخشی مولانا کے تلامذه سے هے۔ نیز شهر مذکور مین مولانا روح الله مازندرانی متخلص به روحی سے ملا۔

بزرگان زمانہ سے تہا۔ طلب علوم مین مشغول تہا۔ روحی کی طبیعت خاص ریاضی سے زیادہ مناسب تہی۔ علم ریاضی کی تکمیل کے لئے دور دراز کے بلاد مین سفر کیا۔ ہر شہر سے توشہ اور ہر خرمن سے خوشہ حاصل کیا۔ میرے حال پر بہت مہربان تہا۔ اکبرآباد سے بہرائچ مین پہنچا مین نے اسکو بہرائچ مین ہی دیکہا۔ پہر وہ اعظم خان کے عہد مین بنگالہ مین گیا۔ مین بہی وہان اُنکی خدمت مین پہنچا۔ سخندانی و شعرگوئی سے اُسکی طبیعت مناسب تہی۔ خوب کہتا تہا۔ **من اشعارہ**

الٰہی رشتۂ شوقم بکف دہ	ہوس را بر جگر داغ تلف نہ
تنم را خاک فرساکن زہستی	ہمہ را بندۂ زانو پرستی
امیدم را بکف دامان غم دہ	تمنا را تمنائے عدم دہ
ندارم پائے ہمت جز بدامان	دہ دستم مگر بہر گریبان

نیز اکبرآباد مین علی آصفی سالک کو دیکہا۔ ذکی الطبع و خوش وضع تہا۔ سلام خان مشہدی کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ **من اشعارہ**

پادشاہیم بر سریر سخن + صفحۂ شعر با قلمرو ماست
گاہ در چشم ہست گہ بر رو و گہ بر آستین + از پریشان اختلاطیہائے اشک خود ترم

خلاصہ کلام یہہ ہے کہ مین چندروز اکبرآباد مین سکونت پذیر رہا۔ پہر مین نے حسب الحکم بادشاہ بنگالہ مین جاگیر پائی۔ اور وہان کا الد کیا۔ اولاً قنوج کے رستہ سے بہرائچ مین آیا۔ چندروز میر مظفر حاکم کی خدمت مین زندگی بسر کی۔ بہرائچ صوبہ اودہ مین ایک شہر بزرگ ہے وہان سالار مسعود غازی کا مزار ہے۔ آپ سلطان محمود غزنوی کے خویشون سے تہے۔ آپ کی شہادت ۵۵۵ ہجری مین

بمقابلۂ ہنود واقع ہوئی۔ پہر مین جونپور مین آیا۔ اور وہان سے براہ راست
پٹنہ مین پہنچا۔ میرے والد ماجد ایک سال اول حسب الحکم جہانگیری بنگالہ گئی تھے
چند روز پٹنہ مین گذارے۔ سنہ ۱۰۳۹ ہجری کے اوائل مین قاسم خان بموجب فرمان
شاہنشاہی بنگالہ کی حکومت پر مقرر ہو کے آیا۔ مین بہی انکی خدمت مین پہنچا۔
قاسم خان امیر خلیق ولطیف المزاج وآشنا پرور تہا۔ صاحبان علم وفضل کی بہت
قدر و منزلت کرتا تہا۔ اور خاص میرے ساتہہ بادہ محبت کہتا تہا۔ من اشعارہ

نمونۂ جبرس ہیدلم صد انگنم | زبس شکستہ دلم لب بخندہ وا نکنم
مرغ ہر شاخ نیم اے باغبان الم ہبند | عندلیبم سایہ گلبن قفس باشد مرا

بالجملہ مین قاسم خان کی خدمت مین بنگالہ گیا۔ اور چند روز کے بعد اج محل مین
پہنچا۔ اور جہانگیرنگر مین قیام پذیر ہوا۔ وہان میرے والد ماجد آئے انکی قدمبوسی
سے مشرف ہوا۔ رنج سفر سے آرام پایا۔ اُسی زمانہ مین سید علاء الملک برادر
ابو المعالی کی ملازمت سے مستسعد ہوا۔ سید مذکور علما ر اکابر سے ہین۔ باوصاف
بزرگان اولیا موصوف ہے۔ آپکے والد ماجد علامہ میر سید نور اللہ مرعشی تھے
آپنے علم والد ماجد کی خدمت مین حاصل کیا۔ اور تکمیل کے لئے شیراز گئے
وہان کے علما سے تحصیل کے درجہ کو تکمیل پر پہنچایا۔ اور پہر شیراز سے ہند مین
مراجعت کی اور درس تدریس مین مشغول ہوا۔ فی الحال شاہزادے سلطان شجاع کی
تعلیم مین مصروف ہے۔ بادشاہ مولانا کی تعظیم وتکریم کرتا ہے میرے حال پر بیشمار
عنایت فرماتے ہین۔ آپکے تالیفات سے مہذب فی المنطق۔ وانوار الہدی
فی العلم الالہی۔ وصراط الوسط فی اثبات الواجب وغیرہا۔ شعر وشاعری سے بہی آپ کی

طبیعت مناسب تہی۔ کبہی کبہی شعر موزون فرماتے تہے۔ من اشعارہ

شب چشم تو بربستہ خود خواب کند | زلف تو بروز سیر مہتاب کند
رو را ہمہ کس بسوئے محراب کند | جز چشم تو کو پشت بمحراب کند

امیر ابو المعالی بہی فضائل و کمالات سے موصوف تہے۔ لطف طبع و سخن فہمی مین معاصرین سے ممتاز تہے۔ چیالیس برس کی عمر مین ۹۴۶ ہجری مین بنگالہ مین فوت ہوئے۔ مجہہ سے آپکو زیادہ اخلاص تہا۔ آپنے از روئے محبت میری نسبت کہا ہے ھو ھذہ

امروز چو دیدہ میرزا صادق را | شد سرمہ نور دیدہ عاشق را
یارب ز انجا کہ ہست لطف تو مبا | جز وصل نصیب عاشق صادق را

آپ کی تصانیف سے تفسیر سورۂ اخلاص۔ و رسالۂ عدالت۔ و انموذج العلوم و دیوان شعر وغیرہ ہین۔ پہر مین اسی زمانہ مین سید شاہ باقر حسینی کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ یہ بزرگ سادات مشہد و خدام روضہ رضویہ سے تہے۔ حاصل تخلص فرماتے تہے۔ مستقیم الرائے و عالی ہمت و بلند حوصلہ تہے۔ خوش طبع و خوش مزاج و بلند حوصلہ تہے من اشعارہ

با یہ چو برق خندہ زنان از جہان گذشت
بسکہ دارم ناتوانی چون ز جا جنبیدہ ام
سحر چو شمع سینہ ز ئے گشت و انستم
ما ہیم کہ در بحر فنا ئیم ہمہ
تا آمدہ ایم رفتہ ایم از عالم

نتوان چو ابر بر سر دنیا گریستن
بر زمین از سایۂ خود بیشتر افتادہ ام
کہ ہرکہ پردہ دری کرد رو درسوا کند
در کشتی عمر نا خدائیم ہمہ
در گوش زمانہ چون صدائیم ما

چون کثرت خلق را نمود اریکیست | در چشم خرد اندک و بسیار یکیست
یک خواه و یکی طلب که در حلقهٔ ذکر | تسبیح هزار دانه را تار یکی است

اور انہین ایام مین مولانا محمد یزدی لاہوری کی خدمت مین باریاب ہوا۔ وہ بھی علمائے زمانہ مین برگزیدہ تہا۔ مدت تک شیخ ابوالفضل کی خدمت مین زندگی بسر کیا پہر بنگالہ گیا۔ قاسم خان والی بنگالہ سے خدمت قضا پر مامور ہوا۔ اب معزول ہے نیاز مند صاحب ترجمہ کو اُس بزرگ سے تلمذ ہے۔ اور آپ سا اُستاد سے مجکو یادہ مانتے تہے۔ شاعری مین مذاق کامل رکہتے تہے۔ من اشعارہٖ

در دل ہوس کعبہ و بتخانہ شکستیم | سنگے ز د آمد و شد جانانہ شکستیم

آپکے صاحبزادے مسمی ملا عبداللہ فضلائے زمانہ سے تہے۔ مجکو آپسے بہی نیاز ہے۔ خط و شعر و فنون سپاہگری اور ہنرون پر قدرت کاملہ رکہتا تہا۔ راجمحل مین سلطان شجاع کی خدمت مین تہا۔ من اشعارہٖ

کان می نمود دعوی ہمدستی کفت | دست زمانہ زین ہمہ سنگسار ساخت

انہین ایام مین خواجگی محمد شریف محققی سے ملا۔ شعرائے معاصرین مین مشہور تہا آپکے والد خواجہ حسن علی شوستری تاجر کثیر المال تہے۔ آخر جونپور مین فوت ہوئے خواجگی شریف والد کے فوت ہونیکے بعد بنگالہ مین گیا۔ ابراہیم خان فتح جنگ نے آپکے حال پر بہت لطف و کرم مبذول فرمایا۔ دیوانی سے اُسکے لئے جاگیر مقرر کرائے اُسوقت سے صاحب ترجمہ اسی بنگالہ مین سکونت پذیر ہے۔ من اشعارہ

چشم نرگس کہ ندارد بغنودن کارے | گوئیا رستہ ز آب مژہ بیدارے
روشن دلے چو شمع درین بزم ماندۂ | کز تن بکاہدے و بجان در فزایدے

هستی ما است بر رخ آئینه وجود	چون تیرگی دم که دمے هم نیابدے
یک نقطه بیش نیست سپهر عجوبه کار	وین دائرهٔ زنشر غیبت دوران نماندے
گفتی که جهان چیست نمود بے بود	حق است بے منکر حسنش نتوان بود
مانندهٔ لفظ لااست هستی دو کون	صورت موجود و معنیش نفی وجود

اور اسی دیار مین مین نے محمد تقی دیدار کو دیکها۔ علم تصوف مین خوب مہارت رکهتا تها سخن سنج و سخن فہم تها۔ واقف تخلص کرتا تها۔ چند مدت عبد الرحیم خانخانان کی خدمت مین بسر کیا۔ صاحبقران کے اوائل عہد مین بنگاله کی امینی پر مامور رہا جب اعظم خان بنگاله مین آیا نائب سید کو معزول و محبوس کیا۔ آخر حبس سے رہا ہوکے درگاه والا مین آیا۔ معزز و مکرم ہوا۔ من اشعاره

نیست فرقے در میان دیر و بیت	رشته پیوند خویشت کمتر از زنار نیست
در مجلس مست پیمانه یکی است	آه سحر و نعرهٔ مستانه یکی است
از مسجد و دیر حق پرستیست غرض	گر خانه دو تاست صاحب خانه یکی است

میر قاسم خان کے عہد مین مخلص حسین تبریزی بنگاله مین بخشی گری پر مامور تها لطف طبع سے موصوف تها اور اسکے ہمراه ملا سراجی بہی تها۔ سراجی مرد کم آزار لائق تها۔ پس مخلص اکبرآباد گیا اور وہان فوت ہوا من اشعاره

خال تو در پاسبت نگهدار خویش باش　　دزدی کسے بخوبی هندو نمی کند

اور قاسم خان کے عہد مین حسن بیگ گرامی شاعر بہی بخشی گری نواره پر مامور تها شاعر پرگو و خوش سلیقه تها۔ من اشعاره

زپا افتاده عشقت امید از چشم تر دارد　　که آید سیل اشکے تا سرش از خاک بردارد

نیم از و راز تو چون بوئے تو برگرد تو میگردم　　اگر روزے فراموشم کنی سر در گریبان کن

اور قاسم خان کے زمانہ مین ملا درویش والہ ہروی بھی اس دیار مین آیا۔ ذکی الطبع وسخن فہم تھا۔ میرے دوستون سے ہے۔ گھوڑے کی تعریف مین کہتا ہے ؎

پیش و بعد مسافت نبود پنداری　　کاسمان وار گرفتہ است زمین در بغل

اور اسی عہد مین ملا وفائی ہروی بھی ہند مین آیا طبع سلیم سے موصوف تھا من اشعارہ

از ما مپوش چہرہ کہ ماسبے ادب نیئم　　کوتہ تر است از مژہ ما نگاہ ما

قاسم خان کے مصاحبون سے عباسی شاعر بھی تھا۔ نہایت فصیح البیان و بلیغ تھا خان موصوف کے عہد مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

چہ شد شکست پیالہ چہ شد نماند صراحی　　سر کدو چو بریدی صراحی ست و پیالہ

ملا حلمی شیرازی خواہرزادہ عرفی بھی قاسم خان کے ملازمین مین شریک تھا۔ چند مدت کے بعد حیدرآباد گولکنڈہ مین آیا۔ قطب شاہ نے اسکی بڑی تعظیم و تکریم کی بعیش و عشرت سے زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر با جل طبعی گولکنڈہ مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

نو آن بزرگ نوائی کہ ہر کہ پرورده　　ز نعمت سر خوانت بروزگار عدام

بزیر خاک پس از مرگ ہمچو شاخ　　درخت بجو یش بالد ہر استخوانش در اندام

اور قاسم خان کے ملازمون مین سے میر عبد القیوم بن سید محمد فراہانی تھا غنی تخلص کرتا تھا۔ شاعر سخن سنج و خوش گو تھا مولف صبح صادق صاحب جمہ لکھتا ہے کہ میرے دوستون سے تھا۔ خان موصوف کی وفات کے بعد جہانگیر نگر مین فوت ہوا سنہ

دل شمن جان بود ہلاکش کردم　　وز خنجر آہ خاک چاکش کردم

از خون جگر شستم و پاکش کردم　　در شہد آرزو بخاکش کردم

اور ضیاء الدین یوسف تبریزی بنگالہ مین مقیم خان ابہری دیوان کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ لطیف الطبع و ظریف المزاج تہا۔ چند روز بنگالہ مین بسر کرکے اعظم خان کے عہد مین پٹنہ گیا۔ من اشعارہ

باز امشب طرفہ شورے با من دیوانہ بود ۔ دل بیکے آتش پرست و سینہ آتش خانہ بود

اور محمد صالح ستار تخلص تبریزی بہی مقیم خان ابہری دیوان بنگالہ کی مصاحبت مین تہا شاعر سخن فہم و سخن دان تہا۔ من کلامہ

اگر اسیر سیہ چہرہ شاہم سہجات ۔ دل شکستہ ما مومیائی میخواست

رخسارہ و لب او درد مرا دوا کرد ۔ گلقند آفتابی آخر علاج ما کرد

ملا دوست محمد کشمیری شاعر لطیف الطبع و خوش خلق تہا۔ شطرنج بازی مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ میرزا ابوسعید نبیرہ اعتماد الدولہ کی ملازمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ قاسم خان کے فوت ہونے کے بعد فوت ہوا۔ من اشعارہ

اے خوئے کجت نماز جان را محراب ۔ ابروئے تو مسجد جہان را محراب

گردید بگرد ما فلک خم یعنے ۔ ہر سوست نماز عارفان را محراب

اور ابراہیم اصفہانی۔ آقا محمد زمان امیر بنگالہ کی خدمت مین تہا من کلامہ

از آتش دیوانہ گل داغ جنون بس ۔ از سر ہوس طرہ دستار نہادیم

ملا محمد جان ظریف الطبع میرزا نور اللہ کی خدمت مین بسر کرتا تہا من کلامہ

چون رشتہ غم تو بسوزن در آورم ۔ دلق فراق پوشم و بر تن در آورم

جہانگیر نگر مین متہرا داس نام ہندو و تخلص ذکی الطبع تہا۔ من کلامہ

دست ما تا گرفت دامن دوست ۔ دگر از آستین ما بگریخت

چون دو لا ہم ز رحیم رخ پر فن　　　　سر در چاہ و رسن بگردن

سوئے اتفاق سے خانزمان بن مہابت خان ناظم بنگالہ نے اسکو قید کیا۔ قید خانہ سے ایک غزل حکیم رکنا مسیحا کے پاس بھیجی - اور رہائی کی بابت سفارش کی درخواست کی۔ مسیحا کی سفارش سے رہائی پائی۔ غزل یہہ ہے -

سلام من کہ رساند حکیم رکنا را	ز درد من کہ خبر میدہد مسیحا را
منم فتادہ بدام بلا بجرم سخن	سخن اسیر قفس کرد مرغ گویا را
شفاعت من کافر مگر مسیح کند	کہ با مسیح تولا بود نصاری را

صادق صاحب ترجمہ صبح صادق مین لکھتا ہے کہ مین قاسم خان کے عہد مین بخشی گری سرحد بنگالہ پر مامور ہوا - وہان کی حکومت پر میرزا خان بن شاہنواز خان بن عبدالرحیم خانخانان حاکم تہا - چند مدت میرزا خان کے سایۂ عاطفت مین بسر کیا - میرزا کے معزول ہونیکے بعد جہانگیرنگر مین واپس آیا - اُسوقت خواجہ کمال افغانی نے جو رئوسا بنگالہ سے تہا بغاوت اختیار کی - قاسم خان نے اپنے فرزند کو مع جمعیت و امرائے ریاست باغی کی تنبیہ کیلئے بہیجا - اور مجھکو سپاہ کی بخشی گری پر مقرر فرمایا - لشکر مین محمد منعم نام شاعر خوش طبع آقا محمد زمان کی خدمت و صحبت مین تہا من اشعارہ

زبسکہ بر تن خصمت نشستہ بہم تیغ　　　　گمان برند کہ پوشیدہ دشمنت جوشن

مطرب پاکہ بلب فتنہ می نوشانست　　　　نے جدا از لب و کوچہ خاموشان است

جبکہ خواجہ کمال کے مستقر پر پہنچا عجز و انکساری سے پیش آیا - امرا کی خدمت مین حاضر ہو گیا - گرفتار کرکے جہانگیرنگر مین لائے - محبوس کیا گیا - میرزا شاہ باقر نے

اسکی گرفتاری کی تاریخ کہی سے بزودی ہر کمالے راز والے ہست

پہر مین بہی جہانگیرنگر مین لشکر کے ساتہہ واپس آیا۔ اسوقت چراغ بیگ شاملو

سمندر تخلص جہانگیرنگر مین آیا۔ ظریف الطبع تہا۔ فن موسیقی مین خوب مہارت

رکہتا تہا۔ اسکا باپ نام قلی بیگ شاملو جہانگیری امرا سے تہا۔ بنگالہ مین فوت ہوا

چراغ بیگ یہان چند روز بسر کرکے اوڑیسہ بہیجا گیا۔ پہر اسلام خان کے عہد مین

بنگالہ مین بلایا گیا۔ جاگیر سے سرفراز ہوا۔ آخر جاگیر مین فوت ہوا۔ میرے

دوستون سے تہا۔ من اشعارہ

سیل اشکم در غمش از بسکہ طغیان میکند	چشم تا بر ہم زنم صد خانہ ویران میکند
بیک تبسم گل در چمن بہا نی	چہ خارہ خارہ کہ در دل فتاد بلبل را

اور انہین ایام مین مین نے محسنائے شیرازی کو دیکہا۔ آقا محمد زمان کی خدمت

مین آرام سے زندگی بسر کرتا ہے حسن خط ولطف طبع سے موصوف ہے مجکو موصوف

الیہ سے نیاز و ملازمت حاصل ہے۔ من اشعارہ

جز چشم سیہ کز مژہ صد رخنہ بدل کرد	با خامہ مو کش نکند نقش نگین را
تا سرو تو افکند بسر سایہ زمین را	جا تنگ شدہ از سبزہ و گل خاک نشین را
میدہم دل از لبت بوسی تمنا میکنم	گوہرے دارم بکف با لعل سودا می کنم

اور اسی زمانہ مین زنبیل بیگ غلتخالی منشی تخلص کو جہانگیرنگر مین دیکہا۔ ملازمت

سے مشرف ہوا من اشعارہ

من بذوق اینکہ می بوسد لب جانانہ را	می کشم خیازہ لب بر لب پیمانہ را

اور پہر شہر ندکور مین سید عبد الحی تخلص خرابی کو دیکہا۔ حسین شاہ والی بنگالہ کے

احفاد سے ہے پریشان حال و پراگندہ بال تہا۔ اسکا کلام لطف و مزہ سے خالی نہین منہ

دل خوشۂ خوشۂ زلف غم شد از انکہ من	ہیچ کلفت ندارم از ابناے روزگار
ہمہ عالم اگر خیاط گردد	گریبان خرابی چاک گردد

خرابی چند روز کے بعد اس عالم خراب سے عالم آباد بقا کی طرف روانہ ہوا۔
پس جب قاسم خان نے ۱۰۴۲ھ ہجری مین رحلت کی۔ اسکی جگہ اعظم خان ساوجی جو
میر جعفر ساوجی وزیر شاہ طہماسب صفوی حکومت بنگالہ پر مقرر ہوا پس مین ساوجی کے
عہد مین میر علاء الدولہ عشقی شوشتری کی صحبت مین مشرف ہوا۔ علاء الدولہ ہمچو برادران
میر علاء الملک و امیر ابو المعالی صفات حمیدہ سے موصوف تہا۔ شعر و شاعری
کا فریفتہ تہا۔ من کلامہ

میان سرو قدان قامت ترا خوش کرد	زمانہ مصرع موزونی انتخاب کردہ

اور اسی عہد مین میر معصوم کاشی بن میر حیدر معمائی و برادر میر سنجر کو دیکہا۔ وہ بہی
شعرا مین فرد فرید تہا۔ خوش صحبت آشنا پرور تہا۔ من کلامہ

مجنون سنجاک رفتہ و موران ز نقش پا	بر تربتش نشان سلاسل نہادہ اند
کفر بی دردسری نیست چنین معلوم	بت پرستان ہمہ صندل بجبین می مالند

پس اعظم خان ساوجی کے عہد مین میرے والد ماجد محمد صالح اصفہانی بتاریخ دہم
شوال ۱۰۴۳ھ ہجری اس دار ناپایدار سے عالم بقا کو روانہ ہوے۔ آپ بہی شاعر
پرگو تہے۔ من اشعارہ

موج اشکم چون لعل بگشاد ہیچ نگفت بس	چون بخود پیچیدم از اندیشہ گردون گفت بس
ما و بخت بد درین وادی بامید کسے	خاک میکردیم بر سر کہ ہامون گفت بس

جهان تا هست نقش بصدر بزم حریفان — تا نبری سرو تیغ تیز کدو را
نگشاید ویرانه کمینی بر چشم — گمار ز خون دل بینی بر چشم

اے ورد کشان شراب در شیشه کنید — از بهر دل خراب در شیشه کنید
از بیم خمار می طپد در بر دل — گر نیست شراب آب در شیشه کنید

صادق صاحب ترجمه لکهتا ہے کہ ہم چار بہائی حقیقی تہے - ایک محمد تقی ایران مین تہا - مین اور محمد سعید و محمد جعفر ہمراہ پدر کے ساتهہ ہندوستان مین آئے۔ محمد سعید طبع لطیف سے موصوف تہا اور دوسرے بہائی بہی لیاقت فضیلت سے عاری نہین تہے - سمی ۱۰۹۵ ملا السعید

کونی جام شاه زبس گشت روز رزم — آراسته است بهر جو دنش طیور خوان
زمین بس هماے طعمه خود خورد خون — از بس فتاده بر سر یکدیگر استخوان

والد ماجد کے فوت ہونیکے بعد ہم بیشمار مصیبتین نازل ہوئین - وبمطالبات سلطانی گرفتار ہوئے قریب تہا کہ قیدخانہ مین بہیجے جائین - لیکن آقا میر علی ہمدانی بخشی نے بہری حمایت کی اور مجکو اور میرے بہائیونکو اپنی حفاظت مین رکہا - آخر اسلام خان مشہدی بنگالہ کی حکومت پر مامور ہوکے آیا - مین نہایت شوق سے استقبال کیلئے روانہ ہوا - مقام منگیر مین شرف خدمت سے مشرف ہوا - خان موصوف نے بدستور سابق عنایات قدیمانہ سے سرفراز فرمایا - پس خان موصوف کے ساتهہ جہانگیرنگر مین آیا - جو کچهہ امید رکہتا تہا اسکا خلاف پایا - مدت کے بعد مختصر جاگیر سے ممتاز ہوا - اسی مصیبت و پریشانی کے زمانہ مین محمد قلی سلیم تخلص کو جو اسلام خان کے خدمت مین بسر کرتا تہا - شعراء زمان سے تہا جہانگیرنگر مین دیکہا وہ

طبقہ اتراک سے ہے۔ مقام ترشیز اسکا مولد ہے۔ لطیف الطبع و سلیم المزاج تہا امیرانہ شان سے رہتا تہا۔ من اشعارہ

تا چند دیر و کعبہ مخوان این فسانہ را	ہمچون کمان حلقہ یکے کن دو خانہ را
ماتم دستور را بجہان خراب	گریہ مست و خندہ یکی ست
گر زمین را جا رود آزادگان را باک نیست	ہمچو نخل موم ما را تشنہ در خاک نیست
شب وصالے اگر روز کردہ دانی	کہ آفتاب قیامت ستارہ صبح است
نخورند در گلستان گل و لالہ آب بے تو	بگلوے شیشہ می نرود شراب بے تو
ہنر از خصم جدل باشد و از من عیب است	چون رگ لعل روانا رگ گردن عیب است
مرا معانی کوتاہ دلپسند بود نباشد	چو گوش گر شنوا سخن بلند بود نباشد

اور اسی زمانہ مین میر رضی بن ابو تراب مشہدی بنگالہ آیا۔ عالم فاضل و شاعر کامل تہا چند روز یہان رہا پہر ایران چلا گیا۔ دانش تخلص کرتا تہا۔ فقیر مولف نے حرف دال مین آپکا ذکر لکہا ہے۔ من اشعارہ

بر سرم آمد و لے بسیار زود از من گذشت	دولت تیغی کہ میگویند شمشیر تو بود

محمد شریف طالقانی اسلام خان کے ساتہ تہا۔ شریف الطبع و لطیف المزاج تہا بنگالہ سے اسلام خان کے ہمراہ دکن مین گیا۔ اور وہان فوت ہوا منہ

زاہد نخوری بادہ کہ مستی دارد	مستی دارد ہر آنچہ ہستی دارد

اور مین نے اسلام خان کے عہد مین میرزا شاہ باقر واجدی شیرازی کو دیکہا۔ خوش طبع و شیرین زبان تہا خوش اخلاق و دوست پرست تہا۔ منہ

عاشق تا جان نہ در پردہ جانان باخت	کے منزل اصل عشق را وی ساخت

تا بود درون بحر ماہی زندہ	موجش از بحر کے بساحل نہ اندازد

پس انہیں ایام مین کوچ و آشام کے زمینداروں نے بغاوت شروع کی - ملک مین فتنہ برپا ہوا - اس ہنگامہ فتنہ مین عبد السلام حاکم کوچ قید کیا گیا - اسلام خان نے اپنے بہائی میر زین الدین علی خان کو مع لشکر عظیم ان کی تنبیہ و تادیب کے لئے بہیجا - مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ مین بہی جاگیر کو ترک کرکے با حالت تباہ کوچ کے طرف روانہ ہوا - لشکر ظفر اثر مین لاحق ہوگیا - میر زین الدین علیخان نے میرے حال پر بہت شفقت و مہربانی کی - چار مہینہ تک میر کے ہمرکاب رہا آرام سے بسر کرتا تہا - اسی لشکر مین عبد الرحیم بن عنایت اللہ ابیوردی کو دیکہا لطف طبع و حسن خط سے موصوف تہا صیدی تخلص کرتا تہا - من اشعارہ

بچشمش لف تو در دام کشد عنقا را	مژہ تیر تو بر سنجد زند دلہا را
وحشیانش ہمہ از چشمہ دل آب خورند	جگر شیر بود آہوی این صحرا را

جب برشکال کا موسم شروع ہوگیا - اور سپاہ کا کوچ کرنا مشکل و دشوار ہوا - تب مجکو میر زین الدین علیخان نے جہانگیر نگر بہیجا - تاکہ اپنے کاروبار ضروری کو انجام دیکر لشکر ظفر اثر کے لاحق ہو جاؤن پس مین جہانگیر نگر مین آیا - اور اسلام خان کی ملازمت سے مشرف ہوا - خان موصوف سے ابتدا مین عنایت و لطف بے اندازہ دیکہا لیکن آخر مین بوجہ برعکس تبدیل پایا - روز بروز بیتوجہی دیکہتا تہا - بامر مجبوری چار نا چار گزارتا تہا - اسی زمانہ مین میرزا محمد حسین حسینی مشہدی اس ملک مین وارد ہوا - مین اسکی ملازمت سے مشرف ہوا - یہ بزرگ خراسان کے اکابر سادات و امرائے زمان سے ہے آپکے بزرگان سلف سے میر حسین خان ہرات جس مین حکمرانی

کرتے تھے۔ ان کے بعد حسین خان فیروز نے سرخس پر حکمرانی کی۔ اور خراسان میں اکثر کارنمایان کئے۔ آخر کسی معرکہ میں مقتول ہوا۔ مقتول نے خراسان میں ایک حوض بنا کیا تھا۔ یادگار باقی ہے اور حوض کے بنا کی تاریخ یہ ہے ؎ [illegible] آب بجو ز یاد حسین + اور حسین خان فیروز کا بھائی میرزا یادگار حسین [illegible] جہانگیر کی خدمت میں باریاب ہوا [illegible] صاحب قران ثانی کے عہد میں یادگار حسین خان خطاب پایا کابل میں فوت ہوا۔ میرزا [illegible] حسین مذکور یادگار حسین خان کا بیٹا ہے صاحب قران کی خدمت میں [illegible] ہجری بموجب فرمان شاہی بنگالہ میں پہنچا ہے فی الحال اسی ملک میں [illegible]

مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ مین نے میرزا کے حق میں کہا ؎

بر روی زمین سوار چون تو نبود	و [illegible] آتشکار [illegible] چون تو نبود
بر درگہ شہریار چون تو نبود	اینجا سخن است یار چون تو نبود

میرزا نے میرے حق میں کہا۔

ای آنکہ دلت باس [illegible] یار است	ہم و تشکن [illegible] است و [illegible] است
دست تو مدام باد [illegible] کار است	تو خسروی او طلاست [illegible]

پھر مین نے ایک غزل موزون کر کے میرزا کی خدمت مین بھیجی۔ غزل یہ ہے۔

سوی میخانہ بیائید جنون خواہم رفت	باز از عالم اسباب برون خواہم رفت
ہداین بادیہ جز اشک ندیدست کسے	[illegible] خواہم شد و از اشک فزون ہم رفت
راہ گم کردہ ام و میکدہ را می جویم	کہ بیا ہم ز خم چرخ برون خواہم رفت

جواب مین لکھا۔

ہمرہ عشق از سر حد جنون خواہم رفت	ہمچو ہوش از سر دیوانہ برون خواہم رفت

من اشعارہ

دہر لغزشگہ مردان خدا ست	موسی اینجا بعصا میگردد
ہیچ دل نیست کہ سرگرم دل افروزی نیست	رنگ خاکستری فاختہ بے سوزی نیست

پہر میں اسلام خان کے عہد میں خواجہ سعد الدین محمد مشہدی کی ملازمت میں پہنچا آپ حسن اخلاق و محاسن صفات سے موصوف ہیں۔ آپکے والد حاجی غیاثا تجار زمانہ سے ہیں فی الحال اسی ملک میں سکونت رکھتے ہیں۔ من اشعارہ

جنس ما پامال گردید از ہجوم مشتری	ہمچو آتش سوخت مارا گرمی بازار ما
خوش آن نسالان تقیدی کہ چون اطفال آب از گل	بہر جا میرسیدم خانہ بنیاد میکردم
زندہ دارد کوہکن را سرگذشت زخم او	آب حیوانے کہ می گویند آب تیشہ است

جب میری نسبت اسلام خان کی بے توجہی اندازہ سے زیادہ ہوئی۔ اسی بے توجہی کے عہد میں کسی بد معاش نے خان موصوف سے میری شکایت کی اور غیر واقعہ باتیں بیان کیں۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ میری نسبت حکم صادر ہوا کہ تہانہ سلیم آباد جائے نا چار حسب الحکم سلیم آباد میں آیا۔ تا ماہ شعبان ۱۰۴۹ ہجری تہانہ میں قیدی کی طرح پڑا رہا۔ پہر تہوڑے ہی زمانہ کے بعد اسلام خان معزول ہوا مجکو سلیم آباد سے بلا لیا۔ مگر یہان سے جاتے وقت بہی میرے حال پر مہربانی نہین کی۔ بلکہ جو منصب رکہتا تہا اسکو بہی کم کرکے گیا۔ خان معزول کے بعد سیف خان قزوینی برادر زادہ آصف خان میرزا جعفر بجائے عم آیا میرے حال پر نظر رحم کرکے مجکو تہانہ ادراک پور پر مقرر فرمایا انہی سفر نامہ میرزا صادق صاحب۔ ترجمہ مولف صبح صادق۔

صائب میرزا محمد علی اصفہانی

صائب تخلص۔ میرزا محمد علی نام۔ اسکا باپ اصفہان کے مشاہیر تجار کے خاندان سے تھا۔ آپ ایران کے بلاد مین بغرض تجارت آمد و رفت کرتا تھا۔ ایک وقت حسن اتفاق سے تبریز مین سکونت اختیار کی۔ اور اصفہان سے وہان اپنے عیال متعلقین کو بلا لیا۔ پس شہر تبریز مین صائب کی ولادت ہوئی۔ پہر ولادت کے بعد اسکے والد نے مع عیال اصفہان مین مراجعت کی۔ یہان صائب کی نشو و نما و تعلیم و تربیت کی تکمیل ہوئی۔ اسی وجہ سے اسکو تبریزی و اصفہانی کہتے ہین۔ صائب کا والد فرزند ہونہار کے دیدار سے بہت ہی خوش ہوتا تھا۔ کثرت محبت سے اکثر لخت جگر کو پیش نظر رکھتا تھا۔ تذکرہ حسینی کے مولف نے لکھا کہ ایکروز میرزا ایام طفلی مین باپ کے ہمراہ ایک بزرگ کامل و صاحبدل کی دوکان پر جو صحافی کا پیشہ کرتے تھے گیا۔ شیخ کامل نے ریزہاے کاغذ کو سریش مین ملاکے مرزا سے کہا بخور جان بابا مرزا نے حسب اشارہ والد ریزہاے مذکور کا ثلث حصہ کھا لیا۔ باقی چھوڑ دیا۔ شیخ نے فرمایا اگر یہ تمام کھاتا تو اسکا کلام تمام عالم کو مسخر کرتا۔ اب ثلث جہان کو مسخر کریگا۔ اسکی لیاقت و بزرگی کا آوازہ گوش جہان کا آویزہ ہوگا۔ انتہی کلامہ پس میرزا تحصیل و تکمیل علوم کے بعد شعر و شاعری کیطرف مائل ہوا۔ مضامین تازہ تازہ موزون کرنے لگا۔ خاص اسکی طبیعت شعر و شاعری سے قدرۃً مناسب و مخصوص تھی۔ بہ نسبت دیگر علوم و فنون فن سخن سنجی مین زیادہ دلچسپی و رغبت رکھتا تھا۔ آزاد بلگرامی و شیر خان مولف مرات الخیال وغیرہ نے لکھا کہ صائب

معنی آفرینی و ایجاد عبارات رنگین و اختراع تراکیب دلنشین مین فرد فرید ہے اور غزل گوئی و تمثیل مین مرد وحید ہے۔ قصیدہ و مثنوی کے میدان مین بہی جولانی کرتا ہے لیکن جو لطف و مزہ و انداز تازہ غزل سے جلوہ نما ہوتا ہے۔ وہ خوبی رمثنوی و قصیدہ مین نہین ہوتی ہے۔ اور کلام مین تکلف نہین جو کچہہ کہتا ہے تکلف و تصنع سے پاک و صاف ہوتا ہے۔ بدیہہ گوئی مین بہی بے نظیر تہا۔ مضامین تازہ و معانی شگفتہ اسکے گوشہ دماغ مین مستحضر رہتے تہے۔ جب چاہتا تہا فوراً غزل و قصیدہ موزون کرلیتا تہا۔ جب اسکی شاعری کی شہرت ہوئی تب کسی بزرگ نے امتحاناً ایک مہمل مصرع موزون کرکے پیش کیا کہ آپ اسکا ثانی مصرع کہدیجیے مصرع یہہ تہا۔ ع شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت ٭
صائب نے فوراً اول مصرع کہکے مہمل مصرع کو با معنی کردیا۔

امشب ای ساقی ز بس گرم است محفل مستیان ۔ شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت

شاعری مین اسکو تلمذ حکیم رکنا مسیح کاشی اور حکیم شفائی سے تہا۔ دونون کی خدمت مین مستفید ہوا۔ حکیم رکنا مشاہیر شعرا سے گذرا ہے شاہ عباس صفوی کے عہد مین معزز و مکرم تہا۔ بادشاہ اسکی بہت تعظیم و توقیر کرتا تہا۔ اکثر اوقات اس کے گہر پر آتا تہا۔ حاسدین نے شاہ کو اسکے طرف سے غیر واقعہ باتین سمجہا کے بدگمان کردیا۔ حکیم رکنا نے کچہہ پروا نہین کی دربار سے قطع تعلق کرکے یہہ مطلع موزون کیا۔ اور وہان سے چلدیا۔

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش ۔ شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

حکیم رکنا مسیح کا حال اس کتاب مین مستقلاً حرف میم مین بیان کیا جائیگا۔

صائب صاحب ترجمہ مذہب کا پابند تھا۔ عالم شباب مین مشہد مقدس و حرمین شریفین حج و زیارت کیلئے روانہ ہوا۔ زیارت و حج سے فارغ ہو کے مراجعت کے وقت ایک قصیدہ شاہ خراسان کی منقبت مین موزون کیا جسکا ایک شعر یہہ ہے ؎

للہ الحمد کہ بعد از سفر حج صائب   عہد خود تازہ بسلطان خراسان کردم

چونکہ ہندوستان کی سخاوت و بخشش کی شہرت عالمگیر ہو رہی تھی۔ خاص شعرا کی قدردانی کے چرچے ایران کے کوچہ و بازار مین دائر و سائر شعرا و علما کے دلون مین ہند کا شوق موجزن ہو رہا تھا۔ پس صائب کے دل مین بھی خیال پیدا ہوا کہ ہند کی سیر کرنا چاہئے۔ چنانچہ خود کہتا ہے ؎

ہمچو عزم سفر ہند کہ در ہر دل ہست   رقص سودائے تو در ہیچ سرے نیست کہ نیست

بعالم شباب سنہ ۱۰۳۳ یا ۱۰۳۴ ہجری و آخر عہد جہانگیری مین ہندوستان روانہ ہوا۔ صائب تاجر زادہ تھا۔ زاد و راحلہ کی کچھہ کمی نہین تھی آسودہ حالی کے ساتھہ کابل مین پہنچا۔ وہان ظفرخان بن خواجہ ابوالحسن وزیر اعظم نیابتاً باپ کے جانب سے حکمران تھا۔ علم دوست فیاض و قدردان اہل علم تھا۔ صائب خان موصوف سے ملا۔ ظفرخان نے اسکی بہت تعظیم و تکریم کی اور مہمان عزیز کو مقام عزیز مین رکھا۔ نقاد سخن تھا۔ صائب کے کلام کو عظمت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ خود بھی شاعر تھا۔ احسن تخلص کرتا تھا باہم خوب مشاعرے ہوتے تھے۔ صائب وقتاً فوقتاً خان موصوف کی مدح و ثنا مین قصائد لکھتا تھا۔ بیشمار صلات سے سربلند و ممتاز ہوتا تھا۔ اور ظفرخان اپنے کلام کو مرزا کی اصلاح سے درست کرتا تھا۔ مرزا کی شاگردی و اصلاح کی بدولت اسکی لیاقت و استعداد درجۂ ترقی کو پہنچ گئی۔ خود خان موصوف کہتا ہے ؎

طرز یاران پیش ازین بعد ازین مقبول نیست — تازہ گوییہائے او از فیض طبع صائب است

ظفر خان و میرزا صائب مین باہم محبت و اتحاد کا ایسا تعلق و ارتباط تہا۔ کہ جہان صائب کا ذکر آ جاتا ہے وہان ظفر خان کا نام بہی لیا جاتا ہے۔ ظفر خان کی سخن سنجی و فیاضی کی زیادہ شہرت ہند و عجم مین صائب کی بدولت ہوئی۔ اور اسیطرح مرزا صائب ظفر خان کی وجہ سے دربار شاہی مین خطاب و منصب سے سرفراز۔ و امرا و شعرا کے مجمع مین ممتاز ہوا۔ ظفر خان صائب کی مصاحبت و مجالست سے ہر وقت تازہ دل و شگفتہ خاطر ہوتا تہا۔ اکثر اوقات خان موصوف مرزا سے فرمائش کرتا تہا کہ شعرائے قدما کے دواوین سے چند اشعار اور اپنے دیوان کا انتخاب مرتب کر دیجئے۔ پس صائب نے حسب خواہش خان موصوف اس اہم کام کو قبول کیا۔ اور شعرائے متقدمین و معاصرین کے دواوین سے عجائب و غرائب اشعار انتخاب کر کے ایک بہت بڑی ضخیم کتاب مرتب کر دی۔ اس کتاب مین دواوین مذکورہ سے منتخب اشعار لیا ہے گویا ہر ایک دیوان کا لب لباب انتخاب لاجواب تہا۔ چنانچہ اسی غرائب اشعار کا ایک نسخہ خوشخط [illegible] فقیر مولف کے کتبخانہ مین موجود تہا افسوس کہ وہ نایاب نسخہ حیدرآباد کی طغیانی واقعہ ۱۳۲۶ ہجری مین غرق آب و نذر سیلاب ہو گیا۔ اسیطرح صائب کے دیوان کا انتخاب بہی غرق آب ہو [illegible] کسیقدر اوراق گل آلود دستیاب ہوئے فقیر مولف کے پاس موجود ہین۔ منقول از دیباچہ صائب

صائب سب سے زیادہ خواجہ حافظ کا معتقد و معترف تہا۔ اور آپکا نام نہایت ادب سے یاد کرتا تہا۔ خواجہ صاحب سے حسن اعتقاد رکہتا تہا۔ خواجہ کی غزل پر غزل لکہنا بے ادبی سمجہتا تہا۔ ایک بار احباب کے اصرار سے لکہہ کے مقطع مین معذرت کی۔

صائب چہ توان کرد بہ تکلیف عزیزان — ورنہ طرف خواجہ شدن بے بصری بود

ایضاً دوسری غزل مین کہتا ہے۔

روا است صائب اگر نیست ازرہ دعوی — تتبع غزل خواجہ گرچہ بے ادبی ست

اور اپنے دونون استادون یعنے حکیم رکنا مسیحا و شفائی کا نام بہی ادب سے لیتا ہے۔

این و آن غزل حضرت رکناست کہ فرمود	پائے ملخے پیش سلیمان چہ نماید
در اصفہان کہ بدرد سخن رسد صائب	کنون کہ نبض شناس سخن شفائی نیست

اور ظہوری و اسیر و نظیری و عرفی کو بہی ذکر خیر سے یاد کرتا ہے۔

صائب چہ خیال است شوی ہمچو نظیری	عرفی بہ نظیری نہ رسانید سخن را
صائب ندا شتیم سر و برگ این غزل	این فیض از کلام ظہوری بما رسید
خوشا کسیکہ چو صائب ز صاحبان کمال	تتبع غزل میرزا جلال کند۔

ظریف الطبع و خوش مزاج بہی تہا۔ کبہی کبہی لطیفہ و ظریفہ کہہ بیٹہتا تہا۔ اور کلام مین ظرافت سے بہی کام لیتا تہا۔ چنانچہ میر غلام آزاد و مولف مراۃ الخیال نے لکہا کہ ایک شب ظفر خان کے دولتخانہ پر میرزا صائب اپنے اشعار حاضرین مجلس کو سنا رہا تہا۔ مجلس کے ہر ایک گوشہ سے واہ واہ کی آواز بلند ہو رہی تہی۔ محفل مین ایک جوان نوخیز و شوخی انگیز مطعون خلائق بہی حاضر تہا۔ صائب کی شعر خوانی کا دور چل رہا تہا۔ شوخ بے باک نے چلا کر کہا۔ شعرائے قدما جو کچہہ مضامین و معانی تہے کہکر چلے گئے۔ اب کوئی ایسا شاعر نہین ہے کہ مضمون تازہ ایجاد کرے اور ایسا مضمون باندہے کہ متقدمین سے کسی نے ایسی بندش نہ کی ہو۔ شاعری فی زماننا اسقدر رہے کہ بزرگان پیشین و شعرائے متقدمین کے کلام کو متغیر کر کے موزون کر لیتا ہے۔ صائب نے جوان شوخ کی تقریر سنکے یہہ شعر موزون فرمایا۔ شعر

اہل دانش جملہ مضمون ہائے رنگین بستہ اند ہست مضمون نہ بستہ بند تنبان شما

جوان نوخیز خجالت و پشیمانی سے زرد رو ہو گیا۔ ظفر خان و اہل مجلس شعر کا مضمون

جو حسب حال تہا سمجہکے بہت خوش ہوئے۔ ظفرخان نے مرزا کو انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا۔ مرزا صائب ظفرخان کی شاگردی اور اپنے مدحتگری پر ناز کرتا تہا چنانچہ اس کے ابیات ذیل شاہد حال ہین۔

کلاہ گوشہ بخورشید و ماہ می شکنم ‌ ‌ ‌ باین غرور کہ مدحتگر ظفرخانم
ز نوبہار سخایش چو قطرہ ریز شوم ‌ ‌ ‌ قسم خورد بسر کلک ابر نیسانم
بلند بخت نہالا بہار تربیتا ‌ ‌ ‌ کہ از نسیم ہواداریت گلستانم
حقوق تربیت را کہ در ترقی باد ‌ ‌ ‌ زبان کجاست کہ از حضرتت سخن رانم
تو پایۂ تخت سخن را بدست وادی ‌ ‌ ‌ تو تاج مدح نہادی بفرق دیوانم
ز روی کرم تو خورشید خون معنی من ‌ ‌ ‌ کشید جذب تو این لعل از رگ کانم
تو جان ز حل بجا مصرع مرا دادی ‌ ‌ ‌ تو در فصاحت دادی خطاب سحبانم
ز دقت تو بمعنی چنان شدم باریک ‌ ‌ ‌ کہ میتوان بدل مور کرد پنہانم
چو زلف سنبل ابیات من پریشانم ‌ ‌ ‌ نداشت طرۂ شیرازہ روی دیوانم
تو غنچہ ساختی اوراق باد بردۂ من ‌ ‌ ‌ وگرنہ خار نمی ماند از گلستانم
تو مشت مشت گہر چون صدف بمن دادی ‌ ‌ ‌ چو گل تو زر بسر ریختی بدامانم

ان اشعار سے ثابت ہوتا ہے کہ ظفرخان نے مرزا کے متفرق اشعار کو جمع کرکے اسکے دیوان کا تکملہ کیا۔ یا مرزا نے ظفرخان کے فرمایش سے اپنے دیوان کا انتخاب کردیا۔ اور یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ ظفرخان مرزا کے کلام پر شاگردانہ ردوقدح کرتا تہا۔ اور معانی باریک کے سمجہنے مین بحث و تکرار۔ اس بحث و تکرار کی بدولت خانموصوف کی استعداد و سخن فہمی ترقی کے اوج پر عروج کرتی تہی۔ نہ خانموصوف

مرزا کے کلام پر استادانہ نکتہ چینی کرتا تھا۔ مرزا ایسا عالی دماغ و نازک مزاج تھا کہ شعرائے زمانہ کی روک ٹوک اپنے کلام کی نسبت کالعدم سمجھتا تھا۔ اشعار بالا میں جو کچھ اپنے شاگرد ممدوح کی مدح میں مبالغہ کیا ہے اور اسکو اپنا ہم سنگ بنایا ہے یہ مرزا کی کسر نفسی و ممدوح کی مدح سرائی ہے۔

شمع انجمن کے مولف نے لکھا کہ مرزا سنی المذہب تھا۔ باوجود سنی المذہب مدۃ العمر ایرانیوں میں کمال احتیاط سے زندگی بسر کی اور ایسے ڈھب سے رہا کہ خاص و عام کے نزدیک مقبول و نیک نام ہوا انتہی کلامہ۔ فقیر مولف کے نزدیک قرائن و دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ امامیہ مذہب تھا اس لئے کہ جب مرزا والد کے ہمراہ ایران گیا سلاطین صفویہ کے دربار میں باریاب ہوا تا آخر زندگی ان کے نزدیک محترم و معزز رہا اور ان کے مدائح میں قصائد غرا موزوں کئے۔ بیشمار جائزے و صلات پائے۔ سلاطین صفویہ امامیہ مذہب تھے۔ مذہب میں سخت متعصب تھے۔ اور اپنے مذہب کا زیادہ لحاظ رکھتے تھے۔ اگر مرزا سنی المذہب ہوتا تو کبھی صفویہ کے دربار میں معزز و ملک الشعرا نہ ہوتا۔ بلکہ ممالک ایران میں اسکا رہنا دشوار ہوتا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

محمد مراد لائق جونپوری کا ایران جانا صائب کی خدمت میں

ید بیضا کے مولف میر غلام علی آزاد بلگرامی نے لکھا کہ محمد مراد لائق تخلص جونپور کے باشندہ تھے جو عالمگیر کے عہد میں لاہور پنجاب کی واقعہ نگاری پر مامور تھا۔ عالم جوانی میں شعر و شاعری کے شوق میں میرزا صائب کی شہرت سنکے عازم ایران ہوا جوش شوق و ولولہ ذوق میں ہند سے ایران تک پیادہ پا گیا۔ شہر اصفہان میں صائب سے ملا۔ صائب نے اسکے حسن اخلاق و اعتقاد کی نہایت قدر و منزلت کی و مہمان عزیز کو

اپنے گھر مین عزت و آبرو سے اُتارا۔ مہمان نوازی و خاطرداری مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ باہم شعر و شاعری کا بازار خوب گرم رہا۔ لائق کے زبانی منقول ہے کہ مین نے مرزا کو کبھی شعر کی فکر مین متفکر نہین دیکھا جب شعر کا ارادہ کرتا تھا۔ فوراً فی البدیہہ کہہ دیتا تھا۔ ایکروز مرزا خلاف عادت باغ کے چمنون مین ٹہل رہا تھا کہ مین نے مرزا سے فکر کا سبب دریافت کیا۔ کہا کہ فردوسی کا یہہ شعر ہے۔

بفرمود تا رخش را زین کنند　　دم اندر دم نائے زرین کنند

استاد شفائی نے اس شعر کے جواب مین کہا ہے۔

بفرمود تا زین برابرش نہند　　چو زین ہمہ بالائے آتش نہند

مین بھی اسکا جواب لکھنا چاہتا ہون۔ مین نے کہا اگر اجازت ہو تو مین اس کام کو انجام دون۔ مرزا نے اجازت دی۔ تمام رات اسی فکر مین غرق رہا۔ غور و فکر کے بعد یہہ شعر لکھ کے مرزا کی خدمت مین پیش کیا ؎

بفرمود تا زین برادہم نہند　　بہ پشت صبا مسند جم نہند

مرزا نے لائق کے شعر کی بہت تعریف کی۔ اور کلام کی داد دی۔ دیکھو زمانہ سابق مین کسب کمال کا بازار کسقدر گرم تھا۔ طالبین کمال ہند سے عجم اور عجم سے عرب تحصیل علوم و فنون کے لئے کہان سے کہان تک جاتے تھے۔ اور سفر کی مصیبت کے متحمل ہوتے تھے۔ کسب کمال کے خیال مین ایسے محو رہتے تھے کہ انکو دور دراز کے سفر مین ذرہ برابر مصیبت مصیبت معلوم نہین ہوتی تھی۔ جوش شوق مین انکو مسافت بعیدہ کے طے کرنے مین تکالیف کا بار سر پر اٹھانا آسان نظر آتا تھا۔ شوق مین انکو کچھہ تکلیف نہین ہوتی تھی۔ بلکہ کثرت خوشی سے تکلیف کو تکلیف نہین جانتے تھے

لائق نے مرزا کی صحبت مین مستفید ہو کے ہند مین مراجعت کی - اور وطن مالوفہ خود میں مین مع الخیر والعافیہ فائز المرام ہوا - مرزا صاحب خوش اخلاقی و مہمان نوازی مین بہی بزرگان سلف کی پیروی کرتا ہے - صائب تاثیل و نظائر مین از روے کثرت کلام قرآن و اماثل مین مقدم و کامل مانا جاتا ہے - کلام کی خوبی و مضامین کی بندش مین استاد شمار کیا جاتا ہے - ہر ایک مضمون کو مقتضاے حال کے موافق باندہتا ہے - محاورات فارسی و اصطلاحات کو موقع و محل پر استعمال کرتا ہے سامعین و ناظرین مضمون و سبک کے مطالعہ سے محظوظ ہوتے ہین - دیگر شعرا نے بہی تماثیل و نظایر مین جولانی کی ہے مگر بہت ہی کم - صائب کا کلام ضرب المثل سے مخصوص ہے اور ایک شعر بہی تمثیل سے خالی نہین ہوتا ہے - کلمات الشعرا کے مولف سرخوش اور دیگر تذکرہ نویسوں نے لکہا کہ صائب کی بلند خیالی و معنی آفرینی کا آوازہ تمام عالم مین بلند ہوا - اور اس کلام کو عالم مین ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کہ سلاطین ممالک شاہ عباس ثانی سے صائب کی دیوان طلب کرتے تہے - اور بادشاہ تحفۃً و ہدیۃً شاہان ممالک بہیجتا تہا - گویا مین یہہ تحفہ غریب ہوتا تہا انتہی کلامہ

فقیر مولف نے ایک بیاض قدیم مین دیکہا کہ صاحب بیاض لکہتا ہے کہ دنیا مین صائب کے کلام نے تہوڑی سی مدت مین قبولیت عامہ کا تاج سر پر رکہا - اور مقبولیت تامہ کی خلعت زیب تن کی اور اسکی شہرت نے تمام عالم کو مسخر کر لیا اور اس کے اشعار بلاغت شعار ممالک کے بلاد و امصار مین اسقدر بلند آوازہ ہوے کہ ممالک کے سلاطین شاہان ایران سے صائب کا دیوان رغبت و خواہش سے طلب کرتے تہے - شاہ ایران تحفۃً و ہدیۃً ہر ایک طالب کی خدمت مین بہیجتا تہا - اور شائقین جہان کہین سکے اشعار کو ہر بار

دُور دُور آبدار کو پاتے تھے بیاض مین نقل کرکے کاغذ زر کی طرح حفاظت سے رکھتے تھے اور
اکثر اُسکے اشعار تمثیلیہ کو سفینۂ سینہ مین ضبط کرکے موقع ومحل پر میزان زبان سے تولتے تھے
گویا اہل محفل کے سامنے موتی رولتے تھے۔ اُس زمانہ مین طبع کتاب کی ایجاد نہین ہوئی تھی
مگر بجائے طبع صنعت خطاطی کا بازار گرم تہا۔ اکثر اہل ایران اس صنعت مین کمال حاصل کرکے
فن کتابت کو پیشۂ اکتساب معاش قرار دیتے تھے۔ علوم وفنون کی کتب نادر الوجود خوش خط
نقل کرکے تجار کے ہاتھہ فروخت کرتے تھے۔ تجار قیمت اعجب یکے خریدتے تھے۔ کثرت فروشون
کی تجارت رونق پر تھی شائقین راغبین سے من مانے قیمت لیتے تھے خوب نفع اٹھاتے
تھے۔ جب صائب کے دیوان کی شہرت طالبین کی رغبت عالمگیر ہوئی تب کاتبین اکثر
دیوان کے لکھنے مین مشغول ہوئے۔ اور تاجرون کے ہاتھہ فروخت کرنے لگے تاجرون کی
دوکانون پر دیوان خوش خط ومطلا آسانی سے دستیاب ہوتا تہا۔ کبھی ایسا اتفاق ہوتا
کہ کثرت فروختگی سے نادر الوجود ہوجاتا تہا چنانچہ ایک شائق طالب سخن فہم وسخن دان نے
تمام بازار مین تلاش کیا۔ کسی دوکان پر دیوان صائب نہین پایا۔ آخر ایک تاجر بزرگ
کی دوکان پر پہنچا حسن اتفاق سے خود صائب بھی اس دوکان پر بغرض خرید کتب آیا تہا
ایک گوشہ دوکان مین بیٹھے ہوئے کتب دیکھہ رہا تہا طرفہ یہ ہے کہ طالب وتاجر دونون صائب
کو نہین پہچانتے تھے۔ طالب شائق نے دیوان مطلوبہ طلب کی۔ تاجر نے متعدد دواوین
مثلاً دیوان خاقانی وعنصری وحافظ وسعدی ظہیر وغیرہا پیش کین۔ طالب نے کہا من
اینہارا نمی خواہم اگر دیوان صائب باشد بیار۔؟ تاجر گفت دیوان صائب نیست۔ این دیوانہا
بہتر از صائب اند۔ در دیوان صائب چہ نوادر وغرائب است۔ گفت آقا جان ماوشما۔ برا سی
دواوین بزرگان سلف خوب مرغوب بند۔ وانچہ بزرگان گفتہ اند خالی از خوبی نیست لیکن فرسانی چنا

چیزے دیگر ست مضامین عجائب و غرائب ایجاد کردہ ہست۔ الخ پس صائب طالب کا شعر کلام سنتے ہی بہت خوش ہوا۔ جوش خوشی سے کھڑا ہو گیا۔ طالب نے کہا آتے ہم آپکو دیوان اپنا دیتے ہیں۔ طالب کو گھر پر لایا۔ بہت خاطر و مدارات کی۔ اپنا خاص دیوان نذر کیا۔ اور کہا میں آپکا نیازمند صائب ہوں۔ طالب یہہ سنتے ہی صائب کے قدموں پر گر پڑا اور معافی چاہی اور معذرت کی نہایت نادم و پشیمان ہوا انتہی کلام صاحب بیاض۔

صائب بلا شبہ مستعد کامل تھا۔ مضامین تازہ کے ایجاد میں قادر۔ جب کوئی بزرگ فرمائش کرتا تو فوراً موزون کر دیتا تھا چنانچہ ایک وقت اسکے شاگرد راقم تخلص نے ایک مصرع مہمل بطور امتحان موزون کر کے پیش کیا۔ کہ آپ دوسرا مصرع موزون کر دیجیے۔

مصرع راقم — از شیشہ بے مے مے بے شیشہ طلب کن

مرزا نے فی البدیہہ کہا — حق را ز دل خالی از اندیشہ طلب کن

میر غلام علی آزاد نے ید بیضا میں میرزا خاضع کی زبانی نقل کیا ہے کہ ایک وقت مرزا خاضع اپنے استاد میرزا صائب کی خدمت میں یہہ مصرع مہمل پیش کیا۔ ع دویدن رفتن استادن نشستن خفتن مردن + میرزا نے فی البدیہہ پیش مصرع کہدیا مصرع کو بامعنی کر دیا ہے

بقدر یک سکون راحت بود بنگر تفاوت را — دویدن رفتن استادن نشستن خفتن مردن

مرزا صائب سنہ ۳۴ ہجری سے سنہ جلوس شاہجہانی تک کابل میں ظفر خان کے دولتخانہ پر سکونت پذیر رہا۔ جب الحکم شاہجہانی کابل کی حکومت لشکر خان کے سپرد ہوئی تو ظفر خان کابل سے دار الخلافہ شاہجہان آباد میں پہنچا۔ مرزا بھی خانصاحب کے ہمراہ آیا۔ شاہجہان سے باریاب اور ہزاری منصب و مستعد خانی خطاب سے سرفراز ہوا۔ خان موصوف مرزا کو ہر وقت اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ جب صاحبقران ثانی نے سنہ ۳۹ ہجری میں دکن کا ارادہ کیا۔ تب

ظفر خان بہی بادشاہی لشکر کے ساتہہ روانہ ہوا۔ اور مرزا خان موصوف کے ہمراہ دکن مین آیا۔ دار السرور برہانپور مین مع الخیر پہنچے۔ مرزا نے شہر کی زمین کی گرد انگیزی و غبار خیزی دیکہہ کے یہہ شعر موزون کیا ہے

تو تیا سازد غبار آگرہ و لاہور را	چشم من تا خاک مال گرد برہانپور خورد

اور مرزا نے برہانپور مین ساٹہہ شعر کا قصیدہ صبح سے چاشت تک مین موزون کیا۔ اور قصیدہ مین از روئے فخر یہ کہتا ہے۔

ہزار حیف کہ عرفی و نوعی و سنجر	نبند جمع بدار العیار برہانپور
کہ قوت سخن و لطف طبع می دیدند	نمی شدند بطبع بلند خود مغرور
ہمین قصیدہ کہ یک چاشت روئے داد مرا	ز اہل نظم کہ گفت ست در سنین و شہور

اسیطرح ایک وقت رستہ سے گذر رہا تہا ایک کتے کو بیٹھا ہوا دیکھا۔ کتا گردن بلند کئے ہوئے بیٹھا تہا۔ فوراً اس خیال و صورت حال مین ایک شعر موزون کیا ہے

شود ز گوشہ نشینی فزون عفونت نفس	سگ نشستہ ز استادہ سرفراز تر است

ایک وقت فغانی کے شعر کو ذرا سے تغیر سے درست کر دیا۔ اور شعر کے مضمون کو تازہ و شگفتہ بنا دیا۔ شعر یہہ ہے

بہ بوی صبحدم نالان گلگشت چمن رفتم	نہادم رو بروئے گل و از خویشتن رفتم

مرزا نے بدل کے اسطرح کہا ہے

بہ بوی صبحدم گریان چو شبنم در چمن رفتم	نہادم رو بروئے گل و از خویشتن رفتم

شبنم کے لفظ نے شعر کی شان و عظمت کو زیادہ بڑہا دیا۔ گویا مضمون خیالی کو محسوس کر دیا۔

مرزا صائب کے والد کا لخت جگر کیلئے ہند مین آنا

چونکہ فطرۃً والدین کو اولاد سے نہایت محبت ہوتی ہے۔ والدین محبت ہی کیوجہ سے
اُنکی خدمت پر مجبور ہوتے ہین۔ والدین کا تعلق اولاد سے قدرتی ہے اور اولاد کا تعلق
والدین سے اسکا برعکس ہے۔ والدین مین عدم محبت کا ملکہ قدرۃً نہین ہے۔ بخلاف اسکے
اولاد مین عدم محبت و نافرمانی کا ملکہ موجود ہے۔ اسلئے اللہ جلشانہ قرآن مجید مین جابجا
اولاد کو ترغیباً و تہدیداً حکم کرتا ہے کہ والدین کی اطاعت کرو۔ اور انکو ایذا و تکلیف نہ دو
یہہ آیہ شریف ہمارے کلام کی تصدیق کرتی ہے۔ قال جلشانہ فلا تقل
لھما اف الخ ترجمہ۔ مت کہو تم انکو کلمہ زجر۔ یعنے انکو سخت کلامی سے ایذا و تکلیف مت
دو۔ اور والدین کو کہین ایسا حکم نہین کرتا ہے کہ تم اولاد کی تربیت اور انکی خدمت کرو۔
اسلئے کہ والدین کا ضمیر اولاد کی تربیت و خدمت سے ہوا ہے وہ خود تربیت و خدمت
پر مجبوراً مامور ہین۔ حکم و امر کی ضرورت نہین۔ اولاد اسکے خلاف ہین انکو تعلیم و تنبیہ کی
ضرورت ہے۔ پس یہی محبت و کشش الفت سے مرزا کے والد نے ستر برس کی عمر مین ہندوستان کا
سفر اختیار کیا۔ اور اپنے پیارے بیٹے کے دیکھنے کے لئے ۱۰۳۹ ہجری مین وارد ہند ہوا
اُسوقت ظفر خان شاہجہان بادشاہ ہند کے ساتھہ برہانپور دکن مین تہا۔ مرزا بھی
خانصوف کا ہمرکاب تہا۔ پیر فانی بیٹے کے شوق دیدار مین برہانپور آیا۔ اور لخت جگر
کو ہمراہ لیجانے پر مجبور کیا۔ مرزا نے بامر لاچاری ظفر خان کی خدمت مین رخصت کی
درخواست پیش کی۔ اور مدحیہ قصیدہ بھی لکہا اور اُسمین اپنی درخواست کا مضمون
ظاہر کیا ھو ھذہ

کشش سال پیش ازین کہ زاصفہان آمدم	افتادہ است توسن عزم مرا گذار
ہفتاد سالہ والد پیریست بندہ را	کز تربیت بود بمنش حق بے شمار

آوردہ است جذبۂ گستاخ شوق من | از اصفہان بہ آگرہ و لاہور ناشکیبار
زان پیشتر کز آگرہ بہ معمورۂ دکن | آید عنان گسستہ تر از سیل بی قرار
این راہ دور از سر شوق طے کند | با قامت خمیدہ و با پیکر نزار
دارم امید رخصتے از آستان تو | اے آستانت کعبۂ امیدوار روزگار
مقصود او ز آمدنش بردن منست | لب را بحرف رخصت من کن گہرنثار
با جبہۂ کشادہ تر از آفتاب صبح | دست دعا بہ بدرقۂ راہ من برآر

پس حسن اتفاق سے اسی عہد مین یعنے سنہ ۱۰۴۱ ہجری شاہجہان نے دکن سے آگرہ مراجعت کی اور ظفر خان بھی مع مرزا صائب ہمرکاب آیا سنہ ۱۰۴۲ ہجری کے آغاز مین ظفر خان کشمیر کی صوبہ داری پر سرفراز ہوا۔ ظفر خان آگرہ سے صوبۂ کشمیر مین آیا۔ اور مرزا مع والد بھی ظفر خان کے ساتھہ کشمیر جنت نظیر مین پہنچا۔ چند روز شہر مینو چہر کی سیر کرکے باپ کے ساتھہ وطن مالوفہ ایران روانہ ہوا۔ وطن مالوفہ مین پہنچکے شاہ عباس ثانی کے دربار مین باریاب ہوا۔ صفویہ نے مرزا کی بڑی عزت و آبرو کی۔ اور اسکو ملک الشعرائی کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ عباس ثانی کے زمانہ تک نہایت عزت و احترام سے رہا۔ اور شاہان صفویہ کے مدح مین قصائد لکھے۔ جب عباس ثانی کے بعد سلیمان صفوی تخت نشین ہوا مرزا نے تہنیت جلوس مین ایک قصیدہ لکھہ کے پیش کیا جسکا مطلع یہہ ہے

احاطہ کرد خط آن آفتاب تابان را | گرفت خیل پری در میان سلیمان را

سلیمان صفوی نوخیز و نوخط تھا اشعار کے مضمون سے ناخوش ہوا۔ اور مدۃ العمر مرزا سے خطاب نہین کیا مرزا نے کچھہ پروا نہین کی۔ آخر زندگی تک وہ ایران سے کہین نہین گیا لیکن ہند کا عیش و آرام یاد آتا تھا۔ اور یہان کے امرا کی بذل و بخشش و قدردانی نہین بھولتا تھا

آزاد نے خزانۂ عامرہ مین لکھا جب نواب جعفر خان عالمگیری عہد کے شروع مین وزیر اعظم ہوا۔ تب مرزا نے وزیر کی خدمت مین یہہ ایک شعر موزون کرکے بھیجا ؎

دور دستان را باحسان یاد کردن ہمت است	ورنہ ہر نخلے بپائے خود ثمر مے افگند

جعفر خان نے شعر کے صلہ مین پانچہزار روپیہ اور بقول بعض پانچہزار اشرفیان بھیجین۔

مرزا کی وفات

ید بیضا و خزانۂ عامرہ وغیرہ تذکرون کے مولفین نے لکھا کہ سنہ ہجری مین مرزا صاحب نے مقام اصفہان مین وفات پائی۔ صائب وفات یافت۔ مادہ تاریخ ہے۔ اصفہان مین مدفون ہے۔ مرزا کا ایک مطلع ہے ؎

در ہیچ پردہ نیست نباشد نوائے تو	عالم پر است از تو و خالیست جائے تو

مرزا نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ یہہ مطلع میری تربت پر کندہ کرانا۔ چنانچہ اس کے اعزہ و احباب نے سنگ مرمر کی لوح پر کندہ کراکے مزار پر چسپان کر دیا۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے مرزا کی رحلت کی ایک تاریخ موزون کی ھو ھذہ

عندلیب نغمہ پرداز فصاحت صائبا	رفت ازین عالم بسوئے روضۂ دار السلام
خامۂ آزاد انشا کرد سال رحلتش	بلبل گلزار جنت صائب عالی مقام

آزاد بلگرامی نے ید بیضا مین میر محمد مراد لائق کے زبانی نقل کیا کہ مرزا نے ایک روز مجمع تذکرۃ فرمایا کہ اسوقت میری عمر ستر برس کی ہے۔ مجھہ مین قدرے واندکے سخن سنجی و سخن دانی کا لطف مزہ حاصل ہوا ہے لیکن کیا فائدہ کہ اب رحلت کا وقت قریب ہے مرزا کے اس کلام سے اسکے حوصلہ و رتبہ کے شان عظمت و بلندی کمال و دنیا و مافیہا کی ناپائیداری معلوم ہوتی ہے۔ دنیا مین بجز اعمال خیر و معرفت الٰہی کوئی کمال ایسا نہیں ہے کہ

افسانہ کو دارین مین نیک نام کرے ۔ انتہی کلامہ

مرزا غزل گوئی و تمثیل مین استاد کامل ہے ۔ غزل کو بطرز تازہ و انداز نادرہ جلوہ افروز کرتا ہے چنانچہ خود کہتا ہے ؎

غزل نبود باین رتبہ ہیچگہ صائب نوائے عشق در ایام من کمال گرفت

با وجود اوصاف جلیلہ و جلالت شعر اپنے شعرا معاصرین و متقدمین کو اپنے اشعار مین نیکنامی و خوبی کے ساتھہ یاد کرتا ہے اور کسیکو زخم زبان سے خستہ نہین کرتا ۔ چنانچہ خود کہتا ہے

بمور وقت سخن پست طرح دہ صائب گرت بدست سلیمان این جہان باشی

اور حسد و رشک سے کوسون دور رہتا تھا ۔ معاصرین شعرا کو عظمت کی نظر سے دیکھتا تھا ۔ یاران ہم مشرب کو باہم اتفاق و محبت کی ترغیب دیتا تھا ۔ چنانچہ اس مضمون مین غزل موزون کی ہے ھو ھذا

خوش آن گروہ کہ مست بیان یکدگرند ز جوش فکر مئے ارغوان یکدگرند
نمی زنند بسنگ شکست گوہر ہم پے رواج متاع دکان یکدگرند
زنند بر سر ہم گل ز مصرع رنگین ز فکر تازہ گل بوستان یکدگرند
سخن تراش چو گردند تیغ الماس اند زند چو طبع بلندی فسان یکدگرند
بغیر صائب معصوم نکتہ سنج کلیم دگر ز اہل سخن مہربان یکدگرند

حسن خلق و کسر نفسی سے موصوف تھا ۔ با وجود عظمت رتبہ و جلالت شان شعرائے ہند و عجم کو نیکوئی و خوبی کے ساتھہ یاد کرتا تھا کسیکو حقیر نہین سمجھتا تھا ۔

شعرائے متقدمین و متاخرین کے غزلون پر غزلین لکھتا تھا اور غزل کے مقطع مین شعرا کا ایک پورا مصرع تضمین کرکے نقل کر دیتا تھا ۔ چنانچہ سرو آزاد سے یہان گلہائے متفرقہ کا گلدستہ

از سرو آزاد بلگرامی ۱۲

گزارش کیا جاتا ہے۔ هو هذا

این آن غزل که فیضی شیرین کلام گفت	در دیده ام خلیده و در دل نشسته
این جواب آن غزل صائب که میگوید ملک	چشم بنشین باز کن تا هر چه خواهی بنگری
این جواب مصرع نوعی که خاکش سبز باد	سایهٔ ابر بهاری کشت را سیراب کرد
این آن غزل که اوحدی خوش کلام گفت	اے روشن از رخ تو زمین و زمان همه
جواب آن غزل ست اینکه میر شوقی گفت	چو شیشه از دو طرف می کشند زنجیرم
جواب آن غزل ست اینکه گفته است مطیع	کلید کعبه و بت خانه در بغل دارم
این جواب آن غزل صائب که فتحی گفته است	از فراموشان مباد آنکس که ما را یاد کرد
بطرز تازه قسم یاد می کنم صائب	که جای طالب آمل در اصفهان پیداست
صائب این تازه غزل آن غزل شاپور ست	که گران می رود آن کس که توکل دارد
این جواب مصرع اوجی که وقتے گفته است	پادشاهی عالم طفلی ست یا دیوانگی
این جواب آن غزل صائب که دهم گفته است	گر میشش دامن نگیرم خون من خجر دهم گردن نیست
جواب آن غزل حاذق ست این صائب	بهار دیده ام و گل دیده ام و خزان دیده ام
این جواب آن غزل صائب که راقم گفته است	تیغ دایم آب رجو دارد و خون می خورد
این جواب آن غزل صائب که می گوید غنی	باد آیا میکده یک شوق ما سرپوش دوشت
همین ز خاک فرج کامران نشد صائب	که فیض هم بظهوری زین جناب رسید
این خوش غزل ز فیض سعیدائے نقشبند	صائب ز بحر دل تا ساحل رسیده است
صائب نداشتیم سر و برگ این غزل	این فیض از کلام ظهوری بما رسید
خوشا کسیکه چو صائب ز صاحبان سخن	تتبع غزل میرزا جلال کند

سلیم میرزا محمد طرشتی المتوفی ۱۰۵۶؁ ہجری میں اسلام خان مشہدی کے ہمراہ دکن میں آیا تھا - اسلام خان کے فوت ہونے کے بعد کشمیر گیا - چنانچہ سلیم کا حال ردیف سین میں مذکور ہو چکا ہے - سلیم مرزا صائب پر شاعرانہ چوٹ کرتا ہے چنانچہ کہتا ہے کہ

دیوان کیست زسخنانم تہی سلیم　　تنہا نہ ہمین است ستم از دست صائب است

میر غلام آزاد بلگرامی نے سرو آزاد میں لکھا کہ سلیم نے میرزا کا نام صراحتہً بیان کیا اور سرقہ سے متہم کیا حالانکہ شعرائے بلغا خوب جانتے ہیں کہ میرزا صاحب قدرت و ذی بضاعت کے محال ہے کہ بیگانہ کے سرمایہ کو اپنا سرمایہ کرے - سلیم و میرزا دونوں باہم ہم سنگ و ہم پایہ ہیں جو مضامین دونوں میں بایکدیگر شیر و شکر کی طرح واقع ہوئے ہیں - ہم انکو سرقہ نہیں کہہ سکتے ہاں بحسن ظن یہہ کہہ سکتے ہیں کہ باہم دونوں کے کلام میں توارد ہے نہ سرقہ - اب اس مقام میں دونوں کا کلام بیان کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین مستفید ہو جائیں -

سلیم		صائب
مشاطہ را جمال تو دیوانہ می کند		دل را نگاہ گرم تو دیوانہ می کند
کائینہ را خیال پریخانہ می کند		آئینہ را رخ تو پریخانہ می کند
صدا چگونہ برآید کہ این سیہ چشمان		نماند نالہ دل در دو عیشہ ما را
بسنگ سرمہ شکستہ شیشۂ ما را		بسنگ سرمہ شکستند شیشۂ ما را
سلیم		صائب
چشم تو ام ز ہوش تہیدست می کند		از چشم نیم مست تو با یک جہان شراب
یک سرمہ دان شراب مرا مست می کند		با صلح کردہ ایم بیک سرمہ دان شراب
ہر کس کہ دید روئے تو دیوانہ می شود	غنی	آئینہ از رخ تو پریخانہ می شود

سلیم		صائب
زاشفتگی طرّۂ مقصود خبر داد	وله	خواہد فتاد دامن زلفش بدست من
ہر خال کہ از شانۂ شمشاد گرفتیم		این فال را ز شانۂ شمشاد دیدہ‌ایم
ایضاً		ایضاً
زینت ارباب معنی جوہر ذاتی بس است	وله	شمع بر خاک شہیدان گر نباشد گو مباش
لالہ در کوہ بدخشان نباشد گو مباش		لالہ در کوہ بدخشان گر نباشد گو مباش
ایضاً		ایضاً
اگر بچشم حقیقت نظر کنی دانی	وله	حسن بالادست را آرایشی چون عشق نیست
کہ طوق فاختہ پیرایۂ سر و خلخال است		طوق قمری سرو را بہتر ز خلخال زر است
ایضاً		ایضاً
سلیم ہند جگر خوار خورد خون مرا	وله	صائب از ہند جگر خوار برون می‌آید
چہ روز بود کہ راہم باین خراب فتاد		دستگیر من اگر شاہ نجف خواہد شد

آزاد لکھتے ہیں کہ مضامین کی بندش میں شعراکے شریک ہونے کو بخلاف سرقہ توارد کہنا چاہئے تاکہ کلام حسن و خوبی سے خالی نہو جائے۔ اور سرقہ کا اطلاق بغیر ثبوت بیجا ہوگا۔ انتہی کلامہ۔ جہانتک ممکن ہو کسیکو سرقہ سے متہم نہیں کرنا چاہئے۔

من اشعارہ الفارسی

رنگین تر از حناست بہار و خزان ما	وله	بر دست خویش بوسہ زند باغبان ما
جلوۂ برق ست در میخانۂ ہشیاری	وله	از پئے تعبیر این ست بیداری مرا
زبان لاف رسوا کند ناقص کمالان را	وله	گرہ و بر خاک کہ پرفشانی بستہ بالا مرا

دلم بپاکئی دامان غنچه میسکرزد | وله | که بلبلان همه مستند و باغبان تنها

عشق سازد هوس پاک دل عالم را | وله | دزد چون شحنه شود امن کند عالم را

سخت میخواهم که در آغوش تنگ آرم ترا | وله | هر قدر افسرده دل را بیفشارم ترا

بساغر احتیاجی نیست چشم نیم مستش را | وله | که می جوشد می از پیمانهٔ چشم می پرستش را

صفای سینه مرا در حرم کند قندیل | وله | چو شد برون ز فرنگ آمده است شیشه ما

نیرنگ چرخ چون گل رعنا درین چمن | وله | خون دل از پیاله زر میدهد مرا

گناه ماست شب وصل گر بود کوتاه | وله | کند بموسم حج کعبه جمع دامن را

دلم هر لحظه از داغی بداغ دیگر آمیزد | وله | چه بیماری که گرداند نه تاب درد بالین را

در خور پروانه ام بزم جهان شمعی نداشت | وله | سوختم از گرمی پرواز بال خویش را

روشن شود چراغ دل ما ز یکدگر | وله | چون رشتهای شمع بهم زنده ایم ما

در فکر زن هیچ که این رخنه فساد | وله | در خون گرم غوطه دهد جای مرد را

بسته است چشم روشن از سیر مال ما را | وله | چون شمع ریشه باشد در سر نهال ما را

ز شوق بیستون آئینه بر سنگ زد شیرین | وله | خوشا کاری که بر آتش نشاند کارفرما را

چشم بر صنع الهی باز کن لب را ببند | وله | بهتر از خواندن بود دیدن خط استاد را

مغز دینداری ست آن کفری که با خوش کرده ایم | وله | سبحه را در دل سراسر میرود زنار ما

تا ز زنبور عسل در چشم هم شیرین شوند | وله | به که باشند خانهای دوستان از هم جدا

حاجت دام و کمندی نیست در تسخیر ما | وله | گردش چشمی بود بس حلقهٔ زنجیر ما

ما خراب آب شمشیر تغافل گشته ایم | 〃 | میتوان کردن بگرد دامن تعمیر ما

از غبار نالهٔ ما درد مندان آگه اند | 〃 | میشود از زخم ظاهر جوهر شمشیر ما

در فضای خاطر ما تیر پیکان میشود | وله | ناله میگردد در سینهٔ دلگیر ما
این که صائب دست ما از دامن او کوته است | وله | نارسائیهای اقبال است دامنگیر ما
مرا ز پیر خرابات نکته یاد است | وله | که عمر عالم آب آنچه هست برباد است
گنه بارث رسیدست از پدر ما را | | خطا ز صبح ازل رزق آدمی زاد است
شاهد خودبینی خوبان درین رعنا چمن | وله | بر سر زانوی گل آئینهٔ شبنم بس است
کام دل نتوان گرفتن از جهان بی درد سخن | وله | آتش درون برون از سنگ کار آهن است
جز خراش جگر و چهرهٔ خونین صائب | وله | رنگ از نام چه در دست عقیق یمن است
ای برق بی مروت ما را شمرده بگذار | وله | بر خار این بیابان رزق برهنه پائی است
از جوانی داغها در سینهٔ ما مانده است | وله | نقش پای چند زین طاوس بر جا مانده است
اهل کمال را لب اظهار خاموشی است | وله | منت پذیر بادهٔ تمام از هلال نیست
شب که صحبت بحدیث سر زلف تو گذشت | وله | هر که بر خاست ز جا سلسله بر پا برخاست
درین دو هفته که مهمان این چمن شده | وله | بخنده لب بگشا روزگار گل چین است
نقش پای رفتگان هموار سازد راه را | وله | مرگ را داغ عزیزان بر من آسان کرده است
در طلب ما بیقراران است پروانه ایم | وله | سوختن ما ز غرض مطلب پیش ما آسان نیست
ما حجاب آلودگان را جرأت پروانه نیست | وله | گرد سر گردیدن ما گرد دل گردیدن است
تا نظر وا کرده ام چون شمع در بزم وجود | وله | گریه از سر سوختیم براه افتاده است
پیش ازین بر گرد سر گشتن چنین سودا نبود | وله | این نیابت خام پروانه در محفل گذاشت
دامن کشیدن از کف عشاق سهل نیست | وله | یوسف این گناه بزندان نشسته است
نه از روی بصیرت سایهٔ بال هما افتد | وله | سبب مست است دولت تا کجا خیزد کجا افتد

جای نمیروی که دل بدگمان ما — وله — تا بازگشتن تو بصد جا نمی رود

مرا زیاد تو برد و ترا ز دیدهٔ من — وله — ستم زمانه ازین بیشتر چه خواهد کرد

می خورد با دیگران مستانه بر پا بگذرد — وله — در فرنگ این ظلم و این بیداد حاشا نگذرد

دوردستان را باحسان یاد کردن همت است — وله — ورنه هر نخلی بپای خود ثمر می افگند

ز سیری حرص با نفس طامع را دو بالا شد — وله — گدا را کاسهٔ دریوزه از کوری مستغنی شد

که حال دردمندان پیش چشم یار می گوید — وله — که غیر مرگ بربالین این بیمار می گوید

گریبان چاکی عشاق از شوق فنا باشد — وله — الف بر سینهٔ گندم ز ذوق آسیا باشد

است خوبی امید باین دستگاه حسن — وله — این یک دو بوسه گر شماری چه می شود

رخنه است پاس ادب عشق که مرغان — وله — شب نوبت پرواز به پرواز گذارند

مکن اعانت ظالم ز ساده لوحیها — وله — که تیغ سنگ فسان را سیاه می سازد

هوای جلوه غم دل ما را شکست داد — وله — از فیل مست کعبه صفا یا شکست

میوه پخته نگیرد بسر شاخ قرار — وله — سر منصور ز خامی است که بردار بود

سالکان نیکه قدم در ره جانانه زنند — وله — پشت پا بر فلک از همت مردانه زنند

مستی از شیشه و پیمانه خالی کردند — وله — ره روانی که در کعبه و بتخانه زدند

هر دو دستی که فشانند بعالم رندان — وله — زاهدان در کمر سبحه صد دانه زدند

چشم از آن خال بپوشید که در روز نخست — وله — برق در خرمن آدم بهمین دانه زدند

لاله در سنگ نهان بود که آتش بدستان — وله — سکهٔ داغ بنام من دیوانه زدند

عشق و هنگامهٔ آغوش طرازی هیهات — وله — شمع دستی است که بر سینهٔ پروانه زدند

صائب از زهد برون آی که در روز ازل — وله — طبل رسوائی ما بر در میخانه زدند

ز سعی کار عشق شود خام بیشتر — وله — بیجد بمرغ بال فشان دام بیشتر

از تماشائی پریشان جهان دلگیر باش — وله — والۂ یک نقش چون آئینۂ تصویر باش

یا دو از نگاه گیر طریق سلوک را — وله — در عین آشنائی مردم رمیده باش

قد نهال خم از بار منت ثمر است — وله — ثمر قبول مکن سرو این گلستان باش

نه آن جنسم که از قحط خریدار از بها افتم — وله — همان خورشید تابانم اگر در زیر پا افتم

بهر حالت که باشد گرد گلشن چون صبا گردم — وله — نیم نکهت که از گل در پریشانی جدا گردم

سپندی را بتعظیم دل ما نامزد فرما — وله — که آداب نشست و خاست در محفل نمیدانم

خود را شگفته دار بهر حالتے که هست — وله — خوئے که بیخودی بدل روزگار کن

هیچ همدردے نمی یابم سرائے خویشتن — وله — می نهم چون بید مجنون سر بپائے خویشتن

نیست از منصور گر مردانه میگوید سخن — وله — از زبان شمع این پروانه می گوید سخن

تا رخ از بادهٔ گلرنگ برافروخته — وله — جگر لاله عذاران چمن سوخته

من کجا هجر کجا اے فلک نا انصاف — وله — همین داغ بسوزی که مرا سوخته

اشک در دیدهٔ روشندلان آرام غنیمت — وله — ذره می رقصد در آن روزن که باشد روشنی

صفی شیخ محمد شیرازی

صفی تخلص شیخ محمد نام شیرازی المولد والمنشا ہے۔ علم وفضل کے زیور سے آراستہ اخلاق ومروت کے پیرایہ سے پیراستہ تہا۔ سخن سنجی وبذلہ گوئی مین سلیقہ بہتر رکہتا تہا۔ اور خاص فن سیاق مین فرد فرید شمار کیا جاتا تہا۔ بکشش آب وخورش بزمانہ سلطان محمد قلی قطب شاہ والی گولکنڈہ شیراز سے دکن مین آیا۔

قطب شاہ کے ملازمین مین منسلک ہوا۔ دفتر محاسبی مین خدمت میرمنشی گری پر مقرر تہا مدت تک عیش و آرام کے ساتہہ زندگی بسر کیا۔ آخر سنہ ۱۰۷۹ہجری مین فوت ہوا۔ اور میر مومن کے دائرہ مین دفن کیا گیا۔

من اشعارہ

رخسار تو مصحفی ست بے سہو غلط	کش کلک قضا نوشتہ از مشک نقط
چشم و دہنت آیہ و وقف ابرو مد	مژگان اعراب خال خط حرف نقط

صادق میرزا صادق اصفہانی

صادق تخلص۔ میرزا صادق نام۔ عالم شباب مین ایران سے دکن مین آیا۔ مرتضی نظام شاہ والی احمدنگر کی خدمت مین باریاب ہوا۔ نظام شاہ نے اسکی بہت تعظیم تکریم کی منصب و جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ زمانہ دراز تک مرتضی نظام شاہ کے سایہ عاطفت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر جب اکبر بادشاہ ہند احمدنگر پر قابض و متصرف ہوا اسوقت معرکہ جنگ مین مقتول ہوا۔ من اشعارہ

شو چنکہ بساد گی ازو کردم مہر	اکنون خطش از غبار دارد سر جبر
از خطش اگر فزون بسوزم چہ عجب	سوزندہ ترست آفتاب از تہ ابر

صادق میرزا صادق خان حیدرآبادی

صادق تخلص۔ میرزا صادق خان نام۔ مشاہیر حیدرآباد دکن سے تہا۔ نواب آصف جاہ ثانی کے زمانہ مین زندہ تہا۔ صاحب علم و فضل تہا۔ سرکار عالی نظام کے

منصبداروں میں ممتاز و سرفراز تھا۔ شعراء معاصرین میں لائق و فائق تھا طبیعت میں شوخی و ظرافت تھی۔ یاران ہم مشرب کے ساتھہ نہایت شگفتہ پیشانی و خندہ روئی سے ملتا تھا۔ ذی مروت و پاکیزہ طینت تھا۔ راست گوئی میں مشہور و معروف تھا بیباک و چالاک تھا۔ آزادانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ کلام رنگین و شیرین ہوتا ہے دیکھنے سے مزہ و لطف آتا ہے۔ آپ سنہ ۱۲۰۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ من اشعارہ الہندی

بدقت اشک اب نکلا ہے شاید	ہوا آنکھوں میں آ لخت جگر بند
کہاں نکلے ہے تار زلف سے دل	کرے پرواز کیونکر مرغ پر بند

حرف ضاد

ضیا۔ مرزا عطا برہانپوری

ضیا تخلص۔ مرزا عطا نام۔ خزان بہار کے مولف نے لکھا کہ آپکا نام خوش کلام خان و میرزا عطا بیگ عرف ہے۔ فقیر مولف کہتا ہے کہ میرزا عطا بیگ نام۔ خوش کلام خان لقب ہے۔ اور گلرعنا کا مولف قائل ہے کہ ضیا تخلص میرزا عطا نام حماد و بعض کہتے ہیں کہ آپ گروہ برلاس سے ہیں۔ آپکے نانا میر رہان اللہ سادات حسینی سے تھے۔ آپکا مولد و منشا قصبہ بوڈرہ ہے جو ملکاپور برار سے دس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ آپکی ولادت سا تاریخ شوال سنہ ۱۱۴۲ ہجری میں واقع ہوی۔ جب آپ سنہ شعور کو پہنچے تب بوڈرے سے برہانپور گئے۔ وہاں متوطن ہوئے۔ وہاں بعض اساتذہ سے کتب فارسی و عربی بقدر ضرورت پڑہیں مستعد و لائق ہوئے۔ فطرۃً آپکا میلان شعر و شاعری کی طرف زیادہ تھا فارسی و ہندی میں کلام موزون کرنے لگے۔ حسن اتفاق سے انہیں ایام میں

سراج اورنگ آبادی تفرقاً برہانپور میں وارد ہوئے ۔ آپ سراج سے اردو میں اصلاح
لینے لگے پھر برہانپور سے اورنگ آباد میں آئے ۔ جناب میر غلام علی آزاد کی خدمت میں
پہنچے ۔ فارسی اشعار میں میر آزاد سے اور ہندی میں شاہ سراج سے اصلاح لیتے رہے
رفتہ رفتہ چند روز میں ایسے رتبہ کو پہنچے کہ امثال و اقران میں ممتاز ہو گئے ۔ اور میر حسن خاں
کی خدمت میں جو کتب درسیہ عربی باقی رہ گئیں تھیں اُن کو بھی تمام کیں ۔ میاں ضیا
فارغ التحصیل ہو کے ۱۱۷۵ہجری میں نواب میر حامد یار خان المخاطب با رسلان جنگ
جو میر موسیٰ خان المخاطب بہ رکن الدولہ بہادر اورنگ آبادی کے بھائی تھے اُن کی
مصاحبت و ملازمت میں داخل ہوئے ۔ ملازمت کی وجہ سے اورنگ آباد میں مدت تک
رہے ۔ نوابصاحب کی مجلس حضرت ضیا سے روشن تھی ۔ نواب ضیا سے بہت خوش تھے
ضیا میر آزاد و شاہ سراج کی خدمت میں نیازمندانہ و مریدانہ اکثر اوقات حاضر ہوتا تھا
فارسی اشعار آزاد کی اصلاح سے درست ہوتے تھے ۔ اور اردو اشعار کی آب و تاب سراج کی
بدولت تھی ۔ آخر میں آپکا کلام دونوں زبانوں میں استاد کے رتبہ کو پہنچ گیا ۔ اقران
و امثال کے مجمع میں آپ کی شہرت درجہ عروج کو پہنچی ۔ آپنے ایک مثنوی آزاد کی
مدح میں لکھی ہے ۔ فارسی و ہندی دونوں زبانوں میں صاحب دیوان ہیں ۔ ہم ترجمہ کے
خاتمہ میں دونوں دیوان اور مثنوی سے چند اشعار ناظرین کے لئے ہدیہ کرتے ہیں
آپکا کلام دونوں زبان میں نہایت ہی شستہ و صاف ہوتا ہے ۔ لطافت و نزاکت
اشعار کی ہر ایک فقرہ سے ٹپکتی ہے ۔ آپکے مضامین شیرین و فقرات رنگین کے دیکھنے سے
خوب مزہ و لطف آتا ہے ۔ آپکا فارسی دیوان کیا ہے جواہر بے بہا کا خزانہ ہے
اور دیوان ہندی لآلی آبدار کا گنجینہ ہے ۔ ہر ایک دیوان خوبی و خوش اسلوبی میں نظیر نہیں

دلپذیر ہے۔ مثنوی کے اشعار یہی شکر ریز و دلاویز ہیں۔
آپکا مزاج فقیرانہ تھا۔ دنیوی ترک و نشان کے خواہان نہیں تھے۔ قدر مایحتاج کے جویا رہتے تھے۔ آپنے کبھی زیادہ کی ہوس نہیں کی۔ کبھی جاہ و حشمت کی خواہش نہیں کی۔ خوش کلام و شیرین زبان تھے۔ خلیق و منکسر و خاکسار تھے۔ مرغوب خلائق و مقبول خالق تھے۔ اقران و امثال میں لائق و فائق تھے۔
آخر آپ سنہ ۱۱۸۱ ہجری میں وطن مالوف برہانپور میں آئے۔ سب اعزا و احبا سے ملے سب نے آپکی خیر مقدم میں خوشی ظاہر کی۔ آپ بھی سب کے ملنے سے خوش و خرم ہوئے دو سال تک زندہ رہے۔ درس تدریس شعر و سخن میں تا آخر وقت سعی کرتے تھے پھر سنہ ۱۱۸۳ ہجری میں شہر برہانپور میں فوت ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

من اشعاره المثنوی

حضرت آزاد که استاد ماست	قبلهٔ جان و دل استاد ماست
مادهٔ عرفان زده هوشیار ماست	بعد نبی هر چه که گوئیم ماست
هست سیادت چمن بلگرامان	او بود الحق گل این گلستان
نام وی گر هست غلام علی	اوست شه ملک خفی و جلی
مطلع آن مهر بود بلگرام	پرتو او باد چراغ دوام
مشتهر خلق باستادی هست	نامزد رتبهٔ آزادی هست
ورده علم آمده او را دلیل	تربیت حضرت عبدالجلیل
گر بشماریم کمالش نه رواست	مرتبه اش را ید بیضا گواست
واقف اسرار زبان دانی هست	انوری و صائب خاقانی است

شعر ترش کلفت دل را دواست — هست سخن نامی رحمت فزاست
نیست رقم کردهٔ آن مقتدا — چون خط تقدیر بحک آشنا
هر که ازو درس بلاغت نخواند — بیخبر از عالم تحقیق ماند
هر که بحالش نظر او شود — به ز فلاطون و ارسطو شود
مرتبه اش فوق تر از شاعری — بهر تفنن بود این ساحری
هست بمجموعهٔ علم و عمل — حضرت آزاد ابهر اجل
صرف ریاضت بود اوقات او — موعظهٔ محض حکایات او
بهر حصول غرض خاص و عام — هست زبانش متحرک دوام
همت عالیش سحاب بس — رشحه فشان بر گل و بر خار و خس
فیض رسانی عمل خاص او — جمله جهان بندهٔ اخلاص او
بسکه بامداد کمر بسته است — خانهٔ او مامن هر خسته است
علم و عمل خادم دربار او — فیض و کرم بندهٔ سرکار او
بی ادبی را بدرش بار نیست — محفلش آمادهٔ اغیار نیست
مرحمتش مرهم هر ریش باد — لیک براحوال ضیا بیش باد

من اشعاره الفارسی

بمسلخی که ادب خون مدعا ریزد — طپش گناه بود صید بسمل را

وله

توان هشیار کرد از سرزنش ارباب غفلت را — که وقت خواب پا خارند پشت ناخن پا را

وله

بهوای رنگ که بیرون دهم حسرت دل تنگ ما — که بهار مشق جنون زگل بریدن رنگ ما

وله

رقیب کاوش بیجا زمن بدل دارد — گواه باش که یکروز میکشم او را

ز حال گوشه چشم تو شد مرا معلوم　وله　که ترک در پس سر بر زده گره مو را
نباشد باسیه کاران سری مرد سخن گو را　وله　که مو گر در دهن افتد زبان بیرون کند او را
کند تعظیم روشن گوهران طفل نادان هم　〃　که در دستار می پیچند کودکها حباب را
دلم به بزم بتان وا نمی شود بی او　〃　چو غنچه که بود در میانهٔ گلها
وقت پیری از لب شیرین بتان پرهیز کن　〃　که می رقصد ز تاثیر نمک مجروح را
بر نمی خیزم اگر از کوی تو انصاف کن　〃　که ز در تو زنده رفتن عار می آید مرا
صحبت ناجنس گو عالی بود دارد زیان　〃　پرتو خورشید سازد مرض تب را
مرا بقتل رساند و ریخت بر من اشک　〃　که مشت آب خضر در دست مرغ بسمل را
در زلف دید رویش دل شد اسیر یعنی　وله　پرواز کم کند مرغ پیش چراغ در شب
تا عرق خویش را کند از رشک قاتلش　وله　استاده است سرو به پای جوی آب
ز دشنام است مباد آزرده باشم　〃　همین قدر است ملال آمد و رفت
روشن گهران را بکجا هم بود الفت　〃　شمشیر پسند دل ماه رمضان است
چه میگویم که بنشین یکزمان این گفته فی خیزد　〃　که امروز زند طعنه علیل بیت سست نوا است
خدا نخواسته باشد شکست شیشهٔ دل　〃　شنیده ایم صدائی که هیچ نتوان گفت
بی کسب صفا جا بدر حق نتوان یافت　〃　مردود نمازست کسی را که وضو نیست
طبع رنجور مرا بی او بعشرت کار نیست　〃　قدر روز عید را در خانهٔ بیمار نیست
ز زلف وی دل پر داغ ما نمی ترسد　〃　که مار طعنهٔ خاص برای طاوس است
گفتمش بخت مرا چند تباهی باقیست　〃　زلف بنمود که بسیار سیاهی باقیست
نمی دانی که اشک من چه چیز است　〃　مرا این طفل فرزند عزیز است

دران زمان که بحشر قیام خواهم کرد — ولہ — ترا بیاد دهی یک سلام خواهم کرد

اطفال اشک راند هم چون بچشم — ولہ — او لا و حضرت دل مظلوم زاده اند

چو غنچه که نه بس بر گمانش شگفته شود — ولہ — تبسمش بپناه حجاب می آید

از در خانه ما آن بد کیش آمد — ولہ — آنچه ما خواسته بودیم همان پیش آمد

نمی خواهم که حوری یا قصوری در کفم افتد — ولہ — الهی آن بت بیگانه پرور آشنا گردد

گفت روزی از غضب با من میا بار دگر — ولہ — گفتنم این از من نخواهد شد بگو کار دگر

چشم او شد گریه دود آه من افزون سحاب — ولہ — ابر را خوش می کند در جوش گریه باشتر

بهر اکرم بغضب تنگ بسته امروز — ولہ — چه شد که وی نه قربان گشته ام امروز

من نگاه گریه آلودم اندازش مپرس — ولہ — مرغ چون در آب تر گردد پروازش مپرس

آئینه چه باشد که شود بار نگاهش — ولہ — کز شرم رگ چشم بود تار نگاهش

خواهی برای یک نگه نقد کامل دل عوض — ولہ — در خور طاقت میدهم جان و دل عوض

نازکی را مقداری که تنها بشکنی — ولہ — بر طرف آئینه ها داری مقابل الحفیظ

گویا که بر سر رضائش نظر افتاد — ولہ — چون دید او ز دور مرا بر کشید تیغ

ناز حسنت را نیاز عشق می رد جواب — ولہ — گر ترا شمشیر در دست است ما را سر بکف

حکایتیست که گفتم ز جور سیمبران — ولہ — تو بر غضب مشو از من ترا نمی گویم

دلت کجاست که هر وقت نام من پرسی — ولہ — هزار مرتبه گفتم که من غلام توام

نگذاشت ادب ناز جگر آه بر آریم — ولہ — رفتیم و کسی را ز خود آگاه نکردیم

من بجان بنده آن طرز تکلم کردن — ولہ — سخنی گفتن وا ز ناز تبسم کردن

با من سخن ز خشم برای خدا مگو — ولہ — چیزی که گفتنی است بخود گو مرا مگو

در حق من هرچه از جور و جفا فرموده — وله — من مقرر قابل آنم بجا فرموده

عزیز جهانم باین تیره بختی — وله — بنوشتی که بر جبهه سیاهی

رسی بدرد دلم گر فدای خویش شوی — وله — خدا کند که چو من مبتلای خویش شوی

ای محتسب ز میکده گشتی نخورده می — وله — گر زاهدی غلط که تشنه لب کوثر آمدی

می خواستم که مرگ تمنا کنم ز حق — وله — بسیار خوب شد که توام بر سر آمدی

من اشعاره الهندی

تجھے کیا یاد ہے ساقی دو عالم بیحجابی کا — وله — ادھر تو جام کا ہنسنا ادھر رونا گلابی کا

کیا ہے عزم اوس ناز پرور نے سواری — پر سنوارا ہے کا آئینہ نے منہ آفتابی کا

اے ساقی دلمیں پھرتا ہے خیال اس بیحجابی کا — وہی ساغر کا چلنا اور کھڑے رہنا گلابی کا

کرتا ہے حشر برپا ساقی سے جلد کرنا — وله — گردن اوٹھا اوٹھا کر شیشے کا دیکھ رہنا

دیکھتے ہے اسکے خط کی شان دل مرجھا گیا — وله — اس کو دیکھیں او نہ دیکھیں آنکھوں میں اندھا چھا گیا

رہ گیا ہے اتنو باقی ایکدم کا اشتیاق — وله — آنکھ میں جی آرہا ہے دیکھنے اسکی طاق

ادھر تو تم ہو و نکوتان کر تیوری چڑھاتے — وله — ادھر میں دلمیں بسم اللہ بسم اللہ کہتا ہوں

رنگ اوڑ گیا سمن کا نرگس ہی تک رہی ہے — وله — گلشن گلبدن میں پھرتی سی پھب رہی ہے

اے ساقی عجم کی مارونکی تو تسلی کر شتابی سے — وله — گلابی کا بھر آنا ہے ہندو کی حجابی سے

تیری آنکھوں کو ساقی دیکھنا یاد جان جاتی ہے — وله — گلابی منہ میں پیتی جام اپنی جوانی ہے

ضیا - میر محمد علی دکنی

ضیا تخلص - میر محمد علی نام - صفدر علیخان خطاب - آپ میر عسکر علی خان

همشیرہ زادہ تربیت خان عالمگیری کے صاحبزادہ ہین - آپکی نسب کا سلسلہ سلطان حسین مرزا بن بہرام مرزا بن شاہ اسمعیل صفوی والی ایران سے پہنچتا ہے آپکے والد دہرپ کن کی قلعداری پر مامور تھے - بہر بندگانعالی نواب آصفجاہ نے بلحاظ خاندان آپکو حضور مین بلاکر رکہا جاگیرات کی متصدی گری اور سرکار خاص کی دیوانی پر مقرر فرمایا - چند روز کے بعد فوت ہوے - میر ضیا کی ولادت قلعہ مذکور مین ہوئی - اور آپکے والد ماجد کے سایہ عاطفت مین تربیت و تعلیم پائی - ذہین و مستعد صاحب سواد تھے - شعرگوئی مین درست فکر و خوش خیال تھے سرکار آصفجاہی کے منصبداروں مین تھے - آخر ۱۱۵۹ سنہ ہجری مین فوت ہوے

من اشعارہ الفارسی

[illegible]		در بساط خود همین یک مشت زر داریم ما
[illegible]	وله	بر غبارم تا نسیم گیسوی مشکین گذشت
[illegible]	وله	آسمان را رفعت قدر از خم پشت دوتاست
[illegible]	وله	ز جیب صبح است آفتاب فروش
چشم تر مانند شبنم زین چمن برداشتم	وله	خون دل چون لعل با خود از وطن برداشتم
ز نامت نامه‌ام تا برگ گل گردد انگشتم	وله	حنائی میشود چون پنجه مژگان هر انگشتم
چو بر حسنت رقم سازد ز چشم دلبر انگشتم		بود آئینه در یک گلستان ساغر انگشتم
بشرح سوز هجران تا نمی ترسم که واسوزد		بجرمش حنا شد شعله شمع آسا سر انگشتم
بدستم جام می سوزد ز بس در راز لب لعلش		بود چون شاخ گل آئینه دار از اخگر انگشتم
اگر شرح گداز و سوز هجرانت رقم سازد		کند مانند شمع ایجاد چشم تر انگشتم

زبس تبخالہ خرمن کرد برق حسرتم امشب	برنگ شانہ دارد یک بیانی ہنر انگشتم
زدم دست تفکر بسکہ در زلف سخن امشب	بود چون رشتۂ تسبیح عقد گوہر انگشتم
سراپا یک چمن گلدستۂ خرمن تماشایم	بسان شاخ نرگس چشمہا دارد ہر انگشتم
نویسم گر بکلک تا نامۂ حیرانی خود را	چو شاخ نرگس از چشم حیران گیر انگشتم
ضیا ہمچو سلیمان صدختن زیر نگین باشد	اگر سر حلقۂ گیسوے او آید در انگشتم

ضیغم ۔ محمد عبداللہ خان لکھنوی

ضیغم تخلص ۔ محمد عبداللہ خان نام ۔ آپنے اپنا حال تذکرہ شعرا میں جو آپکی تالیف سے ہے لکھا ہے ۔ ہم اسی سے اخذ کرکے لکھتے ہیں آپ محمد صالح خان لکھنوی کے فرزند ہیں ۔ آپکا مولد و منشا شہر لکھنوٴ ہے آپکے آبا و اجداد شاہان اودھ کی ریاست میں معزز عہدوں پر مامور رہے ہیں ۔ اور ان خدمات کے صلہ میں جاگیریں اور انعام ملے ہیں آپکے جد امجد نواب مصطفی خان قندھاری شاہ اودھ کی فوج کے رسالدار تھے ۔ اور بارگاہ شاہی کے مصاحب ۔ آپکے عم بزرگوار محمد احسین خان بہادر بیس ہزار روپیہ سالانہ کے جاگیردار ہیں ۔ آپکے خالو محمد صفی اللہ خان بہادر المخاطب بہ شرف الامرا بہادر سرکار عالی نظام کی ریاست میں عمدہ منصب سے ممتاز تھے ۔ اور اسی ریاست کے سایہ حرمت میں سکونت پذیر تھے ۔ نواب صاحب اصل میں کرناٹک کے روسا میں سے تھے جس وقت سرکار انگریزی نے ملک کرناٹک پر قبضہ کیا تو اسوقت آپکے خالو صاحب کے لئے سرکار انگریزی سے تا بہ حین حیات میں ہزار روپیہ ماہوار مقرر ہوئی تھی ۔ اور مدراس کی کونسل کے رکن بھی ہوئے تھے ۔ اور انکو سرکار انگریزی سے شرف الامرا ۔ کے ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی ۔ نصیر الدولہ نصرت جنگ کا خطاب ملا تھا ۔ سرکار موصوف

نوابصاحب کی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے - آخر آپکے خالو صاحب نے سنہ ۱۲۹۰ ہجری
مین اس دار فانی سے رحلت کی ۔

آپنے نشو و نما کے بعد اوائل شباب مین کتب درسیہ فارسیہ علماء لکھنو سے تحصیل کین
انشا پردازی و عبارت نویسی مین اچھی لیاقت و مہارت پیدا کی - پھر آپ سنہ ۱۲۶۵ ہجری مین
وطن مالوفہ سے حیدرآباد دکن مین آئے - خالو صاحب کے دولتخانہ پر فروکش ہوئے - چندروز
کے بعد آپکے خالو صاحب نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی آپسے کردی - آپ اس تعلق
کی وجہ سے حیدرآباد مین متوطن ہوگئے - حیدرآباد دکن مین آپکو شعر گوئی کا شوق ہوا -
نواب عباس حسین خان شمشیر کی خدمت مین مشق کرنے لگے - چند مدت تک یہی سلسلہ
جاری رہا - نوابصاحب کی توجہ سے آپکا کلام درست ہونے لگا - اسی عرصہ مین نوابصاحب
کسی مقام پر تشریف لیگئے - آپکی مشق و اصلاح سخن مین ہرج واقع ہوا - آپ متردد ہوئے
کیونکہ آپ شعر گوئی کے فریفتہ مین - مولف فقیر کو آپکا تذکرہ دیکھنے سے یقین ہوا کہ
آپ شعر گوئی اور شاعرون کے کلام کی جستجو مین بڑی جانفشانی و دلسوزی فرماتے ہین
آپکو اس فن سے نہایت ہی خوب مناسبت ہے - مجکو آپکے تذکرہ سے دکنی و ہندی
شعراء معاصرین کے نام و کلام کا نشان ملا - مین غائبانہ آپکا شکریہ تہ دل سے
ادا کرتا ہون - اور آپکی ملاقات کا ہمہ تن مشتاق ہون - بمصداق کل امر مرہون
باوقاتہا کسی وقت ضرور مشرف ہونگا - جن دنون مین آپکے استاد شمشیر کہین باہر
رونق افزا تھے انہین دنون مین حسن اتفاق سے جناب حکیم مولوی نواب نیاز احمد خانصاحب
ہوش جو حافظ رحمت خان المخاطب نواب مکرم الدولہ حافظ الملک والی روہیلکھنڈ کے
بنائر سے ہین اس شہر مین رونق افزا ہوئے - آپ حکیم صاحب موصوف کی خدمت مین

اپنا کلام پیش کرنے لگے۔ آپ حکیم صاحب موصوف کی عنایات مرحمت کے شکرگزار ہین آپکے کلام سے پختگی و شستگی نمایان ہے۔ آپ خوش مزاج و خوش خلق ہین شگفتہ طبع و خندہ پیشانی ہین۔ یاران ہم مشرب کے جلسہ کے رونق ہین۔ ظریف و لطیفہ گو و لطیف و بذلہ سنج ہین۔ سخندان و سخن فہمی مین بے نظیر۔ اب ہم آپکے چند اشعار آبدار ہدیہ ناظرین کرتے ہین تاکہ مطالعہ سے حظ و لذت اٹھائین۔ فی الحال آپکی عمر تخمیناً چالیس کے قریب ہوگی۔ طال اللہ بقاہ۔

من اشعارہ الہندی

جب سے ہوا ہے عشق رسالت پناہ کا — رحمت سے ہے بھروسا اس گناہ کا
گھائل ہوا ہون کسکی مین تیغ نگاہ کا — گردون جو ٹوٹ جائے ہوا ن میری آہ کا
جس نور نے کہ سرمہ کیا کوہ طور کو — اوتا تہا پرتو وہ روشنی جلوہ گاہ کا

ولہ

کم بخت نے کیا تہا خیال کمر مین جو — ملتا نہین نشان ہمارے مزار کا
اسکا تار تار تہا انتر مرے لئے — کیا پوچھتے ہو حال شب انتظار کا

ولہ

ہے شرط عشق یہ کہ کسی پر عیان نہو — فرقت ہی ہو نصیب تو لب پر فغان نہو
کیون خط نمود ہو نہ کیونکر مٹے بہار — وہ گل نہین جو مورد جور خزان نہو
گردش سے بخت کی یہی مضمون ہے مجکو خوف — کوے زمین یار کہین آسمان نہو

ولہ

دربدر مجکو پہراتی ہے محبت تیری — خاک چھنواتی ہے لے یار کدورت تیری
ڈالدی صبح شب وصل جو رخسار پہ زلف — بول اٹھی پہر تو کہ کیون آئی ہے شامت تیری
شکل آئینہ ہون مین محو تحیر جب سے — میری نظرون مین پہرا کرتی ہے صورت تیری
نکلے کیون صورت سیماب تڑپ کر دل زار — جب کسی طرح نظر آئے نہ صورت تیری

حرف طاء

طالب مولوی شاہ وجیہہ اللہ

طالب تخلص ۔ شاہ وجیہ اللہ نام ۔ آپ محمد حبیب اللہ عظیم آبادی کے فرزند دلبند ہیں ۔ آپکے والد سوداگران متمول سے تھے ۔ طالب صاحب ترجمہ کی ولادت شہر مذکور میں ہوی ۔ نشو و نما بھی وہان کی آب ہوا مین پائی ۔ جب صاحب عقل و شعور ہوا وہان کے علما و فضلا کی خدمت مین تحصیل علوم و فنون مین مشغول ہوا ۔ چندے کے بعد فارغ التحصیل ہو کے حضرت شاہ منعم دہلوی کی خدمت مین شرف بیعت سے مشرف ہوئے ۔ پھر آپکے والد با جداس ارفانی سے عالم جاودانی کے طرف روانہ ہوئے آپنے والد کے فوت ہونے کے بعد تمام مال اثاث البیت مساکین و غربا کو دیدیا ۔ اور خود عازم حرمین شریفین ہوئے ۔ حرمین شریفین پہنچ کے حج و زیارت سے فارغ ہو کے ۱۲۰۳ ہجری مین وارد مدراس ہوئے ۔ نواب نصیر الدولہ بہادر کی خدمت مین ملازم ہوئے ۔ بارہ برس تک نواب کی خدمت مین سکونت پذیر رہے ۔ نواب صاحب آپ کی بہت عزت و آبرو فرماتے تھے ۔ پھر دوبارہ آپکے دل مین حج و زیارت کا شوق پیدا ہوا نواب صاحب سے رخصت لیکر حرمین شریفین روانہ ہوئے ۔ پھر حج و زیارت سے مشرف ہو کے اسی ملک مین واپس آئے اور ترچناپلی مین سکونت پذیر ہوئے پھر چندے کے بعد عازم زیارت ہوئے ۔ اور حرمین شریفین روانہ ہوئے ۔ پھر آپ حسب الطلب نواب صاحب آئے ۔ نواب صاحب کی تعلیم مین مصروف ہوئے ۔ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی تھی خود بھی موزون الطبع تھے کبھی کبھی کلام موزون فرماتے تھے

اپنا کلام پیش کرنے لگے - آپ حکیم صاحب ممدوح کی عنایت مرحمت کے شکرگزار ہیں آپکے کلام سے پختگی و شستگی نمایاں ہے - آپ خوش مزاج و خوش خلق ہیں شگفتہ طبع وخندہ پیشانی ہیں - یاران ہم مشرب کے جلسے کے رونق ہیں ظریف و لطیفہ گو و لطیف و بذلہ سنج ہیں سخندان و سخن فہمی میں بے نظیر - اب ہم آپکے چند اشعار آبدار ہدیہ ناظرین کرتے ہیں تاکہ مطالعہ سے حظ و لذت اٹھائیں - فی الحال آپکی عمر تخمیناً چالیس کے قریب ہوگی - طال اللہ بقاہ -

من اشعاره الہندی

جب سے ہوا ہے عشق رسالت پناہ کا
رحمت سے ہے بھروسا مجھے ہر گناہ کا

گھائل ہوا ہوں کسکی میں تیغ نگاہ کا
گردون جو نیلگون ہے دھوان ہے مری آہ کا

جس نور نے کہ محو کیا کوہ طور کو
اڑتا تھا رنگ تو وہ مرے جلوہ گاہ کا

وله

گم ہستی نے کیا تھا خیال کمر میں جو
ملتا نہیں نشان ہمارے مزار کا

ستم کا تار تار تھا انتظار مرے لئے
کیا پوچھتے ہو حال شب انتظار کا

وله

سنتے ہیں شرط عشق یہ کہ کسی پر عیاں نہ ہو
فرقت میں ہو نصیب تو لب پر فغاں نہ ہو

کیوں خلط ... نہ ہو نہ کیونکر مٹے بہار
وہ گل نہیں جو مورد جور خزاں نہ ہو

گردش سے بخت کی یہی ضیغم نے سمجھ لیا
کوچے میں یار کے نہ زمین آسمان نہ ہو

وله

دربدر ... پھراتی ہے محبت تیری
خاک چھنواتی ہے بازار و دشت تیری

ڈالدی صبح شب وصل جو رخسار پہ زلف
بول اٹھی پرتو کہ کیون آئی ہے شتابی تیری

شکل آئینہ ہوں میں محو تحیر جب سے
میری نظروں میں پھرا کرتی ہے تصویر تیری

نکلے کیوں صورت سیماب تڑپ کر دل زار
جب کسی طرح نظر آئے نہ صورت تیری

حرف طاء

طالب مولوی شاہ وجہہ اللہ

طالب تخلص۔ شاہ وجہہ اللہ نام۔ آپ محمد حبیب اللہ عظیم آبادی کے فرزند دلبند ہین۔ آپکے والد سوداگران متمول سے تھے۔ طالب صاحب ترجمہ کی ولادت شہر مذکور مین ہوی۔ نشو و نما بھی وہان کی آب ہوا مین پائی۔ جب صاحب عقل و شعور ہوا وہان کے علما و فضلا کی خدمت مین تحصیل علوم و فنون مین مشغول ہوا۔ چند مدت کے بعد فارغ التحصیل ہو کے حضرت شاہ منعم دہلوی کی خدمت مین شرف بیعت سے مشرف ہوے۔ پھر آپکے والد با جداس دار فانی سے عالم جاودانی کے طرف روانہ ہوئے آپنے والد کے فوت ہونے کے بعد تمام مال اثاث البیت ساکین و غربا کو دیدیا۔ اور خود عازم حرمین شریفین ہوے۔ حرمین شریفین پہنچ کے حج و زیارت سے فارغ ہو کے شہر مچھلی بندر مین وارد ہوئے۔ نواب نصیر الدولہ بہادر کی خدمت مین ملازم ہوے۔ بارہ برس تک نواب کی خدمت مین سکونت پذیر رہے۔ نواب صاحب آپکی بہت عزت و آبرو فرماتے تھے۔ پھر دوبارہ آپکے دل مین حج و زیارت کا شوق پیدا ہوا نواب صاحب سے رخصت لیکر حرمین شریفین روانہ ہوئے۔ پھر حج و زیارت سے مشرف ہو کے اسی ملک مین واپس آئے اور ترچناپلی مین سکونت پذیر ہوئے پھر چند مدت کے بعد عازم زیارت ہوئے۔ اور حرمین شریفین روانہ ہوئے۔ پھر آپ حسب الطلب نواب صاحب آئے۔ نواب صاحب کی تعلیم مین مصروف ہوئے۔ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی تھی خود بھی موزون الطبع تھے کبھی کبھی کلام موزون فرماتے تھے

آپکا کلام صاف و شستہ ہوتا ہے - آپ صاحب دیوان تھے - آپکا دیوان کثیر الحجم ہے
شہر حیدرآباد مین بطور سیر و سیاحت آئے تھے - چند روز سکونت کر کے مدراس چلے گئے
آخر آپ سنہ ١٢٢٩ ہجری مین اس دار ناپائدار سے دار البقا روانہ ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون
آپ خوش خلق و غربا دوست تھے - اور مہمان نوازی ور آشنا پرستی مین مشہور تھے
جو کچھ پیدا کرتے تھے دوست و احباب کو تقسیم کر دیتے تھے - اللھم اغفر لہ

من اشعارہ الفارسی

بسعی درست نبود حاجتے مرد سخن گو را — کہ روزے از زبان چون خامہ ہم میبود او را

وله
کجاست طالع بیدار تا شبے سازم — چو شمع گرم بہم مہ تو اے صنم جا را

وله
تکیہ بر زندگی خویش مکن ہمچو حباب — کہ بیک چشم زدن کار تمام ست اینجا

وله
بہار حسن را ہر دم تماشائے دگر باشد — گلے گر میرود زین گلستان دیگر شود پیدا
حدیث شوق گر سازم رقم بر صفحہ کاغذ — چو مرغ نامہ بر از نامہ بال پر شود پیدا

وله
نجہ بسے زقول رقیبان ہنر ما [illegible] — در صحن باغ خوش نبود شور زاغہا

وله
شب کہ در جلوہ گہ حضرت جانان رفتم — شمع سان داغ بدل شب تا [illegible] رفتم

وله
شب کہ دل شوق دیدار رخت بیتاب بود — موئے زلفش تا بروئے آتشش دیدم

وله
دست از حنا مسا نگارین نگار من — آتش مزن بجان و دل بیقرار من

وله
شبے حال دل پر داغ را طالب رقم کردم — بدستم صفحہ کاغذ شدہ چون بال طاوس

طپش - میر محمد اکبر

طپش تخلص - میر اکبر نام - آپکے بزرگ بدخشان سے شاہرخ مرزا شاہزادہ کے ہمراہ

وارد ہند ہوئے۔ بادشاہی خدمات پر سرفراز و ممتاز رہے۔ شاہرخ مرزا سے بہی علاوہ خدمات سرکاری تعلق رہا۔ آپکی ولادت ہند مین ہوئی۔ آپ بہی سن شعور کے بعد آبائی موروثی خدمات پر مامور رہے۔ اور شاہرخ مرزا کی اولاد سے بہی بدستور وطنی تعلق رہا۔ یہانتک کہ نواب نجابت خان شہید جو شاہرخ مرزا کی اولاد مین مشاہیر امرا سے تہے انکی خدمت مین بخشیگری کے عہدہ پر مقرر تہے۔ نواب کی شہادت کے بعد قصبہ بندہ بانا ندیس آئے اور حضرت شاہ حسین قادری کے مرید ہوئے۔ اور ندربار مین پیر کیسو ہوکے سکونت پذیر ہوئے۔ لچہمی نراین اورنگ آبادی تذکرہ شعرا مین لکہتے ہین کہ آپ جوانی مین شعر گوئی کی مشق کرنے مین کلام کو مرتبہ کمال پر پہنچایا۔ فارسی و ہندی دونون زبان مین پختہ کلام ہے۔ آپ صاحب دیوان تہے۔ فارسی دیوان مین تقریباً چہ ہزار اشعار ہین اور ہندی دیوان ڈہائی ہزار۔ علم حساب سیاق مین کامل قدرت رکہتا تہا۔ عربی و فارسی مین بہی عمدہ استعداد و مہارت رکہتا تہا۔ باوجود تمام کمالات نہایت متواضع و منکسر المزاج تہا۔ ذکی الطبع و ذہین تہا۔ میر عبد القادر مہربان اورنگ آبادی کے دوستون مین سے تہا۔ میر صاحب طپش کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تہے اور فقیر سے بہی حسن اخلاق و محبت سے ملتے تہے انتہی کلامہ۔

سنہ ۱۱۶۰ ہجری مین طپش اورنگ آباد مین بطریق سیر و سیاحت رونق افزا ہوا تہا۔ میر عبد القادر مہربان کے مکان پر ورکش تہا۔ چند مدت رہا یاران ہم مشرب کے ساتہ خوب مشاعرے و جلسے ہوتے تہے۔ پہر ندربار مراجعت کی سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین فوت ہوا۔

من اشعارہ الہندی

نہین ہون شکہ مین گو اورون کی تسلی کا	مرا داغ جگر اب سون ہرا ہے ایک ہتلی کا

سرپہ رہر آہ حسرت ہین مری الرشیان	بس کیا ہون پیچکے پلکون سے گناہ خوشیان
کس گلے مین نہین تمہاری لف کا زنار کفر	تم کس سے بن آتی ہین یہہ کافر کیشیان

طاہر - محمد طاہر بیدری

طاہر تخلص - محمد طاہر نام - آپکا مولد و منشا شہر بیدر دکن ہے - آپ علم و فضل سے آراستہ تھے طبیعت کی تیزی اور ذہن کی جولانی سے شعرگوئی و سخن فہمی مین یگانۂ روزگار تھے - شاہ حبیب اللہ نبیرۂ شاہ نعمت اللہ کے مصاحب تھے - صوفی المشرب زندہ دل تھے - خوش خلق و خوش کردار تھے - افسوس کہ ہمکو آپکا کلام نہین ملا صرف ایک تاریخ جو آپنے شاہ حبیب اللہ کی کہی وہ ملی ہم اسکو ذیل مین نقل کرتے ہین - آپ ہمایون بہمنی کے زمانہ مین زندہ تھے نظیری مشہدی کے ہم طرح رہے ہین - دونون مین نہایت اتحاد تھا - آپکا انتقال ۸۶۷ھ ہجری مین ہوا - من الشعارہ

تاریخ شہادت شاہ حبیب اللہ

مہ شعبان شہادت یافت زرہند	حبیب اللہ غازی طاب مثواہ
روان طاہرش تاریخ می جست	بر آمد روح پاک نعمت اللہ

طوبی - آقا سید علی الموسوی شوستری

طوبی تخلص - آقا سید علی نام - افضل العلما ناصر الملک خطاب - آپ آقا ابوالحسن شوشتری الموسوی کے فرزند رشید ہین آپکے والد وطن مالوف شوشتر سے حیدرآباد دکن مین آئے - سرکار عالی نظام مین خلد اللہ ملکہ اعلی مناصب کے سلسلہ مین مقرر ہوے

یہان عزت و آبرو سے زندگی بسر کرتے رہے نواب سر سالار جنگ مختار الملک بہادر مدار المہام
سابق نے آپکو علاوہ منصب مدرسہ دار العلوم مین صدر مدرس فارسی کی خدمت بہی
عطا کی تہی۔ آپ تا بہ زندگی صدر مدرسی پر مامور رہے۔ فارسی عربی کی تحریر و تقریر
مین علامۂ عصر و فہامۂ زمان تہے۔ حضرت استادی طوبیٰ صاحب ترجمہ کی ولادت
باسعادت اسی شہر حیدرآباد دکن مین ہوئی۔ اور نشو و نما بہی یہین کی آب و ہوا مین پائی
جب آپکی عمر چار سال ہوئی تب والد ماجد نے آپکو دکن سے شوستر تربیت و تعلیم
کے لئے بہیجدیا۔ آپ کی نشو و نما کی پرورش و تکمیل علوم و فنون کی تحصیل شوستر کے
علما و فضلا کی خدمت مین ہوئی۔ فارغ التحصیل ہو کے حیدرآباد دکن مین آئے
مایۂ مباہات اہلہ تہا۔ آپکی طبیعت بحر علوم مین مواج تہی۔ آپ میدان فصاحت و بلاغت
کے مرد تہے۔ آسمان تحریر و تقریر کے آفتاب تہے۔ آپ جامع العلوم و مجمع الکمال
و الفنون تہے اور خاص علم ادب کے میدان مین ایسی جولانی کی تہی کہ تمام اپنے امثال
و اقران سے سابق و مقدم ہو گئے تہے۔ نظم و نثر کے لکہنے و موزون کرنے کا ملکۂ تامہ
رکہتے تہے کلام منظوم و کلام منثور کا لکہنا اُن کے نزدیک سہل الوصول تہا۔ جب
ارادہ کرتے تو منثور و منظوم فوراً موزون فرماتے تہے۔ صبح سے چاشت تک
ساٹہ ستر اشعار کا موزون کرنا مشکل نہ تہا۔ نواب سالار جنگ نے آپکو اولاد اکرم الدولہ
کی اتالیقی پر مقرر فرمایا۔ پہر چند مدت کے بعد قضایائے ساہوکاری کی عدالت مین
مامور کیا۔ بعد ازان خدمت عدالت سے علیحدہ ہو گئے گوشہ گزین و خانہ نشین ہوے
کبہی کبہی وزرا و امرا سے ملتے تہے۔ آپ نواب مختار الملک ثانی و منیر الملک ثانی کے
بہی ایک زمانہ تک استاد و اتالیق رہے ہین۔ پہر آپ بجناب فلک انتساب اعلیحضرت بندگانعالی

دام ظلہ کی مقاربت و مصاحبت میں چند روز عزت و آبرو سے بسر کئے۔ حضور کی مدح میں اکثر قصائد موزون فرمائے ہیں۔ آپ شاعری میں ماہر کامل تھے اور علم ادب میں بھی صاحب کمال تھے۔ آپ عربی و فارسی دونوں زبان میں شعر موزون فرماتے تھے آپکے قصائد قاآنی کی طرح بلاغت و فصاحت میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔ آپکی غزلیں و قطعات و مخمسات بھی لطف و مزہ سے خالی نہیں ہیں۔ اسیطرح آپ نثر عبارت لکھنے میں بھی قوت کاملہ و ملکۂ تامہ رکھتے تھے

آقا سید علی کے اخلاق و عادات کا ذکر

آپ اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ سے موصوف تھے ہر جن و انس کو دام خلق میں مسخر کر لیتے تھے۔ اگرچہ امامیہ مذہب کے پیرو تھے لیکن تعصب بھی سے عاری تھے آپکے نزدیک امامیہ و سنیہ مساوی الدرجہ تھے بلکہ آپ سنیوں کی زیادہ دلداری و مدارات کرتے تھے۔ اسی حسن خلق کی وجہ سے دونوں فریق باہم شیر و شکر کیطرح زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ مہمان نواز و غربا پرور تھے۔ اکثر غربا و مساکین کے لئے آپکا دولتخانہ مسافر خانہ و آرام گاہ تھا۔ مہمان نوازی میں بے نظیر فرد تھے۔ کوئی دن ایسا نہیں ہوتا تھا کہ آپکے مکان پر دس بیس غربا جمع نہوں آپ ان کی غرض سعی و کوشش کرکے بادشاہ و امرائے دکن کی خدمت میں پہنچاتے تھے۔ اور سفارش کرنے میں نہایت چست و چالاک تھے۔ امرا و وزرا کی خدمت میں آپ کی سفارش موثر ہوتی تھی۔ آپکی طبیعت درویشانہ تھی دنیا و مافیہا سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔ ہزار روپیہ ماہوار پاتے تھے۔ تنخواہ آتے ہی ایک ہفتہ تک خوشی سے بسر کرتے ایک ہفتہ کے بعد تہیدست و دست نگر علاوہ دوش ہوتے تھے جو کچھ مطلوب ہوتا تھا

قرض منگوا لیتے تھے۔ مدت العمر تنگدست و تنگ حال رہے تنگدستی تنگ حالی بسبب غربا پروری و دستگیری بینوایان تھی۔ جو کچھ آمدنی ہوتی تھی فقرا و غربا پر صرف فرماتے تھے۔ آپ خوراک و پوشاک میں تکلف و زیبائش پسند نہیں کرتے تھے۔ بقدر ضرورت استعمال فرماتے تھے۔ اسیطرح فرش و فرنیچر کی بھی خواہش نہیں رکھتے تھے۔ آپکا فرش بوریا تھا۔

آپ کی درس و تدریس کا ذکر

آپ علامۂ عصر و فہامۂ دہر تھے۔ جامع کمالات صوری و معنوی۔ درس و تدریس کے سلسلہ میں اکثر طلبا آپکے چشمۂ فیض سے سیراب ہوئے تھے۔ آپ جگت استاد مشہور تھے۔ آپکے تلامذہ اولاد شرفا و امرا و فقرا وغیرہ ہوتے تھے۔ شعر و شاعری میں بھی کمال رکھتے تھے۔ [illegible] اشعار بہت عمدہ کہتے تھے آپکے کلام میں سنجیدہ زبان [illegible] بہت تھی و بلند خیالی کے مناسب تھی مضامین تازہ آپکی طبیعت میں خود بخود آتے تھے۔ آپ [illegible] رنگین و با محاورہ عبارت عربی فارسی میں بھی [illegible] فرماتے تھے۔ آپکی ذات میں مضامین تازہ کی آمد تھی [illegible] آپکے چند اشعار آخر میں گذارش کرونگا۔ آپکے قصاید عربی [illegible] میں ہر ایک قصیدہ اپنا نظیر آپ ہی ہے۔

افسوس آپکے تمام قصائد کسی نے جمع نہیں کئے آپکے ایک شاگرد رشید میر محمد [illegible] نے آپکے نتایج طبع کا ذخیرہ جمع کیا تھا۔ ذخیرہ نظماً و نثراً عربی و فارسی زبان کا تھا۔ یہہ ذخیرہ موسی ندی کی طغیانی میں نذر سیلاب ہوگیا۔ میں نے آقا صاحب کے فرزند بزرگ مولانا سید عبداللہ المخاطب بہ نیر جنگ بہادر سے آقائے مرحوم کے

حالات و نتائج طلب کئے۔ امروز فردا کا وعدہ کیا۔ لیکن وعدہ کو ایفا نہین فرمایا مجھے بہت تلاش و جستجو کے بعد قصائد عربی و فارسی دستیاب ہوئے۔ انہین قصائد سے بطور مشتے نمونہ چند اشعار ہدیۂ ناظرین گزارش کرتا ہون۔

آقا سید علی صاحب ترجمہ کی تصنیفات سے مخمس قصیدہ بردہ و قصیدہ ہمزیہ وغیرہ مین قصائد کے دیکھنے سے آپ کی فصاحت و بلاغت کی تصدیق ہوتی ہے۔ اشعار کے محاورات و خوبی بندش سے ثابت ہوتا ہے کہ آقا صاحب ترجمہ عربی الاصل والنسل ہین۔ و فصحائے ادب بلغاء عرب آپکے قصائد و مراسلات ادبیہ کے مضامین با محاورہ عربیہ کو دیکھ کے کہتے ہین واللہ ہذا عربی لیس بعجمی

آقائے طوبی صاحب ترجمہ کی وفات

سنہ ۱۳۲۴ ہجری مین آقائے طوبی بعارضہ بخار بیمار ہوئے۔ یونانی معالجہ شروع کیا گیا اطبائے یونانی متواتر دوا مین استعمال کراتے تھے۔ لیکن کچھ فائدہ نہین ہوتا تھا بلکہ مرض بڑھتا جاتا تھا۔ آخر ڈاکٹری علاج کے طرف رجوع ہوئے۔ کوئی دوا موثر نہین ہوئی۔ طبیعت مین ضعف و ناتوانی بڑھ گئی۔ آخر آپ اسی مرض الموت مین بتاریخ ۲۴ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۴ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین روانہ ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون اعزہ و اقارب و احباب کو آپ کی رحلت سراپا مصیبت کا نہایت رنج و غم لاحق ہوا۔ اور شہر کے علما و فضلا و طلبہ پر آپ کی رحلت کا سخت صدمہ واقع ہوا۔ آپکی تجہیز و تکفین مین شہر کے اکثر امرا و علما و طلبہ شریک ہوئے۔ تمام آپکی رحلت پر آہ و نالہ و شور و غوغا کرتے تھے۔ تلامذہ کی یہ حالت تھی

زار زار روتے تھے اور دامن دل کو رنج و الم کے ہاتون سے چاک کرتے تھے اور سر و منہ پر خاک اُڑاتے تھے۔ اعزہ و اولاد کی بیقراری و دل گدازی دیکھکے اہل مجلس کے قلوب جل جاتے تھے۔ عاقبۃ الامر تمام اعزہ و اقارب جناب ذوی المعارف نے اس علوم و فنون کے خزینۂ بے بہا کو کوہ مولی کے خاک مین دفن کئے۔ شعرائے زمانہ نے آپکے رحلت کی تاریخین موزون کئے۔ منجملہ تواریخ فقیر مولف کو آپکے شاگرد حکیم میر نوازش علی لمعہ کی تاریخ دستیاب ہوئی هو هذا

از جہان رفت حضرت طوبی	منزل و بہشت و ماوے ہست
زود رفتم گفت لمعہ سال وفات	جاے طوبی بہشت اعلی ہست

ولہ ایضاً

رفت او حیف فاضل بے مثل حیف تنہا	شد جہانے را دگرگون حال زین رنج و ملال
ہاتف غیبی بگوش لمعہ محزون گفت	راہ گلزار جنت شد ادیب الدولہ سال

ولہ ایضاً

وائے ویلا و دریغا رفت از دار محن	عالم و فاضل فرید عصر و یکتائے زمن
خواہم اشعار سنائی را کہ بس مشکل بود	کاملے گر رفت از ینجا مثل او پیدا شدن
روزہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش	زاہدے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن
ہفتہ ہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گل	شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن
ماہہا باید کہ تا گردون گردان یک شبے	عاشقی را وصل بخشد یا غریبی را وطن
دورہا باید کہ تا یک سنگ خارا ز آفتاب	لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن
قرنہا باید کہ تا یک مرد صاحبدل شود	بایزید اندر خراسان یا اویس اندر قرن

عهد ما باید که باز آید ز شستر ورد کن | چون سناد الملک طوبی کامل استاد فن
گفت سال رتحالش لمعه اینک حسب حال | شد سناد الملک یکتا وای امروز از دکن

١٣٢٤ھ

ایضاً

قد مضی سیدی سناد الملک | بروض الجنان مربعه
انا ۲ رحمت عام رحلته | قلت - دار النعیم مضجعه

١٣٢٤ھ

من قصائد الفارسی

ای روی تو وی لطف تو و آل و سائل | وی جود تو و بود تو حلال مسائل
ایوان سنا از تو چون کاخ خورنق | دیوان وزارت ز تو چون برج سلاسل
خرم ز تو جهان گرده که آوازه خوشش | از گوشش نیاید همگی آنک لازل
عدل تو رسید دست بجای که الماس | بر شیر بر شاخ بر غفلت بلابل
گر کار رغم هست بارک بکلیاست | پس آن رحمه گرایند بخوبی شمائل
از راه نمل مخصوص دار چشم مخمل | وز حد صفا و داده قد تماثل
رنگین نگر دشتی چو بساط مصنا | سنگین نگه مستی چو عادات حوائل
آنجا که بود هر کسی از جهد معاون | آنجا که شود هر کسی از سعی عامل
پس چون نشود مثل منی آمد و نابی | پس چون نشود چو منی فاضل و جاهل
من کیستم آنکه اگر روی زنشم | گردند مخالف نگرایم نه زلازل
هر مشکلی آسان کنم از روی متور | هر بستم ازو دو حلال مشاکل
فخر همه ارباب فضائل ز فضائلش | یکقطره از بحر بود کل فضائل
اصل کرم و فرع همه علت ایجاد | چون ذات خداوند منزه ز حمائل

دروازهٔ علم نبی و عالم عالم
ختم است بر او بعد خدا حلّ معاضل

او صنع خداوند و خداوند همه صنع
مخلوق وی است آنچه خدا راست مجاعل

حق وی آن یازده تن کش ولد استند
بر عزت این صدر فزاید حق باذل

طوبی است چو مداح تو از دل بخدا باش
ای صدر تو هم راحم احوال من از دل

وله

صباح عید بصد رنگ بو و غنج و دلال
در آمد از درم آن ماه آفتاب جمال

شکسته تر ز دل زار عاشقانش زلف
سیاه تر ز شب هجر دلبرانش خال

گل شمایل او آفتاب عنبر چتر
لب تکلم او طوطی خجسته مقال

ز پای تا سر ناز و کرشمه و خوبی
ز فرق تا پا غنج و دلال حسن جمال

در آسمان چه باحسرت غیرت رویش
فتاده در دل خورشید شعله جوال

وله

ای هزاران فاضلت بر آستان
صدر کل مختار ملک راستان

چون خدا خلقی بعزت کرد جفت
چون تو فردی را بر ایشان صدر گفت

گر ولایت سد اسکندر بنا
دشمنش از یاجوج باشد گو بیا

داد و تدبیرات تو داد همه
از تو محکم کار و بنیاد همه

رای تو صایب تر از رای حکیم
در همه امری کلامت مستقیم

شکر لله کز همه روی زمین
جای تو دار شفا بالمکین

وله

ای از تو منهدم شده بنیادکار ظلم
وی عدل تو خزان ده اندر بهار ظلم

از نصفت تو رفته بهر جا قرار جور
در حکمت تو خفته بهر سو مدار ظلم

باشد چنان شعار عدالت شده بدهر
گویی که نام نیست گر از شعار ظلم

مختار ملکی و ہمہ در اختیار تو است
گر ظلم کس کند بکسے انتقام از و
الم کشیدہ مصیبت رسیدہ حیرانم
ہمیشہ خون خورم از غصہ و بجانہ خویش
شبم بگریہ و روزم باہ و نالہ و افغان
تفقدے نکنی اے خدایگان آخر
بجز تو کیست ز بعد خدا مرا یاور

ولہ

آن شد مرا نہادہ تو در اختیار ظلم
من میکشم ز لطف تو نے اعتبار ظلم
ز جان جمعم اگرچہ دلے پریشانم
ز دوری تو شبہا گویا بزندانم
تبنگ آمدم آخر مگر نہ انسانم
مگر نہ من ہم از خیل زیردستانم
بغیر درگہ تو درگہے نمی دانم

طاہر ۔ میرزا محمد طاہر

طاہر تخلص ۔ میرزا محمد طاہر نام ۔ صفاہانی الاصل ہے ۔ سلاطین صفویہ کے امرا سے تہا علم و فضل کے زیور سے آراستہ ۔ مع برادر محمد علی خلد مکان عالمگیر بادشاہ کے عہد مین صفاہان سے دکن مین پہنچا ۔ میرزا محمد طاہر صاحب ترجمہ اور میرزا محمد علی دونون بہائی عالمگیری دربار مین خطاب و منصب سے سرفراز ہوے برادر اول صاحب ترجمہ التفات خان دوم ملتفت خان خطاب سے ممتاز ہوے ۔ التفات خان ہشر ضلع اورنگ آباد مین مدت تک خدمت فوجداری پر مامور رہا ۔ بعد ازان گجرات و خاندیس وغیرہ مقامات مین ایسی خدمت پر معین رہا امور مفوضہ کو نہایت ہوشیاری سے انتظام کرتا تہا ۔ آخر صوبہ مالوہ سے دہلی جاتا تہا جب کہرکون کے اطراف مین پہنچا وہان رہزنون کے ہاتہ سے ۱۱۲۹ہ ہجری مین مقتول ہوا ذکی الطبع و صاحب استعداد و خداداد تہا ۔ نثر نویسی مین ایسی قدرت کاملہ رکہتا تہا کہ

تین تین منشیون کو خود عبارت لکھاتا تھا۔ اور فقرات لاحقہ ہر ایک کو بدون غور و تامل کہتا تھا۔ اور کلام کے ربط و ضبط مین خطا نہین کرتا تھا۔ اور اسی حالت مین آپ بہی کتابت مین مصروف ہوتا تھا۔ شعر گوئی سے بہی دل چسپی رکہتا تھا کبھی کبھی موزون کرتا تھا۔ کلام صاف و شستہ و پاکیزہ ہے۔

من اشعارہ

شہید یکسیم پوشیدہ ام بعد فنائی خود شہرت حسن تو شد از کشتہ دیدار تو	برنگ مردہ فیروزہ نیلی در عزائے خود از نسیم بال بلبل بشگفد گلزار تو

طغرا۔ ملا طغرا مشہدی

طغرا تخلص۔ ملا طغرا نام مشہدی الاصل ہے۔ نثر نویسی مین طرز جدید کا موجد ہے۔ اور عبارت تازہ کا مخترع ہے وطن مالوفہ سے رخصت ہوکے ہند مین آیا۔ چند مدت شاہزادہ مراد بخش بن شاہجہان بادشاہ ہند کی ملازمت مین رہا۔ شاہزادہ کے ہمراہ ممالک دکن کی سیر مین مشغول ہوا۔ آخر کشمیر بہشت نظیر مین پہنچا۔ گوشہ نشینی اختیار کی۔ چند روز خوشی سے بسر کرکے مقام اصلی کے طرف روانہ ہوا۔ ابو طالب کلیم کے قبر کے قریب مدفون ہوا۔ طغرا کی انشا پردازی مشہور ہے۔ اسکی انشا نہایت رنگین و شیرین ہے۔ طلبائے درجہ منتہی شوق سے پڑہتے ہین۔ طلبہ کی استعداد طغرا کے پڑہنے سے درجہ کمال کو پہنچ جاتی ہے۔ نظم مین بہی ایسا ہی نازک خیال ہے۔ نئے نئے مضامین خوش اسلوبی و خوبی کے ساتہہ موزون کرتا ہے۔ **من اشعارہ الفارسی**

زجعبہ پر شکنت دل بصد فغان افتد	چو کودکے کہ زبالائی نردبان افتد

دلا چو شمع رگ گردنے ملایم کن	وله	ز مہر دادن سر پائے خویش قایم کن
کج نباید کام دل بے اتفاق راستان	وله	تا بقربانت نشود با تیر پیمان زہ کمان
اگرچہ آئینہ سر تا قدم شوی یک چشم	وله	بسوئے دوست نگر سوئے خود نگاہ مکن
عروسان را بسوئے حجلہ نتوان برد بے سازی	وله	بآواز دف و نی دختر رز را بمینا کن
باید چو برق خندہ زنان از جہان گذشت	وله	نتوان چو ابر بر سر دنیا گریستن
موئے سر کافتد ز سر ہرگز نمیگردد سفید	وله	عیش عشرت کی کند پیری اثر در جوان
سایہ می افتاد از طغرا در ایام شباب	وله	پیر چون شد محو واز سایہ طغرا بر زمین
مینا بپائے ساغر چون سر نہد بسجدہ	وله	چیزی دگر نخواہد جز از دعائے یاران
در سہ فصل عمر باید منت جیب غم کشید	وله	[illegible] ہیچ گل یک فصل خندان زیستن
نشاید دید آنچہ با گردو آسمان	وله	از دود آہ سرمہ بچشم ستارہ کن
خوش آن ساعت کہ بزم آرا نشینی بر سر جوئے	〃	خط پشت لبت چشم قدح را گردد ابرو
میان می بینم و چیزی بچشم در نمی آید	〃	بدان ماند کہ در آئینہ باشد سایۂ موئے
زبس آب نزاکت خوردہ والا	〃	نشدش خط نظر موئے پیالہ

طاہر شاہ طاہر

طاہر تخلص ۔ شاہ طاہر نام ۔ تذکرہ ہفت اقلیم کے مولف نے لکھا کہ آپکے آبا و اجداد سلاطین وقت کی خدمت میں ہمیشہ مکرم و معزز رہے ۔ اکثر اوقات رود بار قزوین میں اقامت کرتے تھے ۔ جب شہر سلطانیہ کو الجائیتو خان نے آباد کیا آپکے بزرگان سلف کو اسمیں سکونت کی اجازت می حسب الامر آپکے بزرگان سلف سلطانیہ میں

سکونت پذیر ہوئے - شاہ طاہر صاحب ترجمہ سلطانیہ مین متولد ہوا - ابتدائے سن تمیز مین تحصیل علوم و فنون کے لئے کاشان مین آیا - چند مدت مین جامع الفنون وحاوی العلوم ہوا

در جہان چون او ندیدی ہیچکس در شرع و شعر قاف تا قاف ار بجستی قیروان تا قیروان

جب شاہ طاہر کی لیاقت و قابلیت کی حقیقت شاہ اسمعیل ماضی صفویہ کو معلوم ہوئی چاہا کہ اسکو خلعت صدارت سے سرفراز کرے - حاسدین نے اسکو مذہب باطل سے متہم کیا بادشاہ کو غرض آمیز و فتنہ انگیز باتون سے ورغلایا اور اسکی ذلت و خواری کی پیروی کرنے لگے - وکیل السلطنت شاہ حسین نے جو اسکے معتقدین سے تھا - شاہ طاہر سے کہا کہ اسوقت مناسب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہان سے چلے جائے اور ایسے مقام مین سکونت اختیار کیجئے کہ وہان مخالفین کی دست اندازی نہو سکے -

شاہ طاہر نے ۹۲۶ھ ہجری مین کاشان سے ہند روانہ ہوا تھوڑی مدت مین برہان نظام شاہ بحری والی احمد نگر دکن کے پاس پہنچا - بادشاہ کے نزدیک ایسی ترقی پائی کہ ارکان دولت و اعیان ریاست سے بڑھ گیا - رفتہ رفتہ درجہ وکالت سلطنت کو فائز ہوا - تمام مہمات کا مدار المہام ہوا - اہل دکن و اہل عجم و عرب اس کے آستانہ بلند پایہ کو اپنا ملجا و ماوی سمجھتے تھے اور شاہ کے توجہ سے بہرہ مند ہوتے تھے - مذہب امامیہ کا شیوع ملک دکن مین آپ ہی کی بدولت ہوا - اور برہان نظام الملک بحری کو شاہ طاہر کی کوشش سے منجانب سلطان بہادر گجراتی نظام شاہ خطاب ملا - باوجود شغل مہمات سلطنت اہل علم کی صحبت و مجالست سے محروم نہین ہوتا تھا - اور ہمیشہ اسبات کی فکر کرتا تھا کہ مذہب امامیہ اثنا عشری کی اشاعت کامل ہو جائے - اور اہل دکن علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہو جائین اس کام کے لئے

عرب و عجم سے اکثر افاضل علامہ کو بلایا۔ احمدنگر کو دار العلوم بنایا۔ بادشاہ کو ترغیب دے کے ایک مدرسہ عالی شان بنوایا۔ اور مدرسہ کے اخراجات کے لئے متعدد دیہات و بلوکات التمغا مقرر کرایا۔ مدرسہ کی عمارت و درسگاہین و طلبہ کے حجرے متعدد بنائے منجملہ عمارات فی زماننا احمدنگر مین مسجد متعلقہ مدرسہ غیرہ موجود ہے فی الحال اسمین ایام عاشورہ محرم مین علم قائم کیا جاتا ہے۔ اور کوٹلہ کے نام سے مشہور ہے۔ فقیر مولف نے محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے حصہ اول مین بہ اس کے ذکر مین مدرسہ احمدنگر کا ذکر کیا ہے یہان اعادہ کی ضرورت نہین۔ انتہی کلام ہفت اقلیم۔

ہفت اقلیم کے مولف نے شاہ طاہر کا حال مجملاً لکھا جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے۔ لیکن بانی تاریخ کے مولف و فرشتہ نے شاہ موصوف کا حال بہ نسبت ہفت اقلیم شرح و مفصل لکھا ہے بنائے علیہ مین یہان بجنسہ نقل کرتا ہون اگرچہ ناظرین کے نزدیک بیان مکرر ہے لیکن لطف و فوائد مین قند مکرر سے کم نہین ہے۔ شائقین مطالعہ سے مستفید ہون گے۔

شاہ طاہر علوم ظاہری و باطنی مین بزرگان سلف سے مقدم تھا۔ اور عرصہ مین نام سے بزرگ تھا مصر و بخارا و سمرقند و قزوین و غیرہ بلاد کے گروہ شیعہ اسکی بیعت کرتے تھے۔ تمام ایران مین شہرت عظیم پائی۔ شاہ اسمعیل صفوی جو پیری و مریدی کی بدولت درجہ سلطنت کو پہنچا تھا۔ چاہتا تھا کہ تمام مشائخ خاصہ مشائخ خونیہ کے سلسلہ کو ممالک محروسہ سے منقطع کرے میرزا شاہ حسین اصفہانی ناظر دیوان شاہ اسمعیل نے جو شاہ طاہر سے حسن اعتقاد رکھتا تھا۔ ایک شخص شاہ طاہر کے پاس پہنچا اور بادشاہ کے ارادہ سے آگاہ کیا۔ شاہ طاہر سجادہ نشینی کے بستر کو طی کر کے سنہ ۹۲۶ ہجری مین سلطانیہ مین آیا۔ میرزا کی وساطت سے بادشاہ کے مقربین مین داخل ہوا۔ بادشاہ کبھی کبھی اسکی طرف عبرت سے دیکھتا تھا۔

پس شاہ طاہر میرزا کے ذریعہ سے کاشان کے مدرسہ مین منصب تدریس پر مقرر ہو کے
وہان چلا گیا - وہان اتفاق سے طالبین و مریدین جمع ہو گئے تعلیم
و تعلم کا بازار گرم ہوا اور اطراف کے مریدین بہی کاشان مین آنے لگے - شہر کے معززین
حکام نے از روے حسد ایک عریضہ بادشاہ کی خدمت مین بہیجا - اور لکہا کہ فرقہ اسمعیلیہ کا
مانند حسن صباح یہان غلبہ ہو رہا ہے اور شاہ طاہر اس فرقہ کا مقتدی و امام ہے -
مذہب کے رواج مین کوشش کرتا ہے اکثر ملاحدہ و زنادقہ مجتمع ہو گئے ہین فی زماننا
یہان شریعت محمدی کا بازار سرد ہے اور سلاطین اطراف سے بہی مکاتبت جاری ہے
شاہ اسمعیل بہانہ جو دغا باز طلب تہا فوراً حکم دیا کہ اس ہی کے قتل کا پروانہ لکہین میرزا حسین
اس قضیہ پر مطلع ہوا اور دیکہا کہ یہہ معاملہ اصلاح پذیر نہین ہے - بسرعت تمام ایک
معتبر شخص کو کاشان روانہ کیا - اور پیغام بہیجا کہ ابہی آپکے قتل کا پروانہ پہنچتا ہے
اب مناسب یہہ ہے کہ آپ خود فوراً اس ظالم بادشاہ کے ملک سے کہین باہر چلے جائیے
شاہ طاہر مجبور ہو گئے تمام مال و اسباب ترک کر کے تن تنہا مع عیال و اطفال
سنہ مذکورہ مین فرار کا راستہ اختیار کیا - آخر سنہ مذکورہ مین سخت جاڑے کے
موسم مین ہند کی طرف روانہ ہوا - بندر جرون مین پہنچا - حسن اتفاق سے ہندوستان
کی کشتی تیار تہی - نماز جمعہ ادا کر کے کشتی مین سوار ہو گیا - بجمعہ دیگر بندر گووہ مین پہنچا
مورخین نے لکہا کہ بادشاہی سپاہ کاشان مین پہنچی - اور سنا کہ شاہ طاہر فرار ہو گیا
تعاقب مین برق و باد کی طرح دوڑے - شاہ طاہر ان کے پہنچنے تک بلاد دکن مین پہنچ گیا
کہتے ہین کہ شاہ طاہر بندر گووہ سے بیجاپور مین آیا - اسوقت وہان اسمعیل عادل شاہ
حکمران تہا - اسمعیل اہل السیف و العلم سے زیادہ دلچسپی رکہتا تہا - بنا علیہ شاہ طاہر

کی طرف ملتفت نہین ہوا۔ پس شاہ طاہر نے عزم جزم کیا کہ حرمین شریفین و دیگر مشاہد مقدسہ کی زیارات و حج سے مشرف ہونا چاہئے۔ وہان سے حرمین شریفین کا روانہ ہوا بندر چیول مین کشتی مین سوار ہوا۔ حرمین شریفین و دیگر مقامات متبرکات کی زیارت و حج سے فارغ ہوکے اس ارادہ مین تہا کہ اطمینان کے ساتھہ وطن مالوفہ مراجعت کرے لیکن بمقتضائے آب و خورش قلعہ پرینڈہ دکن مین وارد ہوا۔ مخدوم جہان گنی سے جو امرائے ہمیشہ سے تہا لاخواجہ نے مولانا کی تعظیم و تکریم کی و بمبالغہ تمام توقف کی التماس کی۔ شاہ موصوف نے مخدوم کے اصرار سے توقف کیا۔ مخدوم کے فرزند شاہ ممدوح سے کتب علمیہ پڑہنے لگے۔ اتفاقاً انہین ایام مین برہان نظام شاہ بحری نے اپنے استاد ملا پیر محمد شروانی کو سفارۃً مخدوم خواجہ جہان کی خدمت مین بہیجا۔ ملا وہان شاہ طاہر کی ملازمت فیض بخش سے مشرف ہوا۔ اور دیکہا کہ مولانا صورۃً آدمی سیرۃً فرشتہ ہین۔ اور عالم جامع العلوم و الفنون ہین ؎

عیسیٰ گاہ دانش آموزی　　یوسفی وقت مجلس افروزی

مولانا کے وجود فایض الجود کو نعمت غیر مترقبہ و دولت مغتنمہ جان کے تقریباً تا بہ یکسال تحصیل علوم کی تکمیل مین مشغول ہوا کتب ہیئت مثلاً مجسطی وغیرہ مولانا کی خدمت مین ختم کین۔ پس دکن مین یہہ شہرت ہوئی کہ پرینڈہ مین ایک ایسے علامہ دہر وارد ہوئے ہین کہ ملا پیر محمد استاد اُن کی شاگردی سے فخر کرتا ہے۔ جب ملا پیر محمد نے احمدنگر مین مراجعت کی۔ اور برہان نظام شاہ سے ملا۔ بادشاہ نے ملا سے سبب تاخیر دریافت کیا۔ عرض کیا کہ مین اس سفر مین ایک ایسے علامہ متبحر سے ملا کہ مین نے مدۃ العمر اسکا نظیر ہندوستان و ایران مین نہین دیکہا تہا۔ لہذا علامہ کی خدمت مین مستفید ہوا

اور کتاب مجسطی کو ابتدا سے انتہا تک پڑہا۔ جسکو مولانا کی توجہ سے بیشمار اسرار مخفیہ معلوم و منکشف ہوئے۔ رباعی

در وصف کمالش عقلا حیرانند — بقراط حکیم و بو علی نادانند

با این ہمہ علم و حکمت و فضل و کمال — در مکتب علم او الف بے خوانند

برہان نظام شاہ جو علما و فضلا کی صحبت کا جویا رہتا تہا مولانا کے دیدار فایض الانوار کا سہرا مشتاق ہوا اسیوقت ایک خط شوق آمیز و محبت انگیز لکہہ کے بدست ملا پیر محمد مولانا شاہ طاہر صاحب ترجمہ کی خدمت مین قلعہ پرینڈہ روانہ کیا۔ فرد۔ چو باد صبح گذر کن سوئے حدیقۂ انس ٭ چو سرو ناز قدم رنجہ کن باین گلزار ٭ شاہ طاہر صاحب رحمہ نے خواجہ جہان سے اجازت چاہی۔ خواجہ جہان نے طوعاً و کرہاً اجازت دی۔ اور سفر کا سامان مہیا کر دیا اور سنہ ۹۲۸ ہجری مین مع ملا پیر محمد احمدنگر روانہ ہوا۔ جب مولانا اس مقام مین پہنچے کہ شہر احمدنگر وہان سے تخمیناً چار کوس کے فاصلہ پر تہا۔ ارکان سلطنت و اعیان مملکت استقبال کیلئے آئے شاہ موصوف کو اعزاز و اکرام کے ساتہہ شہر مین لائے۔ برہان شاہ آپکی ملازمت سے بہت خوش ہوا۔ آپکو عنایات شاہانہ سے سرفراز فرمایا۔ اور نقد بہیجکے رقعہ مین یہ شعر لکہا

تو چون گوہر قیمتی غم مدار — کہ ضایع نگرداندت روزگار

اگر زیرہ زر ز دندان گاز — بیفکند بہ شمعش بجویند باز

چند روز کے بعد برہان شاہ نے مولانا سے درخواست کی کہ آپ مسجد جامع مین جو قلعہ مین واقع ہے مجلس درس منعقد فرمائے۔ مولانا حسب الحکم ہفتہ مین دو روز وہان جاکے درس فرماتے تہے۔ علماے پایۂ تخت درس مین شریک ہوتے تہے علمی مذاکرہ و مباحثہ خوب ہوتا تہا۔ طلبا و علما مستفید ہوتے تہے۔ برہان نظام شاہ بہی اکثر اوقات جلسہ مین شریک ہوتا تہا۔ اور ادب سے بیٹہتا تہا۔ جبتک درس تمام نہین ہوتا تہا نہین

اٹھتا تھا - ایکروز مباحثہ دیر تک ہوتا رہا - برہان شاہ مباحثہ کے تمام ہونے ہی
شدت ضرورت بول کی وجہ سے فی الفور حرم سرا مین گیا - اور دایہ سے کہا کہ
مجکو کلام مرغوب سننے کا اسقدر شوق ہے کہ اگرچہ ضرورت بول کی شدت سے بدن مین
بیقراری پیدا ہوجائے لیکن تاوقتیکہ کلام تمام نہو جائے مین جائے سے نہین اٹھتا ہون
بادشاہ کی قدردانی علم و ہنر آفرین و تحسین کے لایق ہے - بادشاہون کی شان ایسی ہی
ہونی چاہیے - علم و فضل کی ترقی بادشاہون کی توجہ سے درجہ عروج کو پہنچتی ہے -
شاہ طاہر کی توجہ سے احمدنگر دارالعلوم بنگیا تھا - مدت تک درس و تدریس کا دور چلتا رہا
اکثر علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہوگئے - شہر کے کوچہ و بازار مین علمی مذاکرہ کا بازار
گرم تھا - ہر ایک مذہب ملت کی تحقیق کرتا تھا - اُس عہد مین فرقہ مہدویہ جو جونپوری کو
جو وہان عہد ہائے جلیلہ پر مامور تھے - سلطنت سلطان پر اسقدر مسلط ہوگئے تھے کہ بادشاہ
نے اپنے خاندان کی ایک لڑکی انکے خاندان مین کسی ایک بزرگ سے منسوب کردی تھی
پس گروہ مہدویہ مذکور شاہ طاہر کی حسن سعی و حکمت عملی سے خارج البلد ہوئے - اسی
اثنا مین شاہزادہ عبدالقادر برادر حقیقی شاہزادہ حسین علیل ہوکے تپ محرقہ مین گرفتار
ہوگیا - برہان شاہ شاہزادہ سے نہایت ہی محبت رکھتا تھا - لخت جگر کی حالت
دیکھکر مضطرب الحال ہوتا تھا - حکیم قاسم بیگ دیگر حکمائے اہل اسلام و اہل اصنام کو
بلایا کہ میرے لخت جگر کے معالجہ مین کوشش بلیغ کرین - اگر معالجہ کے لئے جگرپارہ
مطلوب ہو تو مین دینے مین کوتاہی نہین کرونگا - تو میرا پہلو چیر کے جگرپارہ نکال کے
اس لخت جگر کا علاج فرمائین - مین اسکی زندگی اپنی زندگی پر مقدم سمجھتا ہون
ہرچند کہ علما علاج مین کوشش کرتے تھے - کوئی دوا موثر نہین ہوتی تھی - روز بروز

مرض بڑہتا جاتا تہا - برہان شاہ نہایت بیقراری سے براہمہ کی تحریک و ترغیب سے
نذر و صدقات بتخانون مین بہیجتا تہا - اہل اسلام و اہل اصنام مین سے کوئی فرد نہین چہوڑا کہ
اس سے دعاے خیر کی درخواست نہ کی ہو - شاہ طاہر ہمیشہ اس فکر مین رہتا تہا کہ مذہب
اثنا عشری کو رائج کرے - اسوقت موقع پاکے عرض کیا کہ شاہزادے کے شفا کیلئے میرے
دل مین ایک بات گذرتی ہے لیکن اسکے اظہار مین خوف و خطر کو دیکھتا ہون - برہان
فرزند کی صحت کا جویا تہا - اس کلام کے سنتے ہی شاہ طاہر سے اصرار کیا فرمائے وہ کیا ہے
مین اسوقت اسکے کرنے مین کوتاہی نہین کرونگا - اور ایسا بندوبست کرونگا کہ کوئی
آپکو تکلیف نہین دیگا - شاہ طاہر نے کہا مین کسی بیگانہ سے نہین ڈرتا ہون بلکہ مجہے
خوف یہہ بات کا ہے کہ شاید بادشاہ کو پسند نہ آئے اور مجکو ماخوذ کرے اور آپ سے
جدا ہوکے مخالفین کے لعن و طعن مین مبتلا ہو جاؤن - برہان شاہ فرزند کی صحت
و شفا کی خبر و تجویز سننے کا مشتاق ہوا - شاہ طاہر نے جرأت و دلیری کرکے کہا
عہد و نذر فرمائے کہ اگر شاہزادہ آج کی رات شفا پائے تو مبلغ بیشمار حضرات آئمہ
کی نذر کرونگا - برہان شاہ نے کہا آئمہ کون مین - شاہ طاہر نے بیان کیا - اول
علی مرتضی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد و برادر چچازاد مین - و امام حسین و امام حسن وغیرہ
مین - اور باقی ائمہ کے بہی نام اور صفات بیان کئے - برہان شاہ نے کہا کہ مین ایام
طفلی مین بہی اپنی والدہ سے دوازدہ ائمہ کے اسما سنتے تہے - پہر اسوقت سے ابتک
کبہی یہہ ذکر نہین سنا تہا - مگر آپنے اسوقت بیان کیا - بمقتضاے محبت فرزند
میری حالت ہے کہ بتخانون مین زر نیاز بہیجتا ہون اور فرزند کی صحت چاہتا ہون
پس ممکن نہین کہ نیاز و نذر فرزندان حضرت مرتضی و بی بی فاطمۃ الزہرا بجا نہ لاؤن

شاہ طاہر نے بادشاہ کو معتقد و مطیع دیکھ کے کہا کہ میرا مقصود محض انکے نام سے نذر و نیاز کا بجالانا نہیں ہے بلکہ میرا مدعا دوسری چیز ہے۔ اگر بادشاہ عہد و پیمان کرے جو کچھہ مین عرض کرون اگر پسند طبع نہو تو مجکو امان جان ہو مجکو اور میرے عیال و اطفال کو جہین شہر تعین روانہ کرین۔ برہان شاہ نے قبول کر کے عہد و پیمان کیا۔ اور قرآن مجید کی قسم کہائی کہ مین آپکو ہرگز تکلیف ندونگا۔ اور اسبات کو بہی جائز نہین کہونگا کہ کوئی دوسرا آپکو تکلیف پہنچائے۔ مثنوی

بدارندۂ آسمان زمین | کزو مایہ دارد جہان و جہین
خدائے کزو ہر کہ آگاہ نیست | خرد را بدان بخرد راہ نیست
کہ از مانہ بینی بجز لطف و مہر | اگر از روش باز ماند سپہر

جب شاہ طاہر کو اطمینان کامل ہو گیا۔ بادشاہ کو دعا دیکے کہا کہ آج کی رات شرط یہ ہے بادشاہ منت مانے اور نذر کرے کہ اگر خدائے تعالی بہ برکت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و دوازدہ ائمہ علیہم السلام آجکی رات مین شاہزادہ عبد القادر کو صحت عطا کرے تو احمد نگر مین دوازدہ ائمہ کے اسما کا خطبہ پڑہاؤنگا۔ اور مذہب امامیہ کو رائج کرونگا برہان شاہ فرزند کی صحت سے ناامید ہو چکا تہا۔ شاہ طاہر کا کلام سنکے خوش ہوا۔ اور بموجب حسب ہدایت شاہ طاہر عہد و پیمان کیا۔ اسوقت شاہ طاہر شاہزادے کے پلنگ کے قریب بیٹھہ گیا۔ اور شاہزادے پر لحاف ڈالا کہ ہوا شاہزادے پر تصرف نکرے۔ شاہزادہ لحاف کو حرارت کی وجہ سے پہینکتا تہا۔ برہان شاہ نے کہا مولانا معلوم ہوتا ہے کہ عبد القادر آجکی رات ہمارا مہمان ہے لحاف دور کرو تاکہ ایک دو ساعت دنیا کی ہوا سے خوشحال ہو جائے۔ پہر شاہ طاہر دولتخانہ پر آیا اور بادشاہ صبح تک غمگین پلنگ پر

سپر رکھے ہوئے سوگیا۔ اسی خواب مین دیکھا کہ ایک نورانی بزرگ سامنے آتا ہے اور اُسکے جانب یمین و یسار مین چھہ چھہ بزرگ ہین۔ برہان شاہ نے آگے بڑھ کے بزرگ نورانی کو سلام کیا۔ اور اُنکے ہمراہی بارہ بزرگون مین سے ایک نے کہا یہہ بزرگ کون ہین۔ یہہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور آپکے دہنے اور بائین طرف دوازدہ امام ہین۔ پس حضرت نے فرمایا اے برہان علی اور اُسکے اولاد کی برکت سے خدائے تعالے نے عبدالقادر کو صحت عطا کی۔ میرے فرزند طاہر کے کہنے سے خلاف نہین کرنا چاہیے۔ برہان شاہ خوش خرم خواب سے اوٹھا۔ دیکھا کہ شاہزادے پر لحاف ہے اور آرام سے سویا ہوا ہے۔ شاہزادے کی والدہ و دایہ سے پوچھا کہ ہم نے لحاف دور کیے تھے کس نے اوڑھایا۔ تمام نے کہا کہ ہم نے نہین اوڑھایا۔ خودبخود شاہزادے نے اوڑلیا ہے۔ برہان شاہ نے شاہزادے کو دیکھا کہ بخار کا اثر باقی نہین ہے آرام سے سویا ہے۔ بہت خوش ہوا اور خدا کا شکریہ ادا کر کے شاہ طاہر کو بلایا شاہ طاہر اسی دعا مین مشغول تھا کہ خدا شاہزادے کو صحت عطا کرے۔ بادشاہی نقیب کے آتے ہی گھبرایا۔ کہ شاید بادشاہ میری ہدایت سے ناخوش ہوا ہے یا عبدالقادر فوت ہوگیا ہے۔ اسی تردد مین تھا کہ دوسرا نقیب آیا شاہ طاہر کے دل پر زیادہ خوف ہوا۔ چاہتا تھا کہ فرار کا راستہ اختیار کرے۔ اسی طرح متعدد اشخاص یکے بعد دیگرے آئے شاہ طاہر راضی بہ قضا ہو کے اہل بیت کو وصیت کر کے بادشاہ کی خدمت مین پہنچا۔ بخلاف عادت برہان شاہ استقبال کے لئے آیا۔ اور مولانا کو شاہزادے کے پاس لایا۔ کہا مذہب اثنا عشری کے جو کچھہ قواعد و اصول مین ہدایت کیجئے تا مین اُنپر عمل کرون شاہ طاہر نے کہا اولاً واقعہ بیان کیجئے اُسوقت جو کچھہ اصول و فروع مین عرض کرونگا

برہان شاہ نے خواب لحاف کا قصہ پورا بیان کیا۔ پھر شاہ طاہر نے دوازدہ ائمہ کے اسماو صفات و قواعد مذہب اثنا عشری بیان کئے۔ برہان شاہ اہل بیت کی محبت مین مست ہوا اور یہہ شعر پڑہا

چہ مبارک سحرے بود چہ فرخندہ شبے　　آن شب قدر کہ این تازہ براتم دادند

شاہزادہ عبدالقادر حسین اور انکی والدہ بی بی آمنہ وغیرہ اہل حرم۔ شراب اعتقاد و محبت اہل بیت سے بہرہ ور ہوئے۔ صبح ہوتے ہی برہان شاہ نے چاہا کہ ائمہ اثنا عشری کا خطبہ پڑہائے اور خلفائے ثلاثہ کے نام خطبہ سے نکالے۔

حکمت عملی

شاہ طاہر نے منع کیا کہ جلدی نہ کیجئے مصلحت یہہ ہے کہ ابھی اس راز کو فاش نکریں اور چارون مذاہب کے علما حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ جمع کرین اور کہین کہ مین مذہب حق کا طالب ہون۔ تمام علما ان چار مذاہب سے ایک اختیار فرمائین۔ تاکہ مین مذہب حق کو پسند کرون اور دیگر مذاہب سے دست بردار ہو جاؤن۔ برہان شاہ نے حسب مشورہ شاہ طاہر ملا پیر محمد شروانی استاد و افضل خان شیرازی و ملا داؤد دہلوی وغیرہ علما کو شاہ طاہر کے مکان مین جو اندرون قلعہ تہے جمع کیا۔ تمام علما باہم بحث و تکرار کرتے تہے ہر ایک اپنے مذہب کی حقیقت بہ دلائل و براہین بیان کرتا تہا۔ اور دوسرون کے دلائل کو رد کرتا تہا۔ برہان شاہ بھی اکثر مجلس مباحثہ مین شریک ہوتا تہا۔ اسیطرح چہہ مہینہ تک مباحثہ ہوتا رہا۔ برہان شاہ نے شاہ طاہر سے کہا کہ عجب مباحثہ ہے کہ چہہ مہینے سے ہو رہا ہے ہر ایک اپنے مذہب کو مرجح کہتا ہے اور ہر ایک مدعی ہے کہ ہمارا مذہب صحیح ہے۔ فرمائیے مین چارون مین کونسا اختیار کرون۔ اگر کوئی مذہب صراط ہو تو

پیش کیجئے تاکہ مین اسکی راستی و نارا ستی بہی دیکہون۔ طاہر نے کہا ایک دوسرا
مذہب ہے کہ اسکو اثنا عشری کہتے ہین اگر حکم ہو تو انکی کتابین پیش کرون برہان نے
فرمایا لائے۔ شیخ احمد نجفی کو بلایا۔ وہ آیا اور علمائے مذاہب اربعہ سے معارضہ کیا
اور شاہ طاہر شیخ کی تائید کرتا تہا جب علمائے احمد نگر نے دیکہا کہ شاہ طاہر امامیہ ہے
تمام نفاق کر کے شاہ طاہر سے مخالفت کرنے لگے۔ پس شاہ طاہر نے خلیفہ اول کی
خلافت و باغ فدک وغیرہ کا ذکر کیا۔ برہان نے دیکہا کہ شاہ طاہر تمام علما پر غالب
ہے۔ موقع سے عبدالقادر کی بیماری خواب قصہ مصحف بیان کیا۔ اسی مجلس مین
اکثر علماء مقربان بادشاہ وامیران و منصبداران تخمیناً تین ہزار اشخاص نے مذہب
اثنا عشری اختیار کیا۔ اور خطبہ سے خلفائے ثلاثہ کے نام نکالے۔ اور دوازدہ آئمہ
کے نام داخل کئے۔ اور چتر سفید کو رنگ سبز تبدیل کیا۔ ملا پیر محمد و دیگر علما و امراء
واہل مناصب آشفتہ ہو کے مجلس سے برخاست کر کے چلے گئے۔ احمد نگر مین شور وغوغا
واقع ہوا۔ اکثر امرا انکو ملا پیر محمد کے دولتخانہ پر گئے اور کہا ع اے باد صبا این ہمہ
آوردہ تست * یہہ سید جو ہمارے دل و دین کی بلا ہے کہان سے لایا۔ یہہ عالم
متبحر ہے علوم غریبہ و فنون عجیبہ سے ماہر ہے ہمارے مالک بادشاہ کو گمراہ کیا اور ہماری
علما کی زبان افسون و عمل سے بند کر دی۔ اب کیا تدبیر کرنا چاہئے۔ بعض نے کہا کہ حملہ کر کے
شاہ طاہر کو قتل کرنا چاہئے ملا مذکور نے کہا تا وقتیکہ برہان شاہ زندہ رہیگا۔ آپ
اس ارادہ مین کامیاب نہین ہون گے۔ مناسب بہتر یہہ ہے کہ برہان شاہ کو معزول
کر کے شاہزادے عبدالقادر کو تخت نشین کرین۔ شاہزادے کے جلوس کے بعد شاہ طاہر کو
عبرۃً قتل کرین گے۔ پس بارہ ہزار سوار و پیادہ باہم جمع ہو کے مع ملا پیر محمد مقابل

دروازہ قلعہ و قریب کالا چبوترہ حاضر ہوئے۔ صحابہ کی تیاری کئے۔ اور شاہ طاہر کا
دولتخانہ مع فرزندان سپاہ کے حوالہ کر کے فتنہ عظیم برپا کیا۔ برہان نظام شاہ نے حکم دیا
کہ قلعہ کا دروازہ بند کریں۔ اور اہل قلعہ برج و بارہ پر چڑھ کے مخالفین کی مدافعت میں
کوشش بلیغ فرمائیں۔ جب فتنہ عظیم و شور و غوغا برپا ہوا تب بادشاہ نے شاہ طاہر سے
کہا اسکا انجام کیا ہوگا۔ شاہ طاہر جو علم رمل و جفر میں ماہر کامل تھا۔ قرعہ ڈال کے حکم کیا
کہ قلعہ کا دروازہ کھولدیجئے۔ اُسیوقت فتح ہوگی اور معاندین متفرق و پراگندہ ہو جائینگے
برہان نظام شاہ فی الفور مسلح ہو کے مع چارسو سوار و ایک ہزار پیادہ و پانچ ہاتی
با چتر سبز و علم شاہ طاہر کے ہمراہ قلعہ سے برآمد ہوا۔ شاہ طاہر صاحب ترجمہ آیت پڑھ کے مشت خاک پر دم کیا اور مخالفین کے طرف پھینکا۔ اور سپاہ کی ایک فوج کا حصہ
منتخب کر کے فرمایا کہ مخالفین کی فوج میں پہنچ کے منادی کرائیں اور فرمائے جو کوئی بادشاہ
کا خیرخواہ ہو بادشاہ کے تحت میں حاضر ہو جائے۔ اور جو کوئی حرام خوار و بدخواہ ہو ملا پیر محمد
کے طرف مراجعت کرے اور بادشاہی سیاست کا منتظر رہے۔ جب سپاہ نے بادشاہ کے
حکم کی تعمیل کی۔ تھوڑی دیر کے بعد امرا و افسران سپاہ آمان نامہ طلب کر کے بادشاہ کے
ہمراہ ہوئے۔ ملا پیر محمد بادشاہ کا مقابل نہیں ہوا مع چند سپاہ اپنے دولتخانہ پر واپس آیا
برہان شاہ نے ملک حسن بحری کو جو مصاحبین سے تھا اور خواجگی محمود کو جو میرزا
جہان شاہ کا نواسہ تھا مع فوج کثیر ملا پیر محمد پر حملہ آور فرمایا۔ برہان شاہ نے فرمایا کہ
ملا پیر محمد کو قتل کرو۔ شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے معافی کی سفارش کی بادشاہ نے
اگرچہ اُسکو قتل نہیں کیا لیکن قید کر دیا تھا چارسال تک قید خانہ میں رہا۔ شاہ طاہر
کی درخواست و سفارش سے ملا کو رہا کر کے منصب سابق پر بحال فرمایا۔

جس مقام میں برہان نے خواب دیکھا تھا وہاں ایک عمارت عظیم الشان بنائی اور اُسکا نام بغداد رکھا۔ اور جس مقام میں شاہ طاہر کا مدرسہ تھا وہاں حسین نظام شاہ نے اپنے زمانہ میں ایک مسجد کی بنا رکھی۔ مرتضیٰ نظام شاہ کے عہد میں باہتمام قاضی بیگ طہرانی اتمام کو پہنچی۔

فرشتہ نے برہان شاہ کے خواب کا پورا قصہ لکھ کے آخر میں لکھا کہ یہہ قصہ خواب غلط ہے اکثر اہل مذہب اپنے مذہب کے رواج و شیوع کے لئے ایسے قصے بناتے ہیں و العلم عند علام الغیوب انتہی کلامہ۔

پھر برہان نظام شاہ نے اہل سنت و جماعت کے وظائف موقوف کر کے اہل امامیہ کے نام پر جاری کئے۔ اور قلعہ احمدنگر کے مقابل میں ایک احاطہ چار دیواری کچ و پتھر سے قائم کر کے ایک مدرسہ بلند بنایا۔ اور اسکا نام لنگر دوازدہ امام رکھا۔ اور چند دیہات مدرسہ کے لئے وقف کئے۔ ہر روز چاشت کے وقت مومنین کو آش پختہ دیتے تھے۔ شاہ طاہر نظام شاہ کی بہتری و ملک کی آبادی چاہتا تھا۔ محبان خاندان حضرت رسالتماب کو اطراف و اکناف سے بلاتا تھا۔ اکثر شرفا جمع ہوگئے تھے۔ بادشاہی خزانہ سے بیشمار زر عراق عجم و خراسان و فارس و گجرات و آگرہ بہیجکے اہل تشیع کا طالب ہوتا تھا ملائے دوازدہ ہزار ہن برہان سے لیکے مولانا اسمعیل صفوی و خواجہ معین صاعدی کو گجرات سے یہاں بلایا۔ اور شاہ حسن انجو کو بھی بلدہ احمدنگر میں لایا۔ اور برہان نظام شاہ سے ملایا۔ مقربین کے زمرہ میں داخل کیا اسیطرح شاہ جعفر برادر شاہ طاہر و ملا شاہ محمد نیشاپوری و ملا علی گل استرآبادی ملا رستم جرجانی و ملا علی مازندرانی و ایوب ابو البرکہ و ملا عزیز اللہ گیلانی و ملا محمد امامی استرآبادی وغیرہ افاضل و اکابر دکن میں آئے

اور احمد نگر کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک گلستان ارم کیا۔ اور سید حسن مدنی جو نقبا مدینہ سے تھا بادشاہ نیک نہاد کی دامادی سے مشرف ہوا۔ بیشمار مال و دولت و جاگیر سے سرفراز ہوا۔ اور کربلائے معلی و نجف اشرف کو زر خطیر بھیجکے روضات متبرکات کے مجاورین و زوارین کو احمد نگر میں بلایا۔ اکثر جہال مذہب امامیہ و تبرائیان فرقہ اثنا عشریہ خلفائے راشدین کی نسبت زبان دراز کرنے لگے۔ بناء علیہ سلطان محمود گجراتی و میران مبارک شاہ فاروقی و ابراہیم عادل شاہ و عماد الملک نے باہم عہد و پیمان کرکے عزم جزم فرمایا کہ مملکت احمد نگر پر لشکرکشی کرنا چاہئے۔ اور کامیابی کے بعد باہم تقسیم کریں۔ جب برہان شاہ اُن کے ارادے سے واقف ہوا تب اسمعی خان نام عرب کو ہمایون بادشاہ ہند کے پاس سفارۃً بھیجا۔ اور عرضداشت بھیجی جسمین درخواست کی کہ آپ گجرات کے طرف فوج کشی فرمائیں۔ چونکہ ہمایون اسوقت شیرشاہ کے فتنہ میں پریشان تھا۔ عرضداشت سے کسی قسم کا فائدہ میسر نہیں ہوا۔ اسمعی خان بدون کامیابی ہندوستان سے دکن میں آیا۔ پس برہان شاہ نے حسب رمودہ شاہ طاہر سلطان گجراتی و والی برہان پور کی خدمت میں تحائف بھیجکے دونون کو ہموار و مددگار بنایا۔ اور سپاہ مغل غربا کو جنکو ابراہیم عادل شاہ نے برطرف کرکے شہر بدر کردیا تھا۔ اپنی فوج میں نوکر رکھا اور اکثر عہدے دارون کو عطیہ جاگیر سے ممتاز فرمایا۔ اور مغلون کی اعانت سے بیجاپور پر فوج کشی کی۔ جنگ جدال کے بعد برہان شاہ غالب ہوا۔ عادلشاہی توپخانہ و چند زنجیر فیل پر متصرف ہوا۔ سالماً و غانماً احمد نگر میں مراجعت کی۔ اس فتح و فیروزی کا آوازہ بلند ہوا۔ باہم چار سال تک جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ ہر جنگ میں برہان ہی غالب رہا آخر شاہ طاہر نے باہم صلح کرائی۔ برہان شاہ نے پنج پٹہ مفتوح مقبوضہ شدہ ابراہیم

عادلشاہ کو واپس دئے۔ یہ صلح ۹۴۹ھ ہجری مین ہوئی۔ اور ۹۵۰ھ ہجری مین برہان شاہ نے شاہ طاہر کو جمشید قلی قطب شاہ کی خدمت مین اپنی تقویت کیلئے بہ بہانہ تہنیت جلوس بھیجا۔ قطب شاہ شاہ طاہر کی آمد آمد سنکے بہ بہانہ شکار اس تالاب پر جو گولکنڈہ سے سولہ کوس کے فاصلہ پر تھا پہنچا۔ اور وہان شاہ طاہر کی ملاقات سے مشرف ہوا مولانا کا اعزاز و اکرام بے انتہا بجالایا۔ اور پیری مریدی کے طریقہ کو منظور کیا۔ اور مولانا کو تعظیم و تکریم کے ساتھ دارالسلطنت گولکنڈہ مین لایا۔ پھر اسی زمانہ مین برہان شاہ نے عہد شکنی کی۔ اور صلح سابقہ کو بالائے طاق کہا۔ اور عادل شاہ سے انتقام کے لئے مستعد ہوا رامراج و قطب شاہ کو ممالک عادلشاہ کے تسخیر کی ترغیب دی شاہ طاہر نے گولکنڈہ سے مراجعت کی۔ برہان شاہ کی چھاونی واقع شولاپور مین پہنچا عادلشاہ نے دیکھا کہ مخالفین کی فوج جرار مملکت پر حملہ آور ہے مصلحۃً پنج ہٹہ نظام شاہ کو دیکے اور رامراج کو تحائف دیکے راضی کرلیا۔ بہرحال دونون کو روانہ کیا۔

سفیر ایران کا برہان شاہ کے پاس آنا

ماثر برہانی و فرشتہ کے مولفین نے لکھا کہ شاہ طاہر کی بدولت برہان نظام شاہ کو یہ رتبہ حاصل ہوا کہ شاہ اسمعیل صفوی نے رسالت و سفارت کا سلسلہ نظام شاہ سے قائم کیا ۹۵۰ھ ہجری مین شاہ اسمعیل صفوی نے سنا کہ برہان نظام شاہ نے احمدنگر دکن مین اہلبیت کی محبت اختیار کی اور مذہب امامیہ کی اشاعت مین ہمہ تن مصروف ہے آقا سلمان طہرانی عرف مہتر جمال چیرا پچی باشی کو مذہب کی مبارکباد کے لئے احمدنگر مین بھیجا اور اسکے ہمراہ ایک غلام شاہ قلی نام و ایک عدد الماس بزرگ قیمتی ہمایونی اور ایک قطعہ زمرد جس پر مستعصم باللہ خلیفہ عباسی کا نام منقش تھا۔ اور دیگر تحائف و ہدایائے ایران

برہان شاہ کے لئے بہیجے۔ اور ایک انگشتری عقیق جسپر کلمہ (التوفیق من اللہ) نقش تہا شاہ طاہر کے لئے بہیجے۔ مہر جمال احمدنگر مین پہنچا۔ اور شاہ ایران کا نامہ و تحائف پیش کئے نظام شاہ نے اولاً سفیر کی تعظیم و تکریم پورے طور سے ادا کی۔ آخر سفیر سے بہت ناخوش ہوا۔ ناخوشی کا سبب یہہ تہا کہ سفیر تند مزاج و بدخو تہا نظام شاہ کی محفل مین زبان درازی کرتا تہا۔ اور شاہ طاہر سے بی ادبانہ پیش آتا تہا۔ اور اکثر باتین وحشت آمیز کہتا تہا نظام شاہ نے باریابی سے ممانعت کی۔ اور سفیر کو چند روز کے بعد روانہ کردیا۔ اور شاہ ایران کے لیے کوئی تحفہ و ہدیہ نہین بہیجا مگر شاہ طاہر نے اپنے فرزند شاہ حیدر کو جو علم و فضل سے موصوف تہا مع تحائف ہندا پنے جانب سے شاہ ایران کی خدمت مین بہیجے۔ اور مراسلت و مکاتبت کا سلسلہ جاری کیا۔

شاہ طاہر کا سفارۃً علی برید کے پاس جانا

جب عادل شاہ و نظام شاہ مین جنگ واقع ہوا۔ عادل شاہ غالب نظام شاہ مغلوب ہوا پس برہان شاہ نے شاہ طاہر کو علی برید کے پاس بہیجا اور استعانت کی۔ علی برید نے اعانت سے پہلوتہی کی۔ خان جہان عم علی برید جو موزون الطبع و شوخ مزاج و خفیف الحرکات تہا تمسخراً مجلس مین شاہ طاہر سے پوچہا۔ طین البخارا طاہر۔ یعنے بخارا کا گل و سرگین طاہر ہے یا نجس۔ شاہ صاحب نے فرمایا اس مسئلہ کی تحقیق حافظہ کے خزانہ مین نہین ہے جب احمدنگر مین جاؤنگا تو از روے کتاب آپکو مطلع کرونگا۔ خانجہان حاضرین مجلس شاہ طاہر کے کلام کو سمجہہ گئے کہ یہہ تہدید ہے لیکن تغافلاً باتون مین مشغول ہو گئے

قصہ سرگین بخارا کی تحقیق

مشہور ہے کہ موسم بارش مین شہر بخارا مین بہت کیچ ہوتا تہا۔ اہل بخارا آمد و رفت مین

تنگ ہوتے تھے۔ اور طہارت جامہ میں حرج واقع ہوتا تھا۔ کثرت بلوے سے علمانے اتفاق کیا کہ بخارا کے گل و سرگین کو طہارت کا حکم دینا چاہیے پس تمام نے کہا طین بخارا طاہر ست۔ خانجہان نے یہہ روایت سنی تھی بے ادبانہ عمداً کہا۔ فرشتہ نے اس روایت کی نسبت لکھا کہ شہر بخارا دارالاسلام و معدن العلوم تھا بزرگان دین و مشائخ یقین کا مقام تھا۔ وہاں رافضی و خارجی کا نام و نشان نہیں تھا مخالفین نے عمداً و تصنعاً اس شہرت کو بلند آوازہ کیا انتہی کلامہ۔ واقع میں کیونکر علما صریح نجس و ناپاک کو طاہر قرار دیں گے یہہ بات ہر ایک جاہل عالم کے نزدیک مستبعدات سے ہے فقیر مولف نے کہیں اس روایت کو نہیں دیکھا۔ لا اصل لہا۔

برہان شاہ نے احمدنگر میں خواجہ کی شوخی و گستاخی بنسبت شاہ طاہر انکے انتقام کے لئے آمادہ ہوا علی برید کے ملک کو مسمار کر دیا۔ فرشتہ میں مفصل مذکور ہے۔ دیکھو اسوقت کے سلاطین علما کی قدردانی و عزت افزائی کا کسقدر خیال رکھتے تھے۔ ان کے اعزاز و اکرام کے بحالی برقرار رکھنے کے لئے ممالک کو درہم برہم کر دیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اسوقت علم و فضل کا بازار گرم تھا۔ دانش و دانائی کا دائرہ وسیع تھا۔ طلبہ ذوق و شوق سے تحصیل علوم میں ہمتن مصروف ہوتے تھے۔ فی زمانا علم کی کساد بازاری ہے عالم و فاضل کو کوئی وقعت کی نظر سے نہیں دیکھتا۔ بلکہ حقارۃً بلائے مسجد تعبیر کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں کوئی تحصیل علم و کمال کیطرف توجہ نہیں کرتا ہے عنقریب وہ زمانہ آئیگا کہ علم کا نام ہی نام رہجائیگا۔ علی ہذا القیاس علما بھی نام ہی کے ہوں گے۔ خدا ہم سب کو نیک ہدایت کرے۔

اخلاق و اوصاف شاہ طاہر

فرشتہ نے لکھا کہ شاہ طاہر دینداری پرہیزگاری مروت سخاوت و تواضع و انکساری مین معروف تہا اور علوم و فنون مثلاً تفسیر و حدیث فقہ و اصول وریاضی سائر حکمیات ورمل وجفر مین نظیر و مثیل تہا۔ صاحب تالیف و تصنیف تہا۔ من تصانیفہ شرح باب حادی عشر علم کلام۔ شرح جعفریہ در فقہ امامیہ وحاشیہ تفسیر بیضاوی وشرح تہذیب اصول وحاشیہ شرح اشارات وحاشیہ شرح محکمات وحاشیہ شرح مجسطی وحاشیہ شفا وحاشیہ مطول وشرح گلشن راز وشرح تحفہ شاہی۔ ورسالہ پالکی وغیرہا۔

شاہ طاہر کا احمد آباد بیدر مین آنا

شاہ طاہر برہان نظام شاہ بحری کے طرف سے احمد آباد بیدر مین آیا۔ ارکان دولت واعیان سلطنت نے شاہ موصوف کا استقبال عظمت و شان سے بجالایا۔ اور علی برید نے آپکی بہت تعظیم وتکریم کی۔ شہر کے طلبہ بھی آپکے زیارت سے مشرف ہوے مگر ایک بزرگ جو علماے دکن سے تہے۔ اور اپنے کو اعلم العلما سمجہتے تہے کمال غرور سے شاہ موصوف کی فرودگاہ پر ملاقات کے لئے نہین آئے۔ چند روز کے بعد ارادہ کیا کہ شاہ طاہر کی ضیافت کرنی چاہئے۔ اور اپنے مکان پر لانا۔ پس ایک شخص کو شاہ موصوف کے پاس بہیجا۔ اور رقعہ مین لکہا۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الاجابۃ سنۃ موکدۃ الخ جب شخص مذکور نے شاہ موصوف کی خدمت مین رقعہ پیش کیا شاہ موصوف نے رقعہ مین قال النبی الخ کے تحت مین لکہا کہ زیارۃ القادم فاذا تعارضا تساقطا۔ یعنے دعوت قبول کرنا موکدہ ہے۔ اور مہمان آنیوالے کی زیارۃ کرنا سنت موکدہ ہے۔ فاضل ہندی شاہ طاہر کے جواب سے سمجہ گیا کہ وہ علامہ عصر ہے

خود شاہ طاہر کے ملنے کیلئے آیا۔ اور ملاقات سے مشرف ہوا۔ مصافحہ و دست بوسی کرکے عذر خواہی کی۔ اور اپنے کو شاہ کے مقابلہ میں ایسا دیکھا کہ ایک قطرہ دریا کے مقابلہ میں ہے۔ نہایت ہی شرمندہ ہوا۔

شاہ طاہر کی وفات

بمصداق کل نفس ذائقۃ الموت ۹۵۲ھ ہجری میں شاہ طاہر بعارضہ بخار مرض الموت میں مبتلا ہوا۔ اطبائے یونانی و ہندی و مصری معالجہ میں مشغول ہوئے۔ لیکن کسیکا علاج موثر نہیں ہوا۔ بخار بدستور رہا اطبا عاجز ہوگئے۔ آخر شاہ موصوف سنہ مذکورہ میں اس دار فانی سے بعالم جاودانی روانہ ہوا۔ بادشاہ و اہل شہر کو نہایت رنج و غم عاید حال ہوا۔ امانۃً احمدنگر میں مدفون کئے چندماہ کے بعد مرحوم کی استخوان بوسیدہ کو کربلائے معلیٰ روانہ کرکے حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے گنبد کے قریب بفاصلہ یک نیم گز دفن کئے گئے۔

شاہ کی اولاد

چار پسر تین دختر تہیں۔ اسامی پسران شاہ حیدر۔ شاہ رفیع الدین حسین شاہ ابوالحسن۔ شاہ ابو طالب۔ چونکہ شاہ موصوف کی اولاد میں جامع علم و فضل شاہ حیدر عراقی المولد تہا والد ماجد کی رحلت کے وقت ایران میں شاہ طہماسپ بادشاہ ایران کی خدمت میں تہا ایران سے مراجعت کے بعد حسب الوصیت والد مرحوم سجادہ نشین ہوا۔ اور صاحبان ارادت کا پیشوا ہوا۔ اور دوسرے فرزند دکنی المولد تہے۔ شاہ موصوف کے چاروں فرزند پڑہے لکہے تہے۔ لیکن شاہ حیدر فاضل متبحر تہا متقی و صاحب استعداد تہا اس لئے باپ کا جانشین ہوا۔

تنبیہ

فرشتہ و ماثر ربانی کے مولفین نے شاہ طاہر صاحب ترجمہ کو لکھا کہ اسمعیلیہ طریقہ کا پیرو تھا۔ اور اُسی فرقہ کا لمقتدی و امام مانا جاتا تھا اور اُسی فرقہ کا سجادہ نشین فرقہ مذکور کی اشاعت میں ہمہ تن مصروف رہتا تھا۔ پیری مریدی کا بازار گرم کرنا تھا شاہ اسمعیل صفوی بادشاہ ایران علمائے اثنا عشری اس فرقہ کو دشمن جانتے تھے اور اس فرقہ کے آئمہ کو زندقہ و الحاد سے منسوب کرتے تھے۔ جب شاہ طاہر کی پیری مریدی کا بازار کاشان میں گرم ہونے لگا۔ اسوقت حاسدین مخالفین نے بادشاہ صفوی کی خدمت میں عرضداشت بھیجی کہ شاہ طاہر کی وجہ سے [illegible] ترقی کر رہے ہیں خوف ہے کہ آیندہ اس فرقہ کی جماعت مشکل ہوگی [illegible] کرنا چاہیے الغرض بادشاہ عرضداشت دیکھتے ہی [illegible] شاہ طاہر کے قتل کا فرمان جاری کیا۔ فرمان جاری ہوتے ہی [illegible] جو شاہ طاہر سے عقیدت رکھتا تھا۔ شاہ طاہر کے پاس ایک شخص [illegible] آپ کے لیے قتل کا فرمان صادر ہو چکا ہے اب [illegible] مقام میں چلے جا شاہ طاہر فوراً وہاں سے مع عیال و اطفال [illegible] پراگندہ حال و حواس باختہ تھا۔ اتفاق سے بندرگاہ [illegible] میں پہنچا دیکھا کہ کشتی تیار ہے سوار ہوکے ہند میں آیا چنانچہ صدر میں مذکور ہو چکا ہے۔

اور مولفین مذکور نے شاہ طاہر کو احمد نگر دکن میں مذہب اثنا عشری کا ناشر اور اسمعیلیہ مذہب کی بابت سکوت کیا۔ کیا وجہ ہے؟ کہ شاہ طاہر جو اسمعیلیہ مذہب کا امام متعصب مانا جاتا تھا۔ اپنے اصلی مذہب کی اشاعت موقوف کی

ایران میں باوجود موانع اشاعت سے باز نہیں رہتا تھا اسی اشاعت کی بدولت جلاوطن ہوکے ہند میں آیا۔ یہاں اسکو کامل آزادی تھی کسی قسم کی روک نہیں تھی پس مولفین اثنا عشری کا بیان دو حال سے خالی نہیں۔ ایک یہہ کہ شاہ طاہر نے یہاں اسمعیلی طریق کو ترک کیا ہو۔ یا تقیۃً مذہب کا اخفا کیا ہوگا۔ دوسرے یہہ ہے کہ مولفین اثنا عشریہ نے خلاف واقعہ لکھدیا ہو۔ مولفین مذکور شاہ طاہر کے ایک صدی بعد میں گذرے ہیں۔ فقیر واقف کو کوئی ایسی تاریخ دستیاب نہیں ہوئی جس سے یہہ معلوم ہو کہ شاہ طاہر نے دکن میں ابتدائً اسمعیلی طریق کی اشاعت کی تھی البتہ فرشتہ نے اس فصل میں لکھا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

قاضی نور اللہ شوستری نے جو مشہور شیعہ گذرے ہیں مجالس المومنین میں لکھا ہے کہ شاہ طاہر صاحب ... خلفاء علویہ اسمعیلیہ کی اولاد سے ہے۔ اور وہ واقع میں ... مذہب اثنا عشری کا پیرو تھا۔ اور اہل ایران اسکو اسمعیلی سمجھتے تھے ... اسکو زندیق ملحد کہتے تھے۔ اور بادشاہ کو اسکے قتل پر آمادہ کرتے تھے۔ بناءً علیہ شاہ ایران کے خوف سے جلاوطن ہوکے دکن میں آیا۔ قلعہ ... کے ذریعہ سے نظام شاہ والی احمدنگر کے دربار میں رتبہ ترقی پر عروج کیا۔ بخلاف اعتقاد اہل ایران جو اسکی نسبت رکھتے تھے مذہب اثنا عشری کو شایع کیا۔ شاہ موصوف کی بدولت تمام دکن میں مذہب اثنا عشری رائج ہوا ... کلام ... نزدیک قاضی صاحب کی تحریر تکلف و تصنع سے خالی نہیں ہے۔ اگر قاضی صاحب فرشتہ و آثر کے موافق اسمعیلیہ کہکے یہہ بیان کرتے کہ دکن میں آکے تائب ہوگیا اور مذہب اثنا عشریہ کیطرف رجوع ہوا۔ تو بہتر ہوتا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

شاہ طاہر کی شعر و شاعری کا ذکر

شاہ طاہر صاحب ترجمہ فارسی و عربی زبان مین ادیب کامل و منشی فاضل تھا۔ دونون زبان مین نظماً و نثراً مضامین شیرین بیان کرتا تھا۔ آپ کی نظم کیا تھی گویا لآلی منظوم تھی۔ اور نثر دُرر منثورہ۔ آپکا کلام بلاغت و فصاحت مین ڈوبا ہوا۔ اور لطافت و نزاکت مین بھرا ہوا ہوتا تھا۔ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی و شگفتگی تھی۔ اکثر ائمہ علیہ السلام و سلاطین عظام و امرائے کرام کی شان مین قصائد بعقیدہ مدح لکھے اور آپکا کلیات قصائد و غزلیات و رباعیات کا مجموعہ میرے پاس موجود تھا موسی ندی حیدرآباد کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوکے تلف ہوگیا۔ اسیطرح آپکے مکاتبات فصیح و مراسلات بلیغہ کا ایک مجموعہ [illegible] کلیات نظم [illegible] تھا۔ وہ بھی کلیات کے ساتھ غرق آب ہوگیا۔ اب مین آپکے چند اشعار جو میری یادداشتون مین محفوظ تھے گزارش کرتا ہون ھو ھذا

چو غنچہ لب [illegible] سحر [illegible]
ز خواب [illegible] غنچہ [illegible]

صبا نہادہ بلب غنچہ لطافت [illegible]
شمال بست [illegible] شاخ حنا [illegible]

بدہ زبان کند آیات صنع را تفسیر
اگر کند [illegible] سوسن [illegible]

ہزار قطرۂ شبنم درون غنچہ نہان
چنانکہ در دل دانا جواہر اسرار

برہنہ گشتہ مگر کوہ از عمامۂ برف
مگر بماتم [illegible] زمین [illegible]

ز بید مشک شکستہ [illegible] نافۂ مشک
خجل [illegible] گرہ پیداست موے تاتار

بسبزہ و چمن سائبان اطلس و بید
رباب [illegible] جا ہی گرفتہ قرار

پری وشان بلا یک فریب مردم کش
سہی قدان صنوبر خرام خوش رفتار

همه سمن بر و سیمین تن و سمن ساعد / همه شکرلب و شیرین زبان و شیرین کار

درین زمان که زمی لاله را پیاله پرست / پیاله گیر بروی بتان لاله عذار

فلک بکام دل دوستان نمی‌گردد / فغان ز کجروشیهای چرخ کجرفتار

بهر طرف که روی زیر این سپهر دورنگ / ز شش جهت شودت کاروان غصه دچار

اگر سلوک ره راست آرزو داری / براه کعبهٔ صدق از صفا قدم بردار

کدام ره ره شرع پیمبر مرسل / محمد عربی کان حلم و بحر وقار

نبی که چرخ کند با هزار مشعل نور / ز آفتاب رخش استفادهٔ انوار

گلی که در چمن جان بوصف او بدمد / شوند نغمه سرا بلبلان نکته گزار

نه در هوای عدمش کثافت اکراه / نه در هوای نهفتنش کراهت اخبار

بنور شمع جمالش بردن توان بربام / ز ملک دل پی جاسوس هم در شب تار

زهی نسیم لطف تو تازه باغ ربیع / ز شیر ابر نوال تو تازه طفل بهار

بپیش حسن تو گر گل نقاب بگشاید / عیان شود همه را کو چه دارد اندر بار

بعشق مرغ دلم تا کند ساحل شوق / نشسته غمزده و تشنه لب چو بیمار

درین خیال گر امید یاری فکر / ز بحر نعت و ثنا تو تر کند منقار

ز خوی زشت خود آزرده خاطرم بجد / بلوث معصیت آلوده دامنم بسیار

مرا ز نقد بصیرت تهی است دیده و دل / مرا ز اشک ندامت پرست جیب و کنار

بنوک خامهٔ تصویر مبدع قیوم / بصدر نامهٔ تقدیر احمد مختار

بروز پنجهٔ خیبر کشای شیر خدای / بحرمت کف نیاز حیدر کرار

بحق عزت مهد مطهر زهرا / بنور عصمت ذات ائمهٔ اطهار

گر نامهٔ عملم گرچه از گنه سیه است   مدد کنی که بشویم به آب استغفار

ولہ

بازو فتناست که بر طبق تقاضای فلک   افگند بر سر دیوان چمن گل نمناک
لشکر دی صبح شبیخون آرند   تنگ چشمان شگوفه چو سپاه ادراک
مجلس رنگش گل تا شود مضطرب   کشته بلبل عجلی شاخ گل و غنچه چاک
ساختی خانهٔ معمورهٔ فلک ویران   بر سر فیل سحاب ار نزدی برق چکاک

ولہ

شاهد باغ لطیف است دلی خوش بودی   گر نگشتی [illegible] چمن [illegible]
هر کمالی که نه ایمن بود از نقص و زوال   باشد آن در نظر [illegible] اندک
مختصر بست اگرچه گلشن ایام خزان   [illegible] گلشن [illegible]
[illegible] ایام حیران   [illegible]
عاقل آن به که کند عزم طواف چمنی   گر [illegible]
انجمن گلشن مدح شه عالی قدر است   گر فلک طواف [illegible]
مرتضی پادشه معدلت [illegible] کرد   [illegible]
[illegible] غبار جفا [illegible] دار   [illegible]
بدان [illegible] اغلاط   [illegible]
ای حکیمی که بود پیش تو دانش تو   حکمت [illegible] ارسطو [illegible]
هر کجا رایت نو شد مستحکم   [illegible] جنگ [illegible]
[illegible] از آلت عصیان تو آورد پناه   فکر [illegible] کان [illegible] الملک
دست گردش زره لطف تا روز جزا   [illegible] عاصی [illegible] مستهلک

ولہ

محمل مهر چو آید به شبستان حمل   لاله فانوس بر افروزد و نرگس مشعل

گل چو خورشید برآید سحر از مطلع شاخ — چون شفق جلوه کند لاله در اطراف جبل
کوه از دردسر بهمن و دی رست اکنون — شوید از ناصیه اش بر بهاری صندل
شد ز دیوان بهار از پی آرائش باغ — قاصد باد صبا سوی ریاحین مرسل
فلک آهنگ تماشاے گلستان دارد — حضرت شاه فلک زینت خورشید عمل

ولہ

کجا شد فریدون فرخنده سیرت — کجا رفت کیخسرو آن شاه عادل
روانست پیوسته از شهر هستی — بملک عدم از پی هم قوافل
همان گیر کز فیض فضل الهی — شدے بهره مند از قبول فضائل
نعلک بدیع البیان معانی — ور اقسام حکمت نوشتی رسائل

رباعی

گر کسب کمال میکنی می گذرد — ور فکر محال میکنی می گذرد
دنیا همه سر بسر خیال است محال — هر نوع خیال میکنی می گذرد

ظل اللہ ۔ سلطان محمد قطب شاہ

ظل اللہ تخلص ۔ سلطان محمد قطب شاہ نام ۔ قطب شاہی کے موافنے لکھا کہ آپ کی ولادت بروز چہارشنبہ بست سوم [illegible] ہجری مین واقع ہوی ۔ آپکا مسقط الراس گولکنڈہ ہے ۔ آپ محمد امین ابن ابراہیم قطب شاہ کے فرزند و محمد قطب شاہ بانی حیدرآباد کے برادرزادے ہین ۔ محمد قلی قطب شاہ کو اولاد صرف ایک دختر نیک اختر مسماۃ حیات النسا بیگم عرف حیات بخشی تھی ۔ کوئی فرزند نرینہ نہین تہا ۔ برادرزادہ کی ولادت کی خبر سنکے بہت خوش ہوا ۔ اور اپنے برادر سے فرمایا کہ یہہ فرزند دلبند مجھکو عطا کیجئے ۔ تاکہ مین شاہزادے کی تربیت و تعلیم کرون اور اسکو اپنا ولی عہد بناؤن ۔ محمد قطب شاہ کے والدنے

قبول کیا۔ تا ایام رضاعت اپنے پاس رکہا۔ جب شاہزادہ چار برس کا ہوا والد ماجد
نے اس دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت کی۔ پس محمد قلی قطب شاہ نے برادر زادے
کو اپنے محل خاص مین لایا۔ اور آپکی تربیت و تعلیم مین مشغول ہوا۔ قاضی محمد سمنانی
کو جو پرہیزگاری کے زیور سے آراستہ تہا تعلیم و تربیت کیلئے مقرر فرمایا۔ اور چاند میان
یوسف دکنی کو بہی جو شمشیر بازی و تیر اندازی وغیرہ فنون سپاہگری مین استاد مانا جاتا تہا
مقرر کیا۔ دونون استاد آپ کی تعلیم مین مصروف رہتے تہے۔ آپکی طبیعت نہایت
ہی ذکی و تیز تہی۔ آپ عالم شباب مین علم و ہنر و فن سپاہگری مین ماہر کامل ہوئے۔ بادشاہ
نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی برادر زادے سے کردی اور آپکو ولیعہد کیا۔ چنانچہ
میرک معین سبزواری سفیر حسین نظام شاہ بحری نے ایک قطعہ عقد مبارک کی تاریخ
مین کہا ہو ہذا

دوش کردہ خیالم رہ بزمی چو بہشت	اہل آن بزم چو حوران ہمہ نورانی چہر
بزم عیشے کہ ملایک بتماشا شدہ چشم	سر برون کردہ چو انجم ہمہ از جیب سپہر
گفتم این بزم گہ عیش چہ تاریخش چیست	کز افلاک بر ایام ہمی بارد مہر
عقل گو بود چو من مست مے حیرت گفت	عید مولودی بزم شہ و عقد مہ مہر
جا بجے کن این قطعہ معین میشاید	در جبین قلمت بر گذرد قافیہ سحر

جب سلطان محمد قلی قطب شاہ نے سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین دار فانی سے بعالم جاودانی
رحلت کی دفن و کفن کے بعد حسب وصیت مرحوم میر محمد مومن استرابادی وکیل السلطنت ا
و امرائے دولت نے آپکو بتاریخ ۷ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ ہجری تخت نشین کیا۔ تمام امرا
و خوانین و اکابر دولت نے مبارکبادی کی نذرین دین۔ بادشاہ نے تمام اعیان دولت

وارکان سلطنت کو شاہانہ عنایت و خلعت سے سرفراز فرمایا۔ اور عدل و انصاف
و رعایا پروری کے طرف متوجہ ہوا۔ ملک مین امن و امان قائم کیا۔ یہہ واقعہ یعنی جلوس
مبارک روز شنبہ ۱۷ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین واقع ہوا۔ بادشاہ عدالت گستر
جلوس میمنت مانوس کے بعد رعایا کی رعایت اور ملک کی حفاظت کی طرف ہمہ تن
مشغول ہوا۔ اور ابر نیسان کی طرح خلائق کے دلون کے دامن کو پر در کیا۔ اور ان کے
امیدون کے باغات کو بذل و نوال کے پانی سے سیراب تازہ فرمایا۔ مہمات ملکی کے
انتظام مین صائب رائے تہا۔ صواب آپکی رائے صائب کے ساتہہ مثل عرض و جوہر
لازم تہا۔ اور خطا آپکے گمان سے مثل سیاہی تارکی کے چشمہ آفتاب سے منفک
قطب شاہی کے مولف نے لکہا کہ یہہ بادشاہ نوجوان متقی و پرہیزگار رہتا تہا۔ باوجود عالم
شباب لذات نفسانی کی طرف راغب نہین ہوتا تہا۔ و باکثرت مشاغل سلطنت کبہی
احکام شرع محمدی سے غفلت نہین کرتا تہا۔ دینی معاملات کو دنیوی معاملات پر
مقدم رکہتا تہا۔ صوم و صلوۃ کا پابند تہا۔ آپکے اوصاف پسندیدہ بیشمار مین
اگر انکا عشر عشیر ہی لکہا جاے تو دفتر انتہا کو نہین پہنچیگا۔ لہذا اسی قدر پر
اکتفا کرکے اس قصیدہ کے چند اشعار جسکو سیادت پناہ میر محمد مومن استرآبادی
وکیل السلطنت نے جلوس مبارک کی تہنیت مین لکہا بطور نمونہ گزارش کرتا ہون ہو ہذہ

نو بعجب بار نشستہ شاہ جوان نوی	کہنہ جہانی میفشانم پیش جانان نوی
خسرو عالم گشتہ کن جانفشانی تازہ است	عہد سلطان نو است و عید قربان نوی
بہر دفع چشم بد در پیش چشمان خوش	دیدہ بینا کاش بودی ہر دمم جان نوی
چرخ اگر چہ آتشی در زد بعالم ناگہان	باز جنت شد جہان از فیض باران نوی

گرچہ از حکم قضا جان جہان برباد رفت	یا فت عالم از مسیح تازہ جان نو ہمی
یادگار جد و عم سلطان محمد قطب شاہ	آنکہ ہندوستان ز فیضش گشتہ ایران نو ہمی
وجہ ایران آنچنان ایران کہ آید در نظر	رو بہر جانب کہ آری باغ رضوان نو ہمی
سرمہ شد خاک تلنگانہ ز فرخ پائے نو	اے فدائے خاک پایت ہر زمان جان نو ہمی
گر صفاہان نو شد از شاہجہان عباس شاہ	حیدرآباد از نو شد شاہا صفاہان نو ہمی
خواستم تاریخ فرخندہ جلوست عقل گفت	جملہ عالم نوبہاری شد ز سلطان نو ہمی

بادشاہ کی بذل و سخاوت کا ذکر

تخت نشینی کے بعد بادشاہ نے ملازمان اخلاص کیش کو دو چند انعام و مناصب سے سرفراز فرمایا۔ قطب شاہی دو تخانہ میں یہ رسم تھی تمام خاصہ خیل کی تنخواہ سالانہ دو ماہ وضع کی تھی اور رقم منہا شدہ خزانہ شاہی میں جمع رہتی تھی۔ چنانچہ بارہ برس کے دو لاکھ پچاس ہزار ہون جمع تھے آپ نے معاف فرمایا۔ اسیطرح دیگر امرا کو بھی حسن سلوک و عطیہ بزرگ سے سربلند کیا اور ۱۰۲۳؁ہجری میں میرزا محمد امین میر جملہ نے زیارت کربلائے معلی کے لیے رخصت کی درخواست کی۔ آپ نے منظور کی اور میرزا کو دس ہزار ہون خرچ راہ دے کے رخصت فرمایا۔ آپ کو تعمیر عمارات کا بہت شوق تھا۔ اکثر عمارتیں آپکی یادگار ہیں جو فی زمانا از انجملہ بعض موجود و بعض معدوم۔ عمارات الٰہی محل۔ باغ محمد شاہی جامع مسجد المشہور بمکہ مسجد۔ شہر سلطان نگر۔ محمدی محل۔ دادمحل جدید

مکہ مسجد کی بنا کا ذکر

محمد قطب شاہ پابند صوم و صلوٰۃ تھا۔ سن تمیز و شعور سے کبھی نماز تہجد قضا نہیں کی تھی

برابر ادا کرتا تہا۔ جب ۱۰۲۷ھ ہجری مین مکہ مسجد کی بنا شروع کی۔ بادشاہ نے بنیاد کا پتہر رکہتے وقت تمام اراکین دولت وسپہ سالاران وسپاہ مملکت سے باآواز بلند کہا کہ اس مسجد کا سنگ بنا وہ شخص رکہے جسکی نماز تہجد کبہی قضا نہوئی ہو۔ تمام امرا وافسران سپاہ وحشم خاموش ہوئے کوئی بنیادی پتہر رکہنے کیلئے مستعد نہین ہوا۔ اسوقت بادشاہ نے کہا خدا ورسول اسکا گواہ ہین کہ بارہ برس سے آج تک کبہی میری نماز قضا نہین ہوئی۔ مین اس عمارت متبرکہ کا بنیادی پتہر رکہتا ہون۔ مسجد کے پایہ کی بنا نہایت عمیق کہودی گئی تہی جو دیدۂ بادشاہ نیچے اوترا اور اپنے دست مبارک سے بنیادی پتہر رکہا پہر مسجد کی تیاری کا حکم دیا۔ مسجد کی تاریخ ۱۰۲۷ھ ہجری ہے۔ اور عبداللہ قطب شاہ وتاناشاہ ابوالحسن خاتمہ سلاطین قطب شاہیہ تک مسجد کی تعمیر جاری رہی۔ آخر عالمگیر نے تکمیل کردی طواف کعبہ شرف میسرت گر نیست ٥ ہیا بہ کعبہ ملک دکن عبادت کن اور آپکے تعمیرات سے ہے قصبہ سلطان پور۔ وباغ محمدی۔ وآلہی محل ومحمدی محل۔ والان محل ونبی باغ وغیرہ

مولف گلرعنا وغیرہ تذکرہ نویسون کی غلطی

گلرعنا کے مولف نے لکہا کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی حیدرآباد کا تخلص ظل اللہ ہے الخ واقع مین یہ سلطان محمد قطب شاہ کا تخلص فارسی مین ہے اور اردو مین قطب شہ ہے اور سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی حیدرآباد کا تخلص قطب شاہ فارسی مین اور ریختہ مین معانی ہے۔ فقیر مولف کو یہہ تحقیق خاص دونون بادشاہون کے دواوین سے ہوئی ہے۔ میرے نزدیک دونون کے دواوین فارسی ریختہ قلمی خوشخط

دیرینہ موجود تھے۔ طغیانی حیدرآباد مین غرق ہوگئے۔ ان کے منتخبہ اشعار میری
یادداشتون مین موجود ہین۔ انہین سے بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ فی زمانا
دونون دواوین ریختہ عالیجناب نواب سر سالار جنگ مرحوم کے کتب خانہ مین خوشخط
قلمی قدیم موجود ہین۔ فارسی اشعار قطب شاہی کلان مولفہ خورشاہ کے
تکملہ قطب شاہی خورد مین مرقوم ہین۔ اسوقت فارسی دواوین نادرالوجود
ہین۔ شاید اگر کسی امیر نامور کے کتبخانہ کے گوشہ مین پڑے ہون گے۔ حیدرآباد
مین اکثر کتب نادرالوجود امرا کی بی توجہی سے گوشہ گمنامی مین خورد و برد و دیمک
ہوتی ہین یا پڑے پڑے تلف ہوجاتی ہین۔ کاش اگر امرائے دکن کتب قدیمہ
کتبخانہ آصفیہ مین داخل کردین تو ملک و قوم کو اُن سے نفع عام پہنچے۔
اور معطی کا نام نامی یادگار باقی رہے خدائے تعالی ہمکو ایسے کار خیر کی ہدایت کرے آمین

فائدہ محمد قلی قطب شاہ و محمد قطب شاہ و عبداللہ قطب شاہ کے دواوین
دکنی فارسی سے یہ بات ثابت ہوتا ہے۔ کہ دکن مین اردو زبان مین ولی دکنی سے
ایک صدی قبل دیوان مرتب ہو چکے۔ چنانچہ تینون دواوین ہمارے پاس موجود ہین
پس صاحب آبحیات و دیگر تذکرہ نویسان ہند کا یہ قول کہ ولی ترتیب دیوان
مین تمام شعرائے ناظمین ریختہ سے مقدم ہے اور عالم ترتیب نظم کا آدم ہے الخ
پایہ اعتبار و تحقیق سے ساقط ہے۔ علاوہ دواوین ایک کتاب تاریخ منظوم
مسمی علی نامہ مولفہ نصرتی شاعر ملک الشعرا جو علی عادل شاہ کے عہد مین
گذرا ہے میرے پاس موجود ہے۔ چنانچہ فقیر مولف اس تذکرہ مین بضمن ترجمہ
نصرتی کتاب مذکور سے چند اشعار بطور نمونہ لکھیگا۔ تاکہ ناظرین بانصاف

نزدیک ہمارے قول کی تصدیق ہو جائے ۔ کسی کو انکار کا موقع باقی نہ رہے ۔
فانظروا و کونوا من الشاکرین ۔

شعر و شاعری کا ذکر

تاریخ قطب شاہی کے مولف نے لکھا ہے کہ قطب شاہ صاحب ترجمہ تحریر نظم و نثر مین مہارت کامل رکھتا تھا ۔ فارسی و دکنی زبان مین کلام موزون کرتا تھا کلام کی بندش و ترکیب اہل زبان کی طرح ہے ۔ اور محاورات فارسی کو بھی اہل زبان کی مانند استعمال مین لاتا ہے ۔ آپ صاحب دیوان ہین ۔ آپکے دو دیوان ایک فارسی زبان مین ۔ دوسرا دکنی زبان مین ہے دکن کے گھرانون مین دائر و سائر ہے ۔ فی زماننا نادر الوجود ہین ۔ اب مین آپکے دونون دواوین سے ذیل مین اشعار منتخبہ گذارش کرتا ہون تاکہ ناظرین مستفید ہو جائین ۔

وفات محمد قطب شاہ صاحب ترجمہ

روز چہارشنبہ ہیژدہم جمادی الاول ۱۰۳۵ ہجری اس جہان فانی سے بملک جاودانی رحلت کی ۔ آپ کی عمر ۳۴ سالہ تھی ۔ مدت سلطنت ۱۴ سال ۔ لنگر دروازہ امام کے باغ مین جو بیرون قلعہ گولکنڈہ ہے مدفون ہوا ۔ گنبد بلند یادگار ہے ۔

من کلام سلطان محمد قطب شاہ متخلص بہ ظل اللہ
دربیان توحید

یارب چہ برتری کہ ز وصفت لسان ما — پنہان شدہ ز شرم زبان در دہان ما
در حضرت یقین و گمان تو چو راہ نیست — حیران وصف تست یقین و گمان ما

هدهد چگونه شرح دهد طول و عرض بحر — دریای وصف تو ز کجا و بیان ما
جایی بود مقام خداوندیت که هست — صد خنده عقل را ز چنین و چنان ما
تا لب بشهد ذکر تو کردیم آشنا — تلخ است شهدهای جهان در دهان ما
جز بی نشانی از تو نشانی نیافتیم — بر درگه تو نیست بجز این نشان ما
بر عجز ما ببخش ایا قادر رحیم — معلوم نیست غایت تاب و توان ما
بخشای بر عیان و نهانم که آگهی — بر تست آشکار عیان و نهان ما
ظل الله از شرور بدان در پناه تست — ایزد گه جلال تو دار الامان ما

نعت و مدح

مصطفی و مرتضی چون هستند از هم جدا — نعت و مدح هر دو را سازیم باهم ادا
آن یکی فرمان روای هر نبی و هر ولی — وان دگر مسندنشین بارگاه کبریا
آن یکی کان مروت وین گهر بحر کرم — نعت آن از خلق اعلی مدح این از لافتی
هر یکی را گر بسنجی با دگر خاصان حق — نیست جای انبیا گویند این بجا و آن کجا
همچو ظل الله بیابی شاد گرد از بهشت — گر گدائی بعد پیغمبر علی را مقتدا

من غزلیاته

از التفات دلبر عالی مقام ما — گردون زده است سکه شاهی بنام ما
شام و صباح ماست چو شام و صباح عید — بر یاد دوست خوش گذرد صبح و شام ما
شد پایمال شادی وصلت غم فراق — دوران چه خوش کشید ز هجر انتقام ما
در شرع عشق نیست روایات دو دست — زاهد تو غافلی ز حلال و حرام ما
تیر ستم ز رشک تازه خوردم نشتر دگر — قاصد بگوش یار چه گوئی پیام ما

آن خوش سخن که وصف قد یار خویش کرد / مسکین ندیده سرو صنوبر خرام ما
ظل الله احترام چو از دوست یافتم / زان خلق عالم اند پی احترام ما

وله

شمه‌ای از درد دل از درد مندی گوش کن / اینقدر از درد ما افسانه می باید ترا
نسبت همخوابگی دل بجانان امروز نیست / زین سبب گویم که دل همخانه می باید ترا
خانهٔ دل رشک صد خورشید تابان شد لیک / بی تو این خانه در کاشانه می باید ترا
سکهٔ شاهی طلب سلطان بازار الملک عشق / سروری چون مردم فرزانه می باید ترا

وله

یافت وصل تو دلم صدق و صفا را دریاب / اثر مهر نگر فیض وفا را دریاب
میرود جان نگر [illegible] تو صبا / خبر از غم کرده [illegible] سر ما را دریاب
تا [illegible] / [illegible] دل خسته ما را دریاب
ره [illegible] عشق تو گم کرده / که از این ره دل [illegible] ما را دریاب
سخن [illegible] / [illegible] ما را دریاب
[illegible] / شوکت [illegible] خدا را دریاب
چون نهادی ره عشق [illegible] / [illegible] شاه و گدا را دریاب

وله

دلم نالان [illegible] / [illegible] مهجوری گشت
تو خورشیدی و من [illegible] / دلم لرزان ز تاب دوری گشت
به بیداری [illegible] خواب / دلم در خنده از مسروری گشت
چو ظل الله [illegible] / همه حیران [illegible] مستوری گشت

وله

قرب یارم ز عشق و دولت اوست / زینهار [illegible] همت او وست
پادشاهی کجا و شوکت عشق / شوکت جم غلام شوکت اوست

عشق محمود کرده صید ایاز نه مطیعش به محض قدرت اوست

مست از باده نیست ظل الله سرخوش از باده‌های صحبت اوست

وله

در محبت خسروانرا از اطاعت عار نیست ملک عشق است این و اینجا حاکمی جز یار نیست

بسکه از حد بیش می‌خواهم بدل مهر ترا صد جهان مهر تو در دل دارم و بسیار نیست

در گلستان محبت گر در آئی چون خلیل روشنت گردد که آتش نیز آزار نیست

تا تو در دل آمدی غیری ندارد ره درو در حریم خاص و نامحرمان را بار نیست

نسبتی بهتر ز دوستی دان قصه موسی خضر عاقل از سر محبت واقف اسرار نیست

لذت خواب سحر در پیش چشمی لذتی نیست گر خیال یار شبها تا سحر بیدار نیست

مدعی گر دعوی دارد مسلم داشتیم روشنش باد که ظل الله دعویدار نیست

وله

کار من و دل همین یار است ما را بکسی دگر چه کار است

هر دست بدامن است در خورد دست من و دامن نگار است

هرچند سپاه عدو گردون هر سو نگریم کار زار است

بر خصم مظفریم سلطان با ما نظری ز بخت یار است

وله

خوش شو ای دل خوش که کارت را نکو خواهیم ساخت یار اگر با ما نسازد با او خواهیم ساخت

نا امید از خود مکن ای دل از پی چندان امید گر نسازی کار او باری نکو خواهیم ساخت

گفت و گوی زلف او داریم سلطان در میان زین نسیم چین جهان را مشک بو خواهیم ساخت

وله

خواهم بیار درد دلم مختصر رسد تا گفته به سخن که از آن درد سر رسد

غافل مشو ز ناله و آه ضعیف دل شبها که وقت ناله مرغ سحر رسد

سلطان اگرچه سوخت ز شوق نگاه تو سویش نظر مکن که مبادا نظر رسد

لاله رویان ز غم دهر بجامم دادند — از شراب لب خود آب حیاتم دادند

نشئه باده ز آتش لبم افشاندند — وز طرب خانه دل نقل صفاتم دادند

ظلمت سینه شده محو تماشای صفا — گل گلزار فروغ حسناتم دادند

بریاض سخن آن طفل الهی که زغیب — عندلیب آسا رنگین نغماتم دادند

لعبتان فلک از فتنه نجاتم دادند — بر گلستان ارم تازه براتم دادند

مرغ آن تازه بهشتم که بمنقارم ریخت — نم کوثر ز لب آب حیاتم دادند

شکر ایزد و زبان دارم چو طفل الله — شاهی و دانش و دین از برکاتم دادند

وله

تب دارم که از لعلش شراب زندگی بارد — ز گلبرگ رخ رنگینش آب زندگی بارد

تو آن گلی که در بهارستان رنگینی — گل از رخسار عین شباب زندگی بارد

چو طفل الله خیال عارضش دیده چون چشم — بجای عکس در نقش آفتاب زندگی بارد

وله

گاه در صومعه گه دیر مغان گردیدیم — هر کجا در طلب دوست توان گردیدیم

از همه راه و روش هست چنین یار ما را — عمرها بهر همین گرد جهان گردیدیم

پیش ما سود و زیان همه عالم هیچ است — گرد عالم نه پی سود و زیان گردیدیم

بسکه دل را هوس شرح غمی بود و هست — همچو سوسن ز سراپای زبان گردیدیم

مستی عشق ترا بر ده نهان کردن ناز — آه گر دوست بداند که چسان گردیدیم

که جوان گشت زلیخا بدعای یوسف — بی دعا از وصال نوجوان گردیدیم

بر تو دوست چو تابید با طفل الله — بر همه خلق جهان نورفشان گردیدیم

وله

عجب رعنا و زیبائی چه گویم — بخوبی عالم آرائی چه گویم

منور از تو گردیدست چشم — تو نور چشم و بینائی چه گویم

بفکرت هیچ دانا در نیاید — عجب نازک معانی چه گویم
ز تعریفت زبان در کار ماند — چه از تعریف بالائی چه گویم
بظل الله اگر برسر نیابی — چو حسن خوبیش خودرائی چه گویم

وله

چاره تلخ نگاهت لب خندان کرده — زهر از نوش لب چشمه حیوان کرده
ترک چشمت که شکست همه شاهان داده — من چه گویم که چه با جان عزیزان کرده
غرق موجیست بدریای تو صد کشتی نوح — بحر حسن تو چگویم که چه طوفان کرده
غم ز دشوار فلک نیست مرا ظل الله — لطف حق مشکل ما سر بسر آسان کرده

ترکیب بند در مرثیه حضرت سید الشهدا امام حسین علیه السلام

آن دور با تمامست که از غم امان نماند — آن عهد غم که طاقت تاب و توان نماند
آن روزگار تلخ که بر خنده نگذری — از شهد پاک حسین بعالم نشان نماند
آشفتگی دهر بنام غضب مدار — در عهد شاهی که سر سروران نماند
عهد شیعیست که شاه پیمبران — بی سوز گریه یک نفس بی زبان نماند
دوران محنتی است که سلطان اولیا — یک لحظه خالی از الم بیکران نماند
آن صعب ماتمی است که خیر النسا از آن — فارغ دمی ز نوحه و آه و فغان نماند
پیر و جوان همه چو طفلان بگریه اند — لذت ز زندگانی پیر و جوان نماند
از زندگی خلق جهان در تعجبم — بعد از چنان قضیه که جان جهان نماند
ظل الله آنچه گفت از این دو شمه ایست — گر سوز و درد قدرت شرح و بیان نماند

من مراثیه

دوران غم ز ماه محرم رسیده است — هنگام آه و ناله و ماتم رسیده است

نزدیک شد که دود بر آید زنه فلک
بر چرخ بسکه آه دما دم رسیده است

ظل الله از مصیبت سلطان کربلا
تاب سخن نماند بس غم رسیده است

وله

واحسرتا که فتنهٔ دوران ز حد گذشت
رنج و بلا شاه شهیدان ز حد گذشت

واحسرتا که بر سر دنیا و دین حسین
بیداد اہل فتنه و طغیان ز حد گذشت

من اشعاره الهندی

چلی چھندنی مین جب لٹک پیو پیارا
او تن عکس پی چھند رہی آ پارا

ایسی جس پیا مین پرت ہم سجن کے
بن اسکی پرت کچھ نہین اس پیارا

جتی سامنیا کی عشق کا مد پیاے
نگر ہی او سی ہور ہستی او تارا

جلوہ بانٹے سانین کے حسن جوبنے
اسی نین مہ پنتہ مین جگ سارا

پیا نور بتائے تج دل جھلک مین
کہ جس نور رہتی ہے سورج آ اُسکا را

سکی پیو جیتا لگتا ہے ہمن کو
سجن بن نگر ہی ہے ہور کوئی نوا را

نبی صدقے قطبا کا من تج سون لاگیا
کہ آپ جیو مین مرا کیتا ہے ٹھارا

وله

پیا سانولا من ہمارے بھولا یا
نزاکت عجب سمر رنگ مین دکھایا

رنگیلی دو مشری ادھریون سہائے
کہ آپ رنگ سون جگ نگیلیان ریجھایا

تھسی اس کنول مکھ جھرٹے مین موتی
تو اس تاب موتی سون جگ جگ جگایا

نبی صدقے قطبا سون مل مد سجن جب
ہی آپ تھتیا نسون توکل پانہ بایا

وله

ہوا آئی ہے لنکہ بھی ٹھنڈکا لا
پیا بن سنتا نا مدن بالی بالا

رہن با سکی من پیا باج دیکھی
ہووے تن کون سکہ جب ملے پیو بالا

سجن نکہ شمی باج او جالا نہ بہائے
بھلایا ہے منج جیون او اجالا

جو رات آوے چندا نیکی منجکو سنتائے
کہ چندا منجی نین نین سوز لالا

نبی صدقے قطبا انند انسون ملکر
ایس سائیں سون پیوی جم ہد پیالا

ولہ

سجن سیری چنچل اہی ہیم ماتا
سکلیاں کون پیاباتے رنگین سنو بہاتا

سیری حقیقت کرتے ہیں ساجن پرت سون
اسیتھی سدا رہ کون ہیں مستا تا

ولہ

چندا ہیں عیدی بشارت دکھایا
بہوان سیتی ساقی بشارت دکھایا

آدہر مد کی گھرکون کلف تہا سو نکرا
سو کی کیلی کھیل دل عمارت کہایا

کرون سیوہ یک جیت سون پیغمبرین
کہ منجات کا صبح بشارت دکھایا

محمد نبی فیض تہی عید آکر
محمد قطب کون مبارت کہایا

ولہ

مومنان خوشیان کرونے آج دن مسعود کا
مرتضی یا بد اماماں عید ہے مسعود کا

مصطفی ہور مرتضی اس دن ہیں کیتے ہیں اچھوبر
جن کرت پر عید دن طالع مسعود کا

جب وو ابر رحمت اس جگہ پر ہوا ہے فیض بار
شیعیان کی من اٹہا وہ دن مگر بہبود کا

جب نبوت کا علم پیدا ہوا اب ثبت جہڑے
طاق کسری کی نشان لینا عدم مفقود کا

فارس کا آگن بوجہیا جب مینگہ رحمت برسیا
مشرک تن کینا جگت میں آگن نمرود کا

چار دہ معصوم کی میں دامن جیتی تہی بچے
پیشوا حضرت نبی کا تہا سو تن داؤد کا

جب نبی صدقے ہوا ہے داس قنبر کا قطب
دو جگت میں ترکماں عاقبت محمود کا

ولہ

خوشیان کرو متوالیاں مبعث رسول آیا
بہو دہات آنند سوں رنگ سنگات لیایا

اول برات سو ہی روزید فیروزی
اس بعد عید قربان جس تہی دو جگ کہایا

شاہاں میں تہ عالی قطب شہی ہوا لی
مبعث رسول عالی چہند بند سون گنایا

صدقے نبی ترکماں جم راج کریوں عیشان
شاہ علی نبی تہے منگ تج شہی دلایا

جو شبرات جهلک سون جگمین آیا
شرف شبرات تهی سب رات پائی
تجلی یون دیا حق قطب شه کون
خدا کی کرم سیتی شبرات آیا
براتان لگر آیا ساریانکی خوش هو
ایامان تپیا ہے محمد قطب پر
نبی صدقے امرت سر قطب شے کون
گهٹو پر پیدا ہے سبحان کا اجالا
اس طور کا سو تہا لا انند بہشت سے
اس محل کون سو دیکهت بهک پایس کا دیا ہے
قطبا نبی کے صدقے آنند کر اس محل مین
چهبیلی سون لگیا ہے من همارا
صبوری کون نهین ہے ٹہار دل مین
میا کرنا کرے معشوق آپے هو
اٹهو آئی تدن سوهن پیارا
پیا کون پاؤن پر جیا مناؤن
بسنت کهیلین عشق کے آ پیارا
بسنت کهیلی همین هور ساجنا یون
نبی صدقے بسنت کهیلیا

وله
تو سب جگ اس جهلک تهی جگمگایا
شرف سب رات تهی شبرات آیا
که تسکون دن تهی روشن ره شن کر دپایا

وله
خوشیان کا اجالا جگت مین دکهایا
خوشیان عشرتان سون که جگ جگ جگایا
نبی هور علی کے دیا سون شهایا
سو ساقی کوثر پیالی پلایا
تو علق هر مہ کرکے رحمان کا اجالا
اس نور تل چهپیا ہے اسمان کا اجالا
جا تو جهلکتا وان شه مردان کا اوجالا
بستا ہے اسمین شبیر یزدان کا اوجالا

وله
کر اس بن نهین همن یک تل قرارا
صبوری کیون کرے سو کر تہارا
کہو نا کیا کرے عاشق بچارا

وله
پرم سو کهینچتا انچل کنارا
نهین دوجا تنا کهیا همارا
تمین هین چاند مین هون جون ستارا
کہ آسمان رنگ شفق پایا ہے سارا
رنگیلا هور رهیا تر لوک سارا

صباحی او مکھ دیکھ پینا شراب
تیری حسن تھی وان دہی شاہ کون
عشق ساز کی تار مطرب بجاؤ
ازل تھی تھی جب قطب پیوتا

وله

جب سپن دیکھو تون آتا میرے خواب
میرے رُون رُون تھی بدل غم دو مین

وله

جگت حسن مین ہے تیرا حسن محبوب
تیرا حسن یو [illegible] سون کرتا ہے لاف
بدن مست [illegible] مست نین مست پری
نظر تجھ ہے کیا تماشا کا حاجت
میرا دل ہے زر الفت کا کارخانہ
ہمن مدعا [illegible] بوجھے کچھ
قطب [illegible] کوئی [illegible]
نہی [illegible]
قطب [illegible] خدا کا
امن [illegible] شکایت
بے دام اُسکا خدمت [illegible] سون

وله

بدن مست [illegible] مست نین مست پری

فرح بخش ساعت مین لینا شراب
او مکھ کی عرق تھی سو پینا شراب
کہ قانون تاتان مین لینا شراب
تیری پیالی سون ساقی دینا شراب
رندان سون [illegible] میرے خواب
چاند سورج تون دیکھیا تا میرے خواب
مین طالب تیرا [illegible] تون ہے مطلوب
تیری آرزو مین [illegible] یعقوب
ھوی [illegible] پری
نہین [illegible] کا حاجت
نہین تجھکون [illegible] لا کا حاجت
نکو [illegible] حاجت
کہ اُس [illegible] کا حاجت
بہوت [illegible] حاجت
کھڑے [illegible] جان [illegible]
نین لکھی مین [illegible] تاریخ اُس عجائب
دیتی [illegible] عتاب
ھوی مست [illegible] مست [illegible] پری مست

میرا دل ہے زر الفت کا کارخانہ — نہیں منجکوں بازار والا کا حاجت
ہمن مدعا مدعی نا بوجھے — سکو بحث کر نہیں ہے غوغا کا حاجت
قطب شہ تیرا زرگری کوئی نہ بوجھیں — کر اس عالم میں نہیں ہے دانا کا حاجت

ولہ
نبی کی نار ستی لکھہ کر سرتی ہوا مست — بہوت نکارا کا مدعا کا کام منج مست
قطب شہ سب جہان میں ہے شہنشاہ خدا کا — کھڑے ہیں نت انس جان و دربان کے

ولہ
اس ہی ہندو کا کس ہر کروں شکایت — نین لیکھی میں سترح تاریخ اس حکایت
بے وفا اسکا خدمت کرتا ہوں پول سیو — رہتی ہیں دایم نکوں ہر کوئی میں عنایت

ولہ
منج جیو ستی ازلنی ہے ہانا کا احتیاج — غم کی جنگل ستی آہی رہنوں کا احتیاج
دو جہان میں حق حبیب اپنا تمن میں پانیا — قطب شہ سکین کج نے بول ہمت کر تیا مان بیرج
نبی صدقے محمد قطب شہ سیس — سہی بر جیس پیا بخت کا تاج

ولہ
سکی آج پیالا انند کا پلا منج — دیا قوت ادہر انکی مستی دیا منج

ولہ
ہویدا ہی ہوا جوں جان مکر ید — کیا سب جگ سوں آباد ان مکر ید
جنت سکی سوالاں نعمتاں سوں — کیا تازہ جگت کا جان مکر ید

ولہ
ورسی ہوائی سہے پوریاں کی عید — شہ ترس نگت ہوئی حوریاں کی عید

ولہ
صحبت پیالا پریاں لی کھڑیاں — ویسی یوں انجمن میں جیوں سور خنید

ولہ
بکر ید عید آیا صلوات بر محمد — آنند علم آچھا یا صلوات بر محمد
بارا امام پنجتن کا مہر جم ہا ہو — منج سیس چہانوں چھایا صلوات بر محمد

ولہ
شہد و شکر نبات ہی ہے رج ادہر لذید — لاگی تو قد سہی کوں سو جوبن ثمر لذید

ولہ
سکی تج زلف ہے جیوان کی آخذ — دسن تیری آئی ہین رنگناں کی آخذ

علی نا مان سو لکھیا یو غزل قطب
علی نادان ہی سب کا مان کی اخذ

وله

سورج چاند کون کیون کرون تج برابر
ہمن نین کا نور ہے تون پریوش

نبی صدقے قطب سون راستی ہے
اگرچہ ہے اَدک اُو نار ادباش

وله

منج تج مین جیکچ ازہے کس سون نکرا ملی فاش
ابرازا ایسا مین جگ کین لی جا کری ٹھہار فاش

ازنس اکت مین آہین نازک تیری دونون ادہر
سبو سیا نکی نشانیان کہی او لعل شکر پاش فاش

ہوئی تج نین تپلی دل مین رقاص
سدا منج نین کے منزل مین رقاص

قطب شہ پا پیا ہی ہے بہادر
ہوئی آپ ناچ تہی کامل مین رقاص

دلی دکن کی شاہی بخشن خاص
نبی صدقے ترکمان کو میا تہی خاص

وله

ازل تہی ہے مجھے خوبان سون خلاص
ابد لگ مج ہے محبوبان سون خلاص

نبی صدقے قطب شہ یکجہت ہے
سدا ہرتا ہے تو خوبان سون اخلاص

وله

سکی تو ہر گھڑی منج پر نکر غیظ
محبت پر نظر رکھہ کر بسر غیظ

نبی صدقے تجی سون ہے خدا کی
قطب سون آگلے لگ چھوڑ کر غیظ

وله

عشق بچھوا نون گوندہی ہے مرصع
توہی چونپا نسون کیتی ہے مرصع

نبی صدقے سو تیرا جگ دیکہہ کہتی
قطب شہ کا سو مجلس ہے مرصع

وله

میرے دوستان کون تون نت دے جنت
میرے دشمن کون اگن یا سمیع

وله

چنچل نکہ تیرا دیکہہ ڑ بلتا شمع
سو عاشق تیرا ہوکر ڈولتا شمع

تیرے حسن کون دیکہہ شرمون سیتی
غش کے بہانے تہی گلتا شمع

وله

مروت میٹھی زبانی ہے یار کا متاع
خوش شکل خوبصورت دیدار کا متاع

وله

انی بار ہے اس جگتی تج نکہ عجب روشن چراغ
دیکھی نہین جون کہین اس بازکا تو گہن چراغ

انندان سیتی ہی آیا مرگ سال
دندان پامال عزیزاں ہوے خوشحال

کنارے آسمان کے ہین شفق رنگ
دنداں ماری گئی اچھلیا رگت لال

نبی صدقے نکو کر غم توں قطبا
علی ہور آل دائم تیری رکھوال

قطب مولود کرنا دیکہہ امنگ سون
نبی سیہلا دی گا یا مرگ سال

تیری دو نین ہین مدمست متوال
تیری دو گال ہین خوبی کے گلال

جہان ہے سیمیا کا نقش اس تھے
کہے ہین عارفاں سب اس سکون تمثال

نبی صدقے قطب ہم عیش کر عیش
کہ تج در پر کھڑے ہین فتح و اقبال

ولہ

پیونگ آرسی مین دیسا ہی سیج آپ نام
جیکو تجہا یقین سون دیکھی سن پائے کام

مستان کون جا چھو تمن ترا سنی
مین غلط یہہ بات انو کن ہی ترا جام

انجانی مین جوانی گیا پند نا سنا
قرآن ہور حدیث سون تج کسب کر کلام

ولہ

نبی کے صدقے سرو تازا ہے جم
او جایا ہے یا نو چمن مین علم

سکندر کون تھی آرسی جم کون جام
تیری ہمت ہی ہے رپن ہور جام جم

ثابت رہ آپکام مین دنیا کون مین ثنا
آدم کیا ہے کوہ سراندیپ پر مقام

ولہ

مرتضی مولود آیا ہے بہوت نورا ستین
جبرئیل نے وار طبقان لیائی حوران ستین

ولہ

شاعران بیچاری تیرا وصف کہنی کان سکین
مین بندۂ عاجز ہوں تم وار و کربان ستین

ولہ

ساقیا آ شراب ناب کہان
چند کی پیالی مین آفتاب کہان

مد کی پیالیان کا دور پھرتا ہے
نقل مد کا کہان کباب کہان

ولہ

پیا تج آشنا ہوں مین تو بیگانہ نکر منجکون
رتی نین نکری تج یاد بن توں تا بسر منجکون

نبی صدقے قطب شہ کون نہیں آدہار کا حاجت
کہ دونو جگ منی آدھار ہے خیر البشر منجکون

وله

دنیا و دین کا حق سنگار یا علی توں
سب اولیا کی سنگا اسرار یا علی توں

وله

دو لب تیرے رنگیلی یاقوت کوں دے رنگ
لی بہیک رنگ عقیقاں نگین ہوئی ہیں یمن

باریک تج کمر دیکھ بارک ہوا ہوں جوں بال
ویسا نہیں کوئی تار باریک پیرہن

وله

سنو لوگ میری پرم کی کہانی
کہ پیلا ہے رنگ عاشقی کی نشانی

نقش عشق مہیدیا ہے منج بالی بالا
کہ ہوی ہوں تمن پیم ہوں دیوانی

محبت کے لذت فرشتاں کوں نہیں ہے
بہت سعی سوں میں سو لذت پچھانی

وله

خدا داد محل کوں محمد سنوارے
تو اسمیں جنت کی نگاراں نگاری

بلندی محل کا ہے آسماں جیبا
سورج چاند تارے سنوا ستہی نگاری

نہ اس جگمیں دیکھی کوئی ایسی محل کوں
مگر دہرت پر قدسیاں لیا کہ تہاری

وله

پہول بن رخ یار خوش ندیسی
بن مد پچھلی جہاڑ خوش ندیسی

گشت چمن و ہوائے کلیاں
بن پیالہ کنار خوش ندیسی

وله

عشق کی پتلی ہے گوری رنگیلی
چتر ناریاں میں وستی ہے چھبیلی

نبی صدقے قطب شہ سوں او پیاری
پرا او احسن کا کر آکہ میلی

وله

پیارے پرم نار سینتی شہاتی
آپس حسن سوں عاشقاں دل بہلاتی

رباعی

اے بار خدا اپنی درویش کوں بخش
مجکوں سو محمد علی کے کیش سوں بخش

دشمن کوں توں توڑ دوستاں کوں توں نواز
دشمن کو نکر رحم سبہی خویش کوں بخش

ظل اللہ - محمد قلی قطب شاہ

بقول مولف گل رعنا و صبح گلشن وغیرہ محمد قلی قطب شاہ بانی شہر حیدر آباد دکا

تخلص ظل اللہ ہے۔ مولفین کا قول خلاف واقع ہے اسلئے کہ فقیر مولف کے پاس
سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی ووالی حیدرآباد کا دیوان فارسی وریختہ موجود ہے
دیوان مذکور قلمی قدیم خوشخط ہے اس سے معلوم ہوا کہ موصوف الیہ صاحب ترجمہ کا
تخلص فارسی مین قطب شاہ وریختہ مین معانی ہے۔ چنانچہ اشعار ذیل فارسی وریختہ
واضح ہوگا۔ اور واقع مین محمد قطب شاہ برادرزادہ محمد قلی قطب شاہ کا تخلص فارسی
مین ظل اللہ۔ اور ریختہ مین قطب شاہ ہے چنانچہ قبل مین مذکور ہو چکا ہے۔ نہین معلوم
مولفین کس وجہ سے غلطی کے گڑھے مین گرے ہین شاید محمد قلی قطب شاہ و محمد
قطب شاہ مین تمیز نہین کیا ہوگا۔ دونون کا مصداق ایک ہی ذات کو سمجھا ہوگا
یا مولفین کو دونون کے دواوین ریختہ و فارسی ستیاب ہوئے ہون گے نہین تو
ایسی غلطی نکرتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ پس صاحب ترجمہ کا ذکر حرف قاف مین
بیان کرنا چاہئے تھا لیکن فقیر مولف نے اظہار غلطی کے لئے یہان گزارش کیا۔
سخندور سمجھ کے نشانہ ملامت نہ بنائین۔ واقع مین صاحب ترجمہ کا تخلص فارسی مین
قطب شاہ ہے کبھی کبھی غزل مین تخفیفاً قطب ہی پر اکتفا کرتا ہے۔ اور ریختہ دکنی
فارسی آمیز مین معانی تخلص لاتا ہے۔ آپ یعنی صاحب ترجمہ ابراہیم قطب شاہ
کے فرزند بزرگ ہین۔ والد کے فوت ہونیکے بعد بارہ برس کی عمر مین تخت نشین
ہوئے۔ ملک تلنگانہ کو عدل و انصاف سے آباد کیا۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ
تھا۔ علم دوست و ہنرپرور تھا باوجود انتظام امور سلطنت تحصیل علوم کے شغل سے
باز نہین رہتا تھا۔ علمائے دربار سے درس جاری رکھتا تھا۔ رات دن مین ایک
خاص وقت علمی مذاکرہ کے لئے مقرر کیا تھا۔ اسی سلطنت کے زمانہ مین تحصیل علوم

وفتوحات ممالک سے فارغ و فائز المرام ہوا۔
فرشتہ و مولف قطب شاہیہ نے لکھا کہ ابتدائے سلطنت مین بمقتضائے عالم شباب
بھاگمتی طوائف پر فریفتہ و شیفتہ ہوا تھا۔ ہزار سوار اُسکی پیشی مین ملازم کیے تھے
وہ روزانہ دربار مین تجمل و طمطراق کے ساتھہ آمد و رفت کرتی تھی۔ اسکی شان امیرانہ
تھی۔ اسکا دربار شاہانہ ہوتا تھا۔ امرائے دولت و اعیان مملکت اسکی خدمت مین
سلام و مجرا ادا کرتے تھے۔ عقیلہ و فہیمہ تھی حسن و جمال مین رشک زہرہ و مشتری
ناز و انداز مین غیرت حور و پری تھی۔ فقیر مولف نے اسکی تصویر سلطان محمد قلی صاحب
ترجمہ کے دیوان مین دیکھی واقعی تصویر کے دیکھنے سے مورخین کے تحریر کی تصدیق
ہوتی ہے۔ اسکے حسن و خوبی کے بابت جسقدر قلم فرسائی کی ہے واقع کے مطابق
ہے جس نے تصویر دیکھی مولفین کے مبالغہ و اغراق کو خلاف واقع پر حمل نہین کیا
تاریخ نظامی و قطب شاہی کے مولفین نے لکھا کہ صاحب ترجمہ نے اپنی محبوبہ بھاگمتی
کی فرمائش سے گولکنڈہ سے چار کوس کے فاصلہ پر موسی ندی کے کنارے ایک شہر
آباد کیا اور اسکو اپنا دار السلطنت بنایا اور اسکا نام بھاگ نگر رکھا۔ محبوبہ جب تک زندہ رہی
بھاگ نگر نام بھی زندہ رہا۔ جب وہ فوت ہوگئے علما و فضلا کی صحبت سے اس نام
کے رکھنے سے پشیمان و شرمندہ ہوا۔ نام مذکور کو بادشاہی حکم سے منسوخ کرکے
حیدرآباد نام رکھا۔ اور منادی کردی کہ کوئی نام سابق کو زبان پر نہ لائے۔ نہ دفاتر
ونقا و سیم مین قلم سے لکھین۔ اگر کوئی خلاف حکم کریگا مستحق سزا ہوگا۔ لیکن زبان
خلائق نقارہ خدا ہے خلائق مین بھاگ نگر ہی رہا نہ حیدرآباد۔ فی زمانہ بھی
ہنود تلنگے و کنڑے اپنی پوتھیوں و بیاضوں مین حیدرآباد کو بھاگ نگر ہی

لکھتے ہین۔ سرکاری دفاتر قطب شاہی مین بادشاہ کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور اہل اسلام بجائے بھاگ نگر حیدرآباد لکھنے و کہنے لگے۔

یہہ بادشاہ نہایت ہی خوش اخلاق و نیک صفات تھا۔ اور رحیم و رؤف تھا۔ بخلاف شاہان سلف بھائیون و فرزندارون کے ساتھہ حسن سلوک کرتا تھا۔ اور ان کو اپنی مصاحبت و مقاربت مین رکھتا تھا۔ اور مصاحبانہ سلوک فرماتا تھا۔ اعزہ و اقارب بھی شکریہ ادا کرکے مطیع و فرمانبردار رہتے تھے۔ مدۃ العمر کبھی کسی نے بادشاہ کا خلاف نہین کیا۔ یہہ ایسی عطیہ الٰہی تھی کہ شاید کسیکو نادراً نصیب ہوئی ہوگی شاہ میرزا میر جملہ کو موقوف کیا۔ چند روز قید مین رکھکے وطن مالوفہ اصفہان روانہ کیا۔ میرزا کشتی مین سوار ہوا۔ ابھی منزل مقصود کو نہین پہنچا تھا کہ کشتی مین فوت ہوا۔ یہہ واقعہ سنہ ۹۵ ہجری مین واقع ہوا۔

میر جملہ مرحوم نہایت ہی لائق عالم فاضل تھا۔ شہر حیدرآباد مین چوک اُسکے اہتمام سے آباد ہوا تھا۔ اس لئے بنام میر کا چوک مشہور ہے اُسی چوک کے قریب میر کا عالیشان دولتخانہ تھا۔ فی زماننا وہ اصلی دولتخانہ باقی نہین رہا۔ لیکن دولتخانہ کی طرف کمان موجود ہے جو بنام شاہ میر کی کمان مشہور تھی عوام کثرت استعمال سے اُسکو سوکے میر کی کمان کہتے ہین۔ شاہ میر مرحوم کے بعد میر مومن استرآبادی کو جو قدیم سے وکیل السلطنت تھا مختار کل کیا۔ تمام جہان کا انتظام میر کی رائے پر چھوڑ دیا اور خود فراغت سے عیش و عشرت مین مصروف ہوا اور اس شعر کو زبان حال سے پڑھتا تھا۔

ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار
کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

اغریو سلطان سفیر شاہ عباس بادشاہ ایران کی تشریف آوری کا ذکر

سلطان محمد قلی قطب شاہ مثل جد و پدر شاہان صفویہ سے حسن اخلاق و اعتقاد رکھتا تھا۔ بناءً علیہ شاہ عباس صفوی بادشاہ ایران نے اپنے معتمد اغریو سلطان کو سنہ ۱۰۱۲ ہجری مین سفارۃً قطب شاہ کی خدمت مین مع نامہ و تحائف روانہ کیا جب شار الیہ گووہ بندر مین پہنچا تب مخبرین نے اسکے تشریف آوری کی خبر معروض کی۔ قطب شاہ تشریف آوری کی خبر سے نہایت خوش ہوا سیادت پناہ میر ضیاء الدین محمد نیشاپوری کو سفیر کے لانیکے لئے مع تشریفات شاہانہ و خرچ لائق بندر مذکور روانہ کیا۔ سیادت پناہ نے بندر مین پہنچ کے سفیر سے ملاقات کی۔ اور سفیر مذکور کو ہمراہ لیکر قطب شاہی دربار کے طرف متوجہ ہوا۔ ہر منزل و مقام مین سفیر کی تعظیم و تکریم ہوتی تھی۔ اور ضیافت و مہمانی کے رسوم تکلف کیساتھ ادا کئے جاتے تھے۔ جب دار السلطنت کے قریب پہنچے۔ قطب شاہ مع لشکر و امیران سلطنت استقبال کے لئے برآمد ہوا۔ محمد نگر کے قریب اغریو سلطان سے ملاقات کی۔ سفیر نے شاہ ایران کے طرف سے محبت و اتحاد کا اظہار کیا۔ اور بادشاہ کا محبت نامہ و تحائف نفائس پیش کئے۔ تحائف ذیل تھے۔

ایک تاج مرصع۔ و کمر مع خنجر مرصع و چالیس عربی گھوڑے با زین و لجام مرصع و چند عباہائے زربفت اور پانسو طاقہ مخمل اطلس زربفت و بارہ جوڑ قالین اور بارہ زرہ وغیرہ تحائف ایران۔ قطب شاہ بہت خوش ہوا اور شاہ ایران کی عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ اور سفیر کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ مکانِ

پر فضا مین اعزاز سے اُتارا - اور سفیر کے ہمراہیون کو بھی تشریفات لائقہ سے سربلند کیا ہمراہی سو سوار تہے - اتفاقاً سفیر کو چھہ سال تک مہمان رکھا - سالانہ دو لاکھہ ہُن سوائے انعام خرچ دیتا رہا - اور قنبر علی خادم معتمد کو مع تحائف و ہدایائے لائق شاہ ایران کی خدمت مین بھیجا - پھر اغرلو سلطان کو مع سلطان قلی طالش کو با تحائف و اقسام مرصع آلات بھی روانہ کیا - اور صفویہ سے محبت و اتحاد کی بنا مستحکم کی -

عمارات قطب شاہی کا ذکر

قطب شاہی کے مولف نے لکھا کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ صاحب ترجمہ تعمیر عمارات کا شیفتہ تہا: اور اُسکو محلات رفیعہ کے بنانے سے نہایت ہی دلچسپی تہی - مندرجہ ذیل عمارات بنا کیا تہا - فی زماننا اُنمین سے بعض موجود اور بعض معدوم ہین -

الٰہی محل - باغ محمدی - نبات گہاٹ - عمارت کوہ طور - ندی محل - لنگر دوازدہ امام و مسجد جامع و مدرسہ و خانقاہ و دار الشفا - وحمامات وغیرہ

مسجد جامع و مدرسہ و خانقاہ موجود ہے - اور دار الشفا و حمام کا نام ہی باقی ہے - میر ابو طالب ناظر السما نے گوشوارۂ دکن مین لکھا کہ تمام عمارات کی تعمیر مین ستر لاکھہ ہُن خرچ ہوئے -

خیرات کا ذکر

مساجد و مدارس و خوانق و لنگر دوازدہ ائمہ کے اخراجات کے لئے سالہا سال ہزار ہُن سالانہ وقف کر دیا تہا - یہہ رقم محرم کے بعد مجاورین و خدام و طلبہ کو

تقسیم ہوتی تھی۔ علاوہ وقت سالانہ غرہ محرم میں طلبہ و علما کو بارہ ہزار ہن عطا کرتا تھا۔ اور تمام افسران سپاہ و رعایا و لشکر کو ماتمی سیاہ لباس سرکار شاہی سے دیا جاتا تھا۔ اور دو مقام میں الاوہ ہزار طاقی آباد کیا تھا۔ ہر الاوہ پہ علما و ارکان سلطنت گریہ و ماتم کرتے تھے۔ اہل ماتم کو دس روز تک کھانا اور ہر ایک کو ایک ایک ہن دیا جاتا تھا۔ خوب ماتم ہوتا تھا۔ واویلا واحسرتا کا شور و غوغا زمین سے آسمان تک پہنچتا تھا۔ قطب شاہی بزرگ کے مولف نے لکھا کہ اسی بادشاہ نے تخت نشین ہونیکے بعد کرور گیری وزکوٰۃ معاف کردی تھی۔ سالانہ تخمیناً دو لاکھ ہن کی آمدنی ہوتی تھی۔

بادشاہ کے اخلاق کا ذکر

یہہ بادشاہ نیک سیرت و نیک محضر تھا۔ تینتیس ۳۳ برس سلطنت کی مدۃ العمر کسیکو اپنے ہاتھ سے قتل نہیں کیا۔ معاملات قتل و قصاص کو قضاۃ کے سپرد کرکے حکم دیتا تھا کہ خوب غور و فکر کے ساتھ حسب الحکم شرع شریف قتل و قصاص کا حکم نافذ کریں۔ بادشاہ کے زمانہ میں ایسا عدل و انصاف تھا کہ زن پیر برہنہ سال بیخوف و خطر مال و زر ہاتھ میں لئے ہوئے جنگل و صحرا سے گذر جاتے تھے۔ کوئی رہزن وڈاکو مزاحم نہیں ہوتا تھا۔ علما و فقرا کو بہت چاہتا تھا۔ اور ان کے علم و فضل کی بہت قدر کرتا تھا۔ اسکے زمانہ میں اکثر علمائے ایران جمع ہوگئے تھے۔ بادشاہ کے حسن اخلاق نے عرب و عجم میں ایسی شہرت پائی کہ اکثر علمائے فرس و عرب دکن میں آئے اور متوطن ہوگئے۔ بادشاہ کی عنایت سے وطن کو غربت اور غربت کو وطن بنا لیا دکن میں ایسے جمع ہوگئے تھے۔ فی زماننا ان بزرگان سلف کے باقیات الصالحات

موجود دیادگار ہین۔ اسی بادشاہ مرحوم کے عہد مین میر مومن استر آبادی نے کربلائے معلی سے خاک شفا جہازات پر لاد کے منگوائی اور شہر کے اندر ایک مقام مین اُس متبرک خاک کو زمین پر فرش کر دیا اور اُس مقام متبرک مین مومنین امامیہ کے لئے دفن کی اجازت دی۔ اور چند اشخاص مُردے کی تکفین و تغسیل کے لئے مقرر کئے اور انکو سرکار سے انعام و وظائف معین کرایا وہی اشخاص غسال کے لقب سے مشہور ہوئے فی زماننا انکی اولاد سے بھی یادگار موجود ہین اور آبائی پیشہ پر قائم ہین۔ وہی مقام میر مومن کے دائرہ کے نام سے معروف ہے۔ اسی بادشاہ نے عامہ خلائق کے لئے حمام بنوا دیا اور حمام مین دلاک و اصلاح ساز و سامان غسل بھی مہیا کر دیا تھا۔ غربا و مساکین سے کچھہ حق الخدمت نہین طلب کرتے تھے۔ ہان امرا حمامچی و خدام کو بیحد انعام دیتے تھے۔ تمام شکر گزار رہتے تھے۔ دیکھو بادشاہ رعایا پروری کا کسقدر خیال رکھتا تھا کہ رعایا کے مطالب کو اپنے مقاصد پر اختیار کرتا تھا۔ کبھی تن پرور و آرام طلب نہین بنتا تھا۔ جفاکش و متحمل المزاج تھا۔ سادات و اہل بیت کی بہت خدمت کرتا تھا۔ دربار مین سادات و علما کو نشست کی اجازت دیتا تھا۔ کورنش سے جو نیم سجدہ کے مساوی ہوتی تھی معاف رکھتا تھا

بادشاہ کی دختر نیک اختر کی شادی

بادشاہ کو سوائے دختر کے کوئی اولاد نہین تھی محمد قطب شاہ برادرزادہ کو فرزندی مین لیا تھا تعلیم و تربیت کے بعد بعالم شباب ۱۰۱۶ھ ہجری مین برادرزادے کی شادی دختر نیک اختر سے نہایت تکلف و تجمل کے ساتھہ کر دی بیشمار زر و جواہر و خلاع فاخرہ و عطیہ وافرہ سے خلائق کو سرفراز فرمایا۔ قطب شاہی مولف نے لکھا کہ بیس ہزار خلعت

گران بہا عہدہ داران و ملازمان سرکار شاہی کو عطا فرمایا خلعتین تمام مخمل و زربفت واطلس خطائی و دیبائی رومی کی تہین اور علما و شعرا کو بہی انعام و اکرام سے سربلند کیا۔ ایک مہینہ تک روزانہ شادی مبارک کے جشن منعقد ہوتے رہے عیش و عشرت کی مجلس کا ہنگامہ خوب گرم رہا رقص و سرود کا آوازہ آسمان برین تک پہنچا۔ نائے و نوش کا شہرہ بلاد دکن مین شہرت پذیر ہوا۔ طوائف الملوک سے نظام الملک بحری عادشاہ بیجاپوری و عمادشاہ براری شریک جلسہ تہے۔ بادشاہ نے مہمانان اعزہ کی خاطرداری و مدارات مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ باہم خوب لطف و مزے سے خوش ہوتے رہے۔ بتقریب مبارکبادی عروسین پر زر و جواہر تصدق کئے۔ خدم و حشم زر و جواہر سے مالامال ہوئے طوائف الملوک کے امرا و خوانین و اکابر و اشراف و سلاحداران و لشکریان بہی صلات وافرہ و عطیات متکاثرہ سے معزز و مکرم ہوئے۔ شادی تمام ہونے کے بعد برادرزادے کو اپنا ولیعہد بنایا۔ وزرا و امرا و سپاہ نے ولی عہدی کو تسلیم کیا۔ اور نہایت خوشی سے شاہزادے و شاہ کو تہنیت کی نذرین پیش کین اور مبارکبادی کی رسم ادا کی۔ شعرائے سلطنت و علمائے مملکت نے مدحیہ قصائد و دعانامے پیشکش فرمائے۔

حدائق السلاطین کے مولف نے لکہا کہ عہد قطب شاہ اکثر اوقات شعرا و علما کے ساتہہ ہم صحبت و ہم جلسہ رہتا تہا۔ شعر و شاعری و مذاکرہ علمی سے دل بہت کہتا تہا۔ مراتب نظم و نثر مین عالی رتبہ و بلند پایہ تہا۔ فارسی و ہندی دکنی دونون زبان مین کلام موزون کرتا تہا۔ کلام شیرین با مضامین رنگین مملو و مشحون ہوتا ہے۔ آپ صاحب الدیوان ہین۔ انتہی کلامہ۔ فقیر مولف کے نزدیک قطب شاہ کے دونون دیوان فارسی و ہندی دکنی

خوشخط ندیمه موجود تھے۔ موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب ہوگئے۔ لیکن اشعار منتخبہ میری یاد داشتون مین درج ہوچکے تھے موجود ہین۔ یہان ناظرین کے ملاحظہ کے لئے درج کرتا ہون۔

سلطان محمد قلی قطبشاہ کی وفات

سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین بادشاہ مرض الموت بخار مین مبتلا ہوا۔ اور ڈہائی مہینہ تک بخار کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ معالجہ حکمائے یونان و مصری کیا گیا۔ لیکن علاج و دوا موثر نہین ہوتی تھی۔ آخر بمصداق کل من علیھا فان بتاریخ ۱۷ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین عالم فانی سے عالم جاودانی کے طرف رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کسی شاعر نے وفات کی تاریخ کہی **ھو ھذا**

ماہ تمام ملک بزیر نقاب شد | آبحیات خلق دریغا سراب شد
ہرچی زآسمان مکارم خراب شد | ہمرے زبوستان معانی فرو شکست

دولت سرا و حرم سرا مین اعزہ و اقارب خادم وحشم آہ و بکا کرنے لگے۔ اعیان دولت و ارکان سلطنت کثرت رنج و غم سے حیران و پریشان ہوئے۔ وکیل السلطنت میر مومن استر آبادی نے شاہزادے محمد قطب شاہ ولیعہد کو تخت نشین کرکے بادشاہ مرحوم کی رحلت کی خبر شایع کی۔ اور اس امر کی بھی منادی کردی کہ ولیعہد تخت نشین کیا گیا یہہ تخت نشینی اس خیال سے کی گئی تھی کہ کہین فتنہ و فساد برپا نہو جائے۔ پھر تمام امرائے دولت و ارکان سلطنت و علما و مشایخ جمع ہوکے مرحوم کی تجہیز و تکفین مین مشغول ہوئے۔ تجہیز و تکفین و تغسیل کے بعد لنگر فیض کے مقبرہ مین اس بادشاہ مرحوم کو دفن کیے

پھر بروز سوم فاتحہ خوانی کے بعد دربار عام منعقد کیا گیا۔ حسب رسم سلاطین بہمنیہ شاہزادے کو تخت نشین کئے۔ امرا و وزرا و علما و شعرا اور رعایا و سپاہ نے نذریں دیں اور خوشی کے نقارے بجوائے اور سلامی کی توپیں فیر کی گئیں۔ شعرا نے مبارکبادی کے قصائد پیش کئے۔ انعام و صلات سے سرفراز ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

با شمع بگو گرمی دیوانہ خود را
کاتش زند از رشک تو پروانہ خود را

ہوش و خرد از پائے در افگند چو مستان
چون سر کشی نرگس مستانہ خود را

مستان محبت بدو عالم نفروشند
کیفیت یک جرعہ پیمانہ خود را

با یاد تو عاشق نکشد منت خورشید
بستم در و در روزنہ خود را

گر جملہ جہان پر شود از گوہر یکتا
خواہیم جہان گوہر یکدانہ خود را

اے قطب شہ آخر رہ ہزان عشق ست
مردانہ ہمی رو رہ مردانہ خود را

ولہ

بے لب لعل بتان بادہ حرامست مرا
لب میگون ہما چون سر جام ست مرا

با سر زلف تو سودائے سیاہی دارم
اینچہ سوداست کہ با زلف چو شام ست مرا

بر سر کاکل تو مرغ دلم بند شدست
خال تو دانہ آن زلف چو دام ست مرا

ہر زمان از پی دیدار تو آیم بدرت
ہر سر کوئی بلائے تو مقام ست مرا

ولہ

ملک محبت کہ داد خواہ ندارد
ملک چنین ہیچ بادشاہ ندارد

گر ہمہ عمر نظر بروئے تو باشد
دیدہ تحیر حسرت نگاہ ندارد

ولہ

منکر زاہد نہ ایم در زہد و لیکن
دل سر و پروائے خانقاہ ندارد

بین کہ چہ طوفان آتشست ز عشقش
آئینہ دل کہ تاب آہ ندارد

تکیه گه قطب شه چو دگران نیست
جز کرم دوست تکیه گاه ندارد

وله

حرفی ز زلف یار شنیدیم شنیدیم
صد شکر کاین باده چشیدیم چشیدیم

مردم همه درد سر بیهوده دارند
گر درد سر از باده کشیدیم کشیدیم

اعجاز محبت منگر کم درین راه
بی بال و پر از شوق پریدیم پریدیم

این بس که تماشای گلستان تو کردیم
گر میوهٔ وصل تو نچیدیم نچیدیم

هرچند که جمعیت دل آن نیست که گویند
از یار ستمگر چو رمیدیم رمیدیم

ای قطب شه از درد دل خویش چه گوییم
مشتاق تر از خویش ندیدیم ندیدیم

وله

در ره دوست لاابیت هنر دانستم
سخن اهل غرض باد و خطر دانستم

خوش امید داشت دلم کز تو وفا می آید
شکر یاری که ترا یار دگر دانستم

تا رخسار جهان سوز تو کارم افتاد
روش سوختن آتش تر دانستم

فتنه می بارد از آن چشم تو هم میدانی
از چه چشم سیهی بی شوخ نظر دانستم

قطب شه دوش که در گلشن کوی تو بودم
ذوق کیفیت مرغان چمن دانستم

وله

بدور خط رخ حسنت کم شد شوخی صیادی
که این دام دگر شد بهر دلها خط آزادی

دران وادی که آتش می شود گلشن برای زاهد
نه زاران جنت است اینجا چه دوری این وادی

اگرچه نیست بی عدل و داد شاهان را
ازان رنجیده تر باشد بعاشق از تو بیدادی

بملک عشق از سد سکندر کس نمی گوید
درین ملک مبادا رو ندارد شست بنیادی

خرابیها که دل از نرگس یار عمرها دارد
فدای آن خرابی باد معموری آبادی

دلی کز دوست تا آن شد پریشان گشت حیران شد
مسلمانان مبادا هیچکس از دوست فریادی

غم یار بکه در دل قطب شه دارد عجب نبود
گر از خاک درش هر بر ندارد یکنفس شادی

نقل دیوان محمد قلی قطب شاہ متخلص بمعانی بچہار لوح و ہر لوح با تصویر بخط مولانا زین الدین علی خوشنویس حضور بزبان دکنی

کل ہو تو نور دیدہ بہشو شتاب تہا
اس نکہہ نہار دو بہشت مرآفتاب تہا

تا دیس اس نگاشتہ تکہ شور نو دوست
مین بُرد وہ تہا شولون کہ او وقت خواب تہا

مجلس کا نہزار ہر سحا نہ تشکل
جیو اس میان بصورت معنی حجاب تہا

سوا و زہر ڈنک نیہو جو بیگا نہین دہاک
دیوانہ سیس آگ برہ ہی کباب تہا

ساقی تو آہ گرم معانی کی نہین نرنج
اس کیا ہی خیار گنا و شراب تہا

وله

دلا منگ خدا کن کہ خدا کام دیویگا
تمن کے مراوان کی بہری جام دیویگا

دو عالم کے دروازے کہلی ہین عشق کی ناطر
جی کوئی یہی نام سون دل رام دیویگا

جسے دل مین محبت علی و آل علی نہو
اسے خون جگر دار و سے ناکام دیویگا

نکہا غم تو زمانے کا تیرا کام خدا سون
ہر ایک ستی مین تجکون بلند نام دیویگا

ایں بخت حقیری نہی کہ دین دل مین کر غم
تجے دار و سے صحت سون شفا جام دیویگا

رقیبان کی دکہون سیتی قطب تون نکر غم
خدا سارے رقیبان کی گلی دام دیویگا

وله

سب اختیار میرا تج ہات ہی پیارا
جس حال سون رکہیگا ہے او خوش حال ہمارا

نینان آنجہو سون ہوون یک پلک سون جہار دو قون
جی کو خبر سو لیا و تکہ پہول کا تمہارا

تج عاشقان مین ہوتا جنگ و جدل سو سب دن
ہے شرع احمدی تج انصاف کر خدا را

تج خیال کی ہوس تہی جیو ہمن سو زندہ
او خیال کد تجا وی ہم پہر تہی نک بہارا

جب تون لکھیا قطب شہ محبت آپ دل — ہے شش جہت مین تجکون حیدر کا تو ادہا

وله

نبی کی دعا تہی برس کا پنتہ پایا — خوشیان کے خبر کے ماے بجایا
پیا ہون مین حضرت کے ہت آب کوثر — نوشا ہان اُپر مجہ کلس کر بنایا
میرا قطب تارا ہے تاریان مین تجلی — تو مجہ پر فلک رنگ کا چہتر چہایا
فلک دور تہنے سو منڈپ اُچا کر — جرت سب ستاری ہون اسپر چڑہایا
سورج چند آ پی تال ہو کر بجین تب — منڈل ہو فلک نم تماپان بجایا
کرے مشتری رقص مجہ بزم مین نت — برس گانٹہ مین زہرہ کلیان گایا
کلیان عشق کی مجہ مین کہلا کر — بہوالان غم کی دل بوستان تہی گنوایا
مہر گلستان تازہ اس تہی ہوے — مجہ اُس باغ میوہ دمادم کہلایا
دندی دشمنان کو سو بجا ملا کر — سو اسپند کے پاتران کرنا چایا
خدا با معانی کی امید بر لیا — کہ جتنیون سانت کی سہوتنی جگ سب اکہایا
خدا کی رضا سون برس کانٹہ آیا — سہس شکر کر تون برس گانٹہ پایا
دعاے اماں تہی مجہ راج قائم — خدا کی زندگانی کا پانی پلایا
نگل مصطفی ستی سہرا گندا کر — مجہ اُس گل کا سہرا حمائل بنایا

وله

نپرے ہوشان کی حقے مین تہی لا مجکون دوا — بہرے درد ان کون سدا تیرا شفا ہی ہے شفا
کیا غرض تجکون یہ بہتان سون پلا ساقی — غم تجہین عشق و خوشی کا ہے صفا ہور صفا
دعوت تیری تو سعانی بندہ ہیا ہے دل یارب — کرو آمین نبی علی تہی اسکی دعا

وله

دیکہو کہ کیون انو ہمنا سنین وفا — یک تل نہین ہوا کہ کری مہر تہی جفا
لکہی سو پایا یہ ہون نہین کچ پانکا گناہ — جن ظلم کے تو اسکون اہی درد بی دوا

کرنے مین دعوی شعر کی سب اپنی طبع سون
سجن تجہ نگہ عرق تند بند بہت زور دستا اب
معانی قطب شہ کس معز نگہ رمز نہانی پیوکا
تکو پلا مجہی ساقی پیالہ بہر بہر کر
دلیل پایا ہوں تج زلف ستین آب حیات
تیرے خیال کی مرغان ہوئی مین جگ نکہی
تکو کرو پنکہی تم بال پر سون مغروری
تمہاری یاد بغیر نین ہے بزم سور نگین
سدا تو مدح نبی و علی کہ کہتا ہے
نگہ تیرا دیکہہ کر ہین آج مست
نگہ عرق مین زور ستی ہے عجب
خال ہندو کا بہلا کر منج کیا ہے بت پرست
اسی معانی تون چہپا کر کاہی ہنیا ہے سراب
خورشید نگہ اوپر دسی ابرو ہلال عید
خرم جوشیان سون شیشو کی سینیون بہر بہرے
تج خدا کا شکر دی منجی شیر خرمی مین
خدا جیو کی جان کون دکہا بیک بار
سمند ناز کا گرد سرا کرو
کرے کین دلیل دلا ہل سون عشق

بخشیا فصیح شعر معانی کی تین خدا
اوپد جن کو پی سو عاشقان دستا اب
کہی جی ہر مجلس کا سو سچلا حور دستا اب

وله

کہ پی نے مین ہمین دائم پیا کہ اسکی دست
اچہی جو زندگی کا نہیں تیری زلف مین رست
تمہاری یاد سون بہری نہی مرغ دل مست
کہ پی پنکہان ستی تم مین ہوا ہون الست
ادہری پہاگ لکہیا ہے اے عیش زر دست
معانی شعر تیرا تو لکہی مین دست بدست

وله

تیری نگہ کی مین ہوا ہون بت پرست
ہیری زردی مین رنگ لعل ست

وله

سب خیالان اپنے کرتا ہے منہ خیال پست
کو نوالان لکہہ ہے یا تان تیغ زن ست دست
اس ابروان کو سجدہ کیا ہے ہلال عید
ساقی پلا پیالہ کر آیا کمال عید
شربت پلا او منین کہلیا گلال عید

وله

دکہان عرض نہ کر غم کرون خوار و زار
کہ انکہیان دچکتے سو ہوئے قرار
دلیلان مین الجہی مین عالم ہزار

جھلک مین شمشیر تھی تو نڈر
کرنالہ بیچ نازر افغان تھی جن
معانی دیکھا گا بندے زلف سون
صو زبان سب بھی کاغذان تھی کہ مین باہر
باندیا احرام کہ ہر اک دو نگا جیوں تن طواف
مین کتابان نو علم کہیان پڑیا ہوں بہشت دلی

وله

نمک پہاک کر ہم ہوئے اختیار
و و مجلس نہی کرنا ہی سکون نہار
اسی تہی دوی مصطفی ذو انار
جیو سجنون ہوا سر تہی تمارا ز اکر
لعل تک تجہ ہمن کو مین ہونا نا صر
گال خط نسکین جی تا پڑنہ نہ ہوتا آ خر

وله

سب مل کر مبارک دی عید غدیر
ہو نمان کو ان شاہی پر خوشیان کا آیا جیر
مہر اپنی عید کا جگ مین نما و بخشی ہون
بیچ کہتا کھوں کہ آ ملے سچ کو ان پایا ہین
کر عالمون بیچ سلوانان محمد پر سدا
ہے محمد قطب شہ بارہ اماماں کا غلام

انس عاشق تھی انگلی ہو جو شیان دسین اسم صغیر
او خوشی کے بحر کون آ ملیا موج کبیر
عطر ہاں لیا گر دو گوا وو رنگ ہو رلا و عبیر
کر دوا دو کی نعل کا سرا کرین شاہ و وزیر
اس عاصلواۃ تہی ہو گا تجہے فتح کبیر
مین سو عاجز داس تیرا یا علی منج دستگیر

وله

کھلیان مین کلیان تو مستی منج نے بہار
دیدا و جب یہ جو بے غنیمت وو گھری
تیری یادان سون پانی پیتا ہے پیالا مدام
دکہن دکہائے جیو لم خانہ خانہ کر
اپنی تنہا کر کل جو کیا تازہ اہی صنم
ہاتف ندا کرے کر دوا سے زمزم صبوح
بیداریم ہمن سون ہماری کہانی ہے

وله

سب لا ساقی ہوا ہو سر تہی مین بی اختیار
سب گھریان تو جہو ہے دگہری بحکون خمار
اپنی پیاران تین تو رو تمہین اسکا خمار
عشق تو مجہ تم ز ان مستی بہانہ کر
او غمزہ تازہ تازہ تیرا عارفانہ کر
سیر سے دلم ہیانہ رمز نہانہ کر
او چشم ساحرانہ تیرا تو نہ دانہ کر

پیوستہ یا تو باد معانی عروس عیش
ہندوے ہند جب کرے مجہ جان آرام پر

ساقی آ بار بار جام دے ہے او مجہی آبحیات
نیناکے پانی مین سدا مجہ دل ترا وے مین کر

قصاہے جگمین لیلی مجنون ہور فرہاد کا
گالیان سنتی آو نازمین مجہ یاد کرتا کر سنیا

ہم بت پرستی چہوڑ کر زاہد نکہ بوجو صمد
دنیا کا حکمت نا بوجہین ہرگز حکیمان علم سون

شعر معانی ان مید ہی نہین جگمین حسن کے
سور دمن پیالہ مین ساقی شراب پور کر

ہیرے خیال کہیل پہ ہنستے ہین عاقلان سیدا
باد سحر کیا کرے ہیہات ی و دا ر و ی

صبر مین ہے ہنسی صبر تون نیک جہن کہا
اندہاری شہر پہ خورشید تابان ٹک ستو رکر

کیہا عرضہ ستو ہین نازنین کون کام ہے منجکون
کری ایران مین پر بادشاہی تیج نہیں ہے غم

ستو اس سنجر زرلعان سون کیتا کون نوکر تا ہے
تمہارے عکس تے ہے روشن ہوا چاند سنت کلین

غباری خط ستو اس تکہ پر عجب ہے جو پنچا ہے

قلقل کی صوت نجتی ہے مجلس شہانہ کر
تا بات شعری متقرن ہین اسکے جام پر

پیکرا د جہوتا مین کرون رقاصی جنت نام پر
کوڑ بال پتلیان سون جیر الیجاے استفہام پر

اب عشق میر جلوہ کرتا ہے تیہری پیغام پر
اب دل کرون قربان اس سنام کی انعام پر

ہم کام مین تجہ کیا غرض دنیا لالات کام پر
گاو نزتا عشق کا نس ن بیا کے نام پر

تہری صمد موتی جھپا آب ابر ایزنام پر

وله

سو غم دیر سا کون بکید و قدح سون ور رکر
جانو نہجا نو کہیں کچ کہیل پیا کے سور کر

بکید و خبر خوشی کے لیا سو دل و جان ہتر رکر
اب تون معانی عشق سون ورد و جہان ظہور کر

وله

آہ بالاں آہ کے دائرے مین منج سینے ہنسے زر کر
غروری آہ کہنے مین کتا اب حسن کے زر کر

بدن کا نیان ہے تا ہون پیا تون نگہ سر کر
تسا داغ غلامی دے منجی تجمر مین عنبر کر

وگر نہ زنگ کا ٹھکرا ہے تیج بن خاک سر پر کر
ستو پری اس مرتی تا سبک رہے ہیبت جو ڈر سر کر

ہماری آہ کی شعلیاں تہی پایا ہے شفق لالی
اُساسان دو دہیری تہی پر چھایا ہے منظر کر

خدایا لطف کا باران ہیچ اُس شعلہ کے اوپر
کہ جیون نمرود کی آتش مین ابراہیم سرور کر

رقیبان کہنیان سنکر ہماری ہوتے ہین حیران
معانی آپنے دل مین علی کا مہر مظہر کر

ولہ

شیعیان کا عید پھر کر آیا ہے خم غدیر
دو جہان سب خوشی پایا سو اُس عید کبیر

آیت قرآن نازل جیون ہوا حضرت کہ مین
مرتضی ہین یون جگ مین جیون محمد بی نظیر

انبیا ہور اولیا مین حق کیا تمنا بڑا
ہیچ تمہین داماد پیغمبر ہین علام الخبیر

مصطفے کے مرپر ہین دہرن آیا چندا
مرتضی فرمان سون پھر کر آ نبیا مہر منیر

دین دنیا دونی مین حضرت تے تا قائم ابد
دو جہان کی گلستان مین ہے تمہی ہو روشن ضمیر

کل عالم سب تمن خدمت کون باندہی ہین ہم
منج بندہی بیچارہ کون باندو کمر ہو دستگیر

ازازل تہی ہے غلام مصطفی قطب شان
منج غلام کمترین کون دست پکڑ دیا امیر

ولہ

ہمین مین بے ہنر گر ہوے نظر یار
ہنرداران مین دیسین گے ہنردار

نظر ہیچ پر آہی کا ہوا ہے
تو لی تہی مین شہان سب کے بردبار

دنیا کا پھول اُچھا ہے جفا سون
ہنسہ مین رکھہ خدایا منج اُس آزار

صحبت می دیسی اُس کہ صفا مین
ہمن پیالے می می بھر ساقی گلنار

دیا استاد منج تعلیم کچھہ ہور
ہمین کج دیکھہ کر باندہی ہین زنار

صراحی کے اوپر پیالا چھپا ہے
کہ اُس ہیچہی بغیر ہیچہے مین بکار

درد و دوا سے حکیم خوب دانا
ہمارا درد کیا بو جہین گے اغیار

معانی پر نظر اُس یار کا ہے
سدا اُس نہ سون بیدار دیدار

ولہ

مو نظر سامنے نہین ہے یار
نہین پانی مین تیرتا دلدار

پلک پر مین پلک جیتا موندون — وون بہی نکلی بہرا پہالی مار

قبلہ کا پُتلہ نہ کوئی دکہاوے ساج — منجکون جونڈہیرنا زہیک قرار

سامری سحر مین جتنا کہ کرون — باطل السحر ہے بچن درکار

دارو کرنے ہزار وضع طبیب — تون دکہا غمزہ ناز سون یکبار

عشق ناگر کہیا زمین دل کا — سٹون آنجہوکہ ہوئی شجر دربار

باردہ میری جہاڑون یارب — پہول پہل ہوئے تا سبہی گلزار

ہے معانی گنہ گار بندا — رکہہ محبت نظر سون تج دربار

وله

شکل باغ پانی تہی ہوتا ہے پرور — ہمن شاخ بن پانی ہوتا ہے مرور

سہندریت کون دیتے مین تم روا جان — کر تجانہ نے ہے ٹوٹے ہمن سر

تیری یاد کا بحث غم سے دین کرنے — ہمن جلسیت نا سک کرتا ہے عمر

ہوا ہے ہمن نقشہ کسی رستین بند — ہی کوئی نسیم نا جانے بے خبر بہی کمتر

بلاے منج او ناز مین مست ہوکر — سارا کہہ یارب کو دوستی کا شکر

کلا قند ونبات کا کیا کرون گا — سو نکہ بہولی تہی باندہیا گیا قند بہر

صفا نکہ تہی پیتا ہون می رغوانی — تو دندبان سون لڑتا ہے منج خنجر

تیرے نکہ کے پانے پہ ظلمات — نہ دستا کہان ہون اللہ اکبر

تیرے عشق کے بہہ تہی مین عون زندہ — ازل تہی سے ہوا ہے یہ روزی مقدر

معانی کی نشاخان کو نبات لا گیا — دو میٹہائی رکہتی مین شہران مین گہر گہر

وله

قرآن کی ہے آیت سبتین رجوٹ کر — اُس نپتے مین ہون دوانا ایجا منج اسکی درار

تج دیکہ کر سلی مین سب کافر و مسلمان — نا جانون ریت کیا اسکا ہی گرم بازار

شرع محمدی کون لیا وو ہمارے میانے
آیا ہے وقت مہدی ہادی جگت میانی
اس یار دین ہے جکوئی اسکو نہین کدہین غم
پیالہ تھی چو تا شراب منور
ولہ
چکا نقل ہوٹان کا مستی سون مجکون
نشہی بے شرم نورہین ہے وہو انچ
تیرے کام مین کام راکہا ہون مین تو
منجی آگ کو لیان کی کرہی نہ تا ثیر
براہیم کا قصہ چہپا ہے جگ مین
عشق کے منارے اوپر جیو دل سون
ولہ
تم ہمن مین کی باتان ہمان تہیان ارسے
شیخ تخلص ہے معانی ہنی کے گنج سون بھرپا
ولہ
نہی سانولی پر کیا ہون نظر
تیرا قد سرو نکلی جب چہند سون
پون سیتی ہت را کہی ہے آپ کمر
مین اس غم رسون ابدیا ہون کیا عجب
تو دوری ذرا وے منجی دور تہی
معانی کے باتان تہی جہر تا نمک
ولہ
نازک تہی بالی محبت مین سونا جانی ہنوز

حک کر عمر کی نیدان پڑہا وسنیانکی طومار
جسکون اچہی کنجینا اُسکون کہلین گے اطہر
غم تو نکہا معانی تجکون خدا ہے غمخوار
پلا کدو پیالی ہمن ساقی بھربھر
خوشی سات غم کون بسار ونگا از سر
ہنٹ کو دل اُس سون ہووے برابر
دیا عشق شاباشی کے منجکون چادر
تیرے عشق کی آگ کا ہون سمندر
نکو لیاو ہی کوئی کہانی آذر
معانی کہی بانگ اللہ ہو اکبر
رات کیاں باتان صبا مین نہین شن ضمیر
تو محمد ہیم تہی پایا دو عالم کا میر
خبر سب گنوا کر ہوا بجیر
تو سن جوت منجکون رسن جیون قمر
سورج چند من جہکی و زر کمر
دو جگ روشنی پایا کس نین خبر
دو کیا بو جہی مو دل مین ہے تو نگر
جی چاکہی کہے ہے نمک سون شکر
تو جن کجل جہکین ولی کاری نہ پہچانے ہنوز

نہ پرسوں میں بھرتی نہیں شیشے سر بھرتی نہین
پیالی مین مد کرتی نہین عرض نا مانی ہنوز

امید مجھ نہیں آسہے منج قول کون سیر آہے
معشوق تون میر آہی جانے نہ دل لانی ہنوز

نہین بن کی کہیں ہوا ان نہین نامراد و تبرلان نہین
یک صاف تین لان نہین آپ نرخ نا جانی ہنوز

قطب زمان کون جان تون نہ کی بچپن سن آن تون
دیا عشق گری ان تون کیتیا آپس نانی ہنوز

ولہ

سبز نگہ پر دمیا ہے سبزہ ہوا ستی جیز
آرزو مد چھوڑی منج جیو میں تھی جیو ن گلریز

دائرہ نا دھر یغان پکڑی مین دنبال
ہوش سون راکہ قدم کانتی مین منج نبنہ جو ریز

کیون چھپا ہوین ہمین می پہلان گلزار ہنے
کر صراحی کرے قلقل سن و بیر قاضی تیز

دنیا کے پھول مین تن ن باس نا کا نہ مسکین
کہ سبہی پھول کون جو بہ لگتی مین کانٹے دکھ انگیز

کہان کیخسرو دارا سکندر جمشید
دل پیالی مین بھرین ساقی شراب لبریز

شعر تیرا در و گوہر ہے معانی سب مین
شعر حافظ کہ سر او پر ہے تاج پرویز

ولہ

دیکہا ہون تمہنہ کہ میخانہ کا ہو در باز
کرونگا شکر گزارونگا سود گا نہ نماز

بچائی سو بجنہ کیا کم آویگا منج کون
ہمارا دہی بجنتر کہ آوے خم تھی آواز

ہمین سو عجز کرین او کرے برائی کی بات
سوال ادنی سنگ کرتا ہون ور در پر نیاز

تمہارے مکہ کی کعبے کون جن طواف کرے
نہین ہے حاجت سی جاونی کون تا بحجاز

معانی آس تمہین کیا بوجہین اہی میخواران
تماری بزم مین کرتی ہے شمع بات مجاز

ولہ

پیا مکہ نوروز تہی ہے جاودان ہم عید ہم نوروز
سورج آوو حمل یا نہ عیان ہم عید ہم نوروز

مبارک ہین تیری مکہ نو سورج تہی ہوا پید
خبر جان ایک آئے مین شہان ہم عید ہم نوروز

شہان آئی ہین زینت لگینے تم بزم و عشرت کا
شہان کا شاہ دیو و دولتان ہم عید و ہم روز

کیا کسوت زمین نوروز بہوں آنسو پلکیان سین لیا
رو کشتہ طرح زکہ سوہی تجان ہم عید ہم نوروز

ولہ

محمد کی غلامی کا منج خطابی سبز بلندی ہے — سورج کرنا سون باندھی سایہ بان ہم عید ہم نوروز

خوشیان آئی محمد دور تھی منج گھر انند اسون — بہون کر شکر دائم مین شکھان ہم عید ہم نوروز

جشن نت نت عید ہور جشن نوروز کا کیا جی — سوہی ماہی مراتب پاتران ہم عید و ہم نوروز

شہیدیان دوستان گل دو کہ غم کا سب اثر بہا گیا — خبر لیایا خوشیان کا تو زمان ہم عید ہم نوروز

خدا منج بخت دولت کا ہے سب سہان اوپر — تو منج دربار کر جین گجان ہم عید و ہم نوروز

پیا تج مدح بولیا نہوں امید ہور آرزو ستمین — دیو تشریف کنج لامکان ہم عید و ہم نوروز

تمہاری صف کینے سے ہوا منج شعر نورانی — او شعران کون پڑین سب شاعران ہم عید ہم نوروز

تمارا فیض بخشش کا بہوت ہی عام خاصان پہ — ہمن بخشو عشق کے لاریان ہم عید و ہم نوروز

دعا سون ختم کر رنگین غزل قطب ان باتون — کرین آمین ملک ہور قدسیان ہم عید ہم نوروز

خدایا عید ہور نوروز شادی کیا ہو ہر آن — کرون تا خدمت صاحب زمان ہم عید و ہم نوروز

ولہ

ازی خیال لیجا دو تو خبر مرے پیا پاس — منج تا مین طلب زندگی کا نہیں اس لباس

دن رات اوجالا اچھی اودن تون عاکر — مقبول دعا ہو تیرا غم جاوے کہ سب نہاس

ولہ

رازیس کا تم ستمین کہنا ہوس — تیری بات انکار کا سنتا ہوس

نی کچی کلیان بھری باغان منی — رس کی کلیان باغ تج چننا ہوس

بزم تیرا دستا ہے رنگین بہشت — نکہد و ہاتان پیالہ سون کہنا ہوس

کونلی ڈالی کون لگے پھل رنگ رنگ — اس پھلان ہیتی ظرا گندنا ہوس

سب بہشتی حوراس باسان جیوین — روح کون اس باس ہے سنگنا ہوس

شاعران پڑتے معانی شعر لیک — شعر حضرت مدح پر پڑنا ہوس

ولہ

ہوا ہے فرح بخش ہور ساقی سرکش — سمند تازہ پر باندھی مین کس پہ ترکش

سو اُس لعل کا گرد عنبر ہے جیو کا / وو خوشبوئی سنگ ہے تی عطار ہے غش
سورج چاند کون کیون کرون تج برابر / ہمن نین کا نور ہے تون پری وش
معانی رہا ترک کر عیش سون آچہ / کہ سٹپٹا ہے تج ہات انچل سبز وش

ظفر شیخ محمد برہان اورنگ آبادی

ظفر تخلص شیخ محمد برہان نام۔ آپ اورنگ آبادی المولد والمنشا ہین۔ سن شعور و تمیز کو پہنچے بعد آپنے کتب درسیہ متعدد اساتذہ سے پڑہین۔ فارسی عربی مین استعداد کامل حاصل کی۔ اور عروض و قافیہ و علم ادب حضرت آزاد بلگرامی سے اخذ کیا معرکہ سخن سنجی مین ظفر مند و میدان شاعری مین فیروز مند تہا۔ آخر آپنے سنہ ۱۲۰۱ ہجری مین دنیاے فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی۔

من اشعارہ

بنود شکوہ ز صیاد دل آزار مرا / گرد بد موسم گل رخصت گلزار مرا
ہست گویائی من قدر جواب سائل / پاس تمکین خودم ساختہ کہسار مرا
بید مجنون صفتم سر بزیر زمین تسلیم / خم شدن بہر تواضع نبود بار مرا

وله

درین عہد ست الفت بسکہ سامان جدائیہا / بغلگیری بود مقراض قطع آشنائیہا

وله

بے ادب بر شاخ گلبن آشیان خویش بست / خندہ می کردند گلہا بر شعور عندلیب

وله

عوض بوسۂ لعلش دل و جان این ہمہ نیست / بدل طلعت و باغ جنان این ہمہ نیست
دل بسودائے سر زلف کسے رفت ز دست / گزشت سود درین کار زیان این ہمہ نیست
مشمر اے دل کہ بود زلف صنم تارے چند / پر حذر باش کہ پیچیدہ بہم مارے چند

نیست امیدم شود با آن پری صحبت برار
دست و رنگ حنا خیلے با آسانی گرفت

از وطن آواره گشتن هست استقبال مرگ
حاجت روای عالم محتاج کس نگردد

گل از خدنگ نازت و در خون طپیده
نقش قدم ظفر سر راه تو دیده گفت

از عهد شعور می پرستم کردند
در گلشن اتیاز مثل نرگس

به بزم آتشین رویان دل دیوانه گم کردم
مبادا رهیچکس یارب چو من آواره مجنونے

وله
من هوای بوسه دارم و زمن دارد کنار
آرزو دارم چنین در دست من قند نگار

وله
بر میاور اے شرر بهر خدا محمل ز سنگ
بر شیشه تنگ باشد تقلید جام کردن

وله
نرگس بشوق دیدن چشم تو دیده
از دامن که ریخته گلهای چیده

وله
دیدند ز اهل هوش مستم کردید
چشم شده وا جام بدستم کردند

وله
سپیدی داشتم اما در آتش خانه گم کردم
گر آبادی جدا افتادم و ویرانه گم کردم

ظهوری - ملا محمد طاهر

ظہوری تخلص - ملا محمد طاہر نام - نور الدین لقب ہے - ترشیزی المولد ہے - وطن مالوفہ مین ہی شعور و تمیز کو پہنچ کے علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ سے فارغ ہوکے شعر و شاعری کی طرف راغب ہوا - قدرۃً موزون الطبع تہا - تہوڑی ہی مدت مین کلام موزون کرنے لگا - اور کلام کو تشبیہات و استعارات کے زیور سے ایسا آراستہ کیا کہ کلام کا رتبہ درجۂ بلندی کو پہونچا - شعراے معاصرین اُسکے کلام کی داد دینے لگے - اور اُسکی عظمت و بزرگی تسلیم کرنے لگے - اسیطرح متاخرین نے بہی اسکی بزرگی و استادی کو مانا ہے - جہان اسکا نام لیتے ہین عظمت کے ساتہ لیتے ہین چنانچہ میرزا صائب کہتا ہے ؎

صائب بد اتتبّع سرو برگ این غزل   این فیض از کلام ظهوری بما رسید

تاریخ بیجاپور کے مولف نے لکہا کہ ظہوری کو فن شاعری مین ملا وحشی یزدی سے تلمذ ہے ظہوری کی طبیعت کیا تہی بحر مواج تہی سخن سنجی کے میدان مین ایسی جولانی کی کہ اقران و امثال سے بڑہ گیا۔ نظم و نثر مین فصیح اللسان و بلیغ البیان ہے۔ اسکی نثر بے نظیر جواہر معانی کا گنجینہ اور نظم لآلی خوش بیانی کا خزینہ ہے۔ بازار سخن نے اسکی رنگین بیانی سے رونق تازہ۔ اور گلشن کلام نے اسکے شگوفہاے معانی سے شادابی بے اندازہ پائی۔ انتہی کلامہ۔

بہارستان کے مولف نے لکہا کہ ظہوری کی گذراوقات کا مدار کتابت پر تہا۔ باوجود علم و فضل مفلوک الحال تہا زندگی تنگی سے بسر کرتا تہا۔ عالی ہمت بلند حوصلہ تہا۔ مال و دولت کو محض لاشئ جانتا تہا۔ بذریعہ کتابت جو کچہہ دستیاب ہوتا تہا اسی پر قانع و صابر رہتا تہا مشہور ہے کہ تاریخ روضۃ الصفا سو مرتبہ لکہہ کے فروخت کیا تہا۔ انتہی کلامہ۔

مرآت الخیال کے مولف نے لکہا کہ تحصیل علوم کے بعد ظہوری کو سیر و سیاحت کا شوق پیدا ہوا۔ پس وطن مالوف سے برآمد ہو کے عراق عرب عجم کی خوب سیر کی شعرا و علما کی صحبت مین مستفید ہوا۔ اسی سیر و سیاحت کے سلسلہ مین سیر کرتے ہوے ۹۸۸ ہجری مین وطن مالوف بلدہ بیجاپور دکن مین پہنچا۔ تذکرہ ہمیشہ بہار کے مولف نے لکہا کہ اولاً احمدنگر مین پہنچ کے ملک قمی نزیل احمدنگر کے پاس فروکش ہوا ملک قمی اسوقت بیجاپور سے سفارۃً احمدنگر مین آیا تہا ملک قمی نے ظہوری کے ساتہہ مہمان نوازی مین کوتاہی نہین کی۔ اور ظہوری کی محبت کو دل مین متمکن کیا۔ جب ملک قمی نے احمدنگر سے بیجاپور مین مراجعت کی تب چند روز کے بعد ظہوری بہی بیجاپور مین پہنچا۔ اسوقت ابراہیم عادل شاہ والی

حکمرانی کرتا تہا۔ حکیم الحکما میرزا محمد یوسف بیجاپوری کے مکان پر فروکش ہوا حکیم صاحب مہمان دوست و غریب نواز تہے۔ آپکا خوان کرم کشادہ تہا۔ اکثر غربا آپکے دولتخانہ پر مہمان رہتے تہے۔ آپ مہمانون کی خاطرداری و مدارات نہایت خندہ پیشانی سے کرتے تہے۔ حکیم صاحب نے ظہوری کے ساتہہ حسن سلوک فرمایا۔ اور مہمان کو عزت و آبرو سے عزیز مکان مین رکہا۔ اور مہمان نوازی کے حق کو کامل طور سے ادا کیا۔ چند روز کے بعد ظہوری صاحب ترجمہ نے حکیم صاحب کی مدح مین ایک قصیدہ طویل لکہا۔ اور اشعار مین کنایۃً ممدوح کے نام کے طرف اشارہ کیا ہے اور اسمین اکثر اصطلاحات علم طب بتقریب حسن طلب درج فرمایا ہے اور اپنے حالات افلاس کا بہی اظہار کیا ہے۔ شعرائے سخن فہم اسکے ہر ایک شعر کی داد دیتے ہین۔ جو شخص علم طب کے اصطلاحات سے واقف ہوگا۔ قصیدہ کے مطالعہ سے محظوظ ہوگا۔ حکیم صاحب نے اسی قصیدہ کے ذریعہ سے ظہوری کو بادشاہ عادلشاہ کے دربار مین باریاب کرایا۔ اور اسکو فقر و فاقہ کے شکنجے سے آزاد فرمایا۔ اب مین قصیدہ کے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ **ھو ھذہ**

خموش چون شوم از غیب می کنند ندا	کہ لب مبند ز مدح اجلّۂ الحکما
مسیح عصر شفا خضر وادی الہام	مسمّی خیر خلائق عزیز مصر بقا
زہے کریم نہادی کہ در نی گلگشن	نیا فریدہ خدا نون متصل بابا
چراغ بزم ضمیر تو ثابت و سیار	گیاہ گلشن جود تو سدرہ و طوبی
عجیب نیست کہ از مین نبض گیری تو	باعتدال جہد نبض موجۂ دریا
بعلت یرقان طمع گرفتارم	عجب نباشد اگر زر باشدم سیما

زمانہ ریختہ شور آب حسرتم در حلق | چرا اسیر نباشم بقرحۂ احشا
ہمیشہ شدہ افلاس بر جگر دارم | کہ غیر شربت دینار نیست مسہل دوا
چہ حالتست کہ ہرگز گلوی روزی من | نمیشود ز کمند خناق فاقہ رہا
نہ بید ور تپ ہجران یار بستہ دہن | کسی ز شربت عناب تنک روی شفا
دہد بجای سقنقور بخت بد کافور | چسان بجلوۂ دل آورد عروس جا
چرا ہمیشہ نباشد دہان عیشم تلخ | کہ مشتعل شود از غم مرارۂ صفرا
نیافت مادۂ احتیاج ہنوز | تمام عمر تلف شد بہ پختن سودا
کجاست مسہل سقمونیا ہی بود کہ شد | زبلغم لزج خلط تقلی اعضا

کل قصیدہ ابتدا سے انتہا تک اصطلاحات طب پر شامل ہے۔ قصیدہ کے اشعار ستر اسی ہیں۔ ابراہیم عادل شاہ ظہوری کی ملاقات سے بہت خوش ہوا۔ خلعت و منصب سے سرفراز فرمایا۔ خود عادل شاہ سخن فہم و علم دوست تھا شعرا و علما کی بہت ہی قدر کرتا تھا۔ چنانچہ میر سنجر معائی کاشی ابراہیم عادل شاہ کی مدح میں کہتا ہے ع

دو شاہ شاعر پرور بلند نام شدند | نخست والی غزنین دوم خدیو دکن
رسید بعہد تو شاعر بپایہ ملکی | زہے نوازش شاہ و زہے ظہور سخن

اس شعر میں ملا ملک قمی و ملا ظہوری کی طرف اشارہ ہے۔ ظہوری کی لیاقت و مہارت دیکھ کے نہایت ہی خوش ہوتا تھا۔ اور ناز کرتا تھا کہ میرے دربار میں ایک ایسا فرد فرید آیا کہ کہیں رؤسا ہند کے دربار میں اسکا نظیر نہوگا۔ اکثر ظہوری کو اپنی مصاحبت میں رکھتا تھا۔ باہم مالک و مملوک میں ایسا اتفاق و اتحاد تھا۔ جیسے باہم اعزہ و اقارب قریبہ میں ہوتا ہے۔ اس قرب و اتحاد کو حاسدین دیکھ کے رشک و حسد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ

ظہوری عادل شاہ پر فریفتہ ہے۔ اور عادل شاہ بھی اسپر شیفتہ ہے واقع میں ظہوری بادشاہ کی قدردانی و جوہرشناسی دیکھکے بادشاہ پر قربان ہوتا تھا۔ ستائش نامے و قصائد مدحیہ لکھکے پیش کرتا تھا۔ عادل شاہ صلات و عطیات سے سرفراز فرماتا تھا حاسدین رشک حسرت سے جلتے تھے۔ پس ظہوری نے تھوڑی ہی زمانہ میں عادل کے خوان احسان سے بیشمار مال و زر جمع کرلیا۔ دنیوی مراتب و مناصب سے سربلند ہوا۔ ملک قمی نے جو دربار عادلشاہی میں معزز شعراسے تھا۔ ظہوری کی لیاقت و استعداد و ترقی خداداد دیکھکے محبت و اتحاد کی بنا باہم قائم کی اور اپنی دختر نیک اختر سے مولانا ظہوری کی شادی کردی۔ مولانا کو دامادی کی عزت سے معزز کیا۔ پھر خسر و داماد میں باہم ایسا اتفاق ہوا کہ دونوں باہم تالیف و تصنیف میں شریک رہتے تھے۔ اور صلات و انعامات کو بالمناصفہ تقسیم کرتے تھے۔ چنانچہ ظہوری خوان خلیل کے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ (قبل زین در بہار نثر گلزار ابراہیم و اکنون درگستران خوان خلیل ہم عدیل ملک الکلام ست الخ)

بہارستان کے مولف نے لکھا کہ ظہوری نے ابراہیم عادلشاہ کے نام پر خوان خلیل و گلزار ابراہیم و کتاب نورس مولفہ عادل شاہ کا خطبہ لکھا۔ عبارت نثر و نظم کو لوازم تشبیہات و استعارات بل مبالغہ و اغراقات کے ساتھہ ایسا آراستہ کیا کہ شعرائے نازک خیال اسکی بی نظیری و عدم المثالی کو مانتے میں اسکا ہر ایک فقرہ مسجع و مقفی ہے۔ جامع معنی تازہ و شگفتہ ہے۔ یہہ نثر بہ سہ نثر ظہوری مشہور رہے دکن و ہند میں منتہی طلبہ کے درس میں دائر و سائر ہے۔ اور ظہوری کا ساقی نامہ جو برہان نظام شاہ بحری کے نام سے لکھا ہے مرغوب طبع سخن سنجان نازک خیال ہے ساقی نامہ میں سخنوری کی خوب داد دی ہے چنانکہ تمام ارباب سخن کا اتفاق ہے

کہ ظہوری کا ساقی نامہ تمام شعرا کے ساقی نامون پر فائق ہے کسیکا ساقی نامہ اسکا مقابل
نہین ہوسکتا ہے بخشی الملک ہمت خان ولد اسلام خان بخشی عالمگیری نے تقریبًا
اساتذہ کے ایک سو بیس ساقی نامے جمع کیے کسیکا ساقی نامہ اُسکے ساقی نامہ کا ہم سنگ
و مقابل نہین ہوا۔ انتہی کلامہ۔ کلمات الشعرا کے مولف سرخوش نے بخشی الملک
کی نقادی بہ نسبت ساقی نامہ از روئے فخر اپنے طرف منسوب کی۔ کہتا ہے کہ مین نے
ایکسو بیس اساتذہ کے ساقی نامے جمع کیے لیکن کسی استاد کا ساقی نامہ ظہوری کے کلام کا
مقابل و ہم سنگ نہین ہوا الا فقیر سرخوش کا ساقی نامہ جو بنام عالمگیر بادشاہ ہے دوش
بدوش و پہلو بہ پہلو ہے انتہی کلامہ۔ واقع مین اگر انصافًا دیکھا جائے تو ظہوری کا
ساقی نامہ چیزے دیگرست و سرخوش کا ساقی نامہ چیزے دیگر۔ دونون مین فرق بین
ہمچو آسمان و زمین ہے جو شعر و سخن سے دلچسپی رکھتے ہین وہ خوب اس فرق کو سمجھتے
ہین۔ اور تمیز کرسکتے ہین۔ واللہ اعلم بالصواب ذیل مین بطور نمونہ ہر ایک کے ساقی نامہ
سے چند چند اشعار گزارش کرتا ہون تا کہ ناظرین مطالعہ سے تمیز کرلین گے۔
اور سرخوش وغیرہ تذکرہ نویسون نے لکھا کہ جب ظہوری کا ساقی نامہ برہان نظام شاہ
والی احمد نگر کی خدمت مین پیش ہوا تب برہان شاہ نظام الملک نے باوجود ناآشنائی
سخن سات ہاتھی نقدی زر و جنس سے لدے ہوئے صلہ و جائزہ بھیجا۔ جسوقت یہ صلہ
پہنچا اُسوقت قہوہ خانہ یا حمام مین بیٹھا ہوا تھا اور قلیان کشی و قہوہ نوشی مین مشغول
تھا۔ ہرکارون نے صلہ مذکور پیش کرکے قبض الوصول طلب کیا۔ فورًا پرچہ کاغذ پر
مستغنیانہ لکھدیا۔ کہ تسلیم کردم نہ تسلیم کردم۔ بعضے تذکرہ نویسون نے لکھا کہ کل صلہ
کی نقدی حمامچی اور حمام کے خادمین کو تقسیم کردی۔ عرفًا کل کا تقسیم کرنا نادر معلوم ہوتا ہے

واقع مین اسمین سے کسیقدر معتدبہ رقم دیا ہوگا۔ تذکرہ نویسون کا قول مبالغہ سے خالی
نہین ہے۔ والعلم بحقیقۃ الحال عند اللہ۔
ابراہیم عادلشاہ کی توجہ وقدردانی سے ظہوری نے سند و دکن مین خوب شہرت پائی۔ اسکی نظم
ونثر کے چرچے شعر کے شاعرون مین ہونے لگے۔ جب ۹۹۹ ہجری مین اکبر بادشاہ نے ابوالفیض
فیضی کو دکن کی سفارت پر مقرر کیا فیضی حسب الحکم دکن مین آیا۔ سفارت کا کام نہایت
خوبی کے ساتھ انجام دیا۔ اور بادشاہ کی خدمت مین ایک عرضداشت بھیجی اسمین ملک دکن
کی کامل رپورٹ لکھی اور اسی عرضداشت مین لکھا کہ احمدنگر مین دو شاعر خاکی نہاد وصافی
مشرب ہین۔ شعر و سخن مین اندازہ بلند رکھتے ہین۔ ایک ملک قمی ہے جو لوگون سے کم آمیزش
رکھتا ہے تنہائی کو پسند کرتا ہے دوسرا ملا ظہوری رنگین کلام خوش اخلاق نام ہے ہر ایک
آستان بوسی کا مشتاق ہے اور عرضداشت مین یہہ نقل بھی لکھی کہ ملا ظہوری نے مجھسے
نقل کی کہ ایک روز شرفائے مکہ معظمہ باغ مین مجتمع تھے اور اوزبکی آدم بھی حوض پر بیٹھے ہوے
ہم صحبت تھے اور باہم مکالمہ کا دور چل رہا تھا سلسلہ کلام مین ایک بزرگ ماوراء النہری نے کہا
کہ فردا یعنی بروز قیامت اسی طرح حوض کوثر کے چارون کونون پر خلفائے اربعہ بیٹھکے مومنین
کو آب کوثر پلائینگے۔ اسوقت ایک شیعہ جسکا نام محمود صنبلغ نیشاپوری کھڑا ہوا کہا اے نامعقول
کیا بکتا ہے حوض کوثر مدور ہے اسکے ساقی علی مرتضی ہین۔ یہہ فقرہ کہکے فرار ہو گیا۔ انتہی کلامہ
مولانا آزاد بلگرامی فرماتے ہین کہ بتقریب حوض کوثر جو احادیث مین وارد ہوا ہے گزارش کیا جاتا ہے
حوض کوثر مربع ہے چنانچہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی نے کتاب بدور السافرہ
مین لکھا ہے کہ اخرج احمد والبزار عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انا علی الحوض انظر من یرد علی والحوض مسیرۃ شہر وزوایاہ علی السویہ یعنی
عرضہ مثل طولہ الخ انتہی کلامہ۔ تاریخ بیجاپور سے معلوم ہوا کہ ملک قمی ملا ظہوری کا بیجاپور سے

احمد نگر فیضی کے ملنے کے لئے آئے تھے۔ فیضی کے قیام تک احمد نگر میں سکونت پذیر رہے اکثر اوقات فیضی سے ملتے تھے باہم مکالمہ و مشاعرہ کا خوب دور چلتا تھا۔ فیضی کو دونوں کی ملاقات سے لطف و مزہ حاصل ہوتا تھا۔ دونوں فیضی کے ہم خیال و ہم مشرب تھے۔ دونوں نے اپنے دیوان فیضی کو ہدیۃً دئے۔ فیضی نے نہایت خوشی سے دونوں کے تحائف نادرہ کو حسن قبول سے لیا۔ دونوں کا شکریہ ادا کیا اور مطالعہ کی کتب میں رکھا۔

خزانۂ عامرہ میں آزاد بلگرامی نے لکھا کہ ظہوری عرفی کے درمیان موالات و مراسلات کا سلسلہ جاری تھا۔ ایک دفعہ ظہوری نے ایک شال کشمیری عرفی کے لئے تحفہ میں بھیجی۔ شال معمولی درجہ کی تھی ہدیہ کے لائق نہ تھی۔ عرفی نے شال کی ہجو میں یہ ایک رباعی لکھی۔ ؎

این شال کہ وصفش حد تقریر آت   آیات رعونت مرا تفسیر است
ناشستہ کنی قماش کشمیر گرد   صد رخنہ بکار در دم کشمیر است

مشہور ہے کہ ظہوری و ملک قمی نظیری نیشاپوری کو مانتے تھے اور اسکی لیاقت و شاعری کی داد دیتے تھے۔ اسیطرح نظیری بھی دونوں کو عظمت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ باہم دوستانہ تھا۔ خط و کتابت کا دروازہ باہم کشادہ رکھتے تھے۔ سنہ [illegible] ہجری میں ظہوری و ملک قمی نے اپنے دیوان نظیری کے پاس تحفہ بھیجے تھے۔ نظیری نے ان کے بعض جوابی غزلیات غزلیں لکھیں۔ ہذہ ماخوذ من تذکرہ تمنائے اورنگ آبادی۔

مرأت الخیال کے مولف نے لکھا کہ ایکروز شیخ ناصر علی سرہندی کی مجلس میں شعرائے سلف کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ شیخ نے کہا کہ تمام روئے زمین میں ظہوری سے بہتر کوئی شخص پیدا نہیں ہوا۔ حاضرین مجلس سے ایک شخص نے کہا آپ کیا فرماتے ہیں؟ متقدمین سے ایک شیخ نظامی ایسا فرد ہے کہ اسکا کلام ظہوری کی سمجھ میں نہ آیا ہوگا۔ ناصر علی گرم ہوا۔ اور کہا کہ ظہوری نے

شیخ کے کلام کو لائق سمجھا نا ہو گا۔ مشہور ہے کہ ظہوری نے ایک وقت شیخ فیضی کی خدمت مین ایک رقعہ لکھا تہا۔ اور اس رقعہ مین ایک غزل بہی لکہی تہی۔ فیضی نے جواب نہین بہیجا۔ فقیر مولف کو رقعہ دستیاب نہین ہوا مگر غزل دیوان مین ملی

هو هذہ

از دم تیغ نگہ تن بطپیدن دہیم
سرمۂ حیرت کشیم و دیدہ بدیدن دہیم

از روش جلوۂ آہ بر آہ افکنیم
در خلش غمزۂ خون بچکیدن دہیم

بند نقابے کشیم تیغ و تریج اوریم
یوسف و یعقوب را کف ببریدن دہیم

گوشہ داماں آہ ماندہ تہ کوہ ضعف
اشک سبک گام را پائے دویدن دہیم

گرچہ ندارد کمند کنگر ایوان وصل
نالۂ شبگیر را تار رسیدن دہیم

بہر تماشائے حسن بر رہ شاہین عشق
فاختۂ عقل را بال پریدن دہیم

از خس و خار رہی چیست گلستان کنیم
برگ گل و لالہ را نوک خلیدن دہیم

تو بہ پرہیز را گر دو شکستن درست
محضر ناموس را زیب دریدن دہیم

آمدہ نزدیک لب حرف کسی تا دور است
گر بن ہر موے را گوش شنیدن دہیم

محمل دل در حرم پائے بداماں کشید
بختی امید را سر بچریدن دہیم

بخت ظہوری بسعی دامن دولت گرفت
بازوے اقبال را زور کشیدن دہیم

جب فیضی کی تفسیر سواطع الالہام یعنی تفسیر غیر منقوطہ سنہ ۱۰۰۲ ہجری مین تمام ہوئی تب شعرا و علمانے تاریخین او تقریظین لکھین ملا حیدر کاشانی نے پوری قل ہو اللہ سے تاریخ نکالی یعنی سورۂ مذکورہ کے حرفون کے عدد شمار کئے جائین تو (۱۰۰۲) عدد ہوتے ہین۔ ظہوری و ملک قمی نے بہی قصیدے اور رباعیان لکھین۔ بلکہ یان

مندرجہ ذیل ہیں سے

دانائے ازین دفتر کل دریا شد شد وقت حصاد وانہا خرمن گشت		پیداست نقاطش زچہ پیدا شد شد سیر تمام قطرہا دریا شد
از چین سخن گران سخن نتوان ساخت صیاد خیال از پئے آہوئے قلم	ولہ	بوی بوزید صفحہ مشک افشان ساخت ہر نافہ کہ چید در لعل پنہان ساخت
این نسخہ کہ شاد کرد نا شادان را ہر نقطہ ز تار خط نیفکند کمند	ولہ	رو ساخت شاگردی استادان را در بند رواند اشتت آزادان را
اے بخت بیا یاری این بیکس کن ہر نقطہ کہ کرد ند ازین نسخہ برون	ولہ	تا بیش برو ہم ...
این خردہ چہ خردہا کہ نایاب شدند از پردہ لفظ حسن معنی ...	ولہ	ذرات ... سیماب شدند خورشید برآمد اختران آب شدند
فیض ازل از چہرہ برافگند نقاب سر زد خورشید معنی از مشرق نقط	ولہ	از لوح خرد ستر و آثار حجاب نیلوفر نقطہ ... آب

ظہوری کی وفات

بمصداق کل من علیہا فان ظہوری بعارضہ بخار بیمار ہوا معالجہ کیا جاتا تھا لیکن کوئی دوا موثر نہیں ہوتی تھی مرض روز بروز بڑھتا گیا آخر ۱۰۲۵ھ ہجری میں اس دار فانی سے بملک بقا روانہ ہوا۔ بیجاپور کے مقبرہ میں دفن کیا گیا۔

اب میں ظہوری کے دیوان سے اشعار مندرجہ ذیل گذارش کرتا ہوں ملاحظہ ہو

ہر دم ہوس نہد سخن در زبان ما　　مہرے بہ بوسہ کاش نہی بر دہان ما

دلبری بردن دل ما کرد دلیری
جانان قسم نمیخورد الا بجان ما

در بارگاه سوز و گدازیم صف نشین
کرسی برای داغ نهاد استخوان ما

گریه خوش رنگین بساطی چیده در بازار عشق
می چکد یاقوت تر از پنجه مرجان ما

زود بر نخل هوس بی بار می آید برگ
لرزه حسرت چنین گر میدهد افشان ما

ولہ

بهار آمد جنون دیگر بصحرا می برد ما را
خموشی باز بر هنگامه بندی شست و غوغا را

بجوشش نیست عقل عشق را سیماب برچیند
شکیبا کی تواند کرد ناصح ناشکیبا را

ولہ

کرده ام سرمه خاک راهش را
دیده ام جوهر نگاهش را

شستم از مژگان تر رفتم غبار آستانش را
پشیمانم که کاری با دادم پاسبانش را

ولہ

برنتابد جگر دردکشان درمان را
نه پسندد سر شوریده سر و سامان را

خلق را مژده آسایش خواب عدم
ضعف از آه بزنجیر کشید افغان را

ولہ

شد طبیب محبت منتش بر جان ما
محنت ما راحت ما درد ما درمان ما

رونق بازار ارباب محبت خاطر است
مشتری جز ما که باشد بر در دکان ما

ولہ

آباد کرده عشق تو جهان خراب را
در خرمن عطش زده برق شراب را

یک دیدنست آفت یک شهر جان و دل
لطفی است برمدار ز عارض نقاب را

برهم نزدم همه شب دیده که نیشتر شکست
الماس ریزه در ته پهلوست خواب را

ولہ

هوای صبح بخشد تازگی گلهای خودم را
چه نسبت با گل پژمرده ما فیض شبنم را

زهی طالع که گر صد شعله از هر برگ برخیزد
نیفکند سایه بر کشت ما یک ابر بی نم را

ولہ

اگر خوش نیست در عشرت بسر بردیم با مهتاب شب
شبنم خوش شب میکنم با آفتاب مهتاب شب

بدین راده ام از هر بنا موی دیده دیگر
بحکم دولت بیدار در خواب است مهتاب شب

دلها شکار آهوی صیادگیر تست　وله　آزاد کیست آنکه بصد جان اسیر تست
خور ز آب گریه دهم یا بباد آه　گر هستیم غبار ضمیر منیر تست
نیازموده که روز غرور تا چند است　اگر حریف ضرور است عجز ما اینجاست
مرو که میرود م جان ز تن مروت نیست　وله　غریب زیستنم در وطن مروت نیست
دل غریب وطن کرده شهریار دکن　بسهو یاد وطن در دکن مروت نیست
زد ظهوری دم شاگردی　وله　فیض استادی شاه دکن است
شیدای تو با دیر و حرم کار ندارد　وله　افکند ز کف سبحه و زنار ندارد
جان گرچه دهد طرز خرام تو زمین را　بنشین که زمان قوت رفتار ندارد
آنانکه جز نکهت کاکل گرفته اند　وله　در بوستان دماغ سنبل گرفته اند
دیده حیرت زده شد رخصت دیدن دارد　وله　وقت غوغای خموشست شنیدن دارد
گفتم برای دیده جان توتیا رسید　وله　تا گفتم این غبار رهی از هوا رسید
خورشید را که در بغل ذره دیده است　این آرزو بخاطر من از کجا رسید
انبار حسرت از غم خرمن نهاده ام　خوش آفتی بمزرع مهر و وفا رسید
جام ستد دل به آتش حسرت کباب باد　وله　داد از خمار عشوه ساقی شراب باد
برباد کنج گشته ظهوری خراب کرد　آباد بیش بدولت جان خراب باد
صحبت رمید و رام نشد خرمی هنوز　مردیم و درد نبرد بغمها کمی هنوز
ترسم ولت ز مرگ ظهوری شود ملول　در چاره فکن سست مسیحا دمی هنوز
خوشا فرقی که افسر یافت از خاک کف پایش　خوشا چشمی که حیران گشت بر رخسار زیبایش
برون می آید آخر آرزو از تلخ کامیها　ازین چشمی که حسرت دوخت بر لعل شکرخایش

درد نداری ز مداوا چه حظ — وله — دم مکش از ناله عدا چه حظ

درد نهان گرد هدم فرصتی — گویم ازین ناله رسوا چه حظ

وله

سر نهادیم بسامان چه نزاع — جان سپردیم بجانان چه نزاع

دل ما را سر رسوائی نیست — نیست گر عشوه پنهان چه نزاع

وله

دیده ما منبع اشک جگر معدن داغ — مهرے از داغ نهم هم بدر مخزن داغ

خورده سنبل تاب آب هم تاب — شد اخگر ز رشک اشکم داغ

وله

برداشتی نقاب ز دیدن برآمدم — در گفتن آمدی ز شنیدن برآمدم

از بیخودی بسینه دریدن سپه کار — شادم که تنگ جامه دریدن برآمدم

وله

شهر پر ناله و فغان دارم — همچنان مهر بر دهان دارم

عشق تشریف زنده پوشی او — شال از رشک پرنیان دارم

وله

زهر تلخ ست کام را نازم — راه دور ست گام را نازم

آن همه الفت این همه وحشت — همه رم گشت و رام را نازم

وله

در بهار از لاله داغ دل بهامون میبرم — بهر هم عرض جنون عرض مجنون میبرم

هر کجا چشم نشان پاے ابر اسپم شاد — در نثارش گوهر تاج فریدون میبرم

وله

آفتابی در نقاب ذره پنهان میکنم — میشوم گم در خود این کار نمایان میکنم

اینقدر بیدردی از احب سنی خوب نیست — حق زند فرصت ظهوری که پشیمان میکنم

وله

از تو وقت صبحدم کاکل پریشان ساختن — در صبا مغز جهانی عنبرستان ساختن

کاکلے دارم چگونه طره وار دم پرس — خاطرش جمعست از خاطر پریشان ساختن

نوبهار آمد جنون دارد دگر جان نوی — سال نو گردیده آورد ست فرمان نوی

نغمه را گر دست گل هم شوخی و هم پختگی
انجمن افروزی انجم ظهوری شد کهن

عندلیب سال خوردی گلستان نوی
میکنم بر سینه از داغش چراغان نوی

من رباعیاته

برتابه هجر طپیدن چکنم
عیبی است عظیم زندگانی بتو
هر حرف که هست داستان من و اوست
در رشک ز عیش و عشرت یکدیگر هم

ولہ

سرم کرده صبرم آرمیدن چکنم
دارد خجلم امید دیدن چکنم
نقد دو جهان خلش کان من و اوست
زین ناز و نیاز که میان من و اوست

از ساقی نامه در بیان دور شراب

بیا ساقی ای بحر من گل بیا
برویم در خنده بستن چرا
چه گردیده واقع که چشم سیاه
چه دنبال ابرو گره کرده
بیا ساقی بگذار آن روز را
گر ازا نعی توبه دل زخم خورد
درست است دعوای رندی من
دران توبه امید بهبود نیست
بیا ساقی ای باز خاطر شکار
ز گلبن چمن گشته طاوس دم
بده تا درین دامگاه مجاز

تو گل من حیران دیده بلبل بیا
تبسم لب و رشکستن چرا
نگه باز گرداند از سیم
کمان سینه تو زده کرده
بده آتش مغفرت سوز را
توان جان بشیرانی عفو تو برد
کز آنکه کلت توبه شد هم شکن
که چون لعل ساقی می آلود نیست
که خونی ست چنگ عقاب خمار
برون آر خون کبوتر ز خم
ز گنجشک من وا خورد شاهباز

کسی چند باشد چنین تنگدل — سرت گردم ای ساقی سنگدل
اسیر خمارم شرابی کجاست — دلم بردلم سوخت آبی کجاست
بکش خنجر انتقام از غلاف — سرت گردم ای ساقی سینه صاف
دل تیره ام را صفائی بده — اگر صاف حیف است لائی بده
بیا ای نمک پاش زخم جگر — که بخشم ز اشکم بود شور تر
ببین تلخی عمر شیرین من — بده ساغری بگذر از کین من
برافروز آتش بکانون جام — مگر شهد عیشم پذیرد قوام
بیا ساقیا جان فدا میکنم — تو دشنام ده من دعا میکنم
ز لعل تو تلخی که سر میزند — ره کاروان شکر میزند
بیا ساقی ای دین و ایمان من — فدایت دل و جان من جان من
ازان قرمزی آب خواهم بدست — که زردشت را کرد آتش پرست
بقم ورز من جبینم بکار — که نیلی ست از سیلی روزگار
ز پیری ضعیف است بازوی حال — سرت گردم ای ساقی خورد سال
جوانی هوس کرده ام زان عصیر — که گردید بالغ ازو عقل پیر
بدستم ده آن رشک یاقوت را — که سازم جوان عقل فرتوت را
کسی را خدا بخت بیدار داد — که هر صبح چشمی بروییت کشاد
نیارم بمسجد دل داغ داغ — که اندر خرابات شد این چراغ

خراب ار شود کاخ کون و فساد
چه پروا خرابات آباد باد

حرف العین

عبد اللہ ۔ سلطان عبد اللہ قطب شاہ

عبد اللہ تخلص ۔ سلطان عبد اللہ قطب شاہ نام ۔ قطب شاہی تاریخ کے مولف نے لکھا کہ آپکی ولادت باسعادت بتاریخ بست وہشتم ذیقعدہ ۱۰۲۳ ہجری مین بروز دوشنبہ حیدرآباد دکن مین واقع ہوی ۔ آپکے والد ماجد سلطان محمد قطب شاہ فرزند کے تولد سے بہت خوش ہوے اور اس خوشی مین بیشمار زر و نقد و تشریفات فاخرہ خاص و عام کو تقسیم کیا ۔ علما و شعرا و طلبہ کو بہی صلات و خلعتہاے لائقہ سے سرفراز فرمایا ۔ شعراے زمان نے ولادت کی تاریخین و قصائد تہنیت مین موزون کرکے پیش کئے ۔ ایک شاعر فاضل نے یہہ مصرع کہا ۔ ع

موجب فیروزی سلطان محمد قطب شاہ ۔ اور دوسرے شاعر نے موزون کیا ۔ ؎

بباغ مجد و معالی گل نشاط شگفت ۔ نہال دولت دین را برے پدید آمد

اور تیسرے نے کہا ۔ ؎

ازین عشرت کہ دوران از سر شد ۔ طرب را روز بازار دگر شد
بہار آمد بعشرت پاے کوبان ۔ زباد صبح گاہی جاے روبان
بیفزود آسمان را سور بر سور ۔ جہان از سکہ نور علی نور
صبا بہر سبارکباد برخاست ۔ کہ از جیب چمن شمشاد برخاست
زعطرافشان کہ ہوش از دست بیشد ۔ طرب بیخبت عشرت مست می شد

غرض بادشاہ نے شاہزادہ عبد اللہ صاحب ترجمہ کی تربیت و حضانت کا عمدہ اہتمام کردیا ۔ چونکہ صاحب ترجمہ مدت دراز کے بعد پیدا ہوا تہا منجمین و خلائق نے

حسب رواج ورسم عام بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ شاہزادہ کو دس گیارہ برس کے بعد دیکھنا چاہئے۔ اس سے قبل دیکھنا مناسب نہین۔ بادشاہ نے رواج عام کو منظور فرمایا۔ اور شاہزادہ صاحب جمہ کی تربیت و حفاظت کے لئے مولانا میر قطب الدین نعمت اللہ جو قرابتداران قریب سے تھے مقرر فرمایا۔ پس شاہزادہ صاحب جمہ دس گیارہ برس پدر بزرگوار کے دیدار سے غائبانہ کے تعلیم و تربیت پاتا رہا۔ مدت موعود وایام معہود کے گذرنے کے بعد بادشاہ نے شاہزادے صاحب جمہ کے دیدار کا جشن عظیم الشان منعقد فرمایا۔ اعیان دولت ارکان سلطنت شریک جلسہ ہوئے۔ شاہزادہ کو دربار مین لائے۔ بادشاہ فرزند دلبند کے دیدار سے مسرور و شادکام ہوا۔ زر وجواہر شاہزادہ کے سرپر نثار کیا۔ اور تخت پر بٹھایا۔ تمام ارکان دولت نے تہنیت دیدار کی نذرین پیشکش کین سادات علما و صاحبان استحقاق اور نقد و تحائف دئے۔ پھر چند مدت کے بعد سلطان محمد قطب شاہ نے اس بیماری سے ملک عالم جاودانی رحلت کی۔ یہ واقعہ سنہ ۳۵ ہجری مین واقع ہوا۔ پہر حسب وصیت بادشاہ مغفور سلطان عبداللہ صاحب جمہ تخت نشین کیا گیا منصور خان حبشی و ملک المماس ملک یوسف ملک عنبر قاسم بیگ کوتوال بلدہ و حسن بیگ نائب کوتوال وغیرہ ارکان سلطنت نے جلوس کے وقت ایسا انتظام کیا کہ کوئی فتنہ و فساد کرنے نہین پایا۔ نظام الدین احمد ابن عبداللہ شیرازی نے اپنی مولفہ تاریخ مین لکھا کہ سلطان عبداللہ صاحب ترجمہ بارہ برس پنج ماہ و گیارہ دن کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ ہونہار و ہوشیار تھا۔ دانشمند و قدرشناس تھا۔ علم و فضل کی صفت سے موصوف تھا علم دوست و ہنر پرور تھا۔ علما و فضلا و شعرا و حکما کی بہت قدر کرتا تھا۔ اسکے زمانہ مین عجم و عرب کے علما و ہنرمند بلدہ حیدرآباد مین مجتمع ہو گئے تھے۔ اور علما نے اسی بادشاہ کے

نام سے چند رسائل و کتب مثلاً برہان قاطع لغات فارسی وغیرہ تالیف و تصنیف کیئے۔ صلات و انعام سے سرفراز ہوئے۔ یہہ بادشاہ مذہب کا پابند تھا۔ عادل و باذل و سخی و دلیر تھا۔ ۴۸ برس سلطنت کے مہمات کا انتظام عمدہ طرح سے کیا۔ مثل جد و پدر عمارات کا شائق تھا اکثر عمارات تعمیر کین اور جد و پدر کی عمارات کی ترمیم بھی کرتا تھا۔ اور جو عمارتین کہ ناتمام تھین اُنکی بھی تکمیل کی مثلاً مکہ مسجد و جامع مسجد و عاشور خانہ بادشاہی وغیرہ۔ باوجود کاروبار سلطنت مذاکرہ علم سے دلچسپی رکھتا تھا اور شعر و شاعری کے میدان مین جولانی کرتا تھا۔ فارسی و ریختہ دونون زبان مین کلام موزون کرتا تھا۔ فقیر مولف کو فارسی اشعار دستیاب نہین ہوے مگر دیوان ریختہ بمارست ہوا۔ اُس سے ذیل مین اشعار انتخاب کرکے گزارش کرتا ہون آخر ۴۸ برس سلطنت کرکے مضمون کُل نفس ذائقۃ الموت اس دار فانی سے منزل بقا مین روانہ ہوا۔ امرا و اکابر و علما و فضلا جمع ہوے تغسیل و تکفین کرکے لنگر فیض اثر مین مدفون کیئے۔ یہہ واقعہ بتاریخ سوم محرم ۱۰۸۳ مین واقع ہوا مدہ عمر ۶۰ سال و در ۱۰۳۵ ہجری مین تخت نشین ہوا تھا۔ اولاد ذکر نین دختر ایک منسوب بہ نظام الدین احمد دوم منسوب بہ ابوالحسن تاناشاہ جو بعد مین تخت نشین ہوا۔ اور تیسری محمد سلطان شاہزادہ عالمگیر کو دی گئی تھی ریختہ اشعار دکنی و بہاشا و فارسی آمیز زبان مین نہایت شیرین و دلنشین ہین مطالعہ سے لطف و مزہ آتا ہے **ھو ھذا**

دلا حق کی طرف ہو کہ حق آرام دویگا	سعادت کی تیری بات سر انجام دویگا
اگر تیری نظر اُپر ہے تو سدا صدق	اُسون لاکر اُسی یاد کہ دہی کام دویگا

نبی صدقے لے نون نام ہے عبداللہ علی کا ۔ کہ جم فتح وظفر تجکون دہنی نام دیگا

وله

جو کچھ راز پرت منے غیب کے ہین ۔ سو مخفی نہین اسپہ ہے آشکارا
نبی صدقے اے عبداللہ دم علی کا ۔ ہیرے دم سون ہمدم رہیا ہے سہارا

وله

گلشن مین شریعت کی پہل کہلی طریقت کے ۔ پیرل سون حقیقت کے دن دین محمد کا

وله

جو میرا دل طلب پیا نہ کیتا ۔ سو جا بیچ لب پہ تل ہو خانہ کیتا
تری یک شمع کے دیکھہ روشنائی ۔ ہو عاشق آپسمین پروانہ کیتا
رکھہ عشق پہ دلکی آنکھہ ہو اس ۔ سینا کی طرف تہی رام لینا
اے یار اگیہے زندہ دل تون ۔ یون نام کہ جم ہو جام لینا
معشوق تہی جو جسکی کہہ تہی ۔ خورشید جمال وام لینا
عبداللہ علی ولی کے صدقے ۔ معشوق سون خط دام لیتا

وله

جہلک مولود کا ہی جگ مین آیا ۔ جگت سب من جہلک تہی جگمگایا
عجب مجلس ہے عالی لاابالی ۔ کہ جنت دیکھہ لاجون سرتو آیا

وله

بسنت آیا پہلا پہول لالا ۔ سکہی لیا اب صراحی ہور پیالا
چمن میانی پہلیان ہے پہول رنگ رنگ ۔ پنٹ ازک الکس تہی ایک آلا

وله

پہلا یا من میرا موہن پیارا ۔ تو سٹیرا من کری کیا من بچارا
حسن جیون تہون ہی لکون کہینچ لیتا ہے ۔ نہین چلتا ہے کچ اسٹہار چارا
نبی کے صدقے عبداللہ عاشق ۔ عشق مین سب مین اوہی تون ہے پیارا

وله

تیری گلگہنا تہی رنگ پایا ہے لالا ۔ تیرے بالان تہی بکرمان باس بالا
تیری پیشانی پر ٹیکا جہمکتا ۔ تماشا ہے اُجالے مین اُجالا

نبی کے صدقے عبد اللہ لاکن | ہوا ہے تجھسون ملنے بہوت آتا لا
نکلتا ہے چندنی مین جو چاند ہمارا | تو لگتا ہے لاجون تہے چاند ہوتارا
جوانی کون دیکھہ اپنی مغرور ہوئی تون | دوانی جوانیکون کیا ہے پتیا را

وله

تراصاف مکہ جام جیون جگمگا یا | جم اس جام کا ہو کہ مین ذوق پایا
اپنی دم کون دم کہ کہیا جاجس | تیری یاد سون جم نکل جی دم آیا

وله

گفتم کہ اے پری تون ہے فتنہ زمانا | گفتا کہ راست گفتی امی گن بہری سمجانا
گفتم کہ در جہان با لیلی ہوآئی ہے تون | گفتا کہ من جو مجنون پائی ہون تج دوانا
گفتم کہ خال بر زلفت کیا ہے سو بول مجکون | گفتا کہ زلف دام است ہور خال ہے دانا
گفتم کہ در ہوایت پہر ہون ذرہ ہو مین | گفتا کہ درد دل کی ہون ار لیتی خانا
گفتم کہ خانہ تو کان ہے نشان سے منج | گفتا کہ ذرہ پرور سورج ہو مین تون آنا
گفتم کہ در دہانت امرت کا ہے چشمہ | گفتا کہ خضر ہو تون اس چشمے پاس ہانا
گفتم کہ کیست اینجا تیرا پران پیارا | گفتا کہ شاہ عبد اللہ ہے میرا پیارا

وله

یو دلکشا عشرت محل مطبوع او تارا ہوا | جو تی زمین کی ہے سو جیون مشتری تارا ہوا
ہر طاق یان خوش طرح کا رسنا و ریچا قرح کا | جا جیو ہوا اسکی شرح کا حوران بیسارا ہوا
انکھیان سون چند چور کی دیکھہ مانا دور کے | عاشق ہوا اسکی نور کی کیا تب تیارا ہوا
دیوین صفا دیدار سو لک نقش نہار ہی پر سو | خوش یان یا ... سو فیروزہ رنگ کا را ہوا
تا کر چھپا ای بدل لکہین بہریا ایسا محل | باندیا نہ کوئی آخر اول جمشید یا دارا ہوا
جیون ... | تیون آج اس دکھن منے یو محل تم سارا ہوا
صدقے نبی کے پا امان اس محل میانی زمان | جم عبد اللہ شاہ کہان ہوگی گمنہارا ہوا

خیر تو ہے جو ادہر پیٹ ہے اودہر موین تو آج
دیکھہ تیرا نور ہوتا سرپہ جیون طور آفتاب

گرم تیرے حسن کا بازار ایسا ہے جو آج
اس انگی وستا ہے منج جیون سرو کا نور آفتاب

شاہ عبداللہ ہی کے صدقے تیرا عشق مین
یون ہوا مشہور جگ مین جیون ہے مشہور آفتاب

وله

اے پری پیکر تیرا کہ آفتاب
دیکھتا ہون نور پینا منج مین تاب

یاد ایسا تا اود کہتا تا ہے ہنوز
دیکھہ تیری زلف کا وو پیچ وتاب

مین تجے بلقیس کہون تو کیا عجب
ساج ہے بلقیس کا تجکون خطاب

قند ہور نابات گلتا ہے اجھون
دی نہ سک تیری میٹھی لب کا جواب

تج بہشتی حور کون دیکھا ہے جن
جم حرام اس پر ہے دوزخ کا عذاب

شاہ عبداللہ نبی صدقے تجے
خوب دریان مین کیا ہے انتخاب

وله

گر خدا بینی ہے تیری نظر کا حباب
تو خودی کا دور کر اول تون سیانی تہی حجاب

آپ ہو دریا سون ملتا تہیں گر ہے ایجاد
فی الحقیقت تون اسی دریا مین کا ہے حباب

اب کیان [illegible] ہی کے صدقے پوچھیگا گہر
شاہ عبداللہ کو پوچھہ آکہ ہے حاضر جواب

وله

مطلع خوبی سون تیرا گال ہے ماہتاب
مطلع اس خوبی سون بولیا ہون جو نین سکے کوئی ان کا جواب

جگمگاتا سور ہے آسمان ابرال کا
عین تیرے نور کے سمدور کا ہے جیون حباب

وله

اول سیانا تیری رحمت ہے ہی ہر ساتھ
جو نت رفیق ہو توفیق خدا جہی منج ساتھ

دوجا امید ہی ہے جو شہ رسن سون
منج اس جہان مین خدا دیوے بیشمار حیات

وله

آج زہے بخت جوانی سعادت کی رات
چاند سون میری ملاقات تہی منج دی نجات

روپ میرے لال کا آوے نہ تحریر مین
چاند عطارد اگر ہو وین قلم ہور دوات

اسکی قد انکی ستم کرنی سرو کون خجل
باو آڑتا پہرے چمنی چمن پات پات

صدقے نبی کے تیری دلمین رہتا ہے مدام
رنگ بھریا گھر مین آج آیا بسنت
جیون آبہال بکدبر تھی چھایا آفاق پر
دلکون ترے پرسون لگیا دیکھہ مدام بحث
آب حیات نہی ہے زیادا کہ لب تیرا
کام مردان کی نکو جان تو ای جام عبث
ہوش کا گوش نہین تیر جیسی سُنتی کون

جیو ہو شاہ عبد لا خسرو عالی صفات
وله
غیب نہی تا زا طرب لیایا بسنت
رنگ کا برسانت برسایا بسنت
وله
کرتی ہین تن پہ جیب ہو رون رون تمام بحث
کرتی ہین منجسون خضر علیہ السلام بحث
وله
کہ جکوئی مرد ہین کرتے نہین وہ کام عبث
غیب کے اسکی لکھین دستی ہین الہام عبث

عاجز عارف الدین خان اورنگ آبادی

عاجز تخلص - عارف الدین خان نام بلخی الاصل اورنگ آبادی الوطن ہے - آپکے والد ماجد عالمگیری عہد مین بلخ سے ہند مین آئے - نواب میر غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر اول کے ذریعہ سے بادشاہی منصب پر ہوئے - عارف الدین صاحب ترجمہ کی ولادت ہند مین واقع ہوئی - نشو نما بھی ہند کی زمین مین پائی - آپ صغیر السن تھے کہ والد ماجد کا انتقال ہوگیا - محبت پدری کا سایہ سر سے اٹھہ گیا مصیبت کا زمانہ پیش آیا - نواب لشکر خان مخاطب رکن الدولہ نصیر جنگ جو امرائے آصفجاہیہ سے تھے آپکی گذر اوقات کے کفیل ہوے اور آپ کو تحصیل علم کی ترغیب دی - آپ مدت دراز تک نواب کے سایۂ عنایت مین تربیت و تعلیم پاتے رہے چنانچہ آپ کہتے ہین سے

مدتے بودم بہ بزم بی زبانی بستہ لب ۔۔۔ در سخن آورد لطف سید لشکر خان مرا

آپ جب سن شعور کو پہنچے - تب آپکے دلمین تحصیل علم کی تکمیل کا شوق پیدا ہوا -

علما و فضلا کی خدمت مین مستفید ہوتے رہے چند مدت مین فارغ التحصیل ہوئے۔ بعض نے
لکہا کہ بقدر ضرورت لیاقت و استعداد حاصل کرلی۔ لیاقت و استعداد کے
بعد پیشہ نوکری کو اختیار کیا۔ نواب موصوف کی رفاقت و ملازمت مین مدت تک رہا
اور نواب ہی کی رفاقت مین ہند سے اورنگ آباد دکن مین آیا۔ اور نواب کی سفارش
سے آصفجاہ کی خدمت مین باریاب ہوا آصفجاہ نے منصب و خطاب خانی و جاگیر سے
سرفراز فرمایا۔ بعض نے لکہا کہ نواب ناصر جنگ شہید کے عہد مین خطاب و جاگیر سے سرفراز ہوا
جاگیر اگرچہ قلیل تہی لیکن نواب نصیر جنگ بہادر ہمیشہ اعانت و ہمدردی فرماتے تہے۔ اور نواب صاحب
نے رسالہ کی بخشی گری کو جاگیر و منصب کا ضمیمہ کردیا تہا۔ اور آپکا مزاج قانع تہا۔ جاگیر
و بخشی گری کی آمدنی مین نہایت فراغت و خوشی سے زندگی بسر کرتے تہے قناعت پسند
و صاحب غیرت باہمت و حمیت تہے مدۃ العمر کسی سے ترقی کے خواہان نہین ہوئے تہے
موزون الطبع تہے شعر و شاعری سے طبیعت مناسب تہی بذریعہ فکر رسا و طبع صفا کلام
پسندیدہ موزون کرنے لگے۔ آپکی طبیعت مین جولانی و تیزی قدرتی تہی۔ تہوڑے ہی زمانہ مین
چل نکلے۔ شعرائے معاصرین مین کئی قدم آگے نکل گئے۔ اشعار مین تازہ تازہ مضامین کا رنگ
دکہلانے لگے۔ اور شگفتہ شگفتہ معانی کے گلدستے بنانے لگے۔ رفتہ رفتہ کامل شاعر ہوئے
ہم عصرون مین مشہور ہوئے۔ اسوقت شہر اورنگ آباد شعرا و علما و مشایخ کا مرکز تہا۔ عرب
و عجم کے کملا موجود تہے۔ آپ باوجود لیاقت و استعداد ہر ایک خرمن سے خوشہ و ہر ایک سفرہ
سے توشہ لیتے تہے ہر شمع انجمن سے روشنی اور ہر ایک خوان نعمت سے چاشنی حاصل کرتے تہے
آہستہ آہستہ رتبہ استادی کو پہنچے۔ ظریف الطبع و پاکیزہ وضع تہے۔ طبیعت مین شوخی و
چالاکی بہت تہی۔ دلیری و چستی بہی جز ذاتی تہی کیا بزم کیا رزم ہر ایک رنگ مین ہمرنگ تہے

بزم مین حریفان ہم مشرب کے ساتھہ وہ گل فشانیان کرتے تھے کہ سب کے دل باغ باغ ہوجاتے تھے - اور میدان رزم مین ایسے کارنمایان دکھلاتے تھے کہ دوست خوش و دشمن داغ داغ ہوجاتے تھے - نواب لشکر خان بہادر آپکی نسبت فرماتے تھے کہ عارف الدین خان اہل قلم کے زمرہ مین ہمشل و اہل علم کے حلقہ مین بے بدل ہے جامع السیف والقلم ہے - یہہ عطاے رحمانی و داد یزدانی ہے ہر ایک کا حصہ نہین انتہی کلامہ - تاریخ گوئی مین وحید عصر و بدیہہ گوئی مین فرید دہر تھے - گلرعنا کے مولف نے لکھا کہ آپ شہر اورنگ آباد مین ایکروز میر افضل خان قاقشال مولف تحفۃ الشعرا کے مکان پر کوتوال پورہ مین رونق افزا ہوئے - اور افضل سے ملے جس کمرے مین آپ جلوہ افروز تھے وہ کمرہ نیا تعمیر ہوا تھا افضل نے شوخی و خوش طبعی سے کہا کہ آپ تاریخ گوئی کے مدعی ہین اس مکان جدید کی تاریخ اسی وقت بداہۃً کہہ دیجئے - آپ کہا کہ اور فرمایا کیا صلہ دوگے - افضل نے کہا جو چاہئے حاضر ہے - تھوڑی دیر فکر کی اور تاریخ کہدی

ے منزل عیش بہار پیرا محل کرد بنیاد چو میرزا افضل
گفت تاریخ بنایش ہاتف منزل جاہ و مکان افضل

آپ ریختہ و فارسی دونون زبان مین صاحب دیوان ہین - آپکا کلام دونون زبان مین نہایت شستہ و صاف ہے مضامین دلچسپ سے آراستہ خوبیون اور شوخیون سے پیراستہ ہے فارسی کلام محاورہ روزمرہ ہے کہین کنایہ و کہین استعارہ ہے - ریختہ اشعار اکثر سنگلاخ زمین مین کہے ہین چنانچہ خود فرماتے ہین -

کہتے ہین سنگلاخ زمینون مین ہم تو شعر پانا ہمارے شوخی معنی کو ہے بکٹ

ایہام الفاظ و ذو معنین سے کام لیا ہے - ظرافت تو آپکی طبیعت کا جزو لازم تھی ایک وقت آپ مرض اسہال مین مبتلا ہوئے بیماری سخت تھی معالجہ مفید نہین ہوتا تھا ضعف بڑہتا جاتا تھا

زندگی سے یاس ہو گیا تھا۔ آپنے ایسی حالت مین میرزا معزالدین موسوی خان فطرت قمی خوافی کی خدمت مین کہلا بھیجا کہ آپ میری رحلت کی تاریخ کہدیجئے۔ مین عنقریب ہی رحلت کرونگا میرزا صاحب آپکا پیغام سنکر خوب ہنسے اور جواب مین کہلا بھیجا کہ آپ تاریخ گوئی مین لائق فائق ہین خود ہی تکلیف فرمائے یہان عاجز صاحب ترجمہ میرزا کا جواب سنکے مسکرائے اور تاریخ کی فکر کرنے لگے۔ اپنے نام و تخلص کے عدد جمع کئے ایک عدد زائد ہوا فرمایا کاش اگر موت ایک سال کی مہلت دیوے تو یہہ تاریخ ہم نام و ہم تاریخ رحلت ہو جاویگی حسن اتفاق سے آپ کی دعا مقبول ہوئی۔ دو ایک روز مین آپ صحیح و سالم ہو گئے یہ سال ختم ہونے کے بعد بہشت برین روانہ ہوئے۔ میر اولاد حسین کاکی بلگرامی نے بھی مادہ تاریخ یہی یعنی آپکے نام و تخلص سے نکالا۔ توارد ہو گیا۔ تاریخ فوت (عارف الدین خان عاجز) نام و تخلص کے مجموعہ اعداد مین۔ پھر آپ اُسی سال صحت کے بعد نادیٹر مین رونق افزا ہوئے تھے۔ آخر سال تک یہین رہے سال تمام ہوتے ہی وعدہ موعود پورا ہوا۔ اُسی مقام مین مدفون ہوے۔ آپنے اردو مین لال و گوہر کا قصہ نظم مین لکھا ہے۔ نہایت ہی عمدہ و مرغوب ہے اُسکی طرز ادا بھی خوب ہے۔ عاشق و معشوق کا قصہ ہے دونون کی سچی محبت و عشق کا تذکرہ ہے۔ عاجز صاحب ترجمہ نے اس نظم مین خوب ہی عرق ریزی کی ہے۔ مثنوی کے ہر رگ و ریشہ مین شعلے بھڑک اُٹھے ہین مضامین سوز و گداز کے بیان سے دل پھڑکتے ہین اس مثنوی مین جو بیان ہے بے نظیر ہے۔ اسکا ہر ایک داستان بدر منیر ہے۔ ہم مثنوی کے چند اشعار بھی بطور نمونہ اشعار کے ساتھہ آخر مین بیان کرینگے۔ آپ بذلہ گوئی و لطیفہ سنجی مین مشہور تھے۔ گلرعنا کے مولف لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے ایکروز آپ سے کہا کہ آپ مضامین فارسی ہندی مین سنگلاخ مین لکھتے ہین۔ اور مشکل مشکل خیالات ظاہر فرماتے ہین

اور تخلص عاجز کرتے ہیں بلحاظ مضامین آپکا تخلص بجائے عاجز غالب ہونا چاہئے۔ کیا وجہ ہے کہ آپ عاجز اختیار کرتے ہیں آپنے فرمایا خاکساری کی ظلمت میں غلبہ کا آبحیات موجود ہے۔ اور صائب کا شعر پڑھا ؎

افتادگی ز خاک برآورده دانه را   گردن کشی بخاک نشاند نشانه را

تاریخ گوئی میں مشہور تھے۔ شاہ شریف نے جب اورنگ آباد میں مسجد بنائی آپنے یہہ مصرع تاریخی موزون کیا (این مسجد شریف حریم جہان نما)

نواب ناصر جنگ شہید آپکی بہت خاطر و مدارات کرتے تھے۔ وقتاً فوقتاً انعام سے سرفراز فرماتے تھے۔ آپنے نواب کے احسان کا شکریہ ایسی بیت سے ادا کیا ہے ؎

لطف ناصر جنگ گرداند زبان ما گره   ورنه عاجز بود از قفل لب افغان ما

گل رعنا کے مؤلف نے لکھا کہ عاجز دہلی آئے ہیں وہ دیدہ ہاں مشاعرہ میں شعر کو آواز بلند پڑھتا تھا۔ اہل مشاعرہ اشعار عاجز کی سنکے اس قدر واہ واہ کہتے تھے کہ مکان کے در و دیوار سے صدا گونجتی تھی۔ عاجز بعض وقت اپنے اشعار آبدار پر ناز و فخر کا اظہار کرتا تھا چنانچہ کہتا ہے ؎

پس از ناصر علی عاجز گہربار آمد   نکوئی گر در زمین سخن گردد پیدا

اب میں آپکے نتائج طبع کو ناظرین کے ملاحظہ کیلئے گزارش کرتا ہوں۔

من اشعاره الفارسی

نشانده م به تخت حرف نگین شاه معانی را
بسیر ما بجاست چشم باشد بر دو ساقی
دل ز شوق آتش سودا ز عشق یکسر سوخت

وله

ز بسم الله نهاده م بسرش تاج مرصع را
نگین گیسو ز روی خویش چون خورشید برقع را
مینز بوی نسیم دود عنبر آمده ما

بسکه در هم گشت از گرد کدورت جان ما — خاک می‌بیزد بجای اشک از مژگان ما
شب بدامم پای گلگون که در خاطر گذشت — شد ز خون دل حنای پنجهٔ مژگان ما

وله
بوصف کاکل پر تاب او هر شب رقم کردم — در آوردم بسحر طبع در زنجیر یاران را

وله
ز رنگ قافیه‌های آتشین تا گلشن [illegible] گلها — ریخت چون خون بر زمین از شیشهٔ گل رنگها

وله
تا نویسم نامه از خود رفته‌ام [illegible] — می‌برد قاصد بجای نامه‌ام هوش مرا

وله
[illegible] باشد که [illegible] شود پیدا — هرچه گردد خاک گرد خامشی خاکستر شود پیدا
عروج [illegible] اظهار [illegible] گردن — ترا [illegible] شمشیر چون جوهر شود پیدا
بس ز ناصر علی عاجز گهر سخن آید — نکوئی گر بود در بن بحر نیکوتر شود پیدا

وله
[illegible] لب [illegible] ترا — سید [illegible] حسن غلط خون ترا
چشم امید [illegible] آغوش [illegible] — نکهه از هر رگ دیده گریبان ترا

وله
[illegible] حاصل [illegible] — تا کجا خواهد کشید این رشتهٔ سودا مرا

وله
شبی در خواب [illegible] آمد کاکل مشکین [illegible] پاش — سحر دیدم ببالین موج سنبل عطر عنبر را

وله
نسیم صبح [illegible] نقابش را — شود رنگ گلستان موج شبنم آفتابش را
بصحرائی که آن گلگون قبا گردد شکار افگن — ز خون صید نخل لاله سازد [illegible] را
شود چون شمع بزم [illegible] — کند از خون دل پروانه رنگین [illegible] را
غبار سرمه ریزد از غبار وحشت آهو — چو بیند سایهٔ مژگان چشم نیم خوابش را
[illegible] چشمان رقم کرد آنچنان عاجز — که میل سرمه پیدا شد ز هر سطر کتابش را

وله
چو خیال [illegible] شوق [illegible] گذری کند بباغ ما — ز نسیم نشئهٔ بیخودی خللی رسد بدماغ ما
به بهار گلشن اینچنین ز جفای باد خزان عجم — نه دمید سبزه گذشت نا شگفته غنچه بباغ ما

نه نشانی سرو نه قمری نه گلی نه غنچه نه بلبلی چو رویم عاجز ازین چمن که رسد بوی سراغ ما

وله

فگن ز روی خود ای مه جبین نقاب در آب که تا کنم به تماشای ماهتاب در آب
نگاه نرگس مست تو فتاده در بحر شده است دیدهٔ ماهی خم شراب در آب
عرق فشان گذرای شوخ از سر دریا که تا حباب شود کاسهٔ گلاب در آب
سخن مپرس عاجز بوقت جوش سرشک که هیچکس ندهد حرف را جواب در آب

وله

تا نهان در نظرم کاکل جانان شده است مژه از خون جگر شانهٔ مرجان شده است
داده ام جان به بیابان ز غم جوش چشمی خشت زیر سرم از چشم غزالان شده است
نگه گرم که زد در دل گلشن آتش که ز نرگس همه جوش چراغان شده است
وصف یاقوت لبش تا که نمودم تحریر نقش مسطر چو رگ لعل بدخشان شده است
عاجز از جبههٔ نم ریخت بدوزخ آبی عرق خجلت او کوثر عصیان شده است

وله

رنگ برق آرنی خون ز لب موسی ریخت لن ترانی به دلش شعلهٔ مایوسی ریخت
شب ندانم بفلک سرمهٔ نگاهی که فشاند پر تو ماه بکاشانهٔ من طوسی ریخت
شد حنای کف پایش ز نزاکت درباغ رنگ گل از قدمش بسکه بپابوسی ریخت

وله

تا جنون رهبر نباشد رفتن صحرا عبث دیدن بازار آهوی سر و سودا عبث

وله

سازم چو وصف کاکل و بر کنار موج عنبر شود کف دهن آبشار موج

وله

آنکه رخسار ترا مانند بستان کرد طرح در دل ما آه چون خار مغیلان کرد طرح
سازد چو رنگ عارض ورا شراب سرخ گردد ز سوز سینه دلم چون کباب سرخ
از گرمی نگاه بت شعله خوی من گردد می دو آتشه چون آفتاب سرخ
بیاد قد تو چون از دل آه برخیزد چو سرو سوخته دود از نگاه برخیزد

شب که در خوابم خیال کاکل او سایه کرد
در صف محشر چو خوابم گشت بیدار از غمت

وله

نقش قلم چون خبر از آن بت بی باک می آید
بهر محفل که میسازم حدیث نرگس مستش

وله

نظاره چون بروئے تو گلپوشش میشود

وله

تا خبر خنده اش از نگهت گل بافتند
جز حدیث کاکل حرفی ندارم بر زبان
از برائے جان نثار نرگس مستش کفن

وله

خوش عاشقی که یکدم بروئے جانستانی
هیهات آن زمانے کز چشم خونفشانی

وله

چو اشک سرخ نوشتم بر آب شد کاغذ
حدیث آه جگر خواستم که بنویسم
در صف حسن آن مه روشنی تحریر میکردم

وله

نیست حاجت که نهم پاے بدام زنجیر
ساقیا از آستین دست ید بیضا بر آر

وله

سوئے آن گلرو چو چشمم سطر اشکے خامه ریز
ای دل از نیرنگی افلاک فندیلے بترس

وله

دنیا که حاصلش همه خون نوشی است بس

وله

شوخی که چکد سرمه ز مژگان سیاهش

وله

چون کشاده دیده برهم زد نا خوابیده بود
شور خواهد شد که یارب این کجا خوابیده بود

وله

اجل در سایهٔ تیغش گریبان چاک می آید
برون از گوش هیچواران نهال تاک می آید

وله

چشمم بصد نیاز به هم آغوشش میشود

وله

طیلسان گریه ام از آه بلبل بافتند
پردهٔ تقدیرم از رگهائے سنبل بافتند
عاجزانه تار خیال نشئهٔ مل بافتند

وله

در دست جان سپردن چشمی کشاده باشد
دلدار رفته باشد عاجز ستاده باشد

وله

ز بس چکیده برنگ سحاب شد کاغذ
چو سیخ شرح قلم شد کباب شد کاغذ
تجلی ریز شد نوک قلم مهتاب شد کاغذ

وله

میکنم گردن خود بند بنام زنجیر
دختر رز را ببزم از حجلهٔ مینا بر آر

وله

قطرهٔ خون دلم را چون نقط در نامه ریز
از کبودیهائے این خمخانهٔ نیلی بترس

وله

افسانه اش تمام فراموشی است بس

وله

آهو جهد از سایهٔ دامان نگاهش

وله
من و شوخی که بهر قصد پری گردد جولانش — رم آهو بکلف پیچیده میگیرم روانش

ولے دارم سراپا درد در هجر ستمگاری — که غیر از سوز عشق دیگر نباشد هیچ درمانش

وله
خود را میفگن ای دل دانا به بند حرص — مشکل بود گسستن تار کمند حرص

وله
منم که برق برد از دلم طپیدن قرض — سحاب میکند از اشک من چکیدن قرض

وله
در حساب روزگارم بسکه سرتا پا سقط — می شمارم عمر را هر روز بسیار از غلط

وله
نمود تا نگهش ذوق تغافل حفظ — نموده ایم کتاب غم تحمل حفظ

وله
رسیده نامه پریشان خیال از لفظش — برای بیت نمودیم نام سخن حفظ

وله
طپید سینه دل از استماع نام وداع — پرید رنگ ز رخ زد آب از پیام وداع

وله
دارم بسینه اسیر شرار داغ — یک لاله است در چمن بی شمار داغ

وله
چون برق رفت از نظرم شهسوار حیف — معذور سر نگشت بدامنش غبار حیف

وله
کی نظر سازد بگلشن دیده خونبین عشق — باشد از خون جگر دامن گلچین عشق

وله
آمد بهار گلشن ای بلبلان مبارک — بر شاخ گل ز برگ صد آشیان مبارک

وله
از آب چشم و خون دل غرق خوی گشته ام — تسبیح گو بذکر گلو یاقوت زبان رشته ام

وله
مضمون وصف لعل لبش تازه بسته ام — اوراق رنگ غنچه بشیرازه بسته ام

وله
تنها دهم بسودای خیال نقش بر رویش — حبابی بر سر آب دم شمشیر بستم

وله
می کشان بانگ صراحی است پیام برهم — سر خم گشته مینا است سلام برهم

زانداز نگاه مست ساقی جام میخواهم — شراب از شیشه بوی گلبادام میخواهم

تمنا بوسه از سبز پشت لبش دارم — زبرگ غنچه معجون زمردفام میخواهم

بنیرنگ دوئی گر برق وحدت شعله افشاند — چراغ کفر را روشن ز قندیل حرم سازم

بدست آورده‌ام از پهلوی استغنای دل هم | وله | بفرق مدعا با زخم تیغ التجا خوردم

در خیال چشم او مست شرابی گشته‌ام | وله | دل بسیخ آه می دوزم کبابی گشته‌ام

چو در وصف دهان تنگ آن گلرو نقط سازم | وله | بروی مغز گوهر کلک بوی غنچه قط سازم

شود ساقی چو در بزم شب یکجا رم آن مه رو | | بروی بحر مهتاب ز بلورین جام بط سازم

بجام گوشم از هر سو همی صد آفرین ریزد | | چو شعر مست خود اندر ز نجیبه خط سازم

براه عقل عاجز هیچ کس عالم نمی پرسد | | بیا تا جاب سرشت جنون ره را غلط سازم

بسکه در هجر سیه چشمی سیه شد خانه‌ام | وله | می نماید دیده آهو در کاشانه‌ام

براه انتظار ساده روئی بسکه حیرانم | وله | اگر آئینه بنهادی گرده بر دیوار مژگانم

چو سنبل در خیال کاکل آن جلوه عنوانم | وله | پریشانم پریشانم پریشانم پریشانم

چو در گلشن خیال کاکل جانانه می سازم | وله | نهال آن چمن را می تراشم شانه می سازم

ز وصف شمع رخسارش چراغان میکنم گل را | | گلستان را مرصع از پر پروانه می سازم

نقاب از چهره یکسو ساز عالم را گلستان کن | وله | کشا کاکل خیابان جهان را سنبلستان کن

خط پیشانی من نقش کف پا گردید | وله | بهر تعظیم اجل کس نخمیده است چو من

سبزه شستم ز جام گردش چشم سیاه او | وله | شراب سرمه تیغ تشنه زیبای نگاه او

سازیم چون ز خوبی حسن تو گفتگو | وله | سازد زبان بچشمه خورشید شست شو

ای ساده رو نگر طرف انتظاریم | وله | داریم در خیال تو آئینه رو برو

عارض و مهر روز زلف و روز یکی شام دو | | گردش چشم مست او دور یکی و جام دو

بر لب پر تبسمش رنگ مسی پان خوشست | | طرفه طلسم عشق بین غنچه یکی و فام دو

خجسته ترین عاشقان عاجز و قیس و کوهکن | | لیکن ازین میانه هم پخته یکی و خام دو

از حیا چون رخ گلگون تو سازد عرقے
شود آئینہ بدست تو گلابی ورقے

اشک خونی برخ زرد من افتاد ز غم
زعفران را زنہان گشت بسبیل شفقے

گوہر نظم بس نثر شدہ در دیوانم
در نظر ہر ورقش ہست مرقع طبقے

گرد بادی بنود بر سر صحرا عاجز
ماند در خاک زنیتابی مجنون رمقے

ولہ

بگلشن میرسد باد خزان اے بلبلان آہے
زرد ہے چہرہ گل ہے زآشوب خزان آہے

ولہ

نگاہش برمن تا تجلی بر سر طورے
نگاہم برلب و تا بروئے او دو مخمورے

ہر قطرۂ اشکم عیان بر دار مژگان شد
ندانم شعوریش دل ہست یا گلہا کہ منصورے

کمندہا زبر چین کردہ می آید پہ پیروئے
رگ جانہا ہمہ پیچیدہ در زلف گیسوئے

چو وصف شوخی آن جلوہ گر خواہم رقم سازم
تراشم خامہ را مد نگاہ چشم آہوئے

من اشعارہ الہندی

دیکھ دامنگیر محبت میں ترے ہوئینگے ہم
خون ہمارا اپنے دامن سے دہو قاتل جہرا

ارے ناصح عبث کرتا نصیحت تند رو ہوکر
ولہ
کہتا ہی کاٹے ہے پہرنے سے بیچارا نہا

تجہے چلنے اور رونے میرے کیا ارے مطرب
بکار دیک بہا دو لایا ہر نہا دانا

ہوا ہے یہ مت پاکے کو خط پر حسن اب بس ہو چکا
کیوں عبث کہتا ہے مدہوش ہے پابوس

موسفیدی نے میرا ہوش اڑایا عاجز
نیر مرک کو لایا ہے بڑ کا کا کو

ادا سے گر ہماری بزم میں وہ فتنہ ساز آوے
بجا کر مہر کا دف چرخ کہتا کہتا گرے

آئی بہار یا عین پہلے میں سب رہ رخت
آلال یہ کہ دل ہے تیرے غم سے ہو

عاجز ہوں شاہ ملک جنون میرے واسطے
سوچ کلاہ و چتر فلک ہے زمین تخت

غم بن اب آہ دل میں لگی ہے کہٹ پٹ
آنکھوں سے اشک پل پل گرتے ہیں لال بٹ

نو بہار آئی نہیں آیا میرا لال الغیاث
مکتوب میرا اس شاہ خوبان کے پانو لگ
ہے لال تیرا زقن باغ ناز کا ترنج
چمن مین چل کہ سجن بیحجاب ساغر کھینچ
ہے ہالے بت کا دل تیرے چھپر کی طرح
دل میرا اے شوخ گندم رنگ تیرے ظلم سے
یون لکھا وصف اس شکر لب کے عاجز کلک مین
لال تیرا رنگ یون میگا تمہارے ہم سے زرد
ہر سحر کیا دیکھتے ہو آرسی ہے سادہ رو
دور آیا ہے زبون یا اسد اللہ مدد
نو بہار آنے سے گل پایا ہے اے صبا داد
گردن اپر کرے حم آیا ہون اے قاتل شتاب
ہے شہد کہان شیرہ لفت سے ملذذ
آ جان دیکھ تجھکو قربان ہو کس کے خاطر
بہار آنے سے شبنم نے کیا ہے گل کا بستر تر
ہوا ہون جان تون تیری دیکھ بمہری
لکھا ہون اے کبوتر نامہ اس بلقیس ثانی کو
ہنر مندونکا لشکر گرا کہتا ہو طبیعت سے
روز محشر مین بچادینگے تجھے بارہ امام

وله
آہ گل کے داغون سے دل ہوا لگا اس سال الغیاث
وله
ہدہد لجاوینگا کہ اوسے ہی ازل سے تاج
اسے جو سبب ہے جان اسکو دینا رنج
بہار رنگ گلستان کے سر سے چادر کھینچ
کیا کرون اسکے صفت ہی سخت ہیر کی طرح
کہا کہ قرص داغ ہے کھٹے چھپرے کی طرح
روشنائی جم گئی مصری کی شیرے کی طرح
زعفران اڑتی ہے جنت مین جہان تانو منہ سے گرد
ہے تمہارے حسن کے دفتر کے دو نو صاف گرد
دل ہوا ساغر خون یا اسد اللہ مدد
اب کریگا کیون سہرونکا دل ناشاد و شاد
سر اٹھا کر آج بار خنجر فولاد اداد
ہے قند کے ہر وصل کے شربت سے ملذذ
مانند چشم بسمل حیران ہون کسکے خاطر
چمن مین چلکر اسکو ترشا ہی غنچہ شہد چکھکر
ہے کافور کا دانہ رکھون سینے پہ اگر کر
تیرے پر بنا دہون بادہ ہوا ہے بلبل شہپر
سخن کے زور سے ہر بات مین ہو وین سخنور و زر
مت سفر ڈر سے فکر سات در پانچ کر

لال ہے موسم گل سرخ کرو اپنا لباس — کہ کریں ہم بھی سخن رنگ سے بلبل کے پاس

جب سے اے رنگین ادا تیری رنگ گلگین نقش — تب سے میری آہ کا ہے سینۂ بلبل میں نقش

آتا ہے جان بر ہیں تو ہوتا ہے غم غلط — جاتا ہے آپکے سینہ میں ہوتا ہے غم غلط

قاتل آتا ہے ہمارا آج خنداں الحفیظ — ہم ہیں سرگشتہ میں نالاں الحفیظ

ہجر کے راتوں میں آیا درد ہجر دلمیں آہ — بیطرح آ کر لا بیٹھا ہے [illegible] الحفیظ

آئی بہار رنگ سے خوش ہے دماغ باغ — ایک کیفیت ہے نرگس [illegible] باغ

عاجز ہیں شمع آہ جلاتا ہے [illegible] میں — روشن ہو گلوں سے [illegible] باغ

گلشن میں ہے [illegible] شمع [illegible] — [illegible] گلوں کو [illegible] طرف

جب رنگ [illegible] — غنچوں کے [illegible] جا بدلی [illegible]

اسیر عشق کو [illegible] کیا [illegible] — جو [illegible]

[illegible] — تمہارے [illegible] ہم

اے [illegible] — [illegible]

[illegible] — دل [illegible]

عشق ہے خوش [illegible] — [illegible]

خوش قد [illegible] — [illegible]

خوش نگہ کی یاد [illegible] — تکلف کریں مینا کو [illegible] کریں

ہر خیالی بات کی [illegible] خون [illegible] — رشتۂ نخل قلم کو [illegible] کروں

عاشقو [illegible] تصویر کھینچا چاہیے — اور اس کے پاؤں میں [illegible] چاہیے

عرق جب اسکے [illegible] چہرہ پر نور سے ٹپکے — خجل ہو گل سے شبنم جیوں نہ ہو سورج سے ٹپکے

چمن میں جا کے وہ رنگین ادا جب مسکراتا ہے
گلوں سے رنگ اڑ کر لال سا جنگل کو جاتا ہے

ہمارا اشک خونی یاد میں گلرو کے رو رو کر
نگہ کو رشتۂ تسبیح یاقوتی بناتا ہے

سواری ہے جنوں کے شاہ کی صحرائے وحشت میں
ارے دل کھول دے آ کے جلدی نشان اپنے

از مثنوی لال و گوہر مولفہ عاجز صاحب ترجمہ

الٰہی رس سے مجھکو رنگین بیانی
عطا کر مجھکو یاقوت معانی

سخن کے در کا مجھکو جوہری کر
سخن سنجوں کو میرا مشتری کر

سخن کا لال سے بھر دے زبان کو
دُر معنی سے بھر میرے بیان کو

جنوں کے دشت کا تھا ایک بگولا
خرد کی راہ کو وحشت سے بھولا

ہوس سے تھا علم کا اسکے خورشید
فلک کے فرق پر کہاے مالید

تردد کا قدم رکھتا تھا کس گن
نہ ہوتا تھا کہیں کوئی نقطہ ساکن

ہواؤں کی طرح سر گرم رم تھا
بیابان اسکو گلزار ارم تھا

مروت دل لگا جیسے فلک پہ
نظر میں اسکے آیا دشت جانکاہ

کہوں اس دشت کی کیا کچھ صفت
زبان پر کس طرح ڈالوں نعت کو

وہاں ہرگز نہ تھا پانی کا آثار
اجل کا کھیت تھا وہ دشت خونخوار

بیابان عدم کے تھا برابر
وہاں تھا جہاں عزرائیل کو ڈر

وہاں کی ریت نشتر کی انی تھی
وہاں کے کانٹے بھالوں کی انی تھی

وہاں کی گرد تھی پانو کی دارو
وہاں کی خاک تھی دوزخ کی بالو

وہاں کی باد تھی شوریدہ صرصر
وہاں کی کنکری تھی مثل اخگر

بگولا تھا وہاں دن رات قائم
وہاں جھکڑ سدا آندھی تھی دایم

عزت ۔ میر عبدالمنان

عزت تخلص۔ میر عبدالمنان نام۔ تحفۃ الشعرا کے مولف نے لکہا کہ آپ میر
عبدالرحیم خان اندجانی دیوان بیوتات عالمگیری کے پوتے ہین۔ صحیح النسب والحسب
شریف و نجیب ہین۔ آپ تعصب مذہب مین مشہور تہے۔ آپکے تعصب کی
ایک نقل مشہور ہے کہ جانور پرندہ مینا جو بزبان فصیح نام مبارک حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کا بولتی تہی۔ آپنے پرند بے زبان کی زبان کو قطع کردیا۔ صاحب تحفۃ الشعرا نے
میر نعمان خان نبیرہ میر سے قطع زبان کی کیفیت دریافت کی۔ جواب اگرچہ
عوام مین مشہور ہے غلط ہے اصل واقعہ یہ ہے کہ مینا یا علی بولتی تہی۔ اسکی قیمت
پانسو روپیہ خرید کئے۔ جب خرید کے گہر مین لائے۔ نام مبارک اوسنے نہین بولی
گنگ ہوگئی۔ مالک کو واپس کردی۔ کلمات طیبات مولفہ عنایت اللہ خان کشمیری
مین مرقوم ہے کہ عبدالرحیم خان ایک خنجر کمر مین رکہتا تہا۔ بادشاہ نے ایکروز خنجر کو
دیکہکے فرمایا کہ نہایت خوش وضع ہے۔ عرض کیا خداوند نعمت۔ اسکا نام اسکی
وضع سے زیادہ خوش ہے رافضی کش۔ چونکہ بادشاہ بہی مذہب پرست تہا اکثر اسکا تذکرہ زبان پر
لاتا تہا۔ میر عبدالمنان عزت صاحب ترجمہ دہلی سے آصفجاہ بہادر کے ہمراہ
دکن مین آئے۔ جواہر خانہ و خلعت خانہ کی داروغگی پر مقرر ہوئے۔ اعلیحضرت
آپکو بہت چاہتے تہے۔ اکثر مصاحبت و تقرب مین بسر کرتے تہے۔ ایکروز ایک
معمولی بات پر ناخوش ہوکے نوکری سے دست بردار ہوئے۔ تاج شاہی درویشی
سر پر رکہکے برہانپور آئے اور گوشہ نشین ہوگئے۔ عزیز الوجود و شریف السیرت تہے
آپکے مستعفی ہونیکے بعد آپکے فرزند بزرگ میر ابوالفتح خان والد ماجد کی خدمت پر

سرفراز ہوئے۔ اور آپ کے فرزندان رشید سے میر ابوالفخر خان و میر نعمان خان و میر احسن خان ہیں ہر ایک خدمت عمدہ پر مامور ہے عزت و آبرو سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ عزت صاحب ترجمہ نیک سیرت درویش طینت تھے دنیا و مافیہا سے الگ منتے تھے۔ موزون الطبع تھے۔ شعر گوئی سے طبیعت مناسب تھی کبھی کبھی اشعار صوفیانہ موزون فرماتے تھے۔ آخر عمر میں برہان پور میں سکونت پذیر تھے تقریباً ۱۱۶۵ ہجری میں فوت ہوئے۔

من اشعاره الفارسی

زبردست احتیاج از خلق استغنای دل
بسته‌ام چشم که بسکه گوید توکل واه واه

صبح و شام از گریه چشم تو طرح تازه بست
کفر و ایمان را شمر لفت نیک اندازه بست

با تو چمن بود از خود رمیدنهای ما
پرده حسن تو گردیده است دیدنهای ما

تا کجا حرف نزاکت بمیان آرد کس
رنگ جان تا نظر موی کمر رسید یکی است

صبح مست لاله زار سفید و سیاه و سرخ
چون چشم پرخمار سفید و سیاه و سرخ

هر رنگ گذران جهان از من مپرس
دیدم هزار بار سفید و سیاه و سرخ

عاشقان را از فنا باشد عروجی در نظر
گرد باد خاک ما دارد تجمل در هوا

مو بمو خط شعاعی شد
سایه ات گرد آفتاب مرا

نصیب خاکساران ست از خود باخبر بودن
ز نقش پا بود هر لحظه ام آئینه دیدن ها

دارم از بهر نثار تو دم چند بیا
جان نمانده ست مرا ای بخدا زود بیا

روی خوبت چراغان میکند آئینه را
زود دلها سنبلستان میکند آئینه را

گر برای راحت دل خوب میباشد وصال
بهر یاد نام او بیتابی هجران خوش است

در فراقش عاشقان را اشک خون باید گریست	یاد لعل بے بہارا نیچہ مرجان خوش است
گل گریبان چاک می بینیم مست عشق کیست	غنچہ می غلطد ز خود صہبا بدست عشق کیست
ہر طرف این گلستان آزاد بینوائیست	ہر خندہ گل اینجا از چاک دل صد پاست

عنایت - میر عنایت اللہ جنیدی

عنایت تخلص - میر عنایت اللہ نام - جنیدی الاصل ہندی الوطن ہیں - آپ صوفی مشرب و پاکیزہ مذہب تھے - فہم رسا و ذہن صفا سے موصوف حسن اخلاق و مروت میں معروف تھے - عالیجناب نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کے زمرہ ندماء میں تھے - عالیجناب انکی ملاقات سے بہت محظوظ ہوتے تھے چند مدت حضور کی ملازمت میں سرگرم رہے - آصفجاہ بہادر کے بعد نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی صحبت و ملازمت میں بسر کرنے لگے - معرکہ ارکاٹ میں شہید کے ہمرکاب تھے شہید کی شہادت کے بعد اس معرکہ میں جو درمیان ہمت خان افغان و ہدایت محی الدین مظفر جنگ واقع ہوا - ضرب بندوق سے ملک بقا کی طرف روانہ ہوئے یہہ واقعہ ۱۱۶۴ھ ہجری میں حادثہ ہوا - آپکی طبیعت شعر و شاعری کے مناسب تھی - طبع رسا سے شعر خوب کہتے تھے - ایک قصیدہ آصفجاہ بہادر کی مدح میں بعد از ملاقات بھیجا تھا - گذارش کیا جاتا ہے -

ہو

اے کردار در سایہ اش خاصیت ظل ہما	دستش موج دریا آستان اوج سما
گر برد سرمایہ ابر از آب تیغ قدرتش	سینۂ خارا شکافد خنجر برگ گیا

رعیت و لرزه اگر عام سازد در مثل
جوهر آئینه از جوش طپش گردد جدا

تیغ او باشد ظفر شاهد آئینه رو
می ستاند نقد جان دشمنانش رونما

گر گزیند فیض وزرا فزونی از اقبال او
چون مه نو بدر آید روز و شب در ارتقا

شست شمع دیده خورشید را عینک شود
مصحف عدلش تلاوت گر کند سیر سما

غنچه گوید زیر لب اسرار خلقش با نسیم
هم صبا در باغ سازد شرح فیضش بر ملا

از سواد شکر فیروزمندش سرمه وار
چشم نصرت دیدهٔ اقبال میگردد جلا

یک دم معجز طرازش همچو عیسی در زمان
زنده در آئینه سازد قالب تمثال را

از هراس احتساب شرع در ایام او
جابجا اندر گلوی نی گره بندد نوا

در زمان اتقایش کز رواج ورع و زهد
زهره خواهد طیلسان مشتری سازد ردا

بسکه استعداد جرم اندر طبیعت ها نماند
نشنود هم گوش شنوا صوت چنگ و نغمها

سالها گر دفتر اشعار بنویسم منو
شمه از شرح اوصافش نباید در ادا

ای طواف بارگاهت آرزوی جان و دل
ای غبار آستانت چشم ما را توتیا

گرچه دورم لیک دوری یک روزی مشیت
صبح شبنم بر زمین و چاشت با مهر سما

باوجود بعد از فیضت نباشم ناامید
ذره روی زمین از مهر می یابد ضیا

تهمت دوریست لیکن آنچه می باشد بچشم
روز و شب در خلوت آئینه دل کرد جا

تن در اینجا ساکن و جان در حریمت مرکزیست
کاه را باشد رجوع آخر بسوی کهربا

ای عنایت چند این آرائش طول کلام
زینت پایان سخن گردان به خلخال دعا

تا که باشد در چمن باد صبا نکهت رسان
سبز دارد گلشن اقبال تو فیض خدا

عاقل - محمد عاقل دہلوی

عاقل تخلص - محمد عاقل نام - صاحب تحفۃ الشعرا نے لکھا کہ دانشمند خان خطاب ہے اور لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی گلرعنا میں لکھتے ہیں کہ ہنرور خان خطاب ہے آپکا مولد و منشا شہر دلی ہے - نشو و نما کے بعد دلی کے علما و فضلا سے کتب درسیہ علوم حکمیہ ختم کین - فارغ التحصیل ہو کر بادشاہی منصب سے سرفراز ہوئے عالمگیری زمانہ تہا علما و فضلا کی بڑی ترقی تہی - اسی زمانہ مین آپ بندگانعالی نواب صف جاہ سے ملے - بندگانعالی جو جوہر شناس و قدردان ہنر تہے - آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی - اور حضور مین کہا - عاقل حضور کے ہمرکاب رہتے تہے - بزم و رزم مین ہم صحبت - آپکی مداحی مین صرف اوقات فرماتے تہے جب بندگانعالی آخر زمانہ عالمگیری مین بیجاپور کے صوبہ دار ہو کر دکن مین آئے تب عاقل بہی ہمرکاب تہے - اکثر خلوت و جلوت مین باریاب ہوتے تہے - پہر بندگانعالی آصفجاہ فرخ سیر بادشاہ کی سنہ اول جلوسی مطابق ۱۱۲۴ھ ہجری مین اورنگ آباد کے صوبہ دار ہو کے دلی سے اورنگ آباد آئے عاقل بہی ہمراہ تہے - بندگانعالی کی جاگیرات جو ہندوستان مین تہین ان کے محاصل کا خزانہ دلی ہی مین رکہتے تہے - اور جاگیرات کے مداخل و مخارج کا دفتر بہی وہین رہتا تہا بندگانعالی نے عاقل کو خزانہ کا داروغہ مقرر کر کے اورنگ آباد سے دلی روانہ فرمایا - عاقل نہایت خوشی سے وطن مالوفہ روانہ ہوئے مدت تک اُسی خدمت پر مامور رہے - پہر دلی سے دکن مین آئے فراشخانہ اور خزانہ کا کام آپکے تفویض ہوا - آخر سرکار نظام سے رخصت لیکر وطن مالوفہ روانہ ہوئے - وہین بعارضہ طبعی ۱۱۵۹ھ ہجری یا بقول ۱۱۶۰ھ ہجری مین فوت ہوئے عاقل سخنور کامل و ہنرور فاضل تہا - مضامین تازہ کا موجد و معانی خوش انداز کا مجدد تہا

وضعداری کا پابند اور وفاداری کا کاربند تہا۔ آپکے مزاج مین ظرافت و لطافت بیشمار تہی۔ آپ جس مجلس مین ہوتے تہے وہ مجلس لطائف و ظرائف سے رونق پاتی تہی۔ اہل مجلس کے دلون مین سرور کی کیفیت پیدا تہی۔ آپ رونق محافل و زینت منازل تہے اب ہم آپکے اشعار مندرجہ ذیل سے کتاب کو رونق دیتے ہین تاکہ ناظرین کے دل کو سرور و آنکھون کو نور حاصل ہو

نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کی مدح مین کہتا ہے

می توان اے نظام الملک تسخیر جہان
قدرت اقبال عیسی معجزت نازم کہ او

دشمن آتش بجان افتادہ ات در عرض حال
می دمد در قالب اعدا دم شمشیر را

اے جواہر سای معجون نشاط روزگار
یکنفس از شمع می خواہد لب تقدیر را

ندارد حاصلے غیر از ندامت حرف سازیہا
می نوانی شاد کردن عاقل دلگیر را

ولہ

چراغ خانہ آئینہ روشن از خاکستر
زبان شمع آخر خاک لیسد از درازیہا

کلید و قفل چون دیدم زیک آہن یقینم شد
تو ہم اے بیخبر یکبار آتش زن بسامانہا

پئے تحصیل روزی ہرزہ می نازی نمیدانی
کہ از اسباب کشائش در گرہ دارند مشکلہا

بامن چو اتفاق نباشد زمانہ را
کہ گندم را سفیدی از انتظارت گشت ثمر گاہا

تا دہد از ساز عیش رفتہ را آوازہا
در خوشہ آسیا ندہد رنج دانہ را

ندارد رو چہرہ ام رنگے ز جوش ناتوانیہا
تکلف برطرف لولی چہ سامان کمی دارد

ولہ

برکش ساقیا گیسوئے عنبر فام را
چو گل تاراج چیدن رفتہ ام رتو جوانیہا

سرفرازان یک قلم از زیردستان قائم اند
سایہ انگور باید آفتاب جام را

نیست جز دیوار عاقل تکیہ گاہے بام را

ولہ
نباشی بیخبر از فرصت ساغر زدن اینجا — که نرگس میکشد پیمانه در جیب کفن اینجا

ولہ
شهید لعل شیرین کسے گردیده ام غافل — هما چون نیشکر خواهد مکیدن استخوانم را

ولہ
بکلفتهای که شرح دیده خونبار بنویسم — سرشک خامه ام گلگون کند رنگ سیاهی را

ولہ
ناتوانی بسکه دارد طائر آزاد ما — دام خالی می برد از صید ما صیاد ما

آب رنگ انتخاب ما تماشا کردنیست — نرگسستان است گلزار سخن از مدعای ما

ولہ
جهان نشتر که در دست ستایش کرد پیدا اینجا — بقدر سخت جانی هر کسے در خون طپیدن اینجا

ولہ
راضیم بر سرنوشت اے فلک گر ساعتی — همچو مژگان گرد چشم یار گردانی مرا

ولہ
از تمنا جان بلب نزدیک شد — گر رسد قاصد ز کویش دور نیست

ولہ
هیچ کس یا رب اسیر جذبه الفت مباد — مرغ دست آموز در پرواز هم آزاد نیست

ولہ
بے رنج محال است بفردوس رسیدن — هموار می زند گلشن شمشیر دارد

بروز زاهد که تحصیل رهم طاعت می خواهد — خدا در کارسازی از کسے شفقت نمیخواهد

نو بهار آمد حریفان ساغر صهبا زنید — خنده بر وضع جهان از گریه مینا زنید

وعده می کرد لفظ بر کاغذ چو سپند — یاد چون گرمی یاران چه قدرها می کرد

آئینه را دوچار خویش کردی — از حیرت ما مکن فراموش

عشق ورزیدیم و دل وقف ندامت کردم — شیشه میکش سنگ ملامت کردم

عالمی را همه از خم ابرو خواندم — من باین قبله کج طرفه امامت کردم

سرمه بودم ناله گشتم نکهت گلها شدم — عشق میداند به بیرنگی که من رسوا شدم

چیست مطلب از گدا از کوزه ساز عشق را — سنگ بودم آب گشتم سوختم مینا شدم

سالها از بهر دنیا حلقه هر در زدم — پشت پا جائے که باید زد زغفلت بر زدم

راہ کدام فطرت و رسم کدام ہوش ہست	ولہ	صد در د سر خریدن از منصب بزرگی
چو راہب بہ بتخانہ بیدار بودن	ولہ	ازان بہ کہ در کعبہ خوابیدہ باشی
جہان لبریز حسن اوست دیدہ می باید	ولہ	بہر سو ماہ کنعان ہست چشم تماشائی

عرشی ۔ مولوی محمد فضل رب تاجپوری

عرشی تخلص ۔ ابوالقاسم کنیت ۔ محمد فضل رب نام ۔ آپ حکیم مولوی امام علی صاحب کے خلف الصدق ہیں ۔ آپکا مولد و منشا تاجپور ضلع اعظم گڈھ ہے ۔ آپنے وطن مالوفہ مین تربیت و پرورش پائی ۔ سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین کتب فارسیہ و عربیہ کی تحصیل کین ۔ ہمعصرون مین لائق و فائق ہوئے ۔ طبیعت مین موزونیت و جولانی خداداد تھی ۔ چستی و چالاکی از حد زیادہ تھی ۔ شعرگوئی کا شوق دلمین موجزن اور سخن سنجی کا ذوق شعلہ زن ہوا ۔ طبیعت والا و فکر رسا کے زور سے کلام موزون کرنے لگے کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہونے لگا ۔ ہمکو آپ کے تلمذ کا حال معلوم نہین ہوا ۔ مین خیال کرتا ہون کہ آپکو مصداق الشعراء تلامذۃ الرحمٰن جب تعالی کے فیضان غیبی سے تلمذ حاصل ہے ۔ آپکا کلام صنایع و بدایع کے ترصیع سے مرصع اور اقسام اقسام کے قوانی و تلازم شعریہ سے مسجع ہوتا ہے ۔ نازکخیالی و شیرین بیانی سے آراستہ ۔ اداہائے رنگین و شگفتہ معانی سے پیراستہ ہوتا ہے ۔ ہر ایک شعر نزاکت و لطافت مین ڈوبا ہوا اور ہر ایک مصرع فصاحت و بلاغت مین تولاہوا نظر آتا ہے ۔ کثرت خوبی سے ہر ایک فقرہ بزبان حال انا الشرق ۔ اور ہر ایک کلمہ انا البرق کہہ رہا ہے ۔ آپکا کلام اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ بمقابلہ متاخرین ہند کے قاآنی اور ہمو ازنہ متقدمین ہند کے خاقانی ہین

آپنے الفاظ و معانی مین باہم ایسا جوڑ ملایا کہ ناظرین اُسکو تاج مرصع تصور کرتے ہین فقرات کی نشست و معانی کی بندش ایسے ڈھنگ سے بٹھائی کہ شائقین اُسکو تاج مرصع کا طرّہ خیال کرتے ہین۔ آپکو اگر فخر شعرائے ہند و طوطی دکن کہین تو روا ہے۔ آپ خوش خلق و نیک طینت ہین صاحب مروت و پسندیدہ سیرت ہین۔ یاران ہم مشرب ہم مذاق سے نہایت محبت و اشفاق سے ملتے ہین ظریف الطبع و لطیف المزاج ہین۔ خوش تحریر و خوش تقریر ہین۔ جس مجلس مین آپ جاتے ہین سب اہل مجلس آپکو رونق مجالس سمجھتے ہین۔ حاضرین مجلس آپکی تقریر دلپذیر سے مزہ و لطف اٹھاتے ہین۔ مولف فقیر کو بھی آپ سے نیاز ہے کبھی کبھی مولوی مہدی علیخان المخاطب نواب محسن الملک بہادر کے دولتخانہ پر ملاقات ہوئی ہے مگر آپنے سرسری ملاقات مین ایسا ثابت کر دیا گویا ہمارے مدتون کے رفیق ہین۔ چند مدت تک ملازماً ریاست گوالیار مین مقیم رہے۔ مہاراجہ کے صاحبزادے کے ادب آموز تھے۔ بڑی عزت و آبرو تھی مگر آپکو ادب آموزی سے نہایت نفرت تھی کیونکہ آپکا مزاج آزادگی پسند قید و تعلق سے دور رہنا چاہتا تہا۔ خود ہی وہانکا تعلق چھوڑ کر نواب لائق علیخان مختار الملک ثانی کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے۔ اکثر قصائد حضور و مدار المہام کی شان مین لکھے۔ فائز المرام نہین ہوئے۔ اسیطرح امیدواری و انتظاری مین بسر کرتے رہے۔ طرفہ یہہ ہوا کہ یہان بعض نے غلطی یا شاعرانہ تقابل کی وجہ سے آپکو مطعون کیا کہ آپ جو کچھ کہتے ہین یہہ آپکا طبعزاد نہین ہے شاید متقدمین مین جو اس تخلص کا شاعر نامی عرشی گذرا ہے اُسکا دیوان آپکے ہاتھ آگیا ہے۔ آپ یہہ جوہر افشانی اُسی گنجینہ کی بدولت کرتے ہین۔ آپ بہی معترض کے اعتراض و طعن سے واقف ہوئے۔ ایکروز حسن اتفاق سے آپ مدار المہام کے سلام کیلئے گئے معترض بہی دربار مین

بار یاب تھے اُسوقت آپکی شاعری کی بابت تذکرہ شروع ہوا معترض نے وہی اپنی ہٹ دھرمی
شروع کی - اور یہہ کہا کہ اگر آپ فی البدیہہ چند اشعار ہمارے خواہش کے موافق سنگلاخ
زمین مین کہدین تو ہم اپنے اعتراضات و طعن سے اعراض کرین گے اور آپکی واقعی لیاقت
و استعداد کا اقرار - آپنے نہایت خوشی سے اس امر کو منظور کیا - اور معترض صاحب کیطرح
پر اُسیوقت چند اشعار فی البدیہہ کہدئے - نواب صاحب اور اہل مجلس آپکی استعداد کے
قائل ہوے اور معترض صاحب پژمردہ خاطر - نواب صاحب نے معترض صاحب سے مخاطب ہوکے
کہا فرمائے اب آپ کیا کہتے ہین - معترض صاحب نے جب نہایت ندامت کے ساتھہ آہستہ
لب سے کہا کہ اس شخص کی واقعی لیاقت اس کلام کے لائق نہین ضرور کوئی بیاض قدیمہ انکے
پاس ہوگی - افسوس معترض نے آپکے معاملہ مین بڑی بے انصافی کی - صریحًا معترض کی زیادتی
معلوم ہوتی ہے - اب اس مقام پر فقیر مولف انصافًا گزارش کرتا ہے کہ معترض کا اعتراض اس قسم کا
تہا کہ لا اصل لہ کیونکہ متقدمین مین دو عرشی گذرے ہین اُن دونون کا کلام میرے پاس
موجود ہے - جناب عرشی صاحب ترجمہ اور ایک عرشی متقدم کے کلام مین اسقدر فرق
ہے کہ عرش و فرش مین ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - متقدمین اور آپکی
طرز مین زمین و آسمان کا فرق ہے ؎ ہر گلے را رنگ و بوے دیگر است - آپ اکثر قصائد
سنگلاخ زمین مین کہتے ہین - ترصیع و تسجیع کا زیادہ لحاظ فرماتے ہین - متقدمین کے کلام مین
یہہ صفت نہین ہے - میرا ارادہ تہا کہ متقدمین کے چند اشعار اس مقام مین نقل کرون
تا کہ ہمارے کلام کی پوری پوری تصدیق ہو جائے لیکن افسوس کہ متقدمین کے دیوان
موسی ندی کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوگئے - اسوجہ سے معذور ہون - جناب عرشی صاحب ترجمہ
انہین موانع و عوائق کیوجہ سے چند مدت پریشان و پراگندہ حال رہے - مگر آپ مستقل مزاج

وثابت قدم تھے۔ اپنے استقلال وثبات مین ذرا بھی جنبش نہین کی۔ نہایت بشاش وبشاش رہے۔ یاران ہم مشرب کے جلسون مین شریک ہوتے تھے۔ کبھی کسی دوست ورفیق سے شکایت نہین کی اور نہ اپنی حالت بیان کی۔ حبل المتین صبر کو ہاتھہ مین تھامے ہوے خدا پر توکل کئے ہوئے تھے۔ کہ اُسی صبر وتوکل کی برکت سے بندگان عالی حضور پرنور نے نہایت قدردانی سے آپکے لئے بقدر مایحتاج ڈیڑہ سو روپیہ ماہوار کا منصب مقرر کردیا بہرحال عدم مطلق سے بہتر تہا۔ مگر آپکی فیاضی وسیرچشمی کے لحاظ سے خاص اس شہر مین یہ مقدار آپ کے لئے کافی نہین تہی۔ آپ اسی وظیفہ پر شاکر وقانع رہے۔ آپکی عمر تخمیناً پچاس برس کی تہی۔ آخر آپنے تقریباً ۱۳۰۹ہجری مین اس دارنا پایدار سے بمقام بقا رحلت کی۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فقیر مولف کو سنہ وفات مین تشک علوم ہوتا ہے تخمین وقیاس سے لکھا گیا

من اشعارہ الفارسی

مدح مین نواب سعادتعلیخان منیر الملک مرحوم کے

بدشت دیگرے تازم بکوے دیگرے تازم
بمدح سروری سازم ہان مدح نورانی

ملک چہرہ فلک قدرے وقدر قدرت قضا صولت
بلبہا عیسیٔ ثانی بعارض ماہ کنعانی

ملک بخت وفلک تخت وکرم پاش وصفا اشہب
جہان بخش وجہاندار وجہانگیر وجہانبانی

بہمن تن سکندر در مویدی غضنفر فر
بفر وقدر سلجوقی بہ بوق وتوق سامانی

تشقائق خود مانی ان صحارب جوے لعلا بن
بمیدان رستم دستان بحکمت زشک لقمانی

ملک گو ہر فلک منظر قبا دافسر منیر الملک
کہ بر خوانش کند خورشید گردون کاسہ گردانی

زہے با موکبش نصرت خلدار جہانگیری
خہے با پرچمش شوکت نشاندار جہانبانی

بکاشانش فلک تابان گر قندیل خورشیدی	بایوانش قمر روشنگر مصباح عرفانی
بدرگاهش قضا بفرست حشمت را بجاروبی	بفرگاهش قدر بنشاند دولت را بدربانی
کیاست را بفکرت دوق با لیدن نخواهی	فطانت را بذانت شوق بالیدن نه نیسانی

من اشعاره الهندی

خون بار ہوگی چشم کفن ہوگا خون مین تر	پہچاننا عدم مین مجھے اس نشان سے
مین اور نوید وصل فلک اے را مید بہر	قاصد تری تو باتین مین وہم گمان سے

عاقل - سید محمد سلطان دہلوی

عاقل تخلص - سید محمد سلطان نام - آپکے بزرگون کا اصلی وطن برسٹ ضلع بارہ تہا - لیکن آپکے جد اعلی وطن سے دلی مین چلے آئے اور اسی شہر مین سکونت اختیار کرلی - آپکی ولادت دلی مین واقع ہوئی - نشو ونما بہی اسی شہر فیض بہر کی آب ہوا مین ہوا - سن شعور کے بعد فضلاء وقت کی خدمت مین کتب درسیہ فارسی سے فراغت حاصل کی اور عربی مین نحو وصرف کے چند رسالے پڑہ لئے - پہر آپکے دلمین شعر گوئی کا ولولہ پیدا ہوا - مرزا اسد اللہ خان غالب کی خدمت مین حاضر ہونے لگے اور اپنے کلام طبعزاد کو استاد کی خدمت مین پیش کرنے لگے - استاد آپکی طبیعت کی جولانی اور کلام کی بندش دیکہکر خوش ہوتے تہے - اور فرماتے تہے کہ یہ ہونہار ہے - استاد کی اصلاح سے خوب کہنے لگے - اور کلام مین بہی پختگی نظر آنے لگی - آپ جو کچہہ کہتے تہے نہایت درست وسنجیدہ ہوتا تہا - اور ہر ایک فقرہ ملاحت ونزاکت مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا - آپ چند روز کے بعد دلی سے بنارس آئے - اور شہر مین فروکش ہوئے

بنارس میں آپکے اکثر عزیز واقارب سکونت پذیر تھے اور آپکے حسب و نسب سے
واقف تھے ۔ نجیب الطرفین تھے ۔ نواب حامد علیخان بہادر و نواب نجف علیخان
بہادر سے قرابت تھی ۔ بنارس میں میر زبر حسین مرحوم مہتمکیت سفید پوش کی دختر
نیک اختر سے شادی کرلی ۔ مدت تک بنارس میں رہے طبیعت میں شعر گوئی کا مذاق
تھا یہاں اُس فن کی طرف خوب ہی توجہ کی اور صاحب عالم مرزا قادر بخش صابر کے
شاگرد ہوئے ۔ چند مدت میں رفتہ رفتہ درجۂ استادی کو پہنچے سنہ ۱۳۰۰ ہجری میں حیدرآباد
دکن میں آئے اور یہاں ایک اخبار آصفی شایع کیا ۔ آپکی طبیعت میں شوخی جستی
موجزن تھی چالاکی و بیباکی نعرہ زن تھی ۔ ہمدردئے قوم و خلائق کی خیرخواہی میں
ہمہ تن مصروف تھے ۔ خوش خلاقی و انسانیت میں معروف تھے ۔ آپکی ہمدردی خیرخواہی
کی تصدیق اخبار آصفی کے آرٹیکلوں سے ہوتی ہے ملاحظہ کیجئے ۔ پھر آپنے نواب انتظام جنگ
بہادر خانخاناں کے فرمانے سے طبع آصفی کو ترک کیا ۔ اور آپکی سرکار میں معتمدی کے
عہدے پر ممتاز ہوئے ۔ چند روز تک خوب کام کرتے رہے ۔ تھوڑے ہی دن گذرے
کہ نواب صاحب نے پھر نو تغیر و تبدل فرمایا ۔ محمد سلطان عاقل سے معتمدی کا کام لیا
معتمد سابق جناب مولوی علی حسن صاحب بلگرامی کو بدستور بحال برقرار رکھا ۔ اور عاقل
کے لئے بھی منصب معقول مقرر کردیا ۔ عاقل متردد ہونے لگے ۔ کیونکہ کام کے آدمی تھے
ان کے لئے بیکاری عذاب جان تھی ۔ پھر اخبار کے چلانیکی فکر میں ہوئے ۔ اتنے اثنا میں
عارضہ وبا میں مبتلا ہوکے سنہ ۱۳۰۹ یا سنہ ۱۳۱۰ ہجری میں بہشت بریں
روانہ ہوئے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ وفات کیوقت آپکی عمر قریب چالیس برس کی
تھی ۔ مولف حقیر کو بھی آپ سے نیاز تھا ۔ جب ملتے تھے نہایت حسن اخلاق سے

ملتے تھے - خدا اُن کو غریق رحمت کرے - آپکا ایک خلف الصدق فرخ سلطان متخلص بہ کامل یادگار موجود ہے - چندمدت مدرسۂ اعزہ میں تعلیم پایا - بمصداق الولد سر لابیہ ہونہار نظر آتا تھا - خدا اُسکی عمر دراز کرے - چندمدت نواب خانخانان بہادر نظام یار جنگ بہادر فرخ کی سرپرستی فرماتے رہے - اپنی سرکار خاص سے کسیقدر ماہوار عنایت کرتے رہے - امید ہوتی تھی کہ یہہ لڑکا نواب صاحب کی عنایت سے لائق وفائق ہو جائیگا - فی الحال مجھے معلوم نہیں کہ فرخ سلطان کہاں ہے - جہاں ہو خدا اُسکو خوش و خورم رکھے -

من اشعارہ المدہی

اک لمحہ میں جمع ایکسیں دامن ہے قبا کا
اے شمع یہاں عشق گدازش کی ہو گرمی
کر اک نگہ مہر کہ سب عیب ٹہکین گے
آئینہ میں کہا کا عدو تصویر ہلاکر
موت آئی عجب حال میں بیمار کو تیرے
وقفہ ملا نہ ہمکو گنہ کے حساب کا
ٹپکے پسینہ سنگے گنہ بال بال سے
منظور ہے قضا کو جو مشق مصوری
کچھ حسرتیں بہی گریہ کنان ساتھہ ساتھہ نہیں

آتا کوئی دیکھے صنم ہوشربا کا
شعلہ نہ ہے سر کا ہوا کا نٹا کف پا کا
دامان نظر تیر اکفن ہے شہدا کا
اس شکل سے ظالم نے اڑایا مرا خاکا
شکوہ نہ کیا زیست کا نے شکر قضا کا

ولہ

گذر اسے تھے جلد زمانہ شباب کا
جان ہے فشار زمین کے عذاب کا
بنتا بگڑ بگڑ کے ہے نقشہ حساب کا
دیکھا جنازہ عاقل خانہ خراب کا

عزلت - میر عبد الولی

عزلت تخلص - عبد الولی نام - آپ مولوی سعد اللہ سورتی کے فرزند ہیں

آپکی ولادت سنہ ۱۱۴۰ ہجری مین مقام سلون ضلع سورت مین واقع ہوئی نشو نما بہی وطن مین
ہوا۔ آپنے علوم معقول و منقول کے کتب درسیہ والد یا جد کی خدمت مین ختم کین۔ اسوقت
آپکی عمر اُنیس برس کی تہی شباب کا عالم تہا سیاحت سیر کا شوق دلمین موجزن ہوا۔ تحصیل کے
بعد ہند مین سفر کیا۔ دلی و عظیم آباد و اکبر آباد وغیرہ شہرون مین مدت تک سیر کرتے رہے
ہر ایک شہر کے علما کے جلسون مین شریک ہوتے رہے۔ آپکو تدریس کا زیادہ شوق تہا۔ طلبہ کو
پڑہاتے تہے۔ آپکو کتب درسیات مین کامل مہارت تہی۔ پڑہاتے پڑہاتے خوب منجہ گئے تہے
خاص کر کے فن معقول مین آپکی مشاقی و لیاقت مشہور تہی کہ علما آپکو ارسطو کہتے تہے۔ اور
آپ بہی ادعا فرماتے تہے کہ اگر دنیا سے موجودہ کتب معقول مفقود ہو جائین تو مین
از سر نو موجود کر سکتا ہون۔ شاعری مین بہی آپکو ایسا ہی عروج تہا۔ طبیعت مین تیزی
و چالاکی خدا داد تہی۔ موزون الطبع تہے اوائل سے فارسی مین طبع آزمائی شروع کی
چند روز مین خوب کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ درجہ اُستادی پہنچے۔ پہر جوش فطرت و زور قوت
سے ریختہ کی طرف توجہ کی آہستہ آہستہ اُس مین بہی ایسی ترقی کی کہ اُستاد کے لقب سے ملقب
ہوئے۔ ریختہ مین مطالب شستہ و مضامین برجستہ لکہے۔ الفاظ پاکیزہ و معانی تازہ مین
ایسا جوڑ ملایا۔ گویا طلائی زیور پر جڑاؤ کیا۔ رنگینی بیان کا ایسا رنگ کہلایا کہ سامعین
و ناظرین کو رنگین بنا دیا۔ ریختہ ہی پر نہین ٹہیرا بلکہ اور آگے قدم بڑہایا۔ یعنے دوہے گیت
جہولنے و سوال و جواب و بارہ ماسی و تاریان و پہیلیان وغیرہ بہی تالیف کیے ہین۔
امیر خسرو کی طرح یہہ تمام چیزین عمدہ طرح سے لکہی ہین۔ امیر خسرو طوطی ہند تہے۔ آپ کو
طوطی دکن کہنا چاہیے۔ علم موسیقی مین بہی بڑی دستگاہ رکہتے تہے۔ ساز و قانون
و سرود و ارغنون کے دقائق و رموز کے ماہر تہے۔ زیر و بم و تال و سُر عمدہ طرح سے ملاتے تہے

اس فن کے اُستادون نے آپکی اُستادی تسلیم کی۔ اور آپکا نام ادب کے ساتھہ زبان سے
لینے لگے۔ آپ نہایت ہی خوش الحان تھے۔ جسوقت مجلس عاشورہ مین روضہ خوانی لحن
داؤدی سے فرماتے تب اکثر مجلس کو رُلاتے تھے۔ اور ہوش و حواس سے بے حس و حرکت کرتے تھے
فن قرأت کے بھی عالم و قاری تھے۔ قرآن شریف خوش الحانی کے ساتھہ پڑھتے تھے
سامعین کو حظ و لطف حاصل ہوتا تھا۔ نہایت سرور سے وجد و حال کی کیفیت نمایان
ہوتی تھی۔ حافظہ کیا تھا غضب تھا۔ جو کچھہ یاد تھا سینہ مین محفوظ تھا۔ سینہ کیا تھا لوح
محفوظ کا نمونہ تھا۔ جوہر بے بہا کا گنجینہ ہزارہا اشعار و شواہد و نظائر و امثال نوک زبان
ازبر تھے۔ تاریخ مین مورخ کامل تھے۔ واقعات سلف و خلف کے پورے واقف تھے۔ خوش
تقریر و خوش تحریر لطیف خلق۔ کریم و رحیم۔ پابند رضا و تسلیم تھے۔ راہ مستقیم کے
رہبر۔ بندہ نواز و غریب پرور تھے۔ زندہ دل روشن ضمیر۔ فقیر بے نظیر تھے۔ درویش دوست و
درویش مشرب۔ و پاکیزہ سیرت پاکیزہ صورت تھے۔ صلح کل کے جویا۔ امر حق کے گویا تھے
محبت و ہمدردی کے نور چشم۔ دلدہی و دلجوئی کے لخت جگر۔ سراپا اخلاق و اشفاق
تھے۔ بانی اتحاد و اتفاق تھے۔ دوئی سے دور۔ خودی سے نفور تھے۔ ذی عزت
ذی شعور صاحب مروت و غیور تھے۔ اور آپ فن مصوری مین بھی کامل تھے
بہزاد و مانی سے فاضل۔ خلائق نے آپکو دیکھا اور بہزاد و مانی کو سنا۔ ع شنیدہ کی
بود مانند دیدہ۔ تصویر کشی مین وہ وہ خوبیان ایجاد کین کہ موجد کہلائے۔ اور رنگ
و روغن مین ایسی ایسی صفائیان دکھلائے کہ مجدد ہوئے۔ آپ کی قلمی تصویر کے
مقابلہ مین عکسی تصویر کی کچھہ وقعت نہین تھی۔ عوام الناس آپکی قلمی تصویر کو عکسی
کہتے تھے اور عکسی کو قلمی خیال کرتے تھے۔ اس فن مین آپ متقدمین سے بڑھ گئے

سلف سے خلف تک سب آپکا لوہا مان گئے۔ اور آپ فن مناظرہ مین جو پہنچے ہوئے تھے۔ اکثر ہم عصر شعرا کے کلام پر حرف گیری و نکتہ چینی کرتے تھے۔ چنانچہ ایک وقت آزاد بلگرامی و ناصر علی سرہندی و عارف وغیرہ پر اعتراض کیا تھا۔ ہر ایک نے جواب دندان شکن دیا تھا۔ تب عزلت گوشۂ سکوت مین عزلت نشین ہوا۔ بعض نے لکھا کہ آپ مناظرہ مین جسقدر تھے اُس سے زیادہ کے مدعی تھے۔ اکثر ہمعصر شعرا کے کلام پر حرف گیری و نکتہ چینی کرتے تھے۔ معاصرین بھی آپ سے کم نہ تھے۔ جواب ترکی بترکی دیتے تھے۔ آخر عزلت گوشۂ سکوت مین ساکت ہوتے تھے۔ چنانچہ بھی اُن شفیق اورنگ آبادی ایک شعر سہرۂ گل کے بیان مین لکھا ہے

ہلال عید خم بر سر کوئے تو می آید ... کتان پیرہن را نام کہ بر روئے تو می آید

مولوی عبدالولی عزلت نے اعتراض کیا کہ کتان کو ہلال سے کچھ نسبت نہین ہے بلکہ ماہ سے ہے پرچہ کتان سے نہین ہوتا۔ شفیق نے جناب استاد میر آزاد کی خدمت مین عرضی بھیجی اور عزلت کا اعتراض لکھا۔ میر صاحب نے میرزا محمد علی دانا ابن ملا محمد سعید اشرف مازندرانی کا شعر لکھا ہے

محبت چو بدر شود با دلم چہ خواہد کرد ... ہلال یک شبہ با بدست کتانم سوخت

اور میرزا مبارک اللہ واضح کا بھی شعر رقم فرمایا ہے

سہ نو قبلہ چاک کتان چون شد عجب نبود ... ابرے خم دلم از دو در بوسہ در کا بش را

ان اہل زبان کے کلام سے ثابت ہوا کہ کتان کو ہلال سے نسبت ہے۔ روم عرب مین کتان کے برقعہ کا عام استعمال ہے اور کتان روم مین بنتا ہے اور وہان سے دوسرے ملکون مین جاتا ہے۔ اور دوسرے ملک والے اسکی حقیقت سے واقف نہین ہین

ظاہر مین بالکہ اگر معاصرین چوٹین کرتے تھے مگر باطن مین پاک و صاف ہوتے تھے جلسون مین مزے مزے کی باتین ہوتی تھین - ہم شہریون مین مذاق و لطف کے چرچے ہوتے تھے - افسوس وہ کیا زمانہ تھا اور وہ کیا بزرگ تھے - اب وہ بزرگ ہین نہ بزرگی - نہ وہ زندہ دل ہین نہ وہ زندگی - نہ وہ لطف جام مین ہے نہ شراب مین نہ وہ مزہ گزک مین ہے نہ کباب مین - نہ وہ مستی راگ مین ہے نہ رباب مین نہ وہ خوبی سوال مین ہے نہ جواب مین - فی زماننا شعرا و علما مین مناظرہ کیا ہے - مکابرہ ہے ایک دوسرے کی ذلت و خواری مین کوشش کرتا ہے - دوسرا مرد مقابل نیکے اسکی عزت ریزی و اہانت مین سعی کرتا ہے - مناظرہ سے جو غرض ہوتی ہے اُس سے کوسون دور رہتے ہین - عدالت و لاسلم مین باہم جھگڑا و فساد کرتے - کوئی حق بات کا اقرار نہین کرتا - اور انصاف نام کو نہین دیتا ہے - اس طرح زمانہ خیالات فاسدات سے خراب تباہ ہوتے ہین - جہل مرکب کے دلدل مین پھنسے رہتے ہین - اسوقت ایسا زمانہ ہے کہ سیکڑون مین ایک دو بزرگ قدما کی شان مین نظر آجاتا ہے -

آپکے معاصرین شعراے ذیل تھے

سراج الدین علیخان آرزو - و میر غلام علی آزاد بلگرامی - و ناصر علی سرہندی - و یحییٰ زین الدین شفیق اورنگ آبادی و میر نقد علیخان ایجاد حیدرآبادی - و عبدالقادر صاحب سامی اورنگ آبادی - عبدالحکیم حاکم - و نور العین واقف وغیرہم -

میر غلام علی آزاد نے سرو آزاد مین لکھا کہ مین عزلت سے بندر سورت مین ملا - لائق شخص خوش صحبت ہے موسیقی خوب جانتا ہے - مشارالیہ کو شاہجہان آباد کی سیر کا شوق پیدا ہوا - بندر سورت سے روانہ ہوا مسافت بعیدہ طے کر نیکے بعد بیسوین تاریخ ماہ جمادی الاول

سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین شہر دلی مین پہنچا۔ وہان مدت تک رہا پہر سراج الدین علیخان آرزو کی خدمت مین مدت تک رہا۔ فارسی و اردو مین اُن سے صلاح لیتا رہا۔ شاعر شیرین مقال سخنور نازک خیال تہا۔ صاحب دیوان فارسی و اردو ہے۔ فارسی دیوان مین اشعار کئی ہزار ہین اور دیوان اردو مین بہی بیشمار۔ پہر آپ ہندوستان سے ملک دکن مین آئے۔ شہر اورنگ آباد مین سکونت اختیار کی۔ اُسوقت اورنگ آباد علما و فضلا کا مجمع تہا۔ امصار و اقطار کے شعرا کا مورد تہا۔ چونکہ آپ بہی عالم فاضل و شاعر کامل تہے۔ اس مقام کو سکونت کے لئے پسند کیا شہر مین سکونت پذیر ہوئے۔ علما و شعرا سے ملے۔ سب نے آپکی تعظیم و تکریم کی۔ اور آپکے ساتہہ ہمدردی فرمائی۔ نواب ناصر جنگ شہید کی خدمت مین باریاب ہوئے۔ نواب صاحب نے آپکی بڑی قدر کی سرکار سے بقدر ضرورت ماہوار مقرر کردی۔ آپ نہایت اطمینان سے بسر کرتے رہے۔ پہر بعد ناصر جنگ شہید کے بعد حیدرآباد دکن مین آئے۔ یہان کے مشائخ و علمانے بہی آپکی بڑی عزت کی۔ مدت تک حیدرآباد مین رہے۔ خوشحال فارغ البال رہے۔ نواب نظام الدولہ صلابت جنگ بہادر نے آپکو دو گاؤن جاگیر مرحمت کئے تہے۔ تا زندگی جاگیر کے محاصل سے نفع اُٹہاتے رہے۔ چمنستان شعرا مین لچہمی نراین شفیق اورنگ آبادی لکہتے ہین کہ مین آپسے حیدرآباد مین ملا اور مین نے آپکی درخواست بابت جاگیر نواب صلابت جنگ کی خدمت مین پیش کی۔ درخواست آپکی خواہش کے موافق منظور ہوی نہایت تنگر گذار ہوئے جب تک زندہ رہے ریاست نظام کے حق مین دعا کرتے رہے۔ ہم بہی اس ریاست کے دعاگو مین خدا اس ریاست کو تاقیامت قائم رکہے۔ اکثر خلائق کو اس ریاست سے نفع پہنچتا ہے۔ مشکوۃ النبوۃ مین حضرت غلام علی موسوی رضوی انقادری نے

لکھا ہے کہ آپ امامیہ مذہب تھے۔ نہیں معلوم آپکو کس وجہ سے امامیہ لکھا کیونکہ آپکے
والد ماجد مولوی سعد اللہ سورتی سنی متعصب تھے۔ عالمگیر بادشاہ آپکی بڑی قدر کرتا تھا
عالمگیر کے اکثر خطوط مولوی صاحب کے نام سے ہیں۔ اور آپ بھی بانی طریقہ پر سنی المذہب
تھے۔ اور آخر عمر میں شاہ عبد الشکور گجراتی کے خاندان میں طریقہ قادریہ میں مرید ہوئے تھے
مرید ہونے سے یقینی ہوتا ہے کہ آپ سنی المذہب تھے۔ آپکی نسبت امامیہ تصور کرنا خطا ہے
کیونکہ امامیہ قادریہ باہم مخالف ہیں دو متضادین کا ایک مقام میں جمع ہونا ممکن نہیں
اور توفیق کا باہم مخالفت کرنا عقائد مذہبیا امامیہ کے خلاف ہے ہم سب اہل قبلہ میں
جو دو واجب رسالت کے مصدق ہیں اور سب قرآن مجید کو کلام الٰہی مانتے ہیں پس
سب کو چاہیے کہ باہمدگر مثل شیر و شکر رہیں کوئی کسیکو برا نہ کہے جہانتک ہوسکے بھائی
کہے۔ آپ اہل بیت کے مداح تھے اور ان کے فضائل میں اسقدر مبالغہ کرتے تھے
کہ بعض کے نزدیک امامیہ مشہور ہوگئے۔ آپکی تصنیفات دو تینی جو کچھ لکھا یا کہا
ٹھیک درست ہے کہ بحیثیت مذہب ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا مناسب نہیں
ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است ؎
صاحب مشکوۃ النبوۃ نے لکھا ہے کہ آپکی نعش مبارک میر مومن کے دائرے میں مدفون
ہوئی۔ اس دائرے میں خاص امامیہ مذہب کے ہی لوگ مدفون ہوتے ہیں انتہی کلامہ۔
میرے نزدیک یہ دلائل بھی باطل ہے۔ کیونکہ بعض سنت جماعت بھی اسی دائرہ میں
مدفون ہوئے ہیں۔ دائرہ میں دفن ہونے سے امامیہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں
اگر کوئی دلیل خارج میں اس بات کے سوا ہو تو ممکن ہے۔ میر غلام علی صاحب آزاد
بلگرامی نے اپنی کسی تالیف میں آپکو امامیہ نہیں لکھا باستثنی کم تذکرہ نویس صاحب مشکوۃ النبوۃ

کے ساتھہ اتفاق کیا۔ آپ دوہرے اور کبت وغیرہ مین اپنا تخلص ترکمن لکھتے
ہین۔ شاید یہہ لفظ ترکمان کا مخفف ہے۔ یا ہندؤن سے لیا ہے۔ کیونکہ دکن کے
ہندو تلنگی زبان مین مسلمان کو ترکلو کہتے ہین۔ آپکا یہہ تخلص دوہرہ کے مناسب ہے
آپ خوش مزاج و خوش طبع تھے۔ محبت پرست و وضعدار تھے۔ سراپا حلم و خلاق
تھے۔ بانی اجتماع و اتفاق تھے۔ شہر مین کیا امیر کیا فقیر سب آپسے مانوس تھے
آپ سب کے نزدیک باعث عزت و ناموس تھے۔ مسافر نواز و مہمان پرور تھے۔ حسن سلوک
مین نامور تھے۔ ربیع الاول مین بارہ روز تک میلاد شریف کی مجلسین بڑی عظمت
و شان سے فرماتے تھے۔ عمدہ عمدہ کہانے پکواتے تھے۔ انواع انواع کی شیرینی
تیار کراتے تھے۔ علما و شرفا و مشائخ شہر کو دعوت دیتے تھے۔ اہل دعوت کی بڑی خاطر
و مدارات کرتے تھے۔ تبرکاً آپ انشاہ و میلاچی ہاتھہ مین لیکر سب بزرگون کے
ہاتھہ دہلاتے تھے۔ اسیطرح محرم شریف مین بھی دس روز تک شہداے کربلا کا بیان
فرماتے تھے۔ اقسام اقسام کے حلوے اور انواع میوے حاضرین مجلس کو تقسیم فرماتے تھے
آپ خوش الحان و خوش آواز تھے خود ہی مجلس مین مرثیہ و نوحہ اس طرز سے
بیان کرتے تھے کہ مجسمہ اسوقت کا سماں کہلاتے تھے۔ کبھی شجاعت کے بیان مین
کبھی ہمت کے بیان مین سبکخرام ہوتے تھے۔ کبھی جرات و شہادت کے عزم مین
ثابت قدم۔ کبھی صعوبات و مرارت کے اظہار مین چست دم ہوتے تھے کبھی
شہادت کے معرکہ مین سبقت۔ کبھی صبر و قناعت کے گوشہ مین مبادرت کرتے تھے
غرض کہ آپ جو حق بیان ہوتا تھا اسکو عمدہ طرح سے ادا کرتے تھے کوئی دقیقہ باقی
نہین چھوڑتے تھے۔ سامعین کے دلونپر بڑا اثر ہوتا تھا۔ زار زار روتے تھے۔

چیخ چیخ کر زمین مارتے تھے - افسوس ہمکو آپکے مراثی و نوحہ جات مین سے ایکبند بھی نہین ملے اگر ملتے تو ہم شائقین کے لاحظہ کے لئے گزارش کرتے - اس شہر مین آپکی ذات بابرکات غنیمت تھی - ہر قسم کے لوگ آپکی خدمت مین فیض یاب ہوتے تھے - جو طالبعلم ہوتے تھے علوم و فنون حاصل کرتے تھے - جو شائق موسیقی ہوتے تھے اسکے اصول و فروع مین لیاقت پیدا کرتے تھے - جو شاعری کے طالب تھے وہ مشق شاعری مین فرد ہوتے تھے - جو درویشی تصوف کے جویا تھے وہ بھی آپسے مستفیض ہوتے تھے - جو مصوری کے شائق ہوتے تھے وہ بھی آپکی خدمت مین تصویر کشی سیکھتے تھے - ایسا ہی فن مناظرہ مین اکثر طلبہ کتب مناظرہ آپسے تحصیل کرتے تھے - خلاصہ کلام آپ جامع الکمال تھے - اسوقت شہر مین آپکی جامعیت کو کوئی عالم نہین پہنچتا تھا نہ کوئی شاعر - اکثر آپ کے خوشہ چین تھے - اولاد مین صرف ایک لڑکی تھی - اسکو برادرزادہ سید فقیر احمد سے منسوب کر دیا تھا - اور برادرزادہ کو بجائے فرزند سمجھتے تھے - اس فرزند کو اپنا قائم مقام بنایا تھا - اور اپنی ملک و دولت کا مالک کیا تھا جو کچھ اثاث البیت تھا وہ سب اُس کے تفویض کیا تھا داماد لائق و طاعت گذار تھا - عم بزرگوار کو بجائے والد سمجھتا تھا - کبھی طاعت کے دائرہ سے قدم باہر نہین رکھتا تھا -

آپ مشاعرہ مین جب غزل شروع کرتے تب سامعین آپکی خوش تقریر سے تازہ دل ہوتے تھے - آپ مجمع شعرا مین گویا ستارون مین چاند - اور حاضرین مجلس مین مثل شمع تھے - کیا خورد و بزرگ سب کے مرجع تھے - اہل جلسہ آپکو غنیمت جانتے تھے مجلس کی رونق و زینت تھے - صائب کا شعر آپکے حسب حال ہے اور آپکی ذات

اسکا مصداق ہے ؎

درین زمان کہ عقیم است جملہ صحبتہا   کنارہ گیر و غنیمت شمار عزلت را

آخر آپ ۲۶ رجب سنہ ۸۹ ہجری میں اس عالم فنا سے دار البقا کو روانہ ہوئے۔ حیدرآباد دکن میں میر مومن استر آبادی کے دائرہ میں مدفون ہوئے۔ اب فقیر مولف آپکے فارسی و اردو دیوان سے اشعار ذیل شائقین کے مطالعہ کے لیئے پیش کرتا ہوں تاکہ ملاحظہ سے لطف و مزہ حاصل کریں اور میان عزلت کی لیاقت و قابلیت کا اندازہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے اشعار سے اسکی تصدیق ہو جائیگی۔

من اشعارہ الفارسی

عبادت سرکشان را مایہ جرم دگر باشد		[illegible] شود نزد من مینا
یار صاحب اعتبار از حلقہ آغوش ماست	ولہ	[illegible] ما
کو دماغت کہ کشی درد سر کشتن ما	ولہ	[illegible] گردن ما
محتسب بیکشی ما بود از شکر خدا	ولہ	[illegible] شدہ جز خون ما
بشہر ما کہ باشد فخر عاشق چو یار آنجا	ولہ	[illegible] خیالی گشتہ قصد دار آنجا
از بسکہ اسیریست پسند ہوس ما	ولہ	[illegible] قفس ما
شب ہجر شد تلاش ما [illegible] شد مرا	ولہ	[illegible] شد مرا
جنون ما ان تماشا گہ شتہا باران جنون	ولہ	[illegible] گرد بادی خاک مجنون را
زجوش لالہ ہا مرداغ و خون شد سینہ دشت		[illegible] بیابان [illegible] مجنون را
با خیال خط سبزش لب گویا شد مرا	ولہ	چون [illegible] گویا شد مرا
چون گردباد عشق برآورد کام ما	ولہ	گردون ز دست ما [illegible] گشتہ جام ما

هرگاه بیاد آیدم ایام تماشا — وله — همچو مژه سایم دو کف از زام تماشا

ز فیض خاکساری همچو نقش قدم دارم — وله — بفرقم هر که پا زد جا دهم در چشم پایش را

سرکشیدی تا بحال عاشق زجیب یار هم — وله — گل گریبان میدرد از غیرت بجای عندلیب

از ملایم طبیعتان روشن ضمیران را چه سود — وله — جز طپش حاصل ندارد پرتو مهتاب آب

آبرو مطلوب گر روشندلان بیطاقتی است — چشمه آئینه را پیداست از سیماب آب

ز شوق او بعید [illegible] را نگر دیدم — وله — چو صبح خاک مرا چاک پیرهن باقیست

گذشت [illegible] — اشک حسرت من ره یاسمن باقیست

از بس کشیدیم [illegible] طلب [illegible] دست — وله — برداشته زاهد دعای باز دعا دست

داغش [illegible] جگر تشنه دلم — وله — خون گشتم از [illegible] در آغوش لاله رفت

خوابیده است [illegible] — وله — دانستم کار رفته گریبان دریدنیست

دستان [illegible] طفلان [illegible] — وله — دانسته ام خاطر دیوانه نازکست

بیهوده [illegible] لب [illegible] — آهسته تر بیا ده که پیمانه نازکست

بگرمجوشی یاران عصر [illegible] مکن — که چون معانقه عید اعتمادی نیست

[illegible] طفلان همه آواره است — داغ دل [illegible] باده میسازمنست

همچو [illegible] از خط [illegible] — مست بی عشق علی بید شدن تنهاست

[illegible] تو — کله فقر بدست آر ز دنیا سر پیچ

همچو [illegible] ورقم [illegible] — گر ربیده در نکم چو رگ لعل خامه سرخ

ز داغ [illegible] آتش [illegible] میریزد — سرشکم چون قلم رخت سیه پوشیده میریزد

اوگرم دلبر است جهان را خبر کنید — ما با خیتیم دل دگران را خبر کنید

دل صدپاره‌ام چون گشت وگاهی غنچه نزدیکست
ستم آنقدر دان در دگر طفلان اگر سنگے
معجز نمود خط لبش چون نمود کرد
بوسهٔ لعل بتان آبحیات آدمست
پریشان کاکلے در خاطر دلگیر می آید
حق دل اول من باز زلف کرد آخر
روزے گذشت از لب دم مهر طلعتے
بر گهر ساختیم از گریه بیابان امروز
یاسمن از لهو من گلگون قبا میشست
فارغ وسعت مشرب عزلت شناخت کنار
پرکن و خالی ما باقی چمن ما بر تو
این زمان عزلت چو هم آغوش گلبن شمع
گر شتو و نقطه چشم مست آورده چراغ
زردست تا بلم برق آرزوے تحف
بسکه بی سامانیم دفترست خوش خانه‌ام
پیش رهزن هم ز سود صحبت مستم فارغ
برنگ لاله دل را از غم شمع حال میکردم
قد او دیده طرح مصرع فریاد میکردم
با دل خونین ز هند و دیده تر میبرم

گلے کم ظرف از چاک گریبان بر جهان خندد
بمن ناخورده افتادم سبو بر دست خود
یعنے زنده‌ام آتش با قوت درد کرد
ورنه آن آب بقا را آبحیوان گفته‌ام
ز چاک چشم ما شد لاله زنجیر می آید
چشم حیران عمر ناست به گرد آخر
چون صبح سپید مد زغبار هم صفا بود
گردم آشنا غم خویش چراغان امروز
صبح عید شفق با همه سرخوش
گر ادا از سحر انجمن کام نفس
میکنند گریان بیابان پیشه عرض
در لعل او عیدی مست سر ما خط
متصل پیمانه زلف ز دوست چراغ
چو آفتاب بیرون سیر در سوے تحف
چمن قند از بوریا بر جبهه میر انداخته‌ام
چو رنگ لاله از داروان قاتل داغ شد خونم
زداغ سینه برگ تمنا خال میکردم
ز فیض عالم بالا سخن ایجاد میکردم
نه در شاه کربلا این لعل و گوهر میبریم

فراموشت مبادا خاک قربان روے چشم خود	زہر قیرے کہ نرگس گل کند باشد فرا مین

من شعراء الهندی

دل ہوا روشن تو سجدہ سو بسو کرنا پڑا	آب تیرے جیون گوہر وضو کرنا پڑا
سیہ روزی میں میری قدر کو جب آگیا جانا ہیں	اندھیری رات میں سکو کوئی پہچانتا ہیگا
نہیں آہ سحر میں دل کو لگی جاہیکا علاج	جز صبا کیا ہی جو غنچونکے بہجانیکا علاج
کسقدر شوخی سے کاٹا ہوں لب میگون کا غم	ہے گو قفس میں پہ رہیکا سد المقلین میں نفس
دل سیر کتا ہے زلف و چشم خوبان الوداع	ہے دلا دیوانہ سے زنجیر زندان الوداع
تیری زلف کے شکار کا بیمار میں ہوں	تجہ انکہوں کی ساغر کا میخوار میں ہوں
کد ہر پہتا پھرتا ہے گریۂ غم	کر انکہون سے تیرا خریدار میں ہوں
دیکہہ رنگین چمن کو دل میرا غمناک ہے	گل کے ہاتوں خون بلبل کا گریبان چاک ہے
خاطر یاران میں ہے ہم خاکسار و نکا غبار	صاف ہے شکوہ الو نمین کیا صحبت خاک ہے
خوش ہے دو چشم انکہوں نگہبان نظر بن آیا ہے	یہاں لپٹے کہ غنچے صبا کی سیر ہے جو کہتا ہے

عمر معتبر خان اورنگ آبادی

عمر تخلص معتبر خان نام آپکے اجداد کا وطن ہندوستان ہے۔ عالمگیری زمانہ میں اورنگ آباد آئے۔ اور آپکا مولد اورنگ آباد ہے۔ سن شعور کے بعد مدت تک ولی دکنی کی شاگردی کی۔ ولی کی عنایت و توجہ سے ولایت سخن کا والی ہوا میدان شعر گوئی میں ہمعصروں سے فائق ہوا۔ آپکے کلام رنگین سے اہل سخن مزہ پاتے ہیں۔ مضامین رنگین سے تازہ روح ہوتے ہیں۔ کلام سلیس ہے اسوقت کے

محاورہ کے موافق ہے الفاظ کی بندش و ترکیب درست ہے۔ آپ شیرین گفتار وخوش کردار تھے۔ آشنا پرست و درویش دوست تھے۔ مزاج میں خاکساری وانکساری تھی۔ عالمگیری منصبداروں میں ملازم تھے۔ آپکا انتقال [illegible] ہجری میں ہوا۔ اورنگ آباد میں مدفون ہوئے۔

مرزا شعار الہندی

مست وہ ہے کہ روز محشر میں | او [illegible] پوچھے [illegible] کیا ہے
گر نہیں میری حبیب کے قاتل | قتل بسمل [illegible] کیا ہے
اپنی آنکھوں اوپر نگاہ کرو | آج [illegible] میں پیا کیا ہے
بس کر و زلف کو لپیٹ رکھو | کیا [illegible]
ایک رسوا ہے شہرت کو | [illegible]
قتل میں دل لیکے یوں کرتے ہو | [illegible]
مجھے رنگین کہا کیا شب [illegible] | [illegible]
باغ میں [illegible] ہوئی خزاں آخر کو دیکھ | [illegible]

عزیز۔ شاہ عزیز اللہ دکنی

عزیز تخلص۔ شاہ عزیز اللہ نام۔ دکنی المولد ہے [illegible] معلوم ہوا [illegible] ہے مگر [illegible] ہجری میں زندہ تھا۔ اسکے بعد میں فوت ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خاندان مشائخ سے تھا۔ پیر پرست اولیا دوست تھا۔ چنانچہ صاحب [illegible] نے لکھا کہ اپنے شیخ و بزرگ کا ایسا ادب کرتا تھا جہاں اسکا [illegible]

کبھی اسکی طرف پشت نہیں کرتا تھا۔ پیر کے سامنے برہنہ پا نہایت ادب سے جاتا تھا اور کبھی پیر کے سامنے آنکھہ اوٹھا کے نہیں دیکھتا تھا۔ ہم کو بھی نزاکت کے تذکرہ سے اُنکے دو شعر ریختہ دستیاب ہوئے۔ ھو ھذہ

ڈرتا نہیں ہون بانکی کٹاری کی زخم سے
کان تک میں ہون تیرا حسن ہنر دیکھ

بانکی نگاہ دیکھ تری ٹل گیا ہون مین
لونی پر سے جیسے لگی گل گیا ہون مین

عالی۔ نعمت خان

عالی تخلص میرزا محمد نام نعمت خان خطاب ہے۔ آپ حکیم فتح الدین شیرازی کی ذریت میں ہیں۔ والد مع عیال شیراز سے ہند میں آئے اور یہاں کی سکونت اختیار کی اور عالی کی ولادت ہندوستان میں واقع ہوئی۔ صغر سنی میں والد کے ہمراہ شیراز گیا اور شیراز کی زمین میں نشو و نما پایا اور سن شعور کے بعد وہین کتب درسیہ معقول و منقول سے فراغت حاصل کی۔ ملا محمد شفیعا یزدی کی خدمت میں مشق سخن کرتا تھا۔ تحصیل و تکمیل کے بعد شیراز سے ہند میں عالمگیری زمانہ میں آیا عالمگیر بادشاہ کے ملازمین میں شریک ہوا۔ بادشاہ نے پانچ صدی منصب سے سرفراز فرمایا۔ حیدر آباد کے محاصرہ میں شریک تھا جب قلعہ گولکنڈہ فتح ہوا تب ایک قطعہ تاریخی بادشاہ کے حضور میں پیش کیا۔ وظیفہ خلعت سے ممتاز ہوا ؎

از نصرت بادشاہ غازی — گردید دل جہانیان شاد
آمد بقلم حساب تاریخ — شد فتح بجنگ حیدر آباد

پھر ۱۱۰۴ ہجری میں باورچیخانہ کا داروغہ ہوا۔ اور نعمت خان خطاب پایا۔

(شکر نعمت واجب) تاریخ کہی۔ عالمگیر کے آخر عہد میں جواہر خانہ کا داروغہ ہوا اور مقرب خان خطاب پایا۔ عالمگیر کے انتقال کے بعد محمد اعظم شاہ کی رفاقت اختیار کی اور اُس کے قتل کے بعد شاہ عالم بہادر شاہ کی ملازمت میں رہا۔ سہ ہزاری منصب اور دانشمند خان خطاب سے سربلند ہوا۔ شاہ عالم کے حکم سے شاہنامہ تیموریہ لکھنا شروع کیا۔ مگر موت نے اسقدر مہلت نہ دی کہ وہ نسخہ تمام ہوتا۔ آخر [illegible] سنہ ۱۱۲۱ ہجری میں فوت ہوا۔ بعض بزرگان عمر رسیدہ سے سینہ بسینہ معلوم ہوا کہ عالی [illegible] ترجمہ نے حیدرآباد میں اس دارالایالت سے عالم بقا کی طرف رحلت کی اور [illegible] استرآبادی کے دائرہ میں مدفون ہوا۔ فقیر نے اُس دائرہ میں تلاش کیا مگر کہیں قبر کا پتا نہیں ملا۔ اور بقول ناقلین کے قبر بنام صورت [illegible] کہ یہی صاحب ترجمہ کا نام کندہ ہو۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

تذکرہ نویسوں کی تحریر سے اور صاحب ترجمہ کی [illegible] سے یقیناً ثابت ہوتا ہے [illegible] عالی عالمگیر کے ہمراہ دکن میں رہا [illegible] عالمگیر کے انتقال کے بعد اعظم شاہ کی ملازمت میں رہا۔ اعظم شاہ کے قتل کے بعد شاہ عالم بہادر کے ملازمین میں منسلک ہوا۔ بہادر شاہ کے عہد میں [illegible] نورجہاں کے باغ میں راوی ندی کے کنارے شہر لاہور میں مدفون ہوا [illegible] میں تذکرہ گلزار وغیرہ۔

عالی عالم فاضل ادیب کامل جامع فنون کمال مجموعہ عدیم المثال تھا۔ فارسی میں بے نظیر ظرافت و بذلہ سنجی میں بے عدیل تھا۔ ہجوگوئی میں استاد [illegible] قلم شمشیر خون ریز اور صور رستخیز ہے۔ وقایع گو کہ [illegible] سے اسکی شوخی طبیعت [illegible]

ہجو بلیغ کرتا ہے۔ زور قلم سے شاہی فوج کو دباتا ہے۔ اور ابو الحسن تانا شاہ والی گولکنڈہ کی تائید کرتا ہے
وقایع کے دیکھنے سے نعمت خان کی لیاقت و قابلیت ظاہر ہوتی ہے کہ علوم عقلی و نقلی کا جامع تھا۔
عمدۃ السلاطین جعفر خان وزیر اعظم کے فرزند کامگار خان کی شادی کی ہجو میں ایک قطعہ عجیب و غریب لکھا ہے
مشہور انام ہے۔ عالمانہ نظم ہے۔ چونکہ قطعہ مذکور نہایت مشکل لاینحل تھا غلام علی آزاد بلگرامی خزانہ عامرہ میں
اسکی شرح تنہا مفصل لکھی ہے۔ وہ قطعہ کیا ہے ایک معمہ ہے اور آزاد کی شرح طویل۔ فقیر مولف بطوالت ہجو کی وجہ سے صرف قطعہ کی
اول بیت پر اکتفا کرتا ہوں۔ فارجع الیہ ان شئت طالبا۔ قطعہ

بار دیگر کرد شد ادا قدردان عالی منزلت ... با کمال عز و تمکین با وقار زیب زرین

ایک وقت نعمت خان نے زیب النساء بیگم کی سرکار میں جیغہ مرصع فروخت کیا۔ مدت
گذر گئی اور اسکی قیمت وصول نہیں ہوئی تو ایک رباعی لکھکر پیش کی۔ ھ

ای شاہ بیگمیت سما دست اختر من ... در خدمت تو عیان شدہ جوہر من
گر جیغہ خرید نیست پس کو زر من ... ور نیست خرید نی بزن بر سر من

بیگم نے رباعی دیکھتے ہی پانچ ہزار روپیہ مع جیغہ مرصع مرحمت کیا۔ بیگم نہایت ہی
قدردان و جوہر شناس تھی۔ خود دیوان کے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ مین ابتدا حال مین
طبابت کا شغل بھی رکھتا تھا اسکے لحاظ و مناسبت سے حکیم تخلص اختیار کرتا تھا
پھر چونکہ حکیم لفظ علیم کی تصحیف ہے ترک کیا حسب ارشاد استادی دانشمند خان عالی
تخلص اختیار کیا۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع اسکے ہر فقرہ و ہر ایک مصرع سے
ظرافت و خوش طبعی و شوخی عیان ہے۔ انشاپردازی مین شوخ و دلیر ہے۔ موقع
محل کا بڑا لحاظ رکھتا ہے۔ جامع فنون کمال و اعجوبہ عدیم المثال۔ جامع العلوم
والفنون تھا۔ ہر ایک علم و فن کے اصطلاحات سے ماہر تھا۔ علم ہیئت و نجوم و رمل مین

علماً و عملاً قدرت کاملہ رکھتا تھا۔ تبریز و اصفہان و شیراز کے علما سے استفادہ کیا تھا
باوجود جامعیت کمالات مستقل مزاج نہیں تھا کبھی حکیم بنتا تھا۔ کبھی صوفی کبھی متکلم
ہر ایک رنگ کا ہمرنگ ہوتا تھا۔ صاحب التالیف و التصنیف تھا۔ من تصانیفہ
واقعات گولکنڈہ۔ و جنگ نامہ۔ و مضحکات و حسن و عشق وغیرہا۔ صاحب دیوان ہے

من اشعارہ الفارسی

فکر زلف خوبروے زاری سازد مرا
آخر آن عهد و پیمان زاری سازد مرا

خوش نمی آید دل آسوده محبوب مرا
بد شود با هر که بیشش خوب مرا

چو یار محرم بزم شراب کرد مرا
نگاه گرم رقیبان کباب کرد مرا

کار با طرفه جفا پیشه افتاد مرا
که به یاد ستم کند و نرود از یاد مرا

ز عیش رفت بهار آنچه بود در گرمی
چو گل شکفتگی دل خراب کرد مرا

در تماشا طاقت آرد وصال دوستان مشتاق را
طاقت صحبت نمی باشد ز کم ظرفان شراب

نیست گر بر بند بند خویش خنجر بسته است
تا بال کی هیچ نوشی در جهان بی کلفت است

ترسم آن سیمین بدن باشد در آغوش رقیب
دیده را صد تیغ زخم است از شب فکر غریب

زخم شمشیر چو بر سنگ رسد برگردد
سخن تند با سنگدلان نادانی است

در غربت بخت سیاهی دارم و چشم تری
از سواد ... تا صبح چو یار از من است

معصیتی است ملاقات مردم عالم
چین که دست زلف با سر سلام شادی است

فیض افتاده کوے قناعت یافته است
سایه بال هما نور سعادت یافته است

اهل غفلت را بدنیا نیک و بد معلوم نیست
خواب شب تعبیر را یابد چون فردا شود

اهل سعادت از پی ایذا نمی شوند
هر تیره بختی کس پر و بال هما ندید

چون دل از کار شد از کام شدم شیرین کام
آخر این شیشه شکستند و بنا تم دادند

بیخودی فرصت تصویر بنقاش نداد
جان کشید از تن و جان نکشیده است هنوز

گشت امید مرا نشو و نما معکوس شد
رو بپائین میکشد قد همچو باران دانه ام

بهر وصل تو کاوش بتقدیر هم میشدم محرم
که چون آئینه حرفی از پس دیوار می گفتم

کوکب سوخته میکرد گرانی که بدوے
همچو آتش بدل سنگ تو جا می کردم

از عصای خویش طفلی را جنیبت میکشم
از کاهش و در وقت نی سواری نیستم

گیرد نگه چشم تو شاید کمند شمس
رم کرده تر از آهوی صحراست دل من

بیاض گردنت از بوسه‌ها نقطه خالی
بدستم ساغرے بسپار و سیر انجامم کن

هر که بیهده این شمع عمر دوباره چون شود
از برای می برو باز بیا که همچنین

عاصی شیخ نور محمد برہانپوری

عاصی تخلص شیخ نور محمد نام چمنستان شعرا کے مولف نے لکھا کہ آپکے والد کاشغری الوطن ترکی گو تھے۔ وطن اونسے ہند مین وارد ہوئے۔ نواب جعفر خان کاشغری کے ہمراہ دلی مین سکونت اختیار کی۔ نوابصاحب آپکے والد بزرگوار کے حال پر مہربان تھے۔ ہر وقت حسن سلوک سے سرفراز فرماتے تھے۔ مدت دراز تک آپکے والد نواب کی رفاقت مین رہے۔ جب نوابصاحب فوت ہوئے تب عاصی کے والد دلی سے شہر برہانپور خاندیس مین آئے۔ اسوقت نواب آصفجاه اول مرحوم کے عم بزرگوار نواب نصیر الدوله عبد الرحیم خان بہادر برہانپور کی صوبه داری پر مامور تھے صوبه دار صاحب کی خدمت مین ملازم ہوئے۔ مدت العمر نواب صاحب کی خدمت مین رہے

جو کام آپکے سپرد کیا جاتا تھا اُسکو حسن اسلوب سے انجام دیتے تھے - فانی المشرب
طالب درویشی - رقیق القلب حلیم الطبع تھے - علم تصوف و حقائق و معرفت میں
بے نظیر تھے - مولوی رومی کی مثنوی کے مطالب کو عمدہ طرح سے بیان فرماتے تھے
آپکے حلقۂ درس میں مشائخ و شائقین شریک ہوتے تھے -

پس شہر برہانپور میں قاضی صاحب ترجمہ کی ولادت باسعادت واقع ہوئی
جب آپ نے سن شعور کے میدان میں سبقت کی تب آپکے والد فردوس بریں کو
روانہ ہوئے - آپ مولوی شاہ غلام محمد صاحب کے مرید ہوئے - مولوی صاحب نے اکثر
علما کی خدمت میں کتب عربی و فارسی پڑھنے لگے - سولہ برس کی عمر میں فارغ التحصیل
ہوئے تحصیل کے بعد آپکو شعر گوئی کا شوق ہوا - قدرۃً طبیعت موزون تھی - اور
سخن فہمی سے دل چسپی رکھتی تھی شعر گوئی شروع کی - اور کلام کی اصلاح میر [illegible]
محمد علی تعلیم برہانپوری سے لینے لگے - [illegible] تھوڑی ہی مدت میں
شاعر ہو گئے - شباب کا عالم تھا مزاج میں چالاکی و [illegible] تھی - آپکے اسپنے
اوقات [illegible] ایک قصیدہ موزوں کر کے پیش
کیا [illegible] دو شعر [illegible] حسب حال

سید [illegible] گشتہ آ   کرد [illegible] آئینہ [illegible]
[illegible]   [illegible] گشت

نواب صاحب نے قاضی صاحب ترجمہ کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا - اور کتبخانہ
و قلمدان کی داروغگی پر متعین کیا - آپ تا زندگی نواب کے کتبخانہ کے داروغہ رہے
نواب صاحب کے فوت ہونیکے بعد عالیجناب غفران مآب حضور آصفجاہ اول کی

خدمت مین ملازم ہوئے۔ ملازمت کے بعد حضور کی مدح مین ایک قصیدہ اور ایک غزل پیش کیا۔ حضور آپکے کلام سنجیدہ و پسندیدہ سے بہت خوش ہوئے۔ اور آپکے کلام کی تحسین و مرحبا کہکے داد دی۔ اور آپ کی غزل پر ایک غزل بداہتہ کہی۔ اور اسیوقت سنائی۔ عاصی نے سنکے عرض کیا کلام الملوک ملوک الکلام ہے۔ حضور نے منصب شایستہ مقرر فرمایا۔ علاوہ منصب وقتاً فوقتاً عنایت مرحمت سے سرفراز فرماتے تھے۔ حضرت آصفجاہ مرحوم کے بعد ناصر جنگ شہید و نواب صلابت جنگ کی خدمتمین بھی حسب دستور ملازم و از منصب پاتے تھے آخر ۱۱۶۳ ہجری بقول بعض ۱۱۶۵ ہجری مین نواب میر نظام علیخان اسد جنگ آصفجاہ ثانی کی خدمت مین مقرر ہوئے۔ نواب صاحب نے میر عبد الجہان صمصام الملک بہادر صوبہ دار برار کے ہمراہی مین روانہ کیا۔ آپ چند مدت برار مین نواب کے ہمرکاب رہے۔

مرحوم ریدہ کے مولف نے لکہا کہ مین نور محمد عاصی سے میر معروف حسین خان کے ولیخانہ پر الاتفاق پھر بہت مکان پر تشریف لائے۔ بہت محبت و شوق سے ملے۔ لائق شخص ہین آپکی طبیعت سلیم و حلیم ہے آپکا کلام صاف و پاکیزہ ہوتا ہے۔ خوب کہتے ہین آپکی زبان میر عزت کی زبان سے زیادہ صاف ہے ایک غزل مین فقیر کو یاد کیا ہے انتہی کلام۔

جب آپ برار سے اورنگ آباد مین آئے تب آپنے نوکری ترک کی۔ اور درویشی اختیار کی چند روز فقیرانہ اورنگ آباد مین رہے پھر وطن مالوفہ برہانپور کو روانہ ہوئے چند روز کے بعد عالم بقا کیطرف رحلت کی۔ یہہ واقعہ ۱۱۷۵ ہجری مین واقع ہوا شہر مذکور مین مدفون ہوئے۔

من اشعاره الفارسی

ساقیا گر می آرد بدست آیینه را ‌‌ ‌ سازد از جام نگاه خویش هست آیینه را

می نشیند پیش رویت هر سحر با اعتقاد ‌ ‌ شعله حسن تو گرد آتش پرست آیینه را

تا قیامت باز خواهد داشت چشم خویشتن ‌ ‌ پیش رخسار تو حیرت نقش بست آیینه را

از تغافلهای او در سینه شد دل لخت لخت ‌ ‌ کم نگاهیهای آن ظالم شکست آیینه را

وله

آه دل خون شد از جدائیها ‌ ‌ [illegible] تسلیم کرد [illegible] آشنائیها

داغ شد لاله تا بصحرا دید ‌ ‌ گل [illegible] پارسائیها

وله

فتاده عکس رخش بحجاب دیده تر آب ‌ ‌ [illegible] دیده تر آب

چنان ز هجر عاصی گریست ای ظالم ‌ ‌ گذشت خانه مردم خراب دیده تر آب

وله

صورت خود دید در آیینه از خویش رفت ‌ ‌ ساقی مست جام لعل میگون خود است

مصرع خود را اگر سرو سهی موزون گفت ‌ ‌ غنچه هم در فکر مضمون بست مضمون خود است

اعتبار دولت دنیا بچشم عشق نیست ‌ ‌ دامن پر گوهر از چشم پرخون خود است

رو نمی آرد دل عاصی بسوی هیچکس ‌ ‌ تا خیال یار در خود دید مفتون خود است

وله

بسکه داغ سجده بر لوح جبین کردیم طرح ‌ ‌ از برای نامه خود نقش نگین کردیم طرح

تا بود خرقه را کردیم رنگ از خون دل ‌ ‌ تا لباس خاکساری چنین کردیم طرح

تا کردم ازان کاکل مشکین شخصی طرح ‌ ‌ کرد به هر طرف سواد [illegible] طرح

در گلشن آیینه عکس تو جا کرد ‌ ‌ از پری رخسار تو شد یاسمنی طرح

وله

با قد خم شد از در دوست جدا ‌ ‌ تیر ناوک ز کمان جست خدا خیر کند

میروم در سفر عشق بچشم گریان ‌ ‌ راه این بادیه آب بست خدا خیر کند

حسن شانه دام بلا بود بدل — شانه با زلف تو پیوست خدا خیر کند

وله

اوراق نظم را چو پریشان کند آن زلف — با تار نگه از مژه شیرازه کند چشم
گر بگذرم از لطف گذاری سوی عاصی — از دل بگنبد خانه و دروازه کند چشم

وله

ز دود آه ما این گنبد میناست میدانی — سحاب اشک از کف دریای اشک ماست میدانی
نباشد بر فلک رنگ شفق قاتل که می‌بینی — ز خون کشتگانت این نشان پیداست میدانی
بخون عاشقان از بسکه بازی کرده ظالم — بدست نازکت رنگ زیباست میدانی

رباعیات

تا جلوه گر این آئینه آفاق است — هر کس بجمال خویشتن مشتاق است
از شور نوای درد کس آگه نیست — این راز ز پردهٔ دل عشاق است

وله

در عرصهٔ دهر تا که پیداست سخن — روشن گر آئینه دلهاست سخن
از بسکه بهر کس خریدار نیست — از بیقدری چو ماه نو کاست سخن

وله

ای شکل هلال گردهٔ ابرویت — آئینهٔ ما ز پرتوی از رویت
آسان نتوان ز بند عشقت رستن — آویخته دل بحلقهٔ گیسویت

من رباعیات الهندی

گر نسخهٔ توحید سے پایا ہے سبق — آ دیکھ بہر طرف کہ ہے جلوۂ حق
نادان نپاوے سخن عشق کی رمز — مانند قلم تا نکہ ہے سینہ شق

وله

تجھ غم کی آگ میں کہا ہوں چھپائے میں — ڈرتا ہوں تا فلک اڑے بہہ شرر کہیں
تجھ قد کی جب سے نقل کیا ہے چمن میں جا — دیکھا نہ تب سے ہم نے روئے ثمر کہیں

وله

سمجھے ہیں ہم کہ اب کہیں تم نے دل دیا — بیٹھے کہیں ہو بات کہیں ہے نظر کہیں

آتا تہا تیرے منہ کے مقابل ہو آفتاب	وله	ایسا گرا کہ تیغ کہین اور سپر کہین
کیا ظلم ہے اے شوخ پلکون والے		آہستہ سیو زخم مین دلکے آلے
ترچہی وہ نظر گذر گئی سینے سے		ورنہ نہین رہے بہت ہین دیکھے بہالے

عشرت خواجہ ابوالبرکاتخان

عشرت تخلص۔ خواجہ ابوالبرکات خان نام۔ آپ نواب لشکر جنگ بہادر آصفجاہی کے خلف ارشد ہین۔ آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے۔ آپکا نشو و نما بہی شہر کی آب ہوا مین ہوا۔ سن شعور و تمیز کو پہنچ کے کتب درسیہ عربی و فارسی اساتذہ شہر سے ختم کین۔ آپکی طبیعت شعر و شاعری کی طرف مائل ہوئی۔ کلام موزون کرنے لگے۔ سید سراج الدین سراج سے کلام کو مشق کرتے تہے۔ طبع رسا ذہن ثاقب پاے موصوف سے تہوڑی مدت مین ایک عمر مین معروف ہوگئے۔ آپکا کلام لطف مزہ سے خالی نہین ہے۔ آپکی وفات تخمیناً سنہ الہجری مین ہوئی۔ بزرگان سلف کے مقبرہ مین دفن ہوئے۔ منہ ہذا

شب که دل دیگر ز کاکل مشکین او بود	دل از شدت عشق او نشاید رنگین تر بود
درد سر بود به از شنیدن صحبت سرو قدم	کز پریشانی من دست نگارین او بود
یاد آن لذت آغوش که شب گشته وصال	حلقه در گردن من ساعد سیمین او بود

من اشعاره الہندی

مین ہو حسرت نصیب کہ کسی سے ہوا	نہ ملتی ہو خواب ہوا دیدہ حیرت سے جدا
رات دن اسمین پہا ... کی صحبت ...	آہ سوزان سے جدا اور دیدۂ گریان سے جدا

عشق کی آگ میں قائم ہوں گل شمع میں
سر کٹا پر نہوا شمع شبستان سے جدا

وله

ہجر کی درد و محبت نے کیا از بس اداس
سر کہیں آنکھیں کہیں اور دل علی ہذا قیاس

وله

کیا ہوا حاصل تمہیں توڑ کے اس عاشق کا دل
ہات آتا زر اگر تم توڑتے نرگس کا دل

وله

اتقیا طالب جان تھے جب تک کہ دل پاک تھا
اب تو ہم گذرے سبھوں سے کس کی جان اور کس کا دل

وله

صفائی آئینہ کب دل کے مقابل ہو سکے
آب دریا آب گوہر کیونکر شامل ہو سکے

وله

گلشن و چمن اگر سرو خرامان گذرے
اشک خونی سے گلستان میں طوفان گذرے

وله

مستی جو ان سے ہے لب پر بہار رنگ عنابی
خمار مے سے ظاہر ہے تماشا سرخ گلابی
پلک اپنے آنکھوں سے ہو گئے غائب
ہمارے اشک خونیں کر گئے پرواز سرخابی
ہمارے دل کو عشرت ہے ہمیشہ لالہ رو میں
کہ جیوں محراب میں خوش ہے سدا اللہ نو محرابی

وله

دیکھا ہوں جب باغ میں اس خوش نگاہ کو
نرگس نے کہا ہے گل میرے سر بجائے آنکھ
عشرت مدام مد نظر کہہ یہی دعا
دل جائے جان جائے ہرگز نجائے آنکھ

عرفان - میر محمد قمر الدین

عرفان تخلص - محمد قمر الدین نام۔ آپ سید سعد اللہ جانشین مزار حضرت سید شاہ نور حموی کے پوتے ہیں اور میر ضیاء الدین حسین خان کے نواسہ - تذکرہ خزان دبہار کے مولف نے لکھا کہ آپ عالم و حافظ و قاری تھے - خدائے تعالی نے آپکو زمانا علم و فضل سے ایسا آراستہ کیا کہ آپ کا نظیر معدوم ہے - آپنے استاد محمد قدرت اللہ بلیغ کی خدمت میں دیوان ناصر علی و شوکت و اسیر و چار عنصر شروع سے تا بہ آخر ختم کیں اور اشعار کے مضامین رنگین و معانی دلنشین سے دل و دماغ کو تازہ کیا - ہر ایک

دیوان کے اشعار کا ما لہ وما علیہ خوب سمجھا - اور شاعری کے میدان مین قدم رکھا - اپنے ہمسرون سے کئی قدم آگے بڑہ گئے - جو کچھہ کہتا ہے خوب کہتا ہے انتہی کلامہ - آپکی رحلت قریب سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین واقع ہوئی - شہر اورنگ آباد مین مدفون ہوے - من کلامہ -

گریبان کہیں را ہرگز نشد دست تمنا کے		چون مجنون تا بکف آورده ام دامان صحرا را

علوی - مولوی سید علوی

علوی تخلص - سید علوی نام - آپ کی المولد والمنشا ہین - فارسی و عربی مین استعداد کامل رکھتے ہین - عبد الحلیم خان حاکم شاہ نور نگا ہو کی خدمت مین ملازم تھے - ملازمت کی وجہ سے وہان سکونت پذیر تھے - مولانا بلیغ جب شاہ نور مین بطریق سیر رونق افزا ہوے تب آپنے مولانا کی خدمت مین نہایت ہی کا رابطہ قائم کیا - اور اپنے کلام کو مولانا کی اصلاح سے درست کیا تا زندگی عبد الحلیم خان کی خدمت مین ملازم رہے - آخر سنہ ۱۱۸۱ ہجری مین فوت ہوے - خوش خلق و نیک خصلت تھے - **ہو ہذہ**

داغ شمع و آوینا چشم باشد تشنگی		قطره قطره اشک وار هم تماشا کردنی است
من برنگ فگر از سوز جگر در زندگی		چشم خود صرف کفن دارم تماشا کردنی است
این جواب آن غزل علوی که فرموده فیج		در دل لعلت من از رم تماشا کردنی است
بقربان مزاج نازک آن صندلی جسم	ولہ	که آواز شکست رنگ درد سر کند پیدا

مستی عشق به پیرانه سری بسکه فزود
حلقه قد دو تا نشاء دو بالا بخشید

حسن شانه دام بلا بود بدل — شانه با زلف تو پیوست خدا خیر کند

وله

اوراق دلم را چو پریشان کند آن زلف — با تار نگه از مژه شیرازه کند چشم

گر یکقدم از لطف گذاری بسوی عاشق — از دل بکند خانه و دروازه کند چشم

وله

ز دود آه ما این گنبد میناست میدانی — سحاب اشک ما کف دریای اشک ماست میدانی

نباشد بر فلک رنگ شفق قائل که میبینی — ز خون کشتگان این نشان پیدا امیدانی

بخون عاشقان از بسکه بازی کرده ظالم — بدست نازکت رنگ زیباست میدانی

رباعیات

تا جلوه گر این آئینه آفاق است — هر کس بخیال خویشتن مشتاق است

از سوز تو ای درد کس آگه نیست — این راز پرده دل عشاق است

وله

در عرصه دهر تا که پیداست سخن — روشن گر آئینه دلهاست سخن

از بسکه بهر کس خریدار نیست — از بیقدری چو ماه نو کاست سخن

وله

ای شکل هلال کرده ابرویت — آئینه ما پرتوی از رویت

آسان نتوان از بند عشقت رستن — آویخته دل بحلقه گیسویت

من رباعیاته الهندی

گر نسخہ توحید سے پایا ہے سبق — آ دیکھ بہر طرف کہ ہے جلوہ حق

نادان نہ پاوے سخن عشق کی رمز — مانند قلم تا نکرے سینہ شق

وله

تجھ غم کی آگ لمین کہا ہون چھپائے مین — ڈرتا ہون تا فلک اڑے نہ شرر کہین

تجھ فرقت کی جب سے نقل کیا ہے چمن مین جا — دیکھا نہ تب سے سرنے روئے ثمر کہین

وله

سمجھے ہین ہم کہ اب کہین تم نے دل دیا — بیٹھے کہین ہو بات کہین ہے نظر کہین

فرماتے ہین سنجیدہ وپسندیدہ ہوتا ہے۔ تذکرہ گل عجائب مین المقالات الغرائب کے
مولف نے لکہا کہ آپنے ایک تذکرہ مسمی بہ خزان وبہار تالیف کیا۔ اسمین شعرائے معاصرین
کا ذکر کیا ہے۔ تذکرہ کے فراہم کرنے مین محنت شاقہ کا متحمل ہوا ہے ابہی تذکرہ کا
مسودہ بتبیضہ نہین ہوا تہا کہ آپ سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین فردوس بریں روانہ ہوئے آپکے
فرزند بہاء الدین حسین خان ثانی نے مرحوم کے مسودات متفرقہ کو بہت جستجو تلاش کرکے
بتبیضہ کرایا۔ اُن اوراق منتشرہ کا شیرازہ باندہا تذکرہ کی خوبی کیفیت معلوم ہوتی ہے
جو کوئی دیکہتا ہے واہ واہ کہتا ہے۔ آپکی محنت وجانکاہی کی داد دیتا ہے۔ آپکے بزرگ
سلف نسلاً بعد نسل علم وفضل کے زیور سے آراستہ ہوتے ہین آپکے جد امجد قاضی محمود
عالمگیری عہد مین عالم وفقیہ مشہور تہے۔ اسی علم وفضل کی وجہ سے آپکے جد کو عالمگیر بادشاہ
غازی نے اورنگ آباد کی قضاۃ پر مامور کیا تہا۔ اور خدمت قضا کا ضمیمہ خدمت احتساب
کو بہی کیا تہا۔ آپکے جد علامۂ عصر تہے۔ دونون خدمتون کا کام بطور احسن انجام
فرماتے تہے۔ جد امجد کی رحلت کے بعد آپکے والد ماجد خدمت مذکور پر سرفراز ہوئے
اور اپنے والد کے خطاب سے مخاطب ہوئے یعنے بہاء الدین حسین خان عالمگیری زمانہ
کے بعد آپکے والد ماجد آصفجاہ اول کی خدمت مین آئے۔ حضرت نے آپکے والد کی بہت
خاطر ومدارات کی۔ اور خانسامانی وداروغگی کی خدمت عطا کی۔ صاحب ترجمہ والد کی
رحلت کے بعد اعلیحضرت آصفجاہ ثانی کے عہد مین ترقی مراتب کے اوج پر عروج کرتے ہے
آخر آپکی رحلت سنہ ۱۲۰۳ مین واقع ہوئی۔ اور اورنگ آباد مین جد امجد کے قریب اُس
مقبرہ مین جو نہر پرسول کے کنارے واقع ہے دفن ہوئے۔ **من ۲۰ شعارۂ الفارسی**

بنا گستر نشاند تاب رویت آتش گل را   پریشان میکند سودائے زلفت طبع سنبل را

شود از جلوهٔ حسن تو روشن دیدهٔ عاشق — سواد سایهٔ گل سرمه باشد چشم بلبل را
عروج از بسکه از زلف بتان فکر رسا داری — رگ اندیشه‌ات پیچیده سازد موج سنبل را

وله

بهر محفل که آن کافرستان میشود پیدا — شکست توبه از گبر و مسلمان میشود پیدا
شهادتگاه بسکه جوش نیرنگ دگر دارد — ز خاک کشتهٔ لعل تو مرجان میشود پیدا

وله

ز شیشه‌ی ورکار [illegible] حسن تابان ترا — هست خورشید از رخت صبح گریبان ترا
نثار رنگ [illegible] حسن بهوش ترا — باده کرد آتش زبان لعل تنگ جوش ترا
دامن افشان گذشت از تربت نگار ما — موج بهار شد رگ سنگ مزار ما

وله

هیچ کاکل مشکین خویش را ظالم — متاب اینقدر ای سنگدل رگ جان را

وله

[illegible] آهنگ عروج — شود از حلقهٔ مرغان غزلخوان بردا شست

وله

محفل [illegible] احتیاج — در شب مهتاب کی باشد چراغان احتیاج

وله

[illegible] گذشت — سکه مالک جنون اکنون بنام من بود
[illegible] — بر سرم آراست فغان امروز جلاد مرا
[illegible] — خامهٔ بهزاد را از ریشهٔ انگور بود
[illegible] دل [illegible] بشکند — نیست جوش آن قدر این می که مینا بشکند
[illegible] — صد سر مینا رسد گر تیشه خارا بشکند
[illegible] — زلف ترا ز عمر دراز آفریده اند
[illegible] پری — ای بقربان سراپایت سراپای پری

[illegible] اشعار الهندی

ایک ایک منکا ہم سے تو ہزار دیکھنا — نتیا ہے کان تلک ترا انکار دیکھنا

تیر مژگان مارتے ہو میرے سینہ مین
مگر مرضی نہین ہے مخلص کے جینے کی

روئے خوب اُسکو دیا حق نے ہمین بخت سیاہ
اُسطرف صبح وطن شام غریبان اُسطرف

یون ظلم اے پیارے کر تو کیا کرے گا
اے دل اُس زلف مین اٹک تو سہی

یہہ بہی اک عاشقون کا سودا ہے
شاخ ریحان ہو اگر آہ میری دور نہین

عاشق - میر کلان خان کابلی

عاشق تخلص - میر کلان خان نام - آپکا وطن اصلی کابل ہے - وطن سے ہندمین آئے وزیر الممالک نواب نظام الملک بہادر کی ملازمت مین رہے - نظام تخلص کرتے تھے مدت تک نواب کے سایۂ عاطفت مین زندگی بسر کرتے رہے - مراد آباد کے سفر مین نواب صاحب کے ہمراہ تھے - جب نواب نظام الملک دکن کی طرف متوجہ ہوئے - تب عاشق فرخ آباد مین پہنچے - دولت بنگش کے سایۂ عاطفت مین پناہ گزین ہوئے - اسوقت تخلص بجائے نظام عاشق اختیار کیا - آپکا کلام تسخیر قلوب مین سحر سامری کا کام کرتا ہے ہرایک کے نزدیک مرغوب دل ہے - آپکا سنہ انتقال معلوم نہین ہوا - **ھو ھذہ**

گر چنین غمزہ او دشمن ایمان باشد
کافرم گر بجہان نام مسلمان باشد

ہرگاہ یار رقیب برابر گذشتہ ایم
بیگانہ وار از سر آن در گذشتہ ایم

عاشق بکوی یار ز احوال ما مپرس
زینست سرگذشت کہ از سر گذشتہ ایم

عشق - مرزا جمال اللہ اورنگ آبادی

عشق تخلص - مرزا جمال اللہ نام - آپ مرزا داؤد کے فرزند مین - اورنگ آبادی المولد ہین

طبع موزون و فکر رسا سے موصوف۔ اور متانت وضع و لطافت مزاج مین معروف تہا خوش سلیقہ و خوش طریقہ تہا۔ عالم شباب مین شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا۔ میدان سخن مین خوب جولانی کرنے لگا۔ طبیعت کی چالاکی و شوخی دکہلانے لگا۔ کلام شستہ و مضمون برجستہ کی جوڑ بنانے لگا۔ رفتہ رفتہ مرتبہ سخن کو درجہ بلند پر پہنچایا ۱۱۷۰ھ ہجری مین زندہ تہا جیسا ن نور العین واقف بٹالوی و عبد الحکیم حاکم لاہوری ۱۱۷۰ھ ہجری مین اورنگ آباد آئے ان سے استفادہ کیا۔ واقف آپکے حق مین کہتا ہے

س۔ دیدیم کتب خانہ ہفتاد و دو ملت ۛ غیر از سخن عشق نشد منتخب ما

ظریف الطبع و شگفتہ جبین تہا۔ احباب نہایت خوش خلاقی و محبت سے ملتا تہا۔ مرد خوش صحبت و با مروت تہا ۱۱۹۵ھ ہجری مین فوت ہوا۔

من اشعارہ الہندی

اگر وہ قاتل جان بخش کہینچے تیغ ابرو کی مین وہ کشتہ ہون کہ مثل شمع کے مانند ادہر بلبل گذرجا گل سے ادہر گل گلستان سے سخن اوسکے دہان تنگ سے ہوتا ہے یون ظاہر	ولہ	ہماری ہر بن مو سے زبان شکر پیدا ہو کٹی گردن سے میری وہ زبان شکر پیدا ہو جو تو گلزار سے گذرے تو کیا ہنگامہ برپا ہو نزاکت سے نگہ گویا کہ چشم مور سے نکلے

عاشق۔ مرزا عاشور بیگ برہانپوری

عاشق تخلص۔ مرزا عاشور بیگ نام۔ آپکا اصلی وطن برہانپور ہے۔ آپ ۱۱۸۰ھ ہجری مین برہانپور سے اورنگ آباد آئے۔ اسوقت آپکا عالم شباب تہا۔ ذکی الطبع و ذہین تہے۔ علمی لیاقت بہی درست تہی۔ شعرگوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ طبیعت کی چالاکی سے

شعر ریختہ موزون کرنے لگے - اورشاہ سامی اورنگ آبادی سے اصلاح لینے لگے چندہی روز مین آپکا کلام صاف شستہ ہوگیا - ۱۲ ھجری مین آپکا انتقال ہوا -

من اشعارہ الھندی

جو مست جام شیشۂ صہبائے سبز ہے	وله	بر جا ہے اُسکو ہوئی اگر یہہ خمار سبز
دشمنون کی کیا مگر آئی ہے موت	وله	چھیڑین نے اب پر نکالے الحفیظ
چشم بیمار بتان گلشن مین دیکہہ	وله	نرگس حیران کو یرقان ہے
عشق کے کشور کا جو سلطان ہے	وله	ہر دم مہرو مہ قربان ہے

عاشق - میر یحیی برہانپوری

عاشق تخلص - میر یحیی نام - عاشق علیخان خطاب - برہانپوری المولد ہے کتب فارسیہ مین استعداد و قابلیت رکہتا تہا - دفتر پردازی مین یگانہ تہا - بندگانعالی نواب آصفجاہ کی خدمت مین منصبدارون کے زمرہ مین ملازم تہا - لشکر ظفر پیکر مین زندگی بسر کرتا تہا - سفر و حضر مین ہمرکاب رہتا تہا - زبان ریختہ مین شعر گوئی کا شائق و عاشق تہا - موزون الطبع و خوش فکر تہا - جو کچہہ کہتا خوب کہتا تہا - آپکے اشعار ایہام و تلازم شعریہ سے خالی نہین ہوتے تہے - اکثر ایہام و تلازم شعریہ کا لحاظ کرتے تہے - آپکا کلام اسی وجہ سے خواص و عوام مین مشہور ہے - ارباب مذاق نہایت رغبت سے مطالعہ کرتے مین - آپکا انتقال ۱۱۸۰ ھجری کے قریب ہوا -

من اشعارہ الھندی

اوٹہا ہے ابر برق کیا طوفان لاویگا	کر و سب بار مل سامان شیشہ و دارو کا

اب تو کچھ باقی رہا ہے نہین	وله	کیا مگر بیچون خدا
جیت میری ہے عشق بازی مین	وله	جسے دلبر نے مجکو مار دیا
جام کو لب سے آشنا مت کر	وله	نام اوسکا پیا کٹورا ہے
جس گھر مین جب تلک تھے	وله	ہیچ کہا تا تھا فقیر
گشت کو توال کرو موقوف	وله	آج کی رات جام بھرتا ہے
نشہ اوتری محبت کی ہماری	وله	کہا و سبزی خط سبزی کو پیاری
مین کہا تیرے بدل پر کیا بھلی لگتی ہے رکھ	وله	ہنس کہا جوگی بسیرنے خاک لگتی ہے بھلی
مجھ کلیجے مین بروکی تجھ پلک مول ہے	وله	ہے حال پیا کیا لکھون پیاری یہہ مول ہے
ہر ایک ساغر کے پیچھے چھمنا تپہ ہنا وسکا	وله	گرک عاشق علیجان کو مستی مین بہاتی ہے
ہات پر ہات میرے دہر کے چلے آتے سات	وله	دیکھ طالع کے مدد آج پڑی میرے ہات
جسوقت جان نکلی مجھ پاس کوئی نہ آیا	وله	شمشیر تیری اکدم بیٹھی تھی میرے سر پر
جب نقش صنم کا نقاش کھینچتا ہے	وله	ابرو کے کھینچنے مین وہ ہات اینچتا ہے
ہین شہید کربلا سب سرخ پوش	وله	مصطفیٰ کی آل کا کیا رنگ ہے
صاف دل آرسی سا کوئی نہین	وله	لیک منہ دیکھے آشنائی ہے

عجب - محمد عبد اللہ حیدرآبادی

عجب تخلص - محمد عبد اللہ نام - چھوٹے صاحب عرف ہے - آپ حیدرآبادی المولد ہین - فارسی مین مستعد طالب العلم ہین - شعرگوئی کا شوق لسین پیدا ہوا - زور طبیعت سے فکر کرنے لگے اور کلام کی اصلاح مولوی شمس الدین فیض المتوفی سنہ ۱۲۸۳ ہجری سے

لینے لگے چند مدت تک کہتے رہے۔ استاد کی اصلاح سے کلام درست وصاف ہوگیا فارسی واردو زبان مین کہتے ہین۔ خوش مزاج ونیک سیرت ہین۔

من اشعارہ الفارسی

در عین گریہ چشم بر تبسمش	سلک گہر کنم مژہ اشکبار را
از سوزش ہوائے دم سرد دہم	پروانہ باد نیست چراغ مزار را

من اشعارہ الھندی

عارض کی تازگی سے بڑہا رنگ یار کا	اس گل سے کہل رہا ہے شگوفہ بہار کا
او مہ وش جو کرتی ہو در پردہ چھیڑ چہار	کافی نہین ہے نام کو پردہ حجاب کا

عدیل۔ محمد عسکری کنتوری

عدیل تخلص۔ محمد عسکری نام۔ آپکا اصلی وطن کنتور ضلع لکہنو ہے۔ آپنے سن شعور کے بعد وطن مین بقدر ضرورت فارسی مین استعداد حاصل کی طبیعت مین تیزی وجالاکی تہی۔ شعر گوئی کی طرف رغبت کامل تہی۔ مضامین تازہ کی تلاش اور معانی پاکیزہ کی خواہش طبیعت مین تہی۔ آپنے زور فطرت سے جوانی طبیعت سے شعرگوئی شروع کردی۔ اور میر کاظم حسین صاحب آپکے برادر بزرگ تہے۔ ان سے اصلاح لینے لگے۔ بہائی کی توجہ واصلاح سے تاہ بخیتہ کلام ہوگئے سنہ ۱۳۰۹ ہجری مین بہائی کے ہمراہ حیدرآباد دکن مین آئے۔ آتے ہی سررشتہ تعلیم مین ملازم ہوگئے چندہی روز کے بعد ہوم سکرٹری گورنمنٹ نظام کے دفتر مین میرمنشی کی خدمت پر ممتاز ہوئے۔ معلوم نہین فی الحال کہان ہین۔ آپکی عمر چالیس سے متجاوز ہے

خدائے تعالی سلامت رکھے۔

من اشعارہ الھندی

خنجر بکف وہ آئے ہیں ایک اژدہام ہے ۔ اللہ میرے قتل کی یہ دھوم دھام ہے

پرچ کر رہا ہے شیخ و برہمن کے جنگ نے ۔ اسلام و کفر دونوں کو اپنا سلام ہے

اچھو بقول آتش مرحوم اے عدیل ۔ میں مقتدی ہوں اور میرا دل امام ہے

وله

کوئے جاناں سے اڑاتی ہے صبا فریاد ہے ۔ ابر رحمت رحم کر مٹی میری برباد ہے

رنگ آ جائیگا رفتہ رفتہ طبع یار میں ۔ پھر تعلیم لطافت حسن کا استاد ہے

وله

ہوتا ہے رحم کاری کی ہوس پھر بے مرے دلکو ۔ نگاہ آرزو سے دیکھتا ہے تیغ قاتل کو

عنایت محمد عنایت اللہ براری

عنایت تخلص۔ محمد عنایت اللہ نام۔ محمد عظمت اللہ کے فرزند ہیں۔ آپکا اصلی وطن قصبہ بڑنیرہ ضلع امراوتی برار ہے۔ آپکے والد قصبہ مذکور کی مسجد کے موذن و پیش امام ہیں۔ یہ خدمت آپکی موروثی ہے۔ آپ صحیح النسب والحسب ہیں۔ آپنے برار کے مدارس میں تعلیم پائی۔ مولوی حسن صاحب مرحوم آزردی اسوقت برار کے ہائی اسکول میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ مولوی صاحب موصوف کے علاوہ پرائیوٹ طور سے کسیقدر فارسی کتب [illegible] کالج میں ریاضی وغیرہ کی تکمیل کی۔ اور منشی نور خان صاحب ہیڈ ماسٹر فرہنگ کالج سے شعر گوئی کی مشق کی۔ سلیم الطبع مستقیم الوضع ہیں۔ سنجیدہ مزاج خوش گفتار و خوش گزار ہیں۔ فقیر مولف کے ہم وطن ہیں۔ مگر میں دس برس سے اس شہر میں ہوں کبھی آپ سے ملاقات کا اتفاق نہیں ہوا۔ میں آپکی ملاقات کا مشتاق ہوں بصد اشتیاق

کل امر مین باوفا تھا کسی وقت ہو جائیگی۔ فی الحال آپکی عمر تخمیناً قریب چالیس برس کی میانہ قد کشادہ پیشانی۔ آہو چشم۔ دراز بینی۔ گھنی داڑھی۔ گندمی رنگ ہین خدا تعالےٰ آپکو خوش خرم رکھے۔ آپ فارسی و اردو دونون زبانون مین شعر کہتے ہین۔

من اشعارہ الفارسی

خرام دیدہ و نشستہ بگوشۂ گلزار ۔ ہمہ تدرو چمن از تو شرمسار آمد
چہ دوست است بہین حسن اندرین دنیا ۔ کہ جملہ مردمان بے دام تا بعدار آمد

من اشعارہ الہندی

پھر گلون سے ہوگیا ہے اندنون گلزار سرخ ۔ عندلیبو فصل گل آئی ہوئے اشجار سرخ
جب نظر مقتل عشاق پہ میری پہنچی ۔ وله ۔ خون سے سرخ تھے میدان ہزارون لاکھون

عراقی دکنی

عراقی تخلص مشہور ہے ولی دکنی کے معاصرین مین تھا۔ چنانچہ ولی کا شعر سناد ہاجاتا ہے

سے تیرے سخن کی نغمۂ رنگین کا سن ولی ۔ دو ہا عرق کے بیچ عراقی عراق مین

یہ قول لچھمی نرائن کا ہے۔ میرے نزدیک اس شعر سے عراقی دکنی کا ولی سے معاصر ہونا نہین ثابت ہوتا۔ عجب نہین کہ ولی کے نزدیک عراقی سے وہ شاعر جو عراق مین مشہور ہی گذرا ہے مراد ہو۔ ہان ریختہ کلام سے پایا جاتا ہے کہ ضرور کوئی شاعر ہندی نژاد ولی کا معاصر یا ولی کے بعد گذرا ہو۔ اسکا حال پردۂ ظلمت مین ہے ہمکو معلوم نہین چمنستان مین صرف اسکا ایک شعر ہے ہم بھی اسکو نقل کرتے ہین۔

جسکے جاری نہین نین سوں سدا ویران ہے ۔ سمجھو ہو کیونکر اسے حسن گانون مین پانی نہین

عاشق - میر قاسم خان اکبرآبادی

عاشق تخلص - میر قاسم خان نام - آپکے والد ماجد خواجہ عبید اللہ خان صوبہ مالوہ
کے دیوان بادشاہی تھے - خدمت سے معزول ہونے کے بعد نواب آصفجاہ مرحوم کی
خدمت میں آئے - نوابصاحب نے آپکے حال پر بڑی عنایت و توجہ فرمائے - منصب
جلیلہ و عطائے علم و نقارہ سے سرفرازی بخشی - نوابصاحب نے متعدد مراتب سرکاری
خدمات کے لئے کہا - آپنے قبول نہیں فرمایا - حضور بندگانعالی آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے
تھے اور آپ بھی حضور سے نہایت خندہ پیشانی و بیباکی سے ملتے تھے - حضور جو کچھہ سوال
کرتے تھے اسکا جواب نہایت استقلال و جرات بیباکانہ کے ساتھہ دیتے تھے - آپکی تقریر سے
امرا دربار کہتے تھے کہ اس دربار میں کوئی ایسا ذکی و تمیز رائے زندہ دل و دلیر نہ تھا -
آپ سب کے نزدیک عزیز القدر و عزیز الوجود تھے - بندگانعالی حضور بھی آپکی عظمت
و بزرگی کا بڑا خیال فرماتے تھے - یہ جناب حضور کی قدردانی و مردم شناسی تھی آخر
آپ سنہ ۱۱۵۸ ہجری کو فوت ہوئے - میاں عاشق صاحب جو آپکے فرزند بھی
بندگان حضور کی سرکار میں خانسامانی کی خدمت پر مامور تھے - ہونہار و ہوشیار تھے
چند ہی روز میں سرکاری کاموں میں صاحب اعتبار ہوئے رفتہ رفتہ مرجع خلائق ہوئے
اسی اثنا میں حسب تقدیر آپسے ایسا جرم ثابت ہوا کہ آپکی عظمت و شان سے بعید معلوم ہوتا ہے
وہ یہہ ہے کہ آپنے ایکروز بحالت قہر و غضب میں اپنے ایک ملازم کو ایسی سخت سزا دی
کہ وہ ہلاک ہوگیا - اس سبب سے آصفجاہی غضب جوش میں آیا - آپ خدمات مفوضہ سے
معزول ہوئے - سرکار کے نزدیک اعتبار و اعتماد کے لائق نہیں رہے - مگر ہماری سرکار نظام کی

رحمدلی و ہمدردی ہزار ہا آفرین و تحسین کے لائق ہے۔ آپ معزول تو ہوئے مگر منصب و معاش بدستور جاری رہا۔ نواب آصفجاہ بہادر کے انتقال کے بعد نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی مصاحبت مین رہے۔ نواب امیر الممالک صلابت جنگ کے عہد امن ماہ ذیحجہ ۱۱۶۵ھ ہجری مین اورنگ آباد سے دلی گئے۔ اور وہان گوشہ نشین ہوئے تا مرگ دلی مین رہے آخر ۱۱۸۱ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ جناب آزاد بلگرامی و لچھمی نراین اورنگ آبادی و سراج و ہمامی و افتخار وغیرہ شعرا اورنگ آباد کے معاصر تھے تمام سے یارانہ تھا۔

آپ طباع و فہیم تھے شعر گوئی کا شوق تھا۔ آپکا کلام نزاکت خوبی سے آراستہ تھا اشعار درست و مضامین چست ہوتے تھے۔ ہم اب آپکے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتے ہین تاکہ شائقین مطالعہ سے محظوظ ہوویں۔

من اشعارہ الفارسی

ہر سال در بہار کسب شرف جنون	آید برہنہ پا بطواف دماغ ما
پیش من چون می نباشد میرم ز درد خمار	شیشہ چون خالی شود پر می شود پیمانہ ام

نواب آصفجاہ بہادر کے آغاز سال شصتم کی مبارکباد مین یہہ قصیدہ لکہا۔

صراحی در بغل آرد قدح در دست می آید	ز بزم جشن آصفجاہ ساقی مست می آید
ز فیض نو بہار سال شصتم اے بلند اختر	نوید التفات عالم ترا در دست می آید
مبارکباد سال نو ترا اے شاہ جم شوکت	زبانہا ہمہ ثنا ہا ترا از شست می آید
بگردون گرچہ می ساید سر خود ہمچو جمشیدی	بچشم شرفہ کاخ بلندت پست می آید

بدامانش زدم دست امید خویشتن عاشق
کزو بخشیدن ہر دو جہان یکدست می آید

عشرتی یزدی

عشرتی تخلص - سادات یزد سے - سید صحیح النسب تہا - وطن سے ملک دکن میں آیا - قطب شاہیہ زمانہ میں ترقی کے اوج پر عروج کیا - میر مومن استرآبادی کے سایہ عاطفت میں خوشحال و فارغ البال رہا - خوش نویسی میں لائق و فائق تہا نستعلیق خط نہایت ہی عمدہ لکہتا تہا - شعر و شاعری سے دلچسپی رکہتا تہا - موزون الطبع و شاعر خوش گفتار و نیک کردار تہا - اپنی خوش کلامی سے یاران ہم مشرب کو خوش و خرم کرتا تہا - آخر عین عالم شباب میں تیس برس کی عمر میں اس عشرت کدہ سے عالم بالا کو روانہ ہوا - سنہ وفات کسی تذکرہ نویس نے نہیں لکہا - مگر ہمکو ایک بیاض قدیمہ سے معلوم ہوا کہ ۱۰۳۷ھ ہجری میں فوت ہوا -

من اشعارہ الفارسی

دوستان باغ بوستان چون عزم می خوردن کنید
مقصد زکاخ و صفہ و ایوان نگاشتن
گلہائے رنگ رنگ درختان میوہ دار
دانی کہ چیست تا بمراد دل اندران
ورنہ چگونہ مردم عاقل بنا کند

ولہ

اول ز یاران دور افتادہ یاد من کنید
کاشانہائے سر بفلک برفراشتن
در باغ و بوستان ز سر شوق کاشتن
یک لحظہ دوستی بتوان شاد داشتن
از خاک خانہ کہ بباید گذاشتن

عاشق - مولوی سید عبدالودود

عاشق تخلص - سید عبدالودود نام - آپ سید غلام محی الدین نقوی جد کے سال تخلص کی

صاحبزادے ہیں آپکے بزرگان سلف گڑھ ضلع صوبہ الہ آباد میں سکونت پذیر تھے۔ آپکے
اجداد سے ایک بزرگ بسبب تقرر جاگیر آل تمغا ضلع بردوان علاقہ بنگال میں آئے
عوام و خواص کو احکام دینیہ و مسائل شرعیہ کی تعلیم دیتے تھے۔ چنانچہ مدت دراز تک
آپکے خاندان میں درس و تدریس کا سررشتہ جاری رہا۔ اور آپکے والد ماجد تک یہ دستور
جاری تھا۔ بنائے علیہ انگریزی گورنمنٹ نے والد بزرگوار کو مدرسہ عالیہ میں مدرسی کی
خدمت پر مامور فرمایا۔ مولف صاحب ترجمہ کی ولادت ضلع بردوان میں واقع
ہوئی۔ آپنے سن شعور و تمیز کو پہنچ کے کتب درسیہ معقول و منقول مولوی [illegible]
وارث و مولوی سراج الدین علی خان و مولوی محمد حسن خان و قاضی القضاۃ [illegible]
ختم کیں۔ اور کتب فارسیہ کی بھی تکمیل [illegible] کی۔ فارغ التحصیل ہوکے
بعد ۱۲۳۲ ہجری میں حسب الطلب حکام مدارس [illegible] خدمت قضا پر [illegible]
چند مدت کے بعد قضا سے ترقی پا کر [illegible] تقرر [illegible]
قضا پر مامور ہوئے پھر صدر [illegible]
خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام [illegible]
جنگل پٹنہ کی صدر امینی پر [illegible]
بسبب ضعف بدن وظیفہ یاب ہو کے آرام [illegible]
تھے لیکن کثرت اشتغال کی وجہ سے بجز یوں مختصر و چند حواشی کتب [illegible]
کوئی کتاب نہ لکھی۔ آخر آپنے بارہ تاریخ ماہ ذیحجہ ۱۲۷۶ ہجری میں [illegible] وفات
پائی۔ شاہراہ میلا پور میں مغرب کی جانب متصل مقبرہ دلیر جنگ بہادر مرحوم مدفون ہوئے [illegible]

شور از جلوهٔ حسن تو روشن دیده عاشق | سواد سایهٔ گل سرمه باشد چشم بلبل را
عروج از بسکه از زلف بتان فکر رسا داری | رگ اندیشه‌ات پیچیده سازد موج سنبل را

وله

بهر محفل که آن تکلیف مستان میشود پیدا | شکست توبه از گبر و مسلمان میشود پیدا
شهادتگاه بسمر جوش نیرنگ دگر دارد | ز خاک کشتهٔ لعل تو مرجان میشود پیدا

وله

زبیشه ورکار نهد حسن تابان ترا | هست خورشید از رخت صبح گریبان ترا
تا ز رنگ افزا گرفته حسن مدهوش ترا | باده گرد آتش زبان لعل تنگ جوش ترا
دامن افشان گذشت ز تربت انگار ما | موج بهار شد رگ سنگ مزار ما

وله

پیچ کاکل مشکین خویش را ظالم | متاب اینقدر ای سنگدل رگ جان را

وله

نغمه پردازی من کرد چو آهنگ عروج | شور از حلقه مرغان غزلخوان بر داشت

وله

محفل روشن نهادان را نیست سامان احتیاج | در شب مهتاب کی باشد چراغان احتیاج

وله

خوش عمر او نشسته دور جنون هم گذشت | سکه تا کی جنون اکنون بنام من بود
گرد مشکین نگر فردا خاطر شاد مرا | بر سر هم آرای فغان امروز جلاد مرا
نشئه کی بود نقش چشم آن مخمور بود | خامهٔ بهزاد را از ریشهٔ انگور بود
یاد چشم مست او رنگ دل را بشکند | مینه جوش تو نقدر این می که مینا بشکند
نیست تا از جنون آئینه را حسن کیست | صد سر پیمانه رسد گر تیشه خارا بشکند
قد ترا قیامت از آفریده اند | زلف ترا ز عمر دراز آفریده اند
ای همه سر تا قدم تو بالا ای پری | ای بقربان سراپاهت سراپای پری

حرف ۲ شعراء الهندی

لب اگر مینگاهم سے تو بهزار دیکهنا | بنتا ہے کان تلک ترا انکار دیکهنا

و خوش اخلاق تھے۔ شیخ نظام الدین اورنگ آبادی کے مرید و خلیفہ تھے۔ شیخ مرشد سے آپ اور آپکے بھائی خواجہ نورالدین حسن عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت شیخ جب شاہجہان پور سے اورنگ آباد میں آئے۔ آپکے ہمسایہ میں فروکش ہوئے۔ اور ایک خانقاہ و مکان تعمیر فرمایا۔ اور ایک مسجد بھی بنائی۔ اور شہر میں ایک نہر جاری کی تا بزندگی شیخ اُسی مقام میں رہے۔ جب رحلت کی تو اُسی مقام میں مدفون ہوئے مزار و تبرک۔ آپنے شیخ کے ملفوظات کو جمع کیا اور اسکا نام احسن الشمائل رکھا۔ شعرگوئی سے دلچسپی تھی خوش فکر و نازک خیال تھے۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی نہیں ہے۔ آپ صاحب دیوان ہیں مگر آپکا دیوان نادر الوجود ہے۔ آپنے بمقتضائے موقع و محل احسن الشمائل میں اپنا کلام درج فرمایا ہے۔ اور خزانہ الشعرا کے مؤلف نے بھی آپکا کلام اپنے تذکرہ میں کیا ہے۔ فقیر مؤلف انہیں دونوں کتابوں سے اشعار منتخبہ گزارش کرتا ہوں۔ آپ مدت العمر اورنگ آباد میں خدمت داروغگی پر رہے۔ آخر عمر اخیری میں بہت خدمت داروغگی سے سبکدوش ہوئے اور عالم فنا کی کچہری میں پہنچے۔ اعزا و احبا کو سخت رنج و الم ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

من اشعارہ الفارسی

این دل غم خوردہ را در فکر جانان ساختند
چشم ما را در پے نظارہ حیران ساختند

قدسیان عالم بالا بتعمیر لبش
خون دل خوردند تا لعل بدخشان ساختند

تا کہ حسن آن پری در دہر عالمگیر شد
حسن یوسف در درون چاہ زندان ساختند

ہر کہ غمزہ او خورد تا محشر نمرد
آب پیکانش مگر از آب حیوان ساختند

تا کمان ابروے او حلقہ شد چون ماہ نو
قامت خم گشتہ را عشاق قربان ساختند

حسن شانه دام بلا بود بدل
شانه با زلف تو پیوست خدا خیر کند

وله

اوراق دل ما را چو پریشان کند آن زلف
با تار نگه از مژه شیرازه کند چشم

گر یکقدم از لطف گذاری سوی عاصی
از دل بکلبه خانه و دروازه کند چشم

وله

زدود آه ما این گنبد میناست میدانی
سحاب اشک از کف دریای اشک ماست میدانی

نباشد بر فلک رنگ شفق قاتل که میبینی
زخون کشتگانت این نشان پیداست میدانی

بخون عاشقان از بسکه بازی کرده ظالم
بدست نازکت رنگ زیباست میدانی

رباعیات

تا جلوه گر این آئینه آفاق است
هرکس بجمال خویشتن مشتاق است

از سوز نوای درد کس آگه نیست
این راز بپرده دل عشاق است

وله

در عرصه دهر تا که پیداست سخن
روشن گر آئینه دلهاست سخن

از بسکه بهر کس خریدار نیست
از بیقدری چو ماه نو کاست سخن

وله

ای شکل هلال گرده ابرویت
آئینه ما پرتوی از رویت

آسان نتوان ز بند عشقت رستن
آویخته دل بحلقه گیسویت

من رباعیاته الهندی

گر نسخه توحید سے پایا ہے سبق
آ دیکھ بہر طرف کہ ہے جلوہ حق

نادان نہ ہووے سخن عشق کی رمز
مانند قلم تا نکہے سینہ شق

وله

تجھ غم کی آگ میں کہا ہوں چھپائے میں
ڈرتا ہوں تا فلک اڑے یہ شرر کہیں

تجھ قد کی جب سے نقل کیا ہے چمن میں جا
دیکھا نہ تب سے سرو نے روئے ثمر کہیں

وله

سمجھے ہیں ہم کہ اب کہیں تم نے دل دیا
بیٹھے کہیں ہو بات کہیں ہے نظر کہیں

زبان انگریزی کو مثل عربی و فارسی جانتے تھے۔ اکثر اوقات بیماروں کے معالجہ مین صرف فرماتے تھے۔ اور آپ تواریخ و واقعات سلف سے زیادہ رغبت رکھتے تھے اور زمانہ کے حالات سے واقف ہونا پسند کرتے تھے۔ بناءً علیہ آپ نے ایک اخبار مسمی بہ تمیز الاخبار جاری کیا تھا۔ یہ اخبار ہفتہ واری تھا۔ ہفتہ مین ایک بار طبع کر کے تقسیم فرماتے تھے۔ فقیر مولف کو یہ امر معلوم نہین ہوا کہ وہ اخبار کب سے جاری ہوا اور کب موقوف ہوا۔ آپ سپہسالار جنگ مختار الملک بہادر مدار المہام سرکار عالی کے عہد مین مدراس سے حیدرآباد دکن مین تشریف لائے۔ صیغہ طبابت مین ملازم ہو کر مدة العمر صیغہ مذکور مین مامور رہے۔ بیماروں کے معالجہ اور دلجوئی مین مصروف رہتے تھے۔ آپ صاحب اولاد تھے۔ آپکے اقربا سے صاحبزادہ مولوی ملا عبد القیوم صاحب مولوی عبد الحی صاحب مولوی عبد السلام ... ۱۳۲۵ ہجری مین فوت ہوئے اور عبد السلام بھی وہ بھی فوت ہو گئے۔ مولوی عبد الحی سلمہ اللہ تعالی یادگار باقی ہین۔ ملا صاحب و مولوی عبد الحی صاحب کا تذکرہ آگے ذکر کیا جائیگا۔ آخر عشق صاحب نے ۱۳۰۲ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی رحلت کی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اور آپکی رحلت کی تاریخ آپکے برادر زادہ مولوی عبد الواجد صاحب نے کہی ہے۔ قطعہ

حضرت عشق آنکہ بفضل و شرف	بود گرامایہ دور اکبر
در شب پنجم ز ربیع نخست	کرد ز دنیا سوی عقبیٰ سفر
شکل گریبان بغمش خلق را	ہم دل و ہم سینہ شدہ ہم جگر
واجد ما سال وفاتش نوشت	حادثہ عشق جہان ہنر
	۱۳۰۲

من اشعار الفارسی

گفتم که دل بروی تو بستم بخنده گفت
ای نقش نام بر تو نشست آنگونه خوش سواد
گرمی عشق تو زد در دل ناشاد آتش
همه زبان بکشاد از شعله پر سوز بلند
خسته عشقم و بیچاره گریست به تشخیص
دست بر دست گرست بو علی نبض شناس
[illegible] نال زار تشید آ که کند عرض
[illegible] سوز آبروشت هم تیغ
[illegible]
[illegible] شاهی از خون
[illegible] عشاق دل
[illegible] از اشک وار رشته
[illegible] ابروان تیغ دو و نیام یک
[illegible] طرح نماز آنگنم

این تازه شاعریست که مضمون بکر گفت
وله
گز حرف حرف سر به بچشم نگین کشد
خانه ام گرد چو آتشکده آباد آتش
از غم سوختگان است بفریاد آتش
ریخ من گفته دگر یک مرض صد تشخیص
طپش نبض مریض تو کند رد تشخیص
تشنگی قیس بلیلی که کند عرض
لیلی قوت ضعف سست تا سست هم تیغ
بس که همچون سخن تار نفس بیرا هم
شب هام هست سحر مژه ماهی از خون
شود هر سکی مرد سپاهی از خون
چون قلندر شیران بی نماز و با وضو
شد ره هر دو چشم تو تیغ یک و نیام دو
سجده نقش پا کنم کار یکی دو کام دو

عروجی - سلطان فیروز شاہ بہمنی

عروجی تخلص - سلطان فیروز شاہ نام - آپ علاءالدین حسن گانگوئے بہمنی بانی سلطنت بہمنیہ کے پوتے ہیں - آپکی تربیت و تعلیم کا انتظام آپکے عم بزرگوار

صاحبزادے ہیں۔ آپکے بزرگان سلف گڑہ ضلع صوبہ الہ آباد میں سکونت پذیر تھے۔ آپکے اجداد سے ایک بزرگ بسبب تقرر جاگیر آل تمغا ضلع بردوان علاقہ بنگال میں آئے عوام و خواص کو احکام دینیہ و مسائل شرعیہ کی تعلیم دیتے تھے۔ چنانچہ مدت دراز تک آپکے خاندان میں درس تدریس کا سررشتہ جاری رہا۔ اور آپکے والد ماجد تک بدستور جاری تہا۔ بناءً علیہ انگریزی گورنمنٹ نے والد بزرگوار کو مدرسہ عالیہ میں مدرسی کی خدمت پر مامور فرمایا۔ عاشق صاحب مترجم کی ولادت ضلع بردوان میں واقع ہوئی۔ آپنے سن شعور و تمیز کو پہنچ کے کتب درسیہ معقول و منقول مولوی [illegible] مدرس مولوی سراج الدین علی [illegible] و مولوی غلام سبحان [illegible] قاضی القضاۃ [illegible] ختم کیں۔ اور کتب فارسیہ کی بھی تکمیل [illegible] کی۔ [illegible] تحصیل و تکمیل کے بعد سنہ ۱۲۲۳ ہجری میں حسب الطلب حکام مدراس [illegible] خدمت قضا [illegible] چند مدت کے بعد قضاے [illegible] قضا پر مامور ہوئے پھر صدر عدالت میں [illegible] خدمت [illegible] کا کام عمدہ طرح سے انجام [illegible] چنگل پٹہ کی صدر امینی پر مقرر ہوئے۔ [illegible] بسبب ضعف بدن وظیفہ یاب ہو کے [illegible] تھے لیکن کثرت اشتغال کی وجہ سے بجز یوں مختصر و چند حواشی کتب [illegible] کے کوئی کتاب نہیں لکھی۔ آخر آپنے بارہ تاریخ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۲۶۰ ہجری میں [illegible] وفات پائی۔ شاہراہ میلا پور میں مغرب کے جانب متصل مقبرہ دلیر جنگ بہادر مرحوم مدفون ہوئے [illegible]

از مساعی مصحف روایتش گنہ نوشتہ اند	دست از جہان بشستہ نقش وجود اریم ما

دس روز تک بیماری کی حالت مین صاحب فرش رہا - آخر بتاریخ ماہ شوال ۸۲۵ھ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوا - انا للہ وانا الیہ راجعون -
فرشتہ نے لکہا کہ مرحوم کا جنازہ شاہانہ شان و عظمت کے ساتہہ اُٹہا کے آباو اجداد کے پہلو مین دفن کئے الخ لیکن مفرح القلوب کے مولف نے لکہا کہ فیروز شاہ صاحب ترجمہ کو حسب الوصیت اُسکے تیار کئے ہوئے گنبد مین جو شاہ کمال بہر کے لئے تعمیر کرایا تہا دفن کیا گیا - مدت سلطنت ۲۵ سال - جلوس ۸۰۰ھ ہجری - مدفن گلبرگہ -

من اشعارہ الفارسی

گرشمہ جنبش آہوئے ست مژگان درازش را
محبت چاک سازد دل سپر نہر گہ در برمے
مبادا آسیب نقصان یابد از سوز دلم تاری
نیابد لذتے زاہد ز وصلت زمتاع خلد
نیرو ز ہی قامت ور جسا زان خورشید تابان را
بدان مشابہ ز غم رہبر بر دلم تنگ است
گل امید شگفت از نسیم وعدہ ولے
بقطع راہ محبت مخور فریب امید
بسحر سرود محبت نکرد زمزمہ نائے
ولے بہ سینہ لبالب ز دوستی دارم
دماغ طبع عروجی چہ دلکشا چمنے است
در آتش ہر زرہ فکر زائل نکنی

ستم کردست اجب ہنر زبان تعلیم نازش را
بخود مخصوص می بینم تغافلہائے نازش را
بدان چون رہ دہم اندیشۂ زلف درازش را
ہمان بہتر کہ در دامن کنی خبر نیازش را
بسر و والا می سنجد کہ بیند امتیازش را
ولہ
کہ دل بلذت سودائے عشق در جنگ است
ز آفتاب غم انتظار بیرنگ است
کہ غایت ابد ش ابتدائے فرسنگ است
کہ ہر چہ خارج این پردہ ننگ آہنگ است
کہ پیش اہل جہان بے بہا تراز سنگ است
چمن مگو کہ آن آسمان فرہنگ است
ولہ
اندیشہ بہر خیال مائل نہ کنی

آرام سے محروم رکھنا نہایت بے رحمی ہے دیر تک افسوس کرتا رہا۔ اور خوف خدا سے
ڈرنے لگا۔ اور کہنے لگا واحسرتا ایسا نہو کہ خدائے تعالیٰ مجھکو قیامت کے دن اس سختی کے
ارتکاب میں ماخوذ کرے۔ صبح برآمد ہوتے ہی رات کی چوکیداری موقوف کردی صرف گشتی
کے افراد رکھ لئے۔ اور انکو بھی حکم دیا کہ ساعت گذرے بعد ایک ایک پہرہ بدلتا رہے
رعایا کے ساتھ ہمدردی کرتا تھا۔ غربا کو ظالموں کے پنجے سے رہا کرتا تھا۔ چنانچہ نہال
دختر زرگر کا قصہ ہمارے قول کی تصدیق کرتا ہے۔ لڑکی کو دیوانے [illegible] کے ظلم
سے بچایا۔ آخر لڑکی بادشاہ کی ہمدردی دیکھ کے خوشی سے مسلمان ہوگئی [illegible]
مذکور ہے۔ فیروز شاہ دوربین و دوراندیش تھا حفظ ما تقدم ضرور کرتا تھا۔ مؤلف تاریخ
فرشتہ کے مؤلف نے لکھا کہ ۸۰۱ھ ہجری میں شہرت ہوئی کہ امیر تیمور گورگان ہند میں دوبارہ
آنیوالا ہے۔ فیروز شاہ صاحب جو شہرت کے معلوم ہوتے ہی عاقبت اندیشی و پیش بینی سے
حسب مشورہ وزرا امیر تقی الدین محمد داماد میر فضل اللہ انجو و مولانا لطف اللہ سبزواری کو
مع تحائف نفائس و ہدایائے لائق امیر کی خدمت میں سمرقند روانہ کیا۔ اور ایک عرضداشت
بھی جسمیں اطاعت و بندگی کا اظہار کیا تھا بھیجی۔ بہمنی کے سفراء دریاؤں کے راستے سے
دارالسلطنت سمرقند میں پہنچے۔ امیر تیمور کی بارگاہ میں باریاب ہوئے۔ دربار میں سفیروں کی
بڑی تعظیم و تکریم ہوئی۔ چھ مہینہ تک امیر کی خدمت میں مہمان رہے۔ جب سفرائے بہمنی نے
تحائف و عرضداشت امیر کی خدمت میں پیش کئے۔ تحائف نے قبولیت کا درجہ پایا
تب مقربین کے ذریعہ سے سفیروں نے عرض کیا کہ فیروز شاہ منجملہ تابعداران سرکار کے
اسکا عزم بالجزم ہے کہ جب آپ دارالخلافہ دہلی تشریف لائیں یا کوئی شاہزادہ آئے تو
اسوقت از روئے بندگی کمربستہ ہوکے دکن سے دہلی میں حاضر ہوگا۔ اور جان نثاری کے

من اشعارہ الفارسی

گفتم کہ دل بروے تو بستم بخندہ گفت
اے نقش نام بر تو نشستت انگونہ خوش سواد
گرمی عشق تو زد در دل ناشاد آتش
همه زبان بسکہ از شعلہ پرسوز بلند
خستہ عشقم و بیچارہ گرست بہ تشخیص
دست بردست کزمن بہ علی حرف شناس
برنفس حال دل شد اگر کند عرض
ابے مدر بے بار وسوز ابرو شم تیغ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
در کم ابروان تیغ دو و نیام یک
[illegible] صنم طرح نماز انگنم

این تازہ شاعر بیت کہ مضمون بسنج گفت
ولہ
گر حرف حرف سرمہ بچشم نگین کشد
خانہ ام گرد چو آتشکدہ آباد آتش
از غم سوختگان است بفریاد آتش
ہیچ من گفتہ وگر یک مرض صد تشخیص
طبیش نبض مریض تو کند رد تشخیص
سرگشتگی قیس بلیلی کہ کند عرض
دلیل قوت ضعف ستقاست خم تیغ
بس نالہ ہمچون بحن نار لفس پیر اہنم
شعلہ ام بہت سحر مرہ ماہی از خون
شود بہر کہ مرد سیاہی از خون
چون بلند شعران بے نماز و با وضو
گر رہ بہر دو چشم تو تیغ یک و نیام دو
سجدہ نقش پا کنم کار یکی دو کام دو

عروجی سلطان فیروز شاہ بہمنی

عروجی تخلص سلطان فیروزشاہ نام آپ علاء الدین حسن گانگوے بہمنی بانی سلطنت بہمنیہ کے پوتے ہیں۔ آپکی تربیت و تعلیم کا انتظام آپکے عم بزرگوار

کہتا تھا کہ آپ میرے ساتھ بے تکلفانہ رہیں۔ کسی قسم کا لحاظ نہ کریں باہم یارانہ مل کے خوشی کے ساتھ بسر کریں۔ اور مجکو ایسا سمجھیں کہ میں بھی آپ سب میں ایک فرد ہوں میرے ساتھ ہم پیالہ و ہم نوالہ رہیں۔ اور اس بات کی تاکید کرتا تھا کہ اس مجلس میں کوئی صاحب دنیوی معاملات کی بابت گفتگو نہ کرے۔ نہ کوئی کسیکی شکایت کرے۔ تمام بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ کبھی کسی نے خلاف حکم نہیں کیا۔

فیروز شاہ شعر و شاعری کا شیفتہ تھا۔ حدائق السلاطین کے مولف نے لکھا کہ ہمیشہ سلاطین میں بے نظیر فرد تھا۔ علوم و فنون میں آپ ہی اپنا نظیر تھا۔ اکثر زبانوں میں ملکہ تامہ رکھتا تھا ہر ایک زبان میں اہل زبان سے بیساختہ مکالمہ کرتا تھا۔ سامعین ناظرین دونوں میں تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ کہتے تھے صاحب جملہ اہل زبان کے افراد سے ایک فرد فرید ہے ہر ایک زبان کے محاورات و اصطلاحات سے خوب واقف تھا۔ خاص زبان عربی و فارسی و ترکی کی مملکت میں حکمرانی کرتا تھا ہر ایک زبان میں ناظم و ناثر تھا۔ متقدمین شعرائے عرب عجم کے اشعار و قصائد بیشمار حافظہ کے خزانہ میں محفوظ رکھتا تھا۔ سخندان و سخن سنج تھا۔ کبھی کبھی سرور و فراغت کے وقت میں کلام موزون کرتا تھا۔ اولاً اپنا تخلص عروجی قرار دیا پھر شاہی زمانہ میں فیروزی رکھا۔ صاحب دیوان تھا۔ اب دیوان نادر الوجود ہے۔ مورخین نے چیدہ چیدہ اشعار تمثیلاً لکھے ہیں یہ فقیر مولف بھی تذکروں سے ذیل میں گذارش کرتا ہے۔ آپ کا کلام شیرین و دلنشین ہوتا ہے اشعار کے مضامین سے جوش محبت معلوم ہوتا ہے۔ فقیر مولف نے صاحب ترجمہ کے حالات محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن میں بشرح وبسط سے لکھا ہے۔ ان کنت فارجع الیہ۔ ملحقات کے مولف نے لکھا کہ احمد شاہ کے جلوس کے بعد فیروز شاہ صاحب ترجمہ

دس روز تک بیماری کی حالت مین صاحب فرش رہا - آخر بیندرہ تاریخ ماہ شوال ۸۲۵ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوا - انا للہ وانا الیہ راجعون -
فرشتہ نے لکہا کہ مرحوم کا جنازہ شاہانہ شان و عظمت کے ساتہہ اُٹہا کے آبا و اجداد کے پہلو مین دفن کئے الخ لیکن مفرح القلوب کے مولف نے لکہا کہ فیروز شاہ صاحب ترجمہ کو حسب الوصیت اُسکے تیار کئے ہوئے گنبد مین جو شاہ کمال بہیر کے لئے تعمیر کرایا تہا دفن کیا گیا - مدت سلطنت ۲۵ سال - جلوس ۸۰۰ ہجری - مدفن گلبرگہ -

من اشعارہ الفارسی

کرشمہ جنبش آن ہوز رست مژگان درازش را
محبت چاک کرد دل ہنوز نہ ہر کہ در بر سے
مبادا آسیب نقصان یابد از سوز دلم تاری
نیابد لذتے زاہد ز وصلت از متاع خلد
فیروزی قامت و رخسار آن خورشید تابان را

ستم کر دست و اجب ہر زبان تعلیم نازش را
بخود مخصوص می بینم تغافلہائے نازش را
بدان جعد آن کہ دہم بد اندیشہ زلف درازش را
ہمان بہتر کہ در دامن کنی اخیر بنازش را
بسرو و لالہ می سنجد کہ بیند امتیازش را

ولہ

بدان مشابہ ز غم دہر بر دلم تنگ است
گل امید شگفت از نسیم وعدہ ولے
بقطع راہ محبت مخور فریب امید
بسحر سرو محبت نکرد زمزمہ نائے
ولے بہ سینہ لبالب ز دوستی دارم

کہ دل بلذت سودائے عشق در جنگ است
ز آفتاب غم انتظار بیرنگ است
کہ غایت ابدش ابتدائے فرسنگ است
کہ ہر چہ خارج این پردہ ننگ ننگ است
کہ پیش اہل جہان بے بہا تر از سنگ است

ولہ

دماغ طبع عروجی چہ دلکشا چمنے است
در آتشش ہر زرہ فکر زائل نکنی

چمن مگو کہ آن آسمان فرہنگ است
اندیشہ بہر خیال مائل نہ کنی

این نقد خزینۂ دماغ است بگوش	تا صرف سخنہای باطل نکنی

عطا - سید تفضل حسین

عطا تخلص - سید تفضل حسین نام - آپ قصبہ جائیسی کے سادات صحیح النسب والحسب سے ہیں - سن شعور و تمیز کے بعد آپ تحصیل علوم میں مصروف ہوئے چند مدت وطن مالوفہ میں اساتذہ سے کتب مبتدیانہ پڑھتے رہے ابھی تحصیل سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ دل میں تکمیل تحصیل کا شوق پیدا ہوا - وطن سے شہر لکھنؤ میں آئے علمائے لکھنؤ کی خدمت میں کتب درسیہ سے فارغ ہوئے - اور تلاش معاش کے لئے لکھنؤ سے برآمد ہوئے اول بھوپال میں پہنچے - نواب جہانگیر محمد خان کی خدمت میں ملازم ہوئے - چند مدت نوکری میں بسر کرکے حیدرآباد دکن میں آئے - اسوقت نواب سراج الملک بہادر وزارت کی مسند پر جلوہ افروز تھے دار الانشا میں مقرر ہوئے - نواب سراج الملک کے بعد نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر اول مرحوم کی خدمت میں عزت و آبرو کے ساتھ رہے - آخر آپ نے ۱۲۷۰ ہجری میں اس دار فنا سے عالم بقا کی طرف رحلت کی - انا للہ وانا الیہ راجعون - آپ شاعر نازک خیال خوش فکر تھے - آپکا کلام شستہ و پاکیزہ اہل زبان کے کلام سے پہلو بہ پہلو ہے -

من اشعار لطافت شعار

دل نمیدانم چہ شد دلبر نمیدانم چہ شد	گشت برقی جلوہ گر دیگر نمیدانم چہ شد
نے خروشی نے فغانی نے طپش نے اضطراب	امشب احوال دل مضطر نمیدانم چہ شد
بارگ جانم سرے میداشت آن پنہان غمزہ	خون روان پایم ولے نشتر نمیدانم چہ شد

عشق را سوزی نهان و در دل نشانی هیچ نیست
ای که می پرسی عطا را من چه گویم حال او

کشادم چشم بر روی تو و ز عالم نظر بستم
سری با شوخی مژگان او دارم خدا را من
طبیب مهربان بگذر ز من و ز فکر مرهم هم
چو بگسست آشنی زنجیر کردم ربط با نقش پا
کجا کے سست گردد عهد من از سختی هجران
بدست غیر داد او دست تا بر حنا بستن
چو دیدم سخت نازک ساق آن نازک تن هم
دل آرا نامه آمد رفتم از خود در جواب او
عطا خو کرده ام با هجر شوق از من چه میخواهد

ولہ

باده می بینم بجا ساغر نمیدانم چه شد
نیم جانی داشت بر بستر نمیدانم چه شد

باین بستن کشادن تنگ الفت خوبتر بستم
دل آسوده را بردم بنوک نیشتر بستم
ببین با من که بر زه الماس بر داغ جگر بستم
جنون دست کمر بکشاد و من بند دگر بستم
که من پیوند الفت با جفا جو سخت تر بستم
حنا بر پنجه مژگان من از خون جگر بستم
بروی سینه از داغ جگر تا رگ سحر بستم
دل ایشان را بر بال مرغ نامه بر بستم
که من قوت عا خود بر دعا راه اثر بستم

علی - ناصر علی سرہندی

علی تخلص - ناصر علی نام - آپ جب علی حالی پنجابی کے فرزند ہین - آپ کی ولادت سرہند مین واقع ہوئی اور نشو نما دلی مین ہوا - تربیت و تعلیم بھی دلی مین پائی - اور کتب درسیہ بھی اسی شہر مین تحصیل کین - نقشبندیہ طریقہ مین جناب شیخ محمد معصوم بن مجدد ثانی قدس سرہ کی خدمت مین مرید ہوا - مثنوی مین شیخ کی خوب تعریف کی ہ

چراغ هفت کشور خواجه معصوم — منور از فروغش هند تا روم
ردا از ماهتاب شرع بر دوش — چو صبح از پاکی باطن لقب پوش

اوائل حال میں سیف خان حاکم سرہند کا ملازم ہوا۔ جب سیف خان کی تبدیلی الہ آباد پر ہوئی خان موصوف کی رفاقت میں الہ آباد آیا۔ سیف خان شاہجہان بادشاہ ہند کا تیسر النخشی و اسلام خان والا کا داماد ہے۔ ۱۰۷۹ھ ہجری میں عالمگیر کے عہد میں کشمیر کا صوبہ دار رہا۔ چند مدت صوبہ دار بہار پر مامور رہا بعد میں صوبہ داری سے دست بردار ہو کے گوشہ نشینی اختیار کی۔ آخر احباب کے اصرار سے گوشہ نشینی سے برآمد ہو کے ۱۰۸۶ھ ہجری میں بعطیہ منصب و خطاب الہ آباد کی نظامت پر مقرر ہوا۔ آخر ۱۰۹۵ھ ہجری میں فوت ہوا۔ ناصر علی صاحب ترجمہ سیف خان کی وفات کے بعد ۱۱۰۰ھ ہجری میں ہند سے بیجاپور دکن میں آیا۔ اور نواب ذوالفقار خان بن نواب اسد خان وزیر عالمگیر سے ملا۔ چنانچہ اسی موقع پر آزاد بلگرامی نے کہا ہے

بعد سیف آخر علی از ذوالفقار آمد بکار | لافتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

ناصر علی نے ملاقات کے روز ایک غزل نواب ذوالفقار خان کی خدمت میں پیش کی وہ یہہ ہے

اے شان حیدری ز جبین تو آشکار | نام تو در نبرد کند کار ذوالفقار
دشمن کشی جہانی و یکدست پروری | فتح و ظفر او بخشی ہست اندر قطار
تسخیر داستان آیہی نمودہ | اے نو بہار خلق تو بر بوی گل سوار
ترسم کہ بوئے گل ز فراقش جنون کند | آن دل کہ بردہ زمین آنرا بمن سپار
مرغ دلم بہ نیم نگہ صید کردہ | اے طائران عرش خدنگ ترا شکار
یاران چند در فن خود منشی خود اند | این جمع را بیک نظر عاطفت سپار
ناصر علی ترا ز تو خواہد مراد و بس | وی ابر فیض بر ہمہ عالم گہر ببار

نواب نے ایک زنجیر فیل اور بیس ہزار روپیہ و خلعت عنایت کیا اور کہا بس کہ میں صلہ کی

طاقت نہین کہتا ہون۔ میر آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین کہ ذوالفقار خان نے صرف مطلع پر اکتفا کیا۔ کہ قابل صلہ یہی ایک شعر ہے۔ جب نواب ذوالفقار خان سنہ ۱۱۰۳ ہجری مین کرناٹک دکن روانہ ہوا ناصر علی بھی نواب کے ہمرکاب ہوا۔ چندے روز وہان رہا شاہ حمید درویش کا معتقد ہوا شاہ موصوف کی مدح مین کہتا ہے ؎

انیک بیک ساقی شیرین رسید — نوبت جام حمید الدین رسید
جام او خورشید ربانی بود — انجمن افروز یجانی بود
گر جمال او برانداز د نقاب — روزن ہر خانہ گردد آفتاب

شاہ حمید کنجی مین ایک مجذوب کامل تھے شاہ صاحب کے فوت ہونے کے بعد علی دوست خان ناظم ارکاٹ نے آپکی مرقد پر ایک گنبذ بنوا دیا۔ یہ زیارت متبرک۔ ناصر علی کی ممدوحون مین سے شاہ عادل بن خواجہ شریف خان عالمگیری بھی ہے خواجہ عالمگیری زمانہ مین صدارت کل کی خدمت پر مامور تھا۔ شاہ عادل تارک الدنیا تھا۔ ناصر علی نے اسکی مدح مین ایک قصیدہ لکھا تھا اسکا مطلع یہ ہے ؎

منم آن طفل نظر کردہ استاد قدیم — کہ بود نقطہ سہو القلم فکر حکیم

اور غضنفر خان سے بھی محبت کہتا تھا۔ اور غضنفر خان ذوالفقار خان کے رفیقون مین تھا کنجی کی حکومت پر مامور تھا۔ کنجی ایک شہر ارکاٹ سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ہے ہنود کے معابد سے ہے ایک غضنفر خان کی مدح مین کہا ؎

ہیچو فیل بے جگر بگریزد از میدان ما — بشنود گر کوہ آواز غضنفر خان ما

آخر الامر دکن سے دلی مین گیا بے نیازانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ توکل و قناعت پر قائم تھا کسی سے التجا نہین کرتا تھا۔ اسی مقام مین سنہ ۱۱۰۸ ہجری مین بہشت برین کو روانہ ہوا

عمر تقریباً ساٹھ برس کی تھی۔ سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی کے مرقد کے سامنے مدفون ہوا۔ اُسکی رحلت کی تاریخ سرخوش نے لکھی ہے ؎

سرخوش از خرد سال وفاتش پرسید ۔۔۔ گفت آہ علی بعالم معنی رفت

اور سرخوش نے کلمات الشعرا میں محمد عارف سے نقل کیا ہے ؎ آہ آہ از رحلت ناصر علی۔ میر غلام علی آزاد خزانہ عامرہ میں لکھتے ہیں دونوں تاریخوں میں ایک ایک عدد سال مذکور سے زائد برآمد ہوتا ہے اگر مصنفین ایک سال کا فرق کرتے ہیں تو علیحدہ سہو محسوس میں ہو سکتا سرخوش مرزا قطب الدین کے حوال میں لکھتا ہے کہ آپ ناصر علی کے بعد بیس دن زندہ رہے تھے کہ گذر گئے۔ محمد عاکف نے جمل چند شعر و تاریخ نکالی ہے ثابت ہوتا ہے کہ ناصر علی کی وفات سنہ ۱۱۰۸ ہجری میں واقع ہوئی دونوں تاریخوں میں ایک ہی تاریخ واقع ہوئی ہے۔ مائل کی تاریخ میں شبہ ہے کیونکہ اُس نے تاریخ میں ہمزہ کو چار سو لیا حالانکہ پانچ لیا جاتا ہے کیونکہ اصحاب جمل کے نزدیک حروف مکتوبی کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ ملفوظ۔ بخلاف اہل عروض کہ اُن کے نزدیک ملفوظ کا لحاظ ہے اور کلام موزون پر تقطیع کا مدار رکھتے ہیں بعض کا قول ہے مکتوبی معتبر ہے نہ ملفوظ اور بعض کہتے ہیں لفظ معتبر ہے نہ تلفظ۔

سید عبداللہ ترمذی کہتا ہے کہ اول قول معتبر ہے اور قول ثانی نادر۔ اتفاق قول خزانہ عامرہ مرزا بیدل نے رنگ ناز شکست تاریخ کہی ہے تاریخ مطابق ۱۱۰۸ ہجری ہے۔

خوشگو تذکرہ میں لکھتا ہے کہ ناصر علی کی مزاج میں سودا غالب تھا چنانچہ مجھ سے شگفتہ نے قلندروالا در اجہ چندر بھان منشی نے نقل کی کہ میں اور ایک شخص دیگر آپکے ہمراہ رتھ میں سوار ہو کے دلی کے بازار سے گذر رہے تھے کہ ہم نے بازار میں ایک سبزی فروش کو دیکھا کہ اپنی بیوی جمیلہ پری پیکر سے لڑ رہا ہے اور اُسکو گالیاں دے رہا ہے۔ ناصر علی یکایک

بے وہ لڑکے تھے سے کودپڑا ہم سمجھے کہ قضائے حاجت کے لیئے اترا ہوگا - لیکن آہستہ سبزی فروش کے پاس گیا - اور اسکو نہایت نرمی و خوشامد سے کہنے لگا - کہ آپ کا ایسی نازنین پری پیکر کو گھوڑوں اور گدھوں کے حوالے کرنا نہایت ظلم و بزدلی ہے - اگر آپ اس پری پیکر سے بیزار ہیں تو کسی آدمی زادے کے حوالے کیجیے نہ حیوانات سے بہتر ہوں - سبزی فروش اور ہمسب لوگ گذرنے والے آپکے حسن کلام ظرافت التیام سے حیران ہوئے - اسیوقت آپکے کلام کی بدولت میاں بیوی کا جھگڑا رفع ہو گیا - انتہی کلام سرخوش کا ایک شعر میں کہتا ہوں میں نے ناصر علی کی زبان سے سنا کہ کہتا تھا کہ میں نے [illegible] شعر سے [illegible] کہا ہے ؎

چو [illegible] | [illegible] آغوش سما حلقہا

دوسری [illegible] کہ [illegible] میر محمد کشمیری کا مسودہ ناصر علی [illegible] ایک [illegible] شعر [illegible] کہا شاعری کا امتحان کیجیے [illegible] ایستادہ است - آفتاب ایستادہ است

ناصر علی نے اول [illegible] مطلع یہ ہے ؎

[illegible] | [illegible] ہمچو حباب ایستادہ است

[illegible] جواب دیا ؎

[illegible] | [illegible] ایستادہ است

[illegible] ناصر علی کی مثنوی کے مطلع میں تصرف کیا تھا سرخوش نے اسکے جواب میں کہا ؎

[illegible] خوش خیالان | چو شد در مثنوی گلکشن درافشان

رسانیدش پایۂ معنی بمعراج | بود این مطلع او ورة التاج

الٰہی ذرۂ دردے بجان ریز — شرر در پنبه زار استخوان ریز
درین مطلع نمود از احمقیہا — یک از پیران جاہل دخل بیجا
که باشد پنبه نرم و استخوان سخت — کجا این نرم را نسبت بآن سخت
بتغییر حروف چند فی الفور — درستش کرد در زعم خود این طور
الٰہی ذرۂ دردے بتن ریز — شرر در پنبه زار موے من ریز
من این حرف از زبانش چون شنفتم — چو گل خندید و بر رویش بگفتم
چرا این حاجت از حق خواہی اے یار — توانم کرد من ہم اینقدر کار
که مشتی خس ز آتش بر فروزم — همه موی سر و ریشت بسوزم
سزاے آنکه در شعر طلب دہی — کنند نیکو نه دخل ناپسندی
مناسب تر درین ہنگامه افتاد — برای اہل سخن این شعر استاد
چراغے را که ایزد بر فروزد — ہر آنکو پف کند ریشش بسوزد

میر آزاد خزانۂ عامرہ میں لکھتے ہیں کہ ناصر علی روز چہارشنبہ آخر صفر سرہند میں سیر باغ کو گیا۔ حضرت شیخ معصوم خلف مجدد قدس سرہ بھی رونق افروز تھے سیر کرتے ہوئے ناصر علی کے پاس آئے۔ دیکھا کہ شیشہ و پیالہ سامنے رکھا ہوا تھا بہت ہی غصہ ہو کر فرمایا ناصر علی یہہ کیا ہے۔ ناصر علی نے کہا شربت ہے لاکر نوش فرماتے ہیں۔ شیخ چلتے ہوئے۔ صوفیان کرام و علماء عظام نے ناصر علی کی تکفیر کی اور قتل کا محضر تیار کیا۔ میر محمد زمان راسخ وغیرہ اعزہ نے ناصر علی کو ہمراہ لیکر سرہند سے دلی روانہ کیا۔ میر صاحب کی توجہ سے نجات پائی۔
میر آزاد لکھتے ہیں کہ استادی میر طفیل محمد نے مجھ سے نقل کی کہ میں نے شاہجہان آباد میں ناصر علی کی ملاقات کا ارادہ کیا۔ رستے میں ملاقات ہوئی۔ رتھ میں سوار ہو کر بیگم کے باغ میں

واقع چوک جاتا تھا مجکو بھی باغ کی تکلیف دی ہم باغ مین گئے۔ پھر مین نے دیکھا کہ ناصر علی اور اُن کے دوست آپسمین آنکھون سے اشارہ کرتے ہین۔ مین سمجھ گیا۔ اور مین نے کہا کہ میرا مشرب حریفان ہم مشرب سے دور ہے۔ وہان سے نکل کر دور بیٹھا شیشہ اور پیالہ آیا۔ ساقی نے شیشہ سے شراب پیالہ مین ڈالی اور قلقل شیشہ سے جھاگ وکف ظاہر ہوا ناصر علی نے فی البدیہہ کہا ؎

کدامین مست را مشرب رجنگ ست آزادہ — کہ مینا ہم زجوش می زرہ زیر قبا دارد

جب جلسہ ختم ہوا نائی تونگل سامان اٹھانے مین رخصت کے لئے گیا۔ اور کہا بدیہہ کو فقیر کی بیاض مین لکھدیجیے بیاض حاضر ہے۔ اُس وقت لکھدیا۔ بدیہہ کی پیشانی لکھا تھا۔ بدیہہ ناصر علی ستانہ مین یہ بیت مذکور بیاض مین دیکھی۔ کہتے ہین کہ آخر ناصر علی نے شیخ معصوم قدس سرہٗ کی خدمت مین توبہ کی اور طریقہ باطن مین استفادہ کیا انتہی ما فی خزانہ عامرہ

نقل میر صاحب سرو آزاد مین لکھتے ہین کہ سید جعفر روحی زنبیرپوری نقل کرتا ہے کہ ہم چند جماعت ناصر علی کی زیارت کو گئے۔ اور سب ہم صحبت تھے۔ ایک دوست ناصر علی کی قبر کیطرف متوجہ ہوا۔ اور کہا آپکا وہ قول کیا ہوا ؎

خاک گردیدیم و میر قصد ہنوز افغان ما — خم شکست اما نمی ریزد می جوشان ما

مین نے کہا آپکی زبان پر یہ ناصر علی کا افغان رقص کررہا ہے۔ تمام دوست خوش ہوئے انتہی کلامہ۔ ناصر علی صاحب دیوان ہے دیوان مطبوع ہوگیا ہے شعرگوئی مین طرز خاص کا موجد ہے۔ مثنوی لطافت معانی ونزاکت بیانی مین شکر ریز ہے۔ تازہ تازہ خیال سے لبریز ہے۔ ہم مثنوی و دیوان سے چند اشعار بطور نمونہ لکھتے ہین۔ من اشعارہ الفارسی

خودنمائی است گذشتن ز لباسی که تراست	وله	ورنه پیراهن از خویش چو تصویر برآ
گوارا نیست عشرت طبع ناپرهیزگاران را	وله	چه لذت از نشاط عید باشد روزه خواران را
سرمهٔ آواز درای کاروان جنت است	وله	ناقه ها بستند از چشم غزالان زنگها
درین دریا نکردم لب بحرفی آشنا هرگز	//	چو ماهی شد زبانم آب از شرم شکایتها
بود دنیا و دین پشت و رخ آئینهٔ هستی	//	بزرگ آید چو خود بینی ز چشم تنگ چشمان را
تن آرا خلعتی در عالم امکان نمی باشد		دل آسودگی ما را در و دامن جامهٔ عریان را
یک شهر چشم خوش نگهان فرش راه اوست	//	آنجا که سر به گرد کند جلوه گاه اوست
چشم بربند اگر مطلبی رزق حلال	//	مرغ بسمل رزق ما از لقمهٔ خشت است
خشم اهل کرم از لطف بخیلان بهتر	//	تشنه را آتش یاقوت به از آب بقا
خوی نازک بدل من چه ستمها که نکرد	//	شیشه بشکسته دل ما که جفا ها نکرد
ما و نوای پریشی و کمین ستم ناحیم	//	گر از تو بهره نیست رنجیدن نباشد
آشیان گم کرده چون من گرفتار قفس مباد	//	سخت بیرحم است بیدردی که آزارم کند
انتقام داد خواهان قیامت شد تمام	//	می فشاند چشم قاتل سرمه سوده ام هنوز
کلاه سلطنت خسروان شکست نمد آرا	//	نمیزند اگر پشت پا فقیر افسر
رخش یک لحظه بخواب آئینه بازم شدم	//	طپش دل چیستم کرد که بیدار شدم
بود ایک جنبش ابروی تیغ قاتلم	//	میتوان از سایهٔ شمشیر کردن بسملم
ز معنیهای بیغش سیر نتوان ساختن دل را	//	بود گر صد پری در شیشه باشد چشمان خالی

نشاط این جهان هر چند کمتر میشود حاصل
بطفلان عید روز جمعه آخر بود افسوسی

عاصی - مرزا محمد نصیر بیگ خان ایرانی

عاصی تخلص - مرزا محمد نصیر بیگ خان نام - آپ علی بیگ خان ایرانی کے فرزند ہین - آپکے والد نواب آصف جاہ ثانی کے زمانہ مین شہر حیدرآباد مین ملک التجار تھے خوش خلق و نیک صورت تھے - حضور پر نور مین دو سو سواران ایرانی مغلیہ کے افسر تھے - جاگیر و منصب مناسب سے سرفراز تھے - میر عالم کی دیوانی مین آپکا بڑا عروج تھا دیوانی امورات کے اخراجات کی اجرائی آپکی کوٹھی سے ہوتی تھی - میر عالم کے انتقال کے بعد علی بیگ کا بھی انتقال ہوا - علی بیگ باغ و مکان متصل دروازہ پل قدیم تھا - اسکو رشید الملک بہادر نے خرید کیا - اور اسمین اور جدید عمارات بنواکر سکونت اختیار کی - اور محلہ حسینی علم مین مرزا محمد نصیر خان مذکور خلف مرحوم کے مکانات تھے نصیر بیگ خان والد کے بعد افسری رسالہ و جاگیر و منصب پر مقرر ہوا - مشار الیہ نہایت عقیل و ہوشیار تہا - علوم عربی و فارسی مین خوب لیاقت حاصل کی - اور نجوم و رمل و ہیئت مین بھی یگانہ ہوا - اور شعر گوئی مین بھی بے نظیر تہا قصائد غرا موزون کرتا تہا مضامین دلچسپ معانی دلپسند کا باہم ایسا شیرازہ باندھتا تہا کہ مجلس شعرا مین گلدستہ ہوتا تہا تمام اساتذہ روزگار آپکے کلام کی تحسین و تعریف کرتے تھے - آپ سنہ ۱۲۶۱ ہجری مین زندہ تھے - معلوم ہوتا ہے کہ آپکا انتقال مین ساٹھہ و ستر کے ہوا ہے

من اشعاره المثنوی

آنکہ مداح انس و جان باشد	شاہ شاہان خدایگان باشد
شاہ خاقان نشان کہ بردارد	قیصر روم پاسبان باشد

حکم رانی که گر نماید حکم / حکم او بر فلک روان باشد
سرور دهر ناصر الدوله / تا جهان هست در جهان باشد
رایت عدلش گر بلند شود / قاف تا قاف در امان باشد
صعوه را در زمانهٔ معدلتش / چنگل باز آشیان باشد
در زمان تو ای سپهر رکاب / که جهان مامن امان باشد
جمع شد عالم از پریشانی / گرچه ز لعبین مهوشان باشد
ذکر نام تو در جهان بادا / تا جهان جهانیان باشد

وله
گرفت از رخ خود زلف عنبرافشان را / نمود از پس شب آفتاب تابان را
اگر ز لعل لبت قطره‌ای بنوشد خضر / هزار بار زند طعنه آب حیوان را

وله
ندیدم از کسی این جور و کین را / خدایا رحم ده آن نازنین را

وله
نسیما اگر دوست داری خدا را / بگو از من آن بی‌وفا دلربا را

وله
تا یکی خورم بیجا روز و شب غم دنیا / مطربا بزن بربط ساقیا بده صهبا
شد کنارم ز سرشک رشک قلزم خونین امشب / بسکه یاد آمدم آن صحبت دیرین امشب
در تمنای رخ و طرف بناگوشش بود / دیده‌ام تا سحر بر مه و پروین امشب

وله
گرفتم که آن ماه گاهی برآید / کجا کام دل از نگاهی برآید

وله
شاد باش ای دل غمدیده که جانان آید / باز در این تن افسرده جان آید

وله
خدا را ای صبا روزی گذر بر کوی جانان کن / بیان احوال زارم به آن سرخیل خوبان کن
ای زده آتش به دل آفت جان کیستی / نخل غم من آمدی سرو روان کیستی
ای بت شوخ نازنین ناوک غمزه‌ات به کین / کرده به قصد من کمین سخت کمان کیستی

خوش دل آنکسے کہ او با تو بود بگفتگو بندہ آن تغافلم عاصی کہ بہر بسملم	بہر خدا بیا بگو غنچہ دہان کیستی آمد و گفت قائلم سوختہ جان کیستی

حرف غین معجمہ

غیور محمد صفدر خان بہادر غیور جنگ

غیور تخلص۔ محمد صفدر خان نام غیور جنگ اشجع الدولہ خطاب ہے۔ آپ حیدر یار خان شیر جنگ بہادر منیر الدولہ منیر الملک کے فرزند ہین۔ آپ نواب سالار جنگ مختار الملک اول کے جد اعلی ہین۔ نسب کا سلسلہ شیخ اویس متولی اوقاف مدینہ منورہ سے اور شیخ کا سلسلہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ گلِ رعنا مولف نے لکھا کہ شیخ اویس مذکور مع فرزند شیخ محمد علی بتقاضائے آب خورش مدینہ منورہ سے برآمد ہوکے راہ دریا سے جہاز پر سوار ہوکے ہندوستان کیطرف روانہ ہوئے۔ اولا دریا کنارے کوکن مین پہنچے۔ پہر وہان سے بیجاپور دکن مین آئے۔ علی عادلشاہ والی بیجاپور کے دربار مین باریاب ہوئے۔ عادلشاہ نے آپکی تعظیم و تکریم کی اور مہمان نوازی کے مراسم ادا کئے اور شیخ محمد علی کو جو علم و فضل کے زیور سے آراستہ تہا۔ دبیری کی خدمت پر مامور فرمایا۔ ملا احمد نائطہ نے جو عادلشاہی سلطنت کا مدارالمہام تہا دیکہا کہ شیخ محمد علی شریف زادہ و ذی استعداد و لائق ہے اپنی دختر نیک اختر کو شیخ سے منسوب کرکے امیرانہ تکلف سے شادی کردی۔ پس محمد علی بن شیخ اویس کو ملا احمد کی لڑکی کے بطن سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک مسمی محمد باقر دوسرا محمد حیدر۔ دونون صاحبزادون کا نشو و نما بیجاپور کی آب و ہوا مین ہوا۔ اور تربیت و تعلیم بہی یہان کے

علما و فضلا سے پائی۔ دونون عالم شباب مین علم و ہنر کے پیرایہ سے پیراستہ ہوئے۔ عادلشاہ
نے محمد باقر کو میر سامانی اور شیخ حیدر کو بخشی گری پر مقرر فرمایا۔ دونون بھائی خدمات مفوضہ
کے مہمات عمدہ طرح سے انتظام کرتے تھے۔ شیخ علی خان عرف چندا صاحب جو امرائے
عادلشاہیہ سے تھے اُن کی دو ہمشیرہ کتخدا تھین۔ ایک شیخ محمد باقر سے منسوب کی گئی۔
دوسری ملا یحییٰ مخاطب بمخلص خان سے منسوب ہوئی۔ پھر چندا صاحب نے دونون کی شادی نہایت
تجمل و شان کے ساتھ کردی۔ شیخ محمد باقر و شیخ حیدر دونون بھائی سکندر عادلشاہ کے
زمانہ تک بیجاپور مین میر سامانی و بخشی گری پر مامور رہے۔ آخر مصطفیٰ خان وزیر سکندر عادلشاہ
باہم ناموافقت ہوئی بنا علیہ دونون بھائیون نے عالمگیر بادشاہ ہند کی خدمت مین
عرضداشت بھیجی۔ اور اسمین ملازمت کی درخواست کی۔ بادشاہ نے آپکی درخواست
منظور کی۔ اور دونون کو دربار طلب بھیجا۔ دونون حضور بادشاہ مین پہنچے قدم بوسی سے
مشرف ہوئے۔ بادشاہ نے شیخ محمد باقر کو منصب ہزاری پانصد سوار و دیوانی دار الخلافہ
شاہجہان آباد و تحصیل [illegible] سے سرفراز فرمایا۔ اور شیخ حیدر کو منصب ہزاری پانصدی سوار
و دیوانی [illegible] سے ممتاز۔ مدت تک دونون بھائی خدمات مفوضہ پر مامور رہے
بادشاہ دونون کے کام سے خوش ہوتا تھا۔ دونون خوش اخلاق و پسندیدہ صفات
موصوف تھے۔ امرائے حضور خاص نواب اسد خان بہادر وزیر اعظم اور اُنکے نور دیدہ نواب
ذوالفقار خان امیر الامرا سے نہایت موافقت و ربط و نیازمندی رکھتے تھے۔ شیخ محمد باقر
وزیر اعظم کے توسل سے بادشاہ کے حضور مین عرضداشت پیش کی کہ ہندوستان کی آب و ہوا
ہمارے مزاج کو ناموافق ہے ہم امیدوار ہین کہ دکن مین مقرر ہو جائین۔ بادشاہ نے از روئے
عنایت شاہانہ دونون بھائیون کو دیوانی کوکن نظام شاہی و عادلشاہی پر مقرر فرمایا

آپ حسب الحکم ہند سے رخصت ہو کے دکن مین آئے - چند مدت خدمات مقررہ
پر کام کرتے رہے - کمال عزت و آبرو سے زندگی بسر کئے - آخر خدمات سے مستعفی
ہو کے دکن مین آئے - چند مدت خدمات مقررہ پر کام کرتے رہے - کمال عزت و آبرو سے
زندگی بسر کئے - آخر خدمات سے مستعفی ہو کے بلدہ اورنگ آباد مین سکونت پذیر ہوئے
مدت زندگی تک جاگیر ذات بحال برقرار رہی - اور نوکری سے معاف رہے جاگیر کی آمدنی
پر قانع و صابر تھے - آمدنی جو کچھ ہوتی تھی اُسمین گذرا وقات کرتے تھے - آخر
شیخ محمد باقر نے ۱۱۲۸ھ ہجری مین اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی -
شیخ مرحوم عالم فاضل جامع معقول منقول تھے فرقۂ امامیہ کے مجتہد و صاحب التالیف
والتصنیف تھے وزیر اعظم امیر الامرا و دیگر امرائے عصر آپ سے حسن اعتقاد رکھتے تھے -
آپکی تصنیف سے تلخیص المرام فی علم الکلام کتاب ضخیم ہے آپنے اسمین اصول خمسہ یعنی توحید
و عدل و نبوت و امامت و معاد و دیگر مسائل حکمت شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہین - آپکتاب کے
دیباچہ مین لکھتے ہین کہ مولا محمد فصیح تبریزی نے کتاب کو شروع سے تا بہ آخر مطالعہ کرکے
روضۃ الانوار و زبدۃ الافکار نام سے نامور فرمایا - انتہی کلامہ -

آپکے فرزند شیخ محمد تقی عالمگیری عہد مین سہ صدی منصب بہادر شاہی زمانہ مین
پانصدی پچاس سوار سے سرفراز تھے - اور فرخ سیر کے زمانہ مین اورنگ آباد مین داروغۂ
جزیہ ہوئے - جب آصفجاہ بہادر دکن مین آئے تب تمام قلعجات دکن کے پیادون کے
داروغہ ہوئے - آخر آپ ۱۱۴۵ھ ہجری مین فوت ہوئے - آپکے فرزند حیدر یار خان
منیر الملک بہادر جو ۱۱۳۲ھ ہجری مین پیدا ہوئے تھے آصفجاہ بہادر کی ملازمت مین
منصب صدی سے دو صدی و نیابت داروغگی فیلخانہ پر مامور تھے - والد کے انتقال کے بعد

سیصدی منصب پر ترقی پائی۔ مہزادر شاہی جنگ کے بعد پانصدی و خطاب خانی سے ممتاز ہوئے۔ اور آصفجاہ بہادر و ناصر جنگ پدر و پسر کے معرکہ کے بعد صدی اضافہ سے سرفراز۔ اور ترچناپلی کے فتح ہوتے ہی باضافہ دو صدی منصب ہشتصدی صد سوار سے سربلند ہوئے۔ اور صلابت جنگ کے زمانہ میں رفتہ رفتہ ہفت ہزاری منصب ہفت ہزار سوار و ماہی مراتب خطاب منیر الملک و سپہ سالاری سرکار والا سے معزز ہوئے۔ بعد ازاں دیوانی دکن پر مقرر ہوئے۔ آپکے فرزند نواب غیور جنگ شجیع الدولہ صاحب جنکی ولادت چہارم جمادی الاخری ۱۱۴۵ہجری میں واقع ہوئی۔ نواب آصفجاہ بہادر کے عہد میں منصب دو صدی و نیابت قلعداری سے سرفراز تھے۔ مظفر جنگ کے زمانہ میں باضافہ سہ صدی منصب پانصدی شش صد سوار و کوتوالی بلدہ اورنگ آباد پر ممتاز تھے۔ آخر منصب چار ہزاری و خطاب غیور جنگ بہادر و شجیع الدولہ سے بلند آوازہ ہوئے۔ گیان ناتھ متخلص نے آپکے خطاب پانے کی تاریخ کہی۔ اس مصرع سے تاریخ برآمد ہوتی ہے۔ ع خطاب شجیع الدولہ پایا
نواب آصفجاہ ثانی کے عہد ہمایون میں منصب شش ہزاری سوار سے سربلند ہوئے آپ یعنی غیور صاحب جو علم و فضل کی صفت سے موصوف خوش خلق و علم و مروت میں معروف تھے شعرگوئی و شعرفہمی میں ممتاز تھے۔ کبھی کبھی کلام موزون فرماتے تھے۔ آپکا کلام پر از نکات ربط و ضبط سے مملو ہوتا تھا۔ مضامین نازک نشین و معانی شیرین سے لبریز ہوتا جو کچھ فرماتے تھے خوب مرغوب ہوتا تھا۔ علم دوست و سخن پرور تھے۔ علما و شعرا سے ہمدردی فرماتے تھے۔ حالت تنگی و خوشی میں حسن سلوک کرتے تھے۔ شعرا و علما آپکے کلام کی داد دیتے تھے۔ بیجا و تکلفانہ نہیں ہوتی تھی۔ آپکی تعریف و توصیف بدون مبالغہ کرتے تھے۔ آخر آپنے ۱۲۰۵ہجری میں بہ قلعہ پانگل سردار زمانہ یا مدارت سے

عالم بقا کے طرف رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون - آپکے یادگار باقیات الصالحات
چار فرزند تھے - ایک[۱] اکرام الملک قوی جنگ محمد نقی خان خانساماں -
دوم[۲] اشجع الملک شوکت الدولہ منیر جنگ حسن زمان خان داروغہ باورچیخانہ و ناظم اورنگ آباد
سوم[۳] امیر الامرا منیر الدولہ غیور جنگ ثانی بدیع الزمان خان مدار المہام سرکار عالی نظام داماد میر عالم
چہارم امین الملک تعلقدار فیلخانہ - مرحوم صاحب جد مختار الملک مدار المہام اول
کے جد اعلی تھے - فقیر مولف نے محبوب انجمن تذکرہ امرا و وزراے دکن میں آپکے
بزرگان سلف کے حالات مفصل و مشرح لکھے ہیں عنقریب میں مطبوع ہو کے ناظرین شائقین کے
ملاحظہ میں گذرے گا -

من اشعارہ الفارسی

سحر چو برق بت شوخ پوش رفت و گذشت — بیک کرشمہ او عقل و ہوش رفت و گذشت
طریق عشق ز پروانہ می توان آموخت — کہ سوخت جان عزیز و خموش رفت و گذشت

وله

جلوہ برق تجلی سخت اندازی نمود — چشم تا بر ہم زدم دیدم قیامتہا گذشت

وله

در خلوت [illegible] آرمیدہ است — خود را ز دار و گیر حوادث کشیدہ است
ما شاکر انتہائے تنک ہمت شدیم — از قسمت است انچہ ز یاران رسیدہ است
از میکدہ بدن نروم تا ظہور حشر — ساقی مرا بساغر و مینا خریدہ است
زاہد ترا بہشت ما چرا حسد — ما را خدا برائے ہمین آفریدہ است
صد بار سینہ را ہمہ تا سپر کنم — شوخی بناز خنجر مژگان کشیدہ است
ہر چند مشغلہ ساختن درد سر است — مغموم مشو زمانہ ہم در گذر است
تسکین دلم نماید این حرف غیور — آدم نشود کسے کہ اصلش ز خر است

غواص - محمد غوث خان

غواص تخلص - محمد غوث خان نام - آپکا اصلی وطن احمد نگر ہے - آپ وطن سے اورنگ آباد میں آئے اور سکونت پذیر ہو گئے تھے - سرکاری کسی محکمہ میں مامور تھے خوشحالی و فارغبالی سے زندگی بسر کرتے تھے - ذی استعداد و لائق تھے شعرگوئی کے شائق تھے خوش طبع و خوش فکر تھے - جو کچھہ موزون فرماتے تھے پسندیدہ و مرغوب ہوتا تھا - آپ شعراء بارہوین صدی سے ہین آپکا سنہ وفات معلوم نہین ہوا -

من اشعارہٗ الھندی

ترا منہ دیکھہ بلبل پھول سے بیزار ہو جائے	اگر گل تجھہ تلک پہنچے گلے کا ہار ہو جائے

غازی - غازی الدین اورنگ آبادی

غازی تخلص - غازی الدین خان نام - اورنگ آباد دکن کے رہنے والے ہین - علم و فضل سے آراستہ تھے شعرگوئی مین بھی چست چالاک تھے - کلام سنجیدہ و دلکش ہوتا ہے - طرز کلام و لب لہجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بارہوین صدی کے بزرگ ہین کسی تذکرہ نویس نے آپکی نسب حسب اور تاریخ ولادت و وفات کی نسبت کچھہ نہین لکھا - فقیر مولف نے بہت کوشش کی مگر کہین پتا نہین ملا - من اشعارہٗ الھندی

تمہین مژدہ ہے دیوانو مقرر پھر بہار آئی	کہ بوئے گل سحر دوش ہوا پر ہو سوار آئی

حرف الفاء

فخر الدین - میر فخر الدین اورنگ آبادی متخلص بہ فخری

فخرالدین تخلص - میر فخرالدین نام - آپ ترمذی الاصل سادات حسینی سے ہین حاجی عبداللہ جنید ثانی کے نواسہ سید محمد حیات درویش کے داماد - جنکا تکیہ اورنگ آباد مین متصل دروازہ بارہ پلہ ہے - صاحب مردم دیدہ نے لکہا ہے کہ آپکے نسب کا سلسلہ سادات حسینی ترمذی سے پہنچتا ہے - اور حسب کا شجرہ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر سے ملتا ہے آپ عارف باللہ جامع کمالات مجمع حسنات تہے - علوم ظاہری و باطنی مین کامل تہے صوفی روشندل و عامل تہے - اورنگ آباد مین آپکی ذات بابرکات عدیم المثال تہی - اکثر مشائخ و فقرا آپکی خدمت مین فیضیاب ہوتے تہے - خوش گفتار و خوش کردار - زندہ دل خندہ جبین - پاکیزہ مشرب پاکیزہ دین تہے - آغاز جوانی مین سپاہ پیشہ تہے - فن سپاہگری مین استاد تہے - ہوشیار و چالاک - مستعد و بیباک تہے - فن خوشنویسی مین خوب مہارت رکہتے تہے چند مدت تک اسی فن مین رہے - آپ آصفجاہی زمانہ مین اورنگ آباد دکن مین آئے - جناب شاہ سید محمد حیات کہ اپنے دور مین جو کملائے عصر تہے - آپکی خدمت مین پہنچے بحکم الفقر فخری حضرت شاہ صاحب کے مرید ہوئے ریاضت شاقہ و محنت شدیدہ کے بعد فائز المرام ہوئے - پس شاہ صاحب نے آپکے نسب و حسب کے واقف تہے اور لیاقت سے بہی ماہر اپنی دختر نیک اختر سے شادی کردی اور خلافت کی خلعت بہی مرحمت کردی - آپ شاہ صاحب کے قائم مقام ہوئے - عبدالحکیم حاکم تخلص لاہوری تذکرہ مردم دیدہ مین لکہتا ہے کہ مین سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین آیا - شاہ مسافر کے تکیہ مین فروکش ہوا - اسوقت اورنگ آباد مین اکثر علما و فضلا مشائخ و شعرا موجود تہے - مین اکثر کی ملازمت سے مشرف ہوا - مشائخ مین عارف باللہ عاشق رسول اللہ شاہ فخرالدین ترمذی کو پایا - جامع علوم ظاہری و باطنی ہے

واقف حقائق و معارف تھے۔ ذاکر و شاغل و اسمار الٰہی کے زبردست عامل تھے
مین نے آپ سے کئی اسما کی اجازت لی ہے۔ لاہور مین حسب ہدایت سامی پڑھونگا
انشاء اللہ تعالی شاہ کی برکت سے کامیاب ہونگا۔ اورنگ آباد مین آپکی ذات
بابرکات جامع کمالات و مجمع حسنات ہے۔ اکثر مشائخ و فقرا آپکی خدمت مین
مستفید ہوتے ہین انتہی کلامہ۔

آپ صوفی زندہ دل۔ عارف کامل تھے۔ خوش گفتار خوش کردار پاکیزہ رو پسندیدہ خو تھے
فقرا نواز غربا پرور تھے۔ آپکا تکیہ مسافرونکا فرودگاہ اور بیچارون کا پناہ تھا۔ آپ
حسن خلق مین مشہور و معروف تھے۔ فضل و کمال سے موصوف تھے۔ قانع و صابر
و عابد و ذاکر تھے۔ مزاج مین تواضع و خاکساری۔ اور تحمل بردباری کی وہ شان تھی
کہ آپنے کبھی بزرگی کا اظہار نہین کیا اور نہ کبھی غصہ و غضب فرمایا۔ کیا بادشاہ کیا
امیر سب آپکے نزدیک مساوی درجہ مین تھے۔ کیا وزیر و کیا فقیر مین مابہ الامتیاز
نہین فرماتے تھے۔ اکثر خلائق آپکی عنایت سے کامیاب ہوتے۔ آپ محبت و
عشق کی دریا مین غریق۔ شوق و ذوق کی آگ مین حریق تھے۔ چہرہ سے بزرگی
عیان تھی خرقہ سے ولایت نمایان۔ شان کبریائی کا ظہور تھا۔ آپکا ہر رگ و ریشہ
نور علی نور تھا۔ زبان پر انا الحق کا حرف تھا۔ دل مین انا العشق کا ذکر تھا۔
تکیہ کی دیوار سے شعلۂ طور نمودار تھا۔ وہان آپ تھے اور دیدار یار تھا۔ آپ سچے
درویش تھے۔ جاہ و حشمت سے نفور مال و دولت سے دور تھے۔ آپکو صحبت امرا سے
سخت وحشت تھی۔ عیش و لذت سے نفرت تھی۔ مدت العمر آپنے کبھی امرا سے
سوال نہین کیا اور نہ ان سے کسی چیز کی درخواست کی۔ جو کچھ چاہا خدا سے چاہا

توکل مین ثابت قدم وراسخ دم تھے استقلال کے دائرہ مین ایسے جمے کہ مرکر اُٹھے ثابت قدمی مین ایسے رہے کہ نام کر گئے۔ آپ موزون الطبع تھے فارسی و ہندی دونون زبان مین شعر کہتے تھے۔ دونون زبانون مین صاحب دیوان مین۔ کلام شستہ ورفتہ ہے۔ حقیقت وحدت کی معانی سے آراستہ وپیراستہ ہے۔ شاعری انکی ندرت ولطف سے بھی خالی نہین ہے۔ آپکے اشعار کے سننے اور دیکھنے سے وجد وحال پیدا اور دلمین جوش خروش پیدا ہوتا ہے۔ کلام با محاورہ اہل زبان بلاغت وفصاحت مین سحر البیان ہے۔ افسوس کہ ہمکو آپکے دونون دیوانون مین سے ایک بھی نہین ملا ہان دونون دیوانون کے منتخبات اشعار ہاتھ آئے ہین ہم خاتمہ پر لکھتے ہین۔

حضرت شیخن صاحب مرحوم جو عارف کامل تھے اور آپکی حالت سے واقف وماہر تھے آپکی عیادت کو آئے اور خلافت کا خرقہ آپکو مرحمت فرمایا۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکی سنہ ولادت ووفات کی نسبت کچھ نہین لکھا۔ اور نہ آپکی تعلیم وتربیت کا ذکر کیا اور نہ نسب نامہ بیان کیا۔ شاید ٹھیک طور سے معلوم نہوا ہوگا۔ ہمکو صاحب مرحوم دیدہ کے قول سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۱۸۷؁ھ ہجری مین زندہ تھے۔ اُسوقت آپکی عمر تخمیناً ستر برس کی تھی۔ آپنے نواب آصفجاہ مرحوم کا زمانہ دیکھا۔ اور نواب صلابت جنگ ناصر جنگ شہید کا بھی پورا زمانہ پایا۔ اور نواب نظام علیخان اسد جنگ آصفجاہ ثانی کا بھی زمانہ حکومت دیکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپکا انتقال تقریباً ۱۱۹۰؁ھ مین ہوا۔ تکیہ مین مدفون ہوئے۔ سالانہ عرس ہوتا ہے۔ اُنکی ولاد مین یہان مولوی فخر الدین صاحب ترمذی وظیفہ یاب زندہ ہین۔ اور مولوی مہر الدین صاحب ترمذی ومولوی معین الدین صاحب ترمذی فوت ہو چکے ہین۔ مرحومین کے اولاد بھی

موجود ہیں۔ فخر الدین کے صاحبزادے عظیم الدین جوان صالح سرکار عالی میں تحصیلداری کی خدمت پر متقرر ہیں۔ پدر و پسر خیر خواہ سرکار عالی ہیں۔ امانت دار و خدمت گزار ہیں ہمدردی میں ہمہ تن مصروف و نفع رسانی خلق میں مشغوف ہیں۔ ہمدردی میں پر جوش و غمخواری میں سراپا خروش ہیں۔ ذی عقل و ذی ہوش۔ حق پسند و حق نیوش ہیں۔ خاندانی طریقہ کے پابند۔ بزرگوں کے اقوال و افعال پر کاربند ہیں۔ ہاں زمانہ کے ساتھ ہیں۔ کبھی ادہر سے قدم کبھی ادہر دہراتے ہیں۔ زندہ دل تازہ ہوش ہمہ تن و ہمہ گوش ہیں۔ مردہ فروش نہیں حق بات سے خاموش نہیں۔ اس زمانہ میں غنیمت ہیں۔ خلیق و لئیق فقیر مولف کے رفیق ہیں نہایت اخلاص محبت سے ملتے ہیں۔ خاطر و تواضع سے پیش آتے ہیں۔ آپ کے برادران مرحوم خوش اخلاق تھے۔ ان کے بھی باقیات الصالحات ہیں۔ فخر الدین صاحب تعلیم و تربیت کے قدردان بچوں کو علوم مروجہ میں تعلیم دے رہے ہیں خدا ان کے بچوں کو کامیاب۔ اور بزرگوں کے سایہ میں ہمیشہ شاداب کرے آمین ثم آمین۔

من اشعارہ الفارسی

نیستم گر عاشق روی تو حیرانم چرا ... ور نیم آشفتهٔ زلف پریشانم چرا
گر نه خال عارضت بر دل نمود افسونگری ... چون سپند از آتش تو رقصانم چرا
گر نگاه ناز ساقی بردلم می ریز نیست ... همچو چشم مست و مدهوش و غلطانم چرا
فخر دین گر طرهٔ گیسوی جانان وا نشد ... بوی عطر فتنه می یابد دل از جانم چرا

ولہ

گمان مبر که تهی کاسه ام برنگ حباب ... ز فیض بحر محیط است زیاده ام سیراب

ولہ

سراپا درد شو ای دل اگر خواهی دوا ایست ... به میخانه ز خود بگذر که خوش دار الشفا ایست

شہرا آرا سا پئے نظارہ چشم معرفت بکشا
مہر پا گوش شو کنہ حدیث عشق را بشنو
نگہ سوے حریم لیلی نگاہ در دیدہ می جوئی
چو نسیم یک نفس در رنگ و بوے گل مشو مائل
دلم خون گشت از چشم ترم غلطید بر دامن
اسیر زلف را از یک نگاہ ناز بسمل کن
دلا اگر فخر دین خواہی بتار ہاے گیسویش

نثار یک تجلی شو غرض از جلوہ ہا اینست
زبانی ہر نفس در پئے انشا ہا اینست
تو خاطر محو کن خود را رہ قرب خدا اینست
طلوع شمس را مقصد بقدر نور ضیا اینست
شہید عشق را شاید کہ دشت کربلا اینست
طپیدنہاے عمرت جان بہ بند مبتلا اینست
دو صد زنار نہ بر دوش تسلیم رضا اینست

ولہ

تا دل بہ حقیقت آشنا شد
بیخودیش او حیرت افزود
عارض ہزار حسن بنمود
گل گشت و فغان ز بلبلان خواست
ساقی شد و انجمن بیاراست
چون یار ز رخ نقاب برداشت
ہر سو کہ عنان کشید رفتم
اے یار چہ جاے وعظ و پند است

بیخود شد از خودی جدا شد
آئینہ حسن صاف حق نما شد
چون زلف سیاہ گرہ کشا شد
دل گشت و زخم بشیشہ ہا شد
مستان ہزار ما جرا شد
مستیم [illegible] تا چہا شد
رقصان رقصان کہ مدعا شد
خاموش کہ ہر چہ شد بجا شد

ولہ

عمریست چو آئینہ صفا معراجیم
وز یار خدنگ غمزہ را آماجیم
کوہیست ز ما شہودش اما بوجود
چندانکہ خدا غنیست ما محتاجیم

ولہ

نقطہ مشکین خال عارضش چون مردمک
در نگاہ دیدہ دل بین سویدا کردہ ام
با وجود صد جراحت من ازان کان نمک
سادہ لوحی بین تمنای دلاسا کردہ ام

تا حریم خلوت دل گشت ماوای کسے
نیست گنجائش مرا کے می شود جائی کسے

میرمم از سایۂ خود بسکہ وحشی خصلتم
خو گرفتم تا بوسعت گاہ صحرائی کسے

من شعرائے الہند

یار ہر شان عیان تھا مجھے معلوم نہ تھا
بے نشان میں بھی نشان تھا مجھے معلوم نہ تھا

لکھکے مصحف پر جنہیں آیات کبیر
از کشاف بیان تھا مجھے معلوم نہ تھا

نحو زمین بھر سون تھا جیکے بدل ہمگران
اس تعین میں نہان تھا مجھے معلوم نہ تھا

ولہ

جیسے ان مجھہ دلکا نصیبہ ہے تقدیر سون
زلف کے [illegible] شوق کو تاثیر سون

اے زمین تیری ہوا میں آگہا ستان حسن
آسمان [illegible] تو تدبیر سون

برگ گل پر جو شبنم نہیں ہے گلعذار
آئینہ [illegible] تصویر سون

یک بیک دل عشق میں پیدا کیا دیوانگی
[illegible] زنجیر سون

جیب جان صد چاک ہے تجھ شوق میں [illegible]
کیا [illegible] بیان تحریر سون

تا زکے خنجر کا بسمل ہون تغافل مت کرو
جان [illegible] کی تاخیر سون

آرزو بیہودی لکھنے مین قلم ہے سینہ چاک
شوق [illegible] تحریر سون

نحو زمین اب یار پر قربان کرون ننگ و نام
عشق نے فارغ کیا [illegible] تدبیر سون

فقیر میر شمس الدین عباسی دہلوی

فقیر تخلص۔ میر شمس الدین نام۔ عباسی النسب۔ دہلوی المولد ہے سرآمد ارباب کمال تھا۔ عالم فاضل ادیب کامل تھا۔ جامع علوم و فنون واقف معقول و منقول۔ ماہر فروع و اصول۔ مدت تک آپکی درس و تدریس شعر و شاعری کا بازار دہلی مین گرم رہا۔

بعد ازان لکھنؤ مین رونق افزا ہوئے۔ اور وہان سے ۲۹ ذیحجہ ۱۱۸۰؁ ہجری مین بارادۂ زیارت وحج بیت اللہ اورنگ آباد دکن مین آئے۔ آتے ہی حضرت آزاد کو مطلع کیا۔ فی الفور آزاد ملاقات کو گئے دوسرے دن آپ آزاد کے دولتخانہ پر آئے اور ملاقات کی۔ اور نواب شیرافگن خان باسطی کا دیوان جو نواب نے آزاد کے لئے ہدیہ بھیجا تھا دیا۔ لچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی شاگرد آزاد نے آپکے خیر مقدم کی تاریخ کہی اور پیش کیا بہت خوش ہوئے اور آفرین کہا ۔ ع

دار و این شہر روز ذی الحجہ ۔ شاعر و دانشور روشن ضمیر

سال تاریخ قدوم او شفیق ۔ گفت آمد میر شمس الدین فقیر

شہر مین ایک ہفتہ تک مقیم رہے۔ ہر روز آپ آزاد کے دولتخانہ پر آتے تھے اور آزاد بھی جاتے تھے باہم خوب جلسہ رہتا تھا۔ ایکروز مولوی عبد القادر مہربان اورنگ آبادی نے حضرت آزاد کا عربی قصیدہ مدحیہ میر معز الیہ کو سنایا۔ میر صاحب قصیدہ کو سنتے تھے اور داد دیتے تھے اور فرماتے تھے اس طرح کا کوئی قصیدہ شعراء خلف و سلف سے فقیر کے گوش زد نہین ہوا۔ بعد ازان ۹ محرم ۱۱۸۱؁ ہجری آپ اورنگ آباد سے بندر سورت روانہ ہوئے۔ اور ۲۸ ماہ محرم کو سورت مین پہنچے اور اپنے پہنچنے سے مطلع فرمایا۔ اور سورت سے جہاز پر سوار ہوکے بیت اللہ روانہ ہوئے وہان پہنچ کے حج وزیارت سے فارغ ہوکے مکہ سے بصرہ مین آئے اور کشتی مین سوار ہوکے عازم ہند ہوئے۔ رستہ مین کشتی دریا مین غرق ہوگئی آپکی عمر کا بھی پیمانہ لبریز ہوا یہ سانحہ آخر ۱۱۸۱؁ ہجری مین واقع ہوا میر غلام علی آزاد نے تاریخ رحلت کہی ۔ ع

رفت از عالم سخنور شیرین ہائے ۔ خواہید بخاک شاعر رنگین ہائے

آزاد نوشت مصرع تاریخش

گو آہ فقیر میر شمس الدین ہائے

من اشعار الفارسی

بزم باده مرا گفت خواست روزی — بنای وعده شناسم که بوده است بر آب

وله
غافل ز نور هستی مطلق شدیم حیف — ما را چو سایه عمر بخواب عدم گذشت

وله
از قامت آن سرو قامت گذشت — و زین نشانه بر پا قیامت گذشت

وله
از هستی من دود بر آورد بسکه هم — آتش فگنده تا بچمن نالهٔ نی کرد

وله
زاهدان راز بانگ نی چه اثر — سیر این کوچه را کجا کردند

وله
هر لحظه چون عصاکشی را ز روی دل — دست مرا گرفته بکوی دگر برد

وله
بیک تغافلت از سینه دود آه بر آید — کرشمه مرده کار عهده نگاه بر آید

وله
نیست حرف عشق در رفتار مجنون مختصر — افسانه رشته شد هم داستانی می شود

وله
آبی نزد بر آتش ما هیچ همدمی — در کوی یار تخت غریبانه سوختیم

وله
جای رحم است به بلبل الام و سبزه ما — از گلستان جهان همه خزان بردارم

وله
خوبان با فقیران عیب جنون نگیرند — دیوانه ایم لیکن دیوانهٔ شمائیم

وله
مشت غبار خود را از کوی یار بردیم — از خاطر رقیبان آخر غبار بردیم

وله
روز بد ما بر آرد از دیار عشق ماه است — از رخم زین روی کودک سرنگون آید برون

وله
نظر ز بار نگاه زان آشنا بحیرت نگردد — ز حکمت است اگر روی در نقاب گرفته

وله
ز کوی یار دور افتاده ام ای نالهٔ آوازی — ندارد روز بهم وصل دامی شوق پروازی

رباعی

در روز جدائی هست خود بینی — جز آه هم نیست همدم دیرینی
داغ است مرا یار بدل نزدیکی — اشک است مرا مصاحب رنگینی

فانی - خواجہ احمد شیراز دہداری نزیل بیجاپور

فانی تخلص - خواجہ احمد نام - دہدار متعلقہ شیراز اسکا وطن ہے - صوفی مشرب و عالم فاضل جامع العلوم والفنون تھا - کتب معقول و منقول شاہ فتح اللہ شیرازی سے ختم کین - تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد وطن سے بیجاپور دکن میں پہنچا - علی عادل شاہ کی خدمت مین ملازم ہوا - عادل شاہ کی بارگاہ میں اسقدر تقرب حاصل کیا کہ مقربین و مصاحبین مین شریک ہوا - بادشاہ کو استاد شاہ فتح اللہ کا مشتاق تھا - بہت ساز و سامان بھیجکر فتح اللہ کو دکن میں بلایا - تاریخ بیجاپور میں لکھا ہے کہ شاہ فتح اللہ کے پہنچنے میں بیجاپور تک چالیس ہزار ہون صرف ہوئے تھے - جو کچھ فانی کی کتب درسیہ باقی رہگئین تھین انکو یہان فتح اللہ سے ختم کیا - انتہی کلامہ - علی عادل شاہ کے فوت ہونیکے بعد شاہ فتح اللہ کو اکبر بادشاہ نے بلایا اور اکبر کے حضور میں پہنچا - اور خواجہ احمد فانی احمدنگر میں جاکر برہان نظام شاہ کی سرکار میں اہل سلطنت ہوا - شیخ حسن نجفی جو احمدنگر میں تھا اسکا معتقد ہوا پھر کتب خوانی کو دوبارہ نجفی سے شروع کی - اور تصوف میں خوب مہارت پیدا کی - نظام شاہ کے تیسرے کے عہد حکومت میں برار کا صوبہ دار ہوا - اور پھر اس کے فوت ہونیکے بعد تارک الدنیا و مجرد ہو گیا - اور گوشہ نشینی اختیار کی ۶۹ سال کی عمر میں ۱۰۱۶ ہجری مین فوت ہوا - کلمہ خداشناس سے اسکی تاریخ فوت ہوتی ہے - گلشن راز کی شرح - اور حواشی نفحات الانس - اور فصل الخطاب در شرح خطبہ بیان آپکے تالیفات مین - اور صاحب دیوان تھا - من اشعارہ

یک جرعہ کہ از حریف مستت برسد	پس چاشنی دم الستت برسد

یا بر سر خویش نہ کہ دستت برسد	ولہ	این جام نہادہ اندر طاق بلند
یک چشم بپوشی و بدیگر بینی		در آئینہ خال پشت چشم ار بینی
این ہست مثال خیرہ و شر گر بینی		کورت بنہد ہر آنکہ بیند ز قفا

فدائی رضا طلب خان دہلوی

فدائی تخلص - رضا طلب خان نام - آپکا مولد و منشا شہر دہلی تھا - آپکے بزرگ شاہجہانی زمانہ میں بلخ سے وارد ہندوستان ہوئے تھے - بادشاہی منصبداروں میں شریک تھے - آپکے والد شفا طلب خان بلخی عالمگیری زمانہ میں شفاخانہ کے مہتمم تھے - آپ بھی بادشاہی منصبدار - ہندوستان سے نادری ہنگامہ کے بعد عالی نواب غفران مآب آصفجاہ بہادر اول کے ہمراہ حیدرآباد دکن میں آئے - قلعہ داری فوجداری رائچور پر مقرر ہوئے - عمر سیدزادہ نجیب تجربہ کار ہوشیار نجیب شریف صحیح النسب والحسب - میدان شعرگوئی میں جولان تحریر و تقریر میں شوخ و بیباک تھے آپکا کلام رنگین مضامین و خیالات لطیف سے بھرا ہوا نکلتا ہے معانی شگفتہ بیان نہ ہوتے کھلا ہوا تھا - خوش فکر و سخن سنج تھے - تیز فہم و ظریف الطبع تھے - آپکی وفات سنہ ۱۱۷۶ ہجری میں واقع ہوئی - رائچور میں مدفون ہوئے - من اشعارہ

ابروش نشانی داد کہ این بیت دگر ہم	گفتم کہ بود منتخب آن مصرع قامت
زنہار ز قامت مکن بلکہ گذر ہم	جائیکہ نہ بینی نہ تمیز ست نصابش

فقیر میر ہاشم اورنگ آبادی

فقیر تخلص - میر ہاشم نام - آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے - سید صحیح النسب

خاندان شاہ سامی سے تھے اور شاہ سامی سے قرابت قریبہ رکھتے تھے۔ جوان صالح خوش رفتار و خوش کردار تھے۔ مستعد طالب العلم تھے۔ درسیہ کتب کی تحصیل مین مشغول تھے۔ آپکے بزرگ مشاہیر مشائخ سے ہین۔ پیری مریدی کا سلسلہ آپکے خاندان مین جاری۔ اکثر اہل دکن آپکے خاندان کے معتقد تھے۔ آپکو طالب علمی مین شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا اکثر بزرگ مانع ہوئے کیونکہ شاعری کی دہت آدمی کو اور کامون کے لائق نہین رکھتی۔ مگر جبکو اسکی چاٹ لگی وہ کسی کے روک سے باز نہین رہتا۔ علی ہذا القیاس وقفیر مشق سخن کرنے لگے۔ ذہین و طبّاع تھے چند ہی روز مین خوب کہنے لگے۔ جناب شاہ سامی سے اصلاح لیتے تھے۔ لچھمی نرائن کہتے ہین کہ مجھسے محبت و اخلاص رکھتے تھے کبھی کبھی میرے غریبخانہ پر بھی آمد و رفت کرتے تھے انتہی کلامہ
لچھمی نرائن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ ۱۱۷۵ھ ہجری مین زندہ و سلامت تھے پھر قریب ۱۲۱۰ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ آپکے اشعار مین سے ہم کو صرف ایک ہی شعر ملا مگر وہ شعر ایک دیوان کے برابر ہے۔ وہ یہہ ہے۔ **من اشعارہ**

اٹھائے جو شمشیر حسرت عجب جن شہیدان ہے ۔۔۔ وہ قاتل شوخ شاہد دوان خامی درست گذرا

فکری۔ خواجہ محمد رضا بیگ صفاہانی

فکری تخلص۔ خواجہ محمد رضا نام شیخی بیگ صفاہانی کا فرزند ہے۔ علم حساب و سیاق مین بے نظیر تھا۔ شعرگوئی مین کامل۔ شعر خوب کہتا تھا کلام مرغوب دل و بامزہ ہوتا تھا۔ خوش مذاق و ظریف الطبع تھا آخر عمر مین تمام علائق کو ترک کرکے اصفہان سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوا۔ عبداللہ قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہوا

حکیم شفائی اصفہانی اور فکری مین خوب چوٹین ہوتی تہین - حکیم شفائی فکری کی ہجو کرتا تہا الفاظ رکیکہ ہجو مین درج کرتا تہا - اور فکری جواب ترکی بترکی دیتا تہا حکیم کے نسبت صریح الفاظ فواحش استعمال کرتا تہا دونون صاحب دیوان تہے - ہر ایک کا کلام دوسرے کی ہجو سے بہرا ہوا ہے - مین ہجاجات کے اشعار نقل کرنا خلاف تہذیب جانتا ہون - اسوجہ سے نقل نہ کیا - مگر وہ اشعار جو ہجو سے خالی ہین ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتا ہون - آخر آپ سنہ ۱۰۰۵ ہجری مین اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی - بیرون شہر کے دلگرہ مین دفن کئے گئے ہین - اشعار رشیق الفاظ

آنقدر درد تو دارم کہ بمیزان قیاس		گر سپہند زکو مین گر ون می آید
آنقدر خون ز لب لعل تو دارم در دل		کہ وردم نفس آلودہ بخون می آید
ہر کرا آتش سودائے سر زلف تو جست	ولہ	نافہ مشک ترا ن جہ بدر نہا سترو
ہمرا ہ توئے غیر و من از غیرت	ولہ	بخون دید ہٴ خارا نوشتہ
و ہم گشتن نکشتم آہ ازان می ترسم	ولہ	کہ با آئینہ تیغ تو غبارے برسد
رنگ حناست بر کف پائے مبارکت		یا خون عاشقانست کہ پامال کردہ
زسنگین رفتن تابوتم از کوئے تو میترسم		کہ یاد عاشقانی کہ در دل داشتم عمرے

فدوی - فدوی خان دکنی

فدوی تخلص - فدوی خان نام - دکنی الاصل ہے کسی تذکرہ نویس نے آپکے اصلی وطن و ولادت و وفات کی نسبت کچھہ نہین لکھا - ہان میر عزلت کی بیاض سے اسقدر معلوم ہوا کہ سنہ ۱۱۷۶ ہجری مین حیدرآباد مین آصفجاہی منصبدارون مین

معزز و مکرم تھا۔ شاعر خوش بیان و رنگین زبان تھا۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع تھا۔ دوست پرست و محبت پرور تھا۔ آپکا کلام ایہام و تلازم شعریہ سے پاک و صاف ہے آپکا انتقال بارھوین صدی کے شروع ہجری مین ہوا من اشعارہ الہندی

مین دیا جان کے تئین جان کے جانان اپنا	جا مین جان جہان تھا مجھے معلوم نہ تھا
جب عمر گنوایا مین ملا عشق سے دل	عشق یون فیض رسان تھا مجھے معلوم نہ تھا
ہم مژگان سے کیا ان کو مشبک ہے	شوخ دل بر وکمان تھا مجھے معلوم نہ تھا

ملا فرج اللہ شوستری

ملا فرج اللہ نام و تخلص ہے مشاہیر فضلائ شوستر سے تھا۔ عالم لبیب فاضل ادیب تھا۔ شاعر عالی فطرت بلند قدرت تھا۔ صاحب سلافۃ العصر نے آپکا حال نہایت شرح و بسط سے لکھا ہے مرزا صائب اکثر مقاطع مین آپکا ذکر کرتا ہے ازانجملہ یہ ہے
ہمین ز خاک فرج کامران شد صائب — کہ فیض ہم نظہوری ازین جناب رسید
ملا وطن مالوفہ سے حیدرآباد دکن مین آیا۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ والی حیدرآباد سے بلا۔ عزت و آبرو سے سرفراز۔ جاہ و حشمت سے ممتاز ہوا مدت العمر قطب شاہ کے ظل عاطفت مین رہا۔ آخر سنہ ہجری مین فوت ہوا۔ آپ صاحب دیوان ہین اسمین تخمینا چار ہزار اشعار ہون گے۔ آپ عربی مین بھی خوب شعر کہتے ہین۔ سلافہ مین آپکے اکثر اشعار مذکور ہین۔ من اشعارہ الفارسی۔

مغان کہ دانہ انگور آب می سازند	ستارہ می شکنند آفتاب می سازند
درین ہوائے بادہ گلرنگ بیتابیم ما	سالہا شد کز ہواداران این آلیم ما

ازرہ بہ بانگ ہرزہ درایان نمیزدم
گر زیر سپہرم عجب نیست کہ دریا
ہمیشہ میچو رم از خود شکست پنداری
بے رخت از رنگ خود گل چون گیاہ افتادہ است
ذرہ از بالاروی خورشید تابان کے شود

کے میدہد فریب صدائے جرس مرا
در زیر حباب ست و فزون تر ز حباب ست
کہ نیمہ زرد لم شیشہ نیمہ سنگ ست
بوسیان غنچہ چون یوسف بچاہ افتادہ است
مور گر بر تخت بنشیند سلیمان کی میشود

فتوت مستعد خان اورنگ آبادی

فتوت تخلص مستعد خان نام آپکا مولد و مسقط الراس اورنگ آباد ہے۔ ابتدا مین کتب درسیہ والد ماجد سے ختم کین اور پہر علمائے اورنگ آباد سے تکمیل کی۔ علم و فضل مین باپ سے زیادہ تہا اور انشا نویسی شعر فہمی و شعر گوئی مین والد سے کم نہین تہا۔ نیابت دار الانشا مین والد ماجد کی خدمت پر مامور تہا۔ نواب آصف الدولہ بہادر کی عنایت و قدر دانی سے اقتدار الدولہ سیف جنگ کے خطاب اور حضور کی صدارت کی خدمت سے ممتاز ہوا تہا۔ اور نواب نظام الدولہ آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین بہی بدستور خدمات بالا پر بحال و برقرار رہا۔ آصف جاہ ثانی بہی فتوت کے حال پر مہربان تہے۔ خوش فکر و درست خیال تہا۔ اور منشی باکمال تہا نظم و نثر لکہنے مین لائق و فائق تہا۔ لچہمی نرائن گلزار عنا مین لکہتے ہین کہ مین حسب طلب حضور آصفجاہ ثانی اورنگ آباد سے حیدر آباد گیا حسن اتفاق سے مستعد خان فتوت سے ملاقات ہوی نہایت حسن اخلاق سے ملے۔ چونکہ ہمارے درمیان موزونیت و سخن سنجی کا تعلق تہا اسوجہ سے باہم خوب صحبت و موافقت ہوی۔ مین اکثر اُن کے دولتخانہ پر جاتا تہا

وہ بھی میرے غریب خانہ پر آتے تھے۔ دیر تک باہم جلسہ رہتا تھا۔ دیوان صائب اکثر آپکے مطالعہ مین رہتا تھا۔ ایکروز دیوان دیکھہ رہے تھے۔ ایک غزل نکلی جسکا مطلع یہہ تھا؎

بت اگر بت گر نماید بر زبان حاصل ز سنگ ۔۔۔ من تبے دارم کہ او ہرم تراشد دل ز سنگ

فرمایا مشکل زمین ہے۔ اگر اسمین فکر کرین تو طبع آزمائی ہو گی۔ مین نے اُسی دن ایک غزل موزون کی۔ اُس کے سترہ شعر تھے۔ اور میر اولاد محمد ذکا بلگرامی نے بھی اورنگ آباد سے لکھکر بھیجی۔ انہی کلامہ۔ لچھمی نرائن اور ذکا ہر ایک کی غزل میں سے اشعار لکھے جاتے ہین۔ اور سعد خان نے اس زمین مین نہین کہی۔

غزل لچھمی نرائن

می ستاند اعتقاد آخر مرا و دل ز سنگ ۔۔۔ برہمن مقصود خود را میکند حاصل ز سنگ

حرف صوتی نیست گر ہنگامہ ساز انجمن ۔۔۔ یک قلم گویا تراشیدند آن محفل ز سنگ

ناقصان را سختی دوران باصلاح آورد ۔۔۔ آب تیغ کند آخر می شود کامل ز سنگ

سخت حیرانم کہ می گردد چسان صحبت برار ۔۔۔ منکہ دارم دل ز مینا او کہ دارد دل ز سنگ

غزل میر اولاد محمد ذکا

نیست از بس دل طپیدن ہا پسند قاتلم ۔۔۔ می نہد بار گران بر سینہ بسمل ز سنگ

در عدالت خانہ حکام سرکار جنون ۔۔۔ وای بیرائے کہ وزنا و بند کامل ز سنگ

می شود بے شبہ مخصوص سر اصحاب فضل ۔۔۔ ہر بلائے را کہ سازد آسمان نازل ز سنگ

کار فرمائی کہ باشد بی زبان ہیچ است ۔۔۔ سعی خوب چون کوہکن ناحق مکن باطل ز سنگ

سعد خان خوش مزاج و ظریف الطبع تہا۔ علوم و فنون ادبیہ حکمیہ مین مہارت کامل

وملکہ راسخ رکھتا تھا۔ خوش صحبت و مرد مہذب یار باش و دوست پرور و مہمان نواز تھا جب آخر ۱۱۸۱ہجری میں نواب آصفجاہ ثانی حیدرآباد سے ارکاٹ روانہ ہوئے فتوت بھی ہمرکاب تھا ارکاٹ کے قریب لشکر میں یکایک مرض اسہال میں مبتلا ہوکر فوت ہوا۔ ایک فقیر کے تکیہ میں مدفون کیا گیا۔ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے رحلت کی تاریخ کہی ہے

مستعد خان امیر دانشمند	شیر یا لاشین بزم سخن
سال فوتش شفیق کرد رقم	ہائے از فوت مستعد زمن

آپکے اشعار میں سے ہمکو صرف ایک بیت ملی وہ یہ ہے۔ منہ ۱۱۸۱

اے موتراش دست تو باشد بمرّ نی	اصلاح کردہ خط پروردگار را

فدا۔ شیخ احمد اورنگ آبادی

فدا تخلص۔ شیخ احمد نام۔ قوم نوائط سے ہیں۔ اورنگ آبادی الاصل ہیں۔ علم و فضل سے آراستہ فن و ہنر سے پیراستہ۔ شعرگوئی میں یگانہ اور کلام کی شیرازہ بندی میں مشہور زمانہ تھا۔ آپکے کلام سے رنگینی مضامین پیدا اور جادو بیانی ہویدا ہے آپ سخنور سخن پرور شاعر نامور تھے۔ آپ ۱۱۹۰ہجری میں فوت ہوئے شہر اورنگ آباد میں دفن کئے گئے۔ من اشعارہ الفارسی

دیدن روئے ترا ہر کہ تمنا می کرد		حیرت آئینہ را کاش تماشا می کرد
دلم از داغ جنون سرو خراماں شدہ است		کاش می آمد و از دور تماشا می کرد
تا کہ گلزار قدم خندہ فرو شتم کردند	ولہ	ہمچو گل خرقہ صد پارہ بدوشتم کردند

دامن از قافلہ اشک بے خشان کردند دست ورداماں یار زمین وار یم ما	از لب لعل کسی گفتہ گوشم کردند جبین پیشانی بروے آستین داریم ما

فکر محمد باقر کانپوری

فکر تخلص - محمد باقر نام - سید علی عرف آپ میر محمد حسین کانپوری کے فرزند ہین آپکا مولد کانپور ہے نو برس کی عمر مین والد ماجد کے ہمراہ حیدر آباد دکن مین آئے اپنے نانا حکیم میر مہدی علی مرحوم اور مولوی بو تراب صاحب جعفری کی خدمت مین کتب درسیہ عربی و فارسی سے فراغت پائی اور فن شاعری مین جناب سید جلال الدین اشک لکھنوی مقیم حیدر آباد کی شاگردی کی - طبیعت مین جوش و خروش قدرتی تھا میدان شاعری مین خوب مشق کی اپنے ہمسرن مین ممتاز ہو گئے آپکی عمر فی الحال تقریباً پچاس سے زیادہ ہوگی - آپکی تالیف سے مثنوی معراج الاشعار - تذکرہ شیدا فارسی و روضۂ رضوان - و دیوان کامل وغیرہ مین مواشعار الہندی

آہ مین کرتے کرتے ہجر یار مین ہم مر گئے
تھی ہوا منہ کی چراغ زندگی گل ہو گیا

وله

صبح ہوتا کہ پہنچ ستم ایجاد آیا
آج مریخ کے جا سے ... جلاد آیا

کبھی گلزار مین گلچین کبھی صیاد آیا
ایک جلاد گیا دوسرا جلاد آیا

مر گیا دیکھ کر اسکو مین شب فرقت مین
ملک الموت کے برقع مین پریزاد آیا

جان پر کھیل کے بیٹھا جو شب فرقت مین
کبھی سمجھا انکو مجنون کبھی فرہاد آیا

انکار پر نکرنا تھا اقرار دید کا
کچھ حضرت کلیم نہ سمجھے کلام دوست

فیاض۔ محمد فیاض الدینخاں حیدر آبادی

فیاض تخلص۔ محمد فیاض الدینخان نام۔ آپ حاجی عزیز الدینخان کے فرزند ہین۔ آپکا وطن اصلی حیدر آباد دکن ہے آپکی ولادت اسی شہر فیض بہر مین ہوئی نشو و نما بھی اسی زمین کی آب و ہوا مین ہوا۔ نشو و نما کے بعد سن شعور مین مولوی میر شمس الدین فیض المتوفی ۱۲۸۳؁ہجری کی خدمت مین کتب درسیہ عربی و فارسی تحصیل کین اور دیگر علماء شہر سے بھی فیضیاب ہوئے مین میرا خیال ہے کہ آپ مدرسۂ دار العلوم کے بھی سند یافتہ تھے۔ کتب درسیہ فارغ ہونے کے بعد آپکو شعر گوئی و سخن سنجی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ آپکی طبیعت مین موزونیت خداداد تھی۔ اور حسنی و جالا کی بھی طبیعت کا جزو اعظم۔ ہمعصروں مین آپکی ذہانت و فطانت مسلم الثبوت تھی۔ آپنے زور فطرت سے شعر کہنا شروع کیا۔ جناب فیض کی خدمت مین اصلاح لیتے رہے اور چند سال تک مشق کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ استاد کی فیض صحبت اور توجہ کی برکت سے آپکا کلام شستہ و پختہ ہوگیا۔ رفتہ رفتہ آپ درجۂ استادی کو پہنچے۔ اکثر شائقین آپکی خدمت مین مستفید ہوتے تھے۔ آپ صاحب دیوان مین۔ فقیر مولف کو آپکا دیوان نہین ملا مگر چند اشعار متفرق دستیاب ہوئے ہین انکو ذیل مین ہدیۂ شائقین کرتا ہون تاکہ مطالعہ سے لطف و مزہ اٹھائین۔ اور آپ صاحب التالیف التصنیف تھے۔ فارسی مین مختصر رسائل لکھے ہین۔ منجملہ غرائب حسابی۔ لطائف فارسی دیوان فارسی۔ دیوان اردو وغیرہ مین۔ آپ خاندانی شریف و معزز ہین۔ آپکے بزرگ اس ریاست مین خدمات جلیلہ پر ممتاز رہے ہین

آپ سرکار عالی نظام کے دفتر صرف خاص کے مددگار معتمد تھے۔ خوش خلق و پاک طینت۔ دیانت و امانت میں بے مثل ہمدردی اہل وطن میں بے بدل تھے۔ وضعداری کے پابند۔ اطیعوا للہ و اطیعوا الرسول کے مضمون پر کاربند۔ مولف فقیر ۱۲۸۶ ہجری میں طالب علمی کی حالت میں مولوی محمد زمان خان شہید مرحوم کے مکان پر فروکش تھا۔ اسوقت آپکو دیکھا تھا۔ پھر جب میں ۱۳۰۱ ہجری میں سیاحت ہند سے شہر حیدرآباد میں آیا۔ آپکو دیکھا بجنسہ اسی لباس صورت میں پایا۔ طرز و روش میں ذرا بھی فرق نہیں تھا۔ مگر اسوقت شباب کا عالم تھا۔ اب زمانہ شیب تھا۔ آپکا استقلال وضع کی پابندی تحسین کے لائق ہے آپنے بزرگان سلف کا طریقہ بدستور بحال رکھا کبھی نئی طرز و روش میں نوجوانان حال کی پیروی نہیں کی۔ ثابت قدم و راسخ دم تھے آخر آپ ۱۳۰۹ ہجری میں عالم فانی سے ملک جاودانی کے طرف روانہ ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور آپ مشرف جنگ خطاب سے سرفراز ہوئے تھے

من اشعارہ الہندی

ہے جب نمودوں کے ساتھ شغل و اشتباہ	نہ مروت ہو یا ہی ہمارا ایک کرتا ہے
ملیچھ سکھڑوں کھائے میں ہیں حرص و غم پیر ہی	نہ ہمدردی اسکی نیت ہے نہ اسکا پیٹ بھرتا ہے
ہمارے دلستان بکلی ہو کرتا ہے شاید	کوئی در پردہ اس گل پیرہن کے کان بھرتا ہے
نکل آتا ہے جب نکو اسکی منہ بہری کا	تو یار محبت ایک ٹھنڈی سانس بھرتا ہے
زبان کٹ سکے کوئی کس طرح سے دیا جس پر اسکی	ٹھکانا کچھ نہیں اک بات کہتا ہے کر تا ہے

فرحت - لالہ خوشحال چند برہانپوری

فرحت تخلص - لالہ خوشحال چند نام - قوم کا یستھ سری باستب - ساکن برہانپوری

شاعر خوش گو و ناظم پسندیدہ خو تہا۔ نیک سیرت انسان طینت تہا۔ لالہ صاحب کے کلام تازہ سے دلون کو فرحت اور انکی رنگین مضامین سے مسرت حاصل ہوتی ہے آپنے ۱۲۸۲ ہجری مین انتقال کیا۔ آپ خوش اخلاق و بامروت تہے۔ طریقہ صلح کل کے سالک اہل اسلام و اہل اصنام سے اختلاط و آمیزش رکہتے تہے۔ اور ہر ایک کی بہتری چاہتے تہے۔ جہان کہین فتنہ و فساد کی آگ شعلہ زن ہو اُسکو صلح کے پانی سے بجہاتے تہے۔ من کلامہ

در دلم جز مہر مہرویان نمیگیرد قرار ہر کجا گل چہرگان دا وند ترتیب چمن	قالبم گوئی ز خاک کوے ایمان یختند نرگس چشم مرا کشتند حیران ساختند

فرح - فرح بخش ارکاٹی

فرح تخلص۔ فرح بخش نام۔ ارکاٹ مدراس کا رہنے والا تہا۔ خوش کلام و خوش بیان تہا ظریف الطبع و لطیف المزاج تہا۔ آپکے کلام سے شوخی و تازگی ظاہر ہے۔ نزاکت و لطافت کی چمک باہر ہے۔ آپ سنجیدہ مزاج و وضعدار تہے۔ کسرنفسی متواضع و خاکسار تہے۔ امرا و شرفا کی مدح کرتے تہے جائزے و صلے خوب لیتے تہے۔ آزادانہ زندگی بسر کرتے تہے۔ آخر ۱۲۰۳ ہجری مین اس محنت سرا سے وطن باقی کے مسافر ہوئے۔ من اشعارہ

ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے نگاہ پاک کی شاید یہی تاثیر ہوتی ہے

فضلی - شاہ فضل اللہ نقشبندی اورنگ آبادی

فضلی تخلص۔ شاہ فضل اللہ نام۔ سید عطاء اللہ اورنگ آبادی کے فرزند ہین نقشبندی مشرب تہا

اورنگ آبادی مولداً حنفی مذہباً - درویش کامل و عارف صاحب دل تھے - جامع علوم وفنون و حاوی حقائق و معارف تھے - ایک مدت تک حسب بشارت وارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نواب غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر مرحوم کے لشکر مین رہے - ہمیشہ حضر و سفر مین ہمرکاب رہتے تھے - اسی سبب سے نوابصاحب باوجود قلت فوج غنیم پر غالب و مظفر ہوتے تھے - نواب عضد الدولہ بہادر کو ایک قرآن شریف حضرت امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ کا لکھا ہوا امیر الامرا حسین علیخان کے کتب خانہ سے بدست ہوا تھا وہ قرآن شریف نوابصاحب نے آپکو دیا تھا - صاحب تحفۃ الشعرا لکھتے ہین کہ فی الحال یعنی سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین وہ قرآن مجید دولت آباد کے قلعہ مین موجود ہے - شاہ فضل اللہ کے صاحبزادے میان محمد نے اسکو ہدیہ کیا تھا -

آپکے چہرہ سے درویشی کے آثار نمایان تھے - صاحب تصنیف و تالیف تھے کئی رسائل آپکے یادگار موجود ہین - رسالہ زاد الزاد سلوک مین قصہ برہ بہو کا و قصہ پریم لوکا بزبان ہندی - اکثر اشعار ایہام آپکے طبعزاد ہین فارسی کلام بھی صاف و شیرین ہے آپکا انتقال سنہ ۱۱۸۲ ہجری مین ہوا - اورنگ آباد مین مدفون ہوے

من اشعارہ الفارسی

مہربان از آہ باشد ماہ ما — گنج باد آورد شد این آہ ما
اندکی گر قد کشد خواہید دید — آفتابے می شود این ماہ ما
دیدن و بر گرد سر گردیدنش — شکر للہ گشت خاطر خواہ ما

ولہ

آنچنان دل یگانہ یار است — کہ دل از لفظ دوست بیزار است
ہر کجا آن مسیح لب باشد — ہر کہ بیمار نیست بیمار است

زلف و خالش بدلبری یکسان   اینچه کم حسن وانچه بسیارست
در نگاه تو شیشه ایست و پری   در نگاهم همه پریزارست
دل ما بر چشم و گردش چشم   این چه کفرست واین چه زنارست
صبح محشر بخواب نوشین ست   در سحر هر که چشم بیدارست
همچو من عشق باز و تو معشوق   این چه آئینه واین چه دیدارست

وله

تا خط ندمیدست بود حسن او هیچ   اسلام بجز دوستی آل عبا هیچ
بیجلوهٔ رخسار تو اے جان گلستانها   گل هیچ چمن هیچ نوا هیچ صبا هیچ
معنی توحید بروبیت نگشاید   سجاده و تسبیح و مصلی و ردا هیچ

وله

یار میرفت و گریه می کردم   چشم در رویم تمام آنسو بود

وله

نگفت گرچه روادارم ولیکن حدت آمیزم   ز وسعت مشربیها بر دعاے جان آمیزم
تجرد مشربیها آنقدر دارد سبکروحم   که گرد خاطر خود بگذرم تا کی دهنگیزم
تبسم رنگ جمعیت سخن گلدستهٔ الفت   نگاهش حاصل دنیا او سرمایهٔ دینم
دعاے اهل عصیان دگر دارد اجابتها   چه باشد گر بیاد عاصیان تضمینم
نیاید همسری وارم بهمن رانیاز آرم   مسلمان کردهٔ عشقند با آتش نه با ابرهیم
خداوندا بمن هم شور محشر میدهان تاش   غلام آل طه بندهٔ اولاد یاسینم
بیا فصلی تماشا کن بهار بید لیهارا   چو شاخ گل بگیری رنگ شعله رنگینم

ابیات ایهام زبان هندی

نگه سون اپنے عرق کون ورد نگر   حسن کا عطر مجکو لینا ہے
دو بهوان دیکهه کر کہا مین یون   دو گهڑی رات دنین آلی کیون

بہوت عاشق مین مار کہاتے ہین
مجکو تری فراق مین دن کاٹین لگے

ولہ

جبتلک تہی جنس گہر مین بیچ کہاتا تہا فقیر
اب تو کچھہ باقی رہا نہین ہے مگر بیچون خدا

ولہ

طبیب عشق سین پوچھا زلیخا نے علاج اپنا
کہا تجہہ پر بہلا ہے سورۂ یوسف کا دم کرنا

ولہ

اے کبوتر جا کہو یوسف کون کوئی سون نکل
چاہ تیری مین زلیخا ہو رہی ہے باولی

فکری رازی

فکری تخلص - المعروف بلا رازی - آپکا اصلی وطن رے ہے - علامۂ زمان وفہامہ جہان تہا - ادیب شاعر ناظم و ناثر تہا - سخاوت وبذل مین شہرۂ آفاق تہا - خوش اخلاق واشفاق تہا - شاہ طہماسپ الصفی کے زمانہ مین تہا - شاہ موصوف کی مدح مین اکثر قصائد لکھے ہین - اور بہت صلے پائے - بمصداق - قرار برکف آزادگان نگیرد مال جو کچھہ ملتا تہا چند ہی روز مین فقرا و غربا کو نذر کر دیتا تہا - ذخیرہ نہین کرتا تہا - آخر ایران سے احمد نگر مین آیا - شاہ طاہر کی وجہ سے بڑی عزت و آبرو پائی - تہوڑی عرصہ مین اسقدر مال و دولت حاصل کیا کہ متمول ہو گیا - بیجا پور ہی گیا وہان بہی مالا مال ہوا - پہر وہان سے حیدرآباد گولکنڈہ آیا - یہان ہی چند روز قطب شاہ کا مہمان رہا - کئی ہزار ہون لیکر احمد نگر گیا - پہر وہان سے وطن مالوفہ کو مراجعت کی -

من اشعارہ الفارسی

رخصت گل گل تماشا می ترک سیر باغ بستان کن
بگیر آئینہ در دست و تماشای گلستان کن

نمی گویم دلم را خون مکن یا جان سیاہ از غم
دل جانم فدایت ہرچہ خواہد دلت آن کن

ازان نرگس کہ بالای گل غلطید از مستی
ببین بر ہر کہ ہشیار است و ارا مست و غلطان کن

فاروق - خانعالم خان

فاروق تخلص - محمد معروف نام - خانعالم خان بہادر خطاب ہے - آپ نسباً فاروقی ہین - گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ محمد جان جہان خان بہادر کے فرزند ہین - آپکی ولادت سنہ ۱۲۰۱ ہجری مین بسرزمین مدراس واقع ہوئی - نشو و نما کے بعد سن شعور کو پہنچ کے تحصیل علم مین مشغول ہوئے - علوم و فنون متفرقہ و السنہ جداگانہ مثلاً فارسی و عربی و ترکی و انگریزی وغیرہا مین استعداد کامل حاصل کی - علما و فضلا کی خدمت مین مستفید ہوئے - تہوڑے ہی مدت مین علمائے ماہرین کے زمرہ مین شمار کئے گئے - پہر آپکی طبیعت شعر و شاعری کے طرف مائل ہوئی - ہر ایک زبان مین کلام موزون کرنے لگے - مضامین تازہ تازہ کا شیرازہ باندہنے لگے - ریختہ مین آپکو افسری و نامی سے تلمذ ہے اور فارسی شعر کی بہی اصلاح مذکورین سے لیتے ہے - فقیر مولف کو نہین معلوم ہوا کہ نظم عربی و ترکی و انگریزی مین کس بزرگ استاد سے اصلاح لیتے تہے - اور آپ علوم ریاضی و فن موسیقی مین بہی استعداد تامہ رکہتے تہے - خوش اخلاق متشرع دیندار تہے صوم و صلوۃ کے پابند سنہ ۱۲۴۵ ہجری مین واعظ رامپوری کے مرید ہوئے اور حضرت واعظ سے خلافت کا خرقہ بہی زیب بدن کیا - مدۃ العمر مدراس مین امیرانہ زندگی بسر کرتے رہے اور خاص و عام کو درس و تدریس و ہدایت و تلقین سے سرفراز فرماتے رہے اکثر اہل مدراس آپکی توجہ سے درجہ فضیلت کو پہنچے - آپکی ذات بابرکات منبع کرامات و حسنات تہی - علم دوست تہے علما و طلبہ کی بہت قدر کرتے تہے - آپکی درسگاہ مین علما و طلبہ کا مجمع رہتا تہا - اکثر آپ کی مجلس مین علم و فضل کا مذاکرہ ہوتا تہا - شعر و شاعری کا بہی

دور چلتا تہا۔ آخر آپ اس عالم فانی سے فردوس برین روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۳۰۰ ہجری کے بعد تیرہوین صدی مین واقع ہوا۔ سنہ وفات دستیاب نہین ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

دور از تو زیستن چہ بود آرزو مرا
دم ہمچو خنجرے گذرد از گلو مرا

عجب نبود پسر گر قبلہ روئے پدر گردد
کہ دارد روشنش یوسف پیر کنعان نور مین دا

ولہ
باشد ز فیض بوسہ شکر دہان ما
شان عسل شکستہ شان بیان ما

ولہ
رز عشق او چو دانہ افشاندہ بر زمین
باشد امید سود فزون زیان ما

ولہ
ظہور حسن کجا حاجت نقاب کجا
عنان برق کجا و کف سحاب کجا

ولہ
ہر جا لبش گرہ عنبر سارا بندد
گر فند پرتو آن زلف گرہ گیر در آب

ولہ
چشم پر خون مرا روز سیہ پیش آمد
لعل و تاز مسی تنگ سیہ پوشی ریخت

ولہ
کہ ندامت پروانہ سوختن دارد
کہ شمع میگزد شعلہ بارہا انگشت

بعہدہ جلوہ تحسنت خط شعاع از تنگ
زند بدیدہ خورشید نور بار انگشت

ولہ
چون فقیرے کہ کند سلسلہ را دستاویز
شانہ گردید بآن زلف مسلسل محتاج

دیدہ اہل دول مین چہ قدر تاریک است
کہ بود در شب مہتاب بہ مشعل محتاج

ولہ
مالداران جہان مست غفلت گشتہ اند
نقش بنیاد و درم اینجا طلسم خواب شد

ولہ
بہر نظارۂ خاک شہیدان کشیدہ سر
این گرد نیست کز رہ آنجور شد بلند

ولہ
ز خاکستر نشانہا بر تن ہندوستے دیدم
ہجوم قمریان بر سرو موزونست پنداری

ولہ
ز خود بر خرمن ہستی برات آتش آوردم
اگر چون خار و خس بردم سوئے آن شعلہ خود دستے

سبوئے ہر چہ بخشد دستیاری ناشناور را
ز سیران الغریق بحر محتاج مجو دستے

بہر چشمک زدن دوزد دل صد چاک عاشق را
درین میخانہ ام فاروق مست قلقل نغمہ

بود تا ز نگاہش رہ چو سوزن در رفو دستے
چو مینا بر سر ہوشم زند ہر خوش گلو دستے

فائق - مولوی سید خیر الدین

فائق تخلص - سید خیر الدین نام - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ معصوم خان کے فرزند ہیں آپ ۱۱۸۵ہجری میں مدراس میں پیدا ہوئے - محمد خیر الدین فائق کے نام و تخلص سے آپ کے تولد کی تاریخ بر آمد ہوتی ہے - آپ سن شعور و عقل کو پہنچ کے کتب درسیہ فارسیہ مقام آرگیرین میں جناب مولانا امیر الدین علی سے ختم کیں پھر آپ مدراس میں آ کے شاہ امین الدین علی و مولوی حافظ حسین و ملک العلما مولوی علاء الدین لکھنوی سے علوم معقول منقول میں سند حاصل کی - ان علوم عربی کے تحصیل کے بعد آپ کو شعر گوئی کا شوق پیدا ہوا - مولانا باقر آگاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے - اور کلام موزون کر کے مولانا کی خدمت میں بغرض اصلاح پیش کرتے تھے - چند دنوں کی مدت میں استادی کے درجہ کو پہنچے - اور خوش کلامی خوش فکری میں مشہور ہوئے - آپ فارسی میں تاریخ کو نہایت خوبی کے ساتھ آراستہ کرتے تھے - آپ کے کلام کی بندش چست و ترکیب درست ہوتی تھی - آپ کلام موزون کو شائقین سخن کی خدمت میں بغرض اصلاح پیش کرتے تھے - اور اساتذہ کی اصلاح کو مانتے تھے - اسی وجہ سے آپ کے کلام کو قبولیت عامہ کی صفت حاصل ہوئی - اور آپ استادی کے درجہ کو پہنچے - آپ ہمیشہ طلبہ کی تعلیم و ترتیب کلام میں مصروف رہتے تھے - اکثر آپ کے فیض تلمذ سے واقف معانی رنگین ہوئے - آخر آپ ۱۲۳۲ہجری میں مدراس سے شہر حیدر آباد دکن میں آئے - مہاراجہ چندو لال مدار المہام کے دربار میں باریاب ہوئے

مہاراجہ نے آپ کو پانسو روپیہ ماہوار مقرر کر کے خدمت مدرسی عطا کی۔ آپ حیدرآباد میں بکمال خوشی و خرمی کے ساتھہ زندگی بسر کرتے رہے۔ اور طلبہ و شائقین سخن کو درس و تدریس و تربیت سخن سے سرفراز فرماتے رہے۔ آخر آپنے سنہ ۱۲۴۲ ہجری میں اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون

من اشعارہ الفارسی

الٰہی نغمہ سنجی بخش چون بلبل زبانم را		برنگ گل بہار آرائے محفل کن بیانم را
آخر رساند تشنگیم تا بجو مرا	وله	یعنی زآب تیغ تو تر شد گلو مرا
عجب بود اگر فرزند بہتر از پدر باشد	وله	کہ عطر صندل افزون تر ز صندل می بود کم
در گلو رشتۂ زنار نگندیم ز اشک	وله	رام با رہ نشد از تابت بیگانۂ ما
حجاب دیدن روئے تو می شود اشکم	وله	بلے بموسم باران شود نہان مہتاب
نشاء خوش مید ہد در موسم پیری شراب	وله	خواب را کیفیتی باشد بزیر مہتاب
چشم گل میگو بدار شبنم چو ابر نو بہار	وله	کرد تاثیر رشحہ باطن نا لہائے عندلیب
صاف مشرب را نباشد تہمت آلودگی	وله	دامن گوہر ز موج خو نگردد تر در آب
بسکہ از وضع جہان بیگانگی بہار وست	وله	ہر کرا دیدیم چون آئینہ صورت آشنا است
حیرت زدہ عالم امکان وجود م	وله	دارم ز زبان در دہن خویشتن انگشت
سیاہ روشود آنکس کہ عیب بین گردد	وله	چو خامہ بر سخن ہیچکس مدار انگشت
ہر مزارش گنبدے گردد بنا از گرد باد	وله	ہر کہ در رفصت ہلاک وردانان میشود
سرخی چشم من از گریہ نباشد عائق	وله	آفتابے ز نظر رفت و شفق باقی ماند
مظہر رحمت حق جرم سیہ کارانست	وله	سہر کشد روشنی صبح ز جیب شب تار

جذبهٔ حسن تو امیست که از بال نگاه — وله — طائر مردمکم سوی تو دارد پرواز

هستیم با فنا هم آغوش است — وله — رمز این نکته بر شرار نویس

کجا فائق تواند سیر باغ از نا تو انیها — وله — که موج بوی گل می افکند بیرون ز دیوارش

ز درد عشق او یارب کتابی در بغل دارم — وله — که آه من بود چون مد بسم الله عنوانش

داغ دل افروخت آخر خط مشکین کسی — وله — شام چون گردید فائق می شود روشن چراغ

تا تماشای زر افشان چهره او کرده ایم — وله — پنجه مژگان ما از اشک شد اختر کف

زخم من چون ماه نو دارد هلالی لب گی — وله — خورده ام از ابروی کسی شمشیر شوق

تا بجای بر دل آرام گذشت از آب اشک — وله — مشت خاکی بود آنهم رفت در سیلاب اشک

بسان آبله در هر قدم بکوچه یار — وله — نهاده چشم بره زار زار گریه کنم

در دست خویش دارد دل را نگار من — وله — این مهر نامه نیست نیاید بکار من

داشتم در دل تمنای که از خود بگذرم — وله — چینی گردم چکار آید ز دست سبو

طبع نازک سخن سخت کجا بردارد — وله — کاوش نیشتر کند چین خط پیشانی

کسی بر نقش من نه پیکسی حیفی نخورد آخر — وله — بهم آوردن مژگان من شد دست افسری

فرحت ۔ محمد صبغة الله

فرحت تخلص۔ محمد صبغة الله نام۔ آپ محمد جعفر قوم نائطہ کے فرزند ہین۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ کی ولادت سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین بسرزمین مدراس ہوئی۔ نشو و نما بہی یہان کی آب و ہوا مین ہوا۔ سن شعور کے ابتدا مین کتب درسیہ فارسی والد ماجد و حاجی احمد حسین سے ختم کین۔ ذکی الطبع و ذہین و فہیم تہا۔ شعر گوئی

وسخن سنجی کے میدان میں قدم رکہا۔ اور کلام کی اصلاح ابو طیب خان والا و مولوی واقف سے لیتا تہا۔ محاورات و اصطلاحات فارسی سے واقف تہا۔ چراغ ہدایت و مصطلحات وارستہ وغیرہا کا حافظ تہا۔ اکثر یاران ہم طرح کے اشعار پر اعتراض کرتا تہا۔ اور اہل زبان کے محاورہ سے استدلال کرتا تہا۔ معاصرین بہی آپکے طبع زاد پر اعتراضات کرتے تہے اگر اعتراض صحیح ہوتا تہا تو تسلیم کرتا۔ والا معترض کو باسناد اہل زبان رد کرتا تہا سنہ ۱۲۶۴ ہجری میں بسفارش میر مجلس شعرا مشاعرہ اعظم میں شریک ہوا۔ اور نواب کے لازمون کے زمرہ میں بہی مقرر ہوا۔ آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہیں ہوئی آخر قیاساً سنہ ۱۳۰۰ ہجری میں فوت ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

گر بود صد پیرهن چون بوے گل در تن مرا		ذوق عریانی برون آرد ز پیراهن مرا
آب شان روشندلان از سنگ پیدا میکنند	وله	گشت از آئینه فرحت این سخن روشن مرا
گر نیست ضعف از غم آن عارض تابان	وله	در دست چرا شمع گرفته است عصا را
از صدا افتاد چون دریا بپیش نالهام	وله	از زبان موج کرد اقرار استادی مرا
آورد خط هجوم بر رخسار ماه من	وله	لشکر کشید شب به شبخون آفتاب
کن گریه وقت صبح که یابی وصال دوست		زین راه شبنم آمده مقرون آفتاب
چیست حشمت را تغافل زین دل پر اضطراب	وله	میکشان را میدهد چون لذت دیگر کباب
شرم حسن تو مگر کرد عرق آلودش	وله	شمع با چرب زبانی که خموش است امشب
تا بد بکف چو رشته عشق ز دست رفت	وله	رنگ ز رخ پریده کسے را شکار نیست
قامتم شکل نگین از ناتوانی حلقه گشت	وله	میزند آن شمع رو آغوشم استغنا عبث

نکشد داغ دل لالۂ زمرہم منت — وله — درد خونین جگران ہست بدرمان محتاج

از نگہ مہر او شاد بود جان صبح — وله — دعویٔ مہر صادق است از لب خندان صبح

برقع زرخ بباغ چو آن نازنین کشد — وله — خنجر ز خار بر تن خود یاسمین کشد

مرد از حاضر جوابی صاحب تمکین شود — وله — میرسد درگوش یارا این صدا از کوہسار

در گلشن زمانہ چو سوسن بصد زبان — وله — فرصت نیافتم بگفتن زبان ہنوز

شعوم اندوہگین چون من دل افشان نگذرد یارم — وله — نشیند بر دلم گردیکہ خنجر زد ز دامانش

کم نگردد عزت پاکان ز آسیب جہان — وله — آب گوہر فصل تابستان بود بر حال خویش

بر بدن از ہمہ عالم سرشت مردان ہست — وله — بر زندگی است ہر آئینہ کار عالم تیغ

بے تو رسد رنج ز دیدار گل — وله — میل کشد در نظرم خار گل

فرصت چو گشت مادر رخم مہربان غیر — وله — وا دیدم ربط دیدہ گریبان و آستین

خوردہ ام خنجر ز لبش وست آن غمزۂ رشید رو — وله — ہست چاک سینہ ام چون صبح محتاج رفو

نیمون علطم ز حسرت بگر سر پائے تو گر بوسد — وله — شوم قربان مدہ رنگ حنا را حکم پابوسی

فغان - اشرف علیخان

فغان تخلص - اشرف علیخان نام - بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ آپ شعرائے ریختہ گو سے ہیں - کبھی کبھی فارسی میں بھی کلام موزوں فرماتے ہیں انہی کلامہ

گل عجائب کے مولف نے لکھا کہ آپ اورنگ آبادی المولد ہیں - اہل مناصب کے زمرہ میں منصب مناسب سے سرفراز تھے - شاہ سراج اورنگ آبادی سے اصلاح سخن لیتے تھے ۱۱۹۵ ہجری تک زندہ تھے - وفات کی تاریخ دستیاب نہیں ہوا -

من اشعاره الفارسی

فصل گل می رود چه چاره کنم ‌ ‌ ‌ ‌ تو گریبان که پاره پاره کنم

وله — قاصدا یا چه دیده می آئی ‌ ‌ ‌ ‌ که گریبان دریده می آئی

دست را کے دراز کردم من ‌ ‌ ‌ ‌ که تو دامن کشیده می آئی

وله — زتیغش نیم بسمل ماند می باید دل ‌ ‌ ‌ ‌ تو شاید اضطرابے کرده باشی

وله — چون نظر می کنم بخندهٔ خویش ‌ ‌ ‌ ‌ گریه بے اختیار می آید

وله — اے ہم نفسان زما مرنجید ‌ ‌ ‌ ‌ مہمان دو روزه شمائیم

وله — گر نه نالم چون ہمی آشنائی دیگران ‌ ‌ ‌ ‌ قہرت برائے جان ما مہرت برائے دیگران

وله — اے فلک بیشتر منظور گر انصاف است ‌ ‌ ‌ ‌ داده انچه بہر و نیز بغیر ما دیده

قوت ۔ خواجہ عنایت خان

قوت تخلص ۔ خواجہ عنایت اللہ نام ۔ گل عجائب کے مولف نے لکھا کہ آپ نواب شکرجنگ کے خلف الصدق ہین اور خواجہ ابو البرکات خان عشرت کے برادر ۔ آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے ۔ مولد و منشا بھی شہر مذکور ہے ۔ سن شعور و تمیز کے بعد آپنے علمائے شہر سے کتب درسیہ عربی فارسی کی سند حاصل کی انشا پردازی مین ہمسرون سے فائق و سابق ہوئے ۔ اسیطرح سخن سنجی مین بھی لائق ۔ آپکو سخن سنجی مین سید سراج الدین سراج تخلص اورنگ آبادی سے تلمذ ہے آپکی طبیعت مضامین رنگین و معانی شیرین کے ایجاد مین بحر مواج ہے اردو فارسی دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین ۔ آپکے کلام سے شعرائے معاصرین لطف مزہ پاتے ہین ۔ مشاعرہ مین آپکے اشعار پر

تحسین و تعریف کا آوازہ بلند ہوتا ہے انتہی کلامہ آپ صیغہ منصب میں ملازم تھے فراغت سے زندگی بسر کرتے تھے ۱۱۹۵ ہجری تک زندہ تھے۔ بارہوین صدی کے شروع مین فوت ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

آتش ہجر تو اے ظالم نفس در سینہ سوخت — دل ہما را خلط آتش و دیرینہ سوخت

وله
زضعف طاقت از خود کے رسم تا گرد جولانش — نگرگردم ہمان ساعت بگرد دور دامانش

وله
کرامات نگاہ مست او از چشم خود دیدم — ہمیشہ بوئے می آید از خاک شہید آتش

وله
وارستگی نمود مرا تا فراغ یا — بر عرش می نہم علوی دماغ ما

وله
مرا از حلقہ بگوشان خدا حساب کنند — غلام حضرت شاہم بشہد وار ستم

من اشعارہ الہندی

کھلے ہین داغ سب دل کے گلستان اسکو کہتے ہین — مرا تکڑے ہوا سینہ خیابان اسکو کہتے ہین

کیا رہا ہے دل دیوانے وحشت مین جانیکا لطف — لیگیا مجنون اپنے ساتھ ویرانے کا لطف

بزم سے شعلہ صفت گرد زرہ پوش اٹھے — دل سوزان سے مرے آہ شرر جوش اٹھے

یہانتک مجھسے ہے فریاد کو ربط قلبی — دم بدم نالہ مرے دل سے ہم آغوش اٹھے

دور مین اس ساقی کے سبھی کے مے تو شونہین ہم — مدتین گذری کہ مین مشہور مدہوش نہین ہم

یہہ سبکو ہی تجھے معلوم ہے باد صبا — خاک پر جون نقش پا مین خانہ بر دوش نہین ہم

باغ مین جا خوب روئے تاک کے سایہ تلے — دیکھو آخر گم کئے انگور کے خوشو نہین ہم

تھم گئے وہانسے پانی موج نہین پہونچے — اے ستمگر جالے مین اب دہ پوشو نہین ہم

اس لب لعل کا گر عکس پڑے آنکھون مین — دانہ اشک مرا جون گل مرجان ہوئے

تاک در از انکے لٹ جان عقوبت کہو لو — کیا سجا ہوئے جو یہہ شام غریبان ہوئے

فیروز - ملا فیروز

فیروز تخلص - ملا فیروز نام - آپ ملا کاؤس آتش پرست کے فرزند ہیں - آپکا مولد
و منشا دار الامارہ بمبئی ہے - آپنے کتب درسیہ فارسی و عربی والد ماجد اور دیگر علما سے
تحصیل کیں - ملا کاؤس عالم فاضل و شاعر کامل تھا - متعدد زبانیں جانتا تھا - فارسی
عربی انگریزی گجراتی وغیرہ - عالیجناب آصفجاہ ثانی کے عہد میں بمبئی سے حیدرآباد
دکن آیا - حضور کے دربار میں باریاب ہوا - تحائف و نذرانہ پیش کیا - حضور نے نذرانہ
و تحفہ خوشی سے قبول فرمایا اور باپ بیٹے کے لئے مہمانداری کے لوازم ادا کرنیکا حکم فرمایا -
[illegible] شفیق نے آپکے آتش پرستی کے بابت
نظم میں سوالات لکھ کر بھیجے - آپنے بھی سوالات کے جوابات نظم میں دے - ملا و شفیق
باہم [illegible] رہتا تھا - یکایک خوشی و معاشرت کے عہد
[illegible] عدم کو روانہ ہوا - احباب کو سخت افسوس
ہوا - [illegible] کتب درسیہ فارسی عربی والد ماجد سے ختم کی تھیں
[illegible] تکمیل علوم و محاورات فارسی کی تحصیل کا شوق پیدا ہوا
آپ جوش شوق [illegible] ایران روانہ ہوئے - چند مدت وہاں رہے علما و فضلا کی صحبت
میں مستفید ہوا اور ایران زمین کے بلاد و رستاقات میں خوب سیاحت کی - اور اپنے
برادران قوم جو ایران کے دیہات میں تھے انکو تلاش کیا اور انسے ملا - ان کے ساتھ
حسن سلوک کیا - جو مفلس و نادار تھے مالی ذریعے ان کی اعانت کی - سیر و سیاحت و کسب
کمال سے فارغ ہو کے وطن مالوفہ بمبئی میں پہنچا - ملا کے برادران قوم نے اسکے خیر مقدم میں

بہت خوشی منائی۔ متعدد خوشی کے جلسے منعقد کئے گئے۔ ملّا نے یہاں آکے ایک مدرسہ اپنی قوم کے بچون کے لئے قائم کیا۔ اور مدرسہ کے خرچہ کا بار اپنے سر پر اُٹھایا۔ اور اپنے ذاتی سرمایہ سے معتدبہ رقم مدرسہ کے اخراجات کے لئے وقف کر دیا فی زماننا اسکا مدرسہ و کتبخانہ قائم ہے۔ فقیر مولف مدرسہ و کتبخانہ دیکھنے کے لئے کبھی متعدد مراتب گیا۔ کتبخانہ مین اکثر کتب عمدہ فارسی دیکھنے مین آئین۔ ملا ایران سے مراجعت کرنیکے بعد گورنر بمبئی سے ملا۔ گورنر صاحب آپکی ملاقات سے بہت خوش ہوئے ملّا کے لئے سرکار کمپنی سے وظیفہ مقرر کرایا۔ ملا نے وظیفہ کے شکریہ مین بطرز شاہنامہ جارج نامہ منظوم کیا۔ اور اسمین ولیم جارج بادشاہ فرنگ کے واقعات درج کئے۔ جارج نامہ تین جلد مین ہے۔ تقریبًا چالیس ہزار ابیات ہین ختم کرنے کے بعد گورنر صاحب منعم ومحسن کی خدمت مین گذرانا گورنر صاحب بہت خوش ہوئے۔ ملا کی بہت تحسین و تعریف کی۔ آخر ملا سنہ ۱۲۴۹ ہجری مین تخت ہستی سے رخت بستہ بہشتی مین جاگزین ہوا۔ اب مین چند اشعار جارج نامہ سے گذارش کرتا ہون خصوصًا

جو ہلک سوئے پونہ شد رہگرا	ولہ	کہ از دوست خود آورد پیشوا
روان گشت از جائے خود سینہ پہ	ولہ	نکردہ درنگ ہیچگونہ نزہ
بپونا بیاورد فوج و سپاہ	ولہ	بآہنگ پیکار با کینہ خواہ
سپاہی کش اندر جہان کس شمار	ولہ	نداشت جز پاک پروردگار
ہمان آلہ و سازو سامان جنگ	ولہ	ز ہندوستان و ز بوم فرنگ
ز اندازہ افزون بیرون از شمار	ولہ	ستوہیدہ گاو زمین زیر بار
ازین سو دو سالار وزان سو یکے	ولہ	نکردند آرزم ہم اندکے

بہ پیش اندر از پیل بستہ رده ۔ وله ۔ پیاده پس پیل صف برزده
بہ پشت پیاده سواران گزین ۔ وله ۔ بجنبد ز سم سواران زمین
جہان گشت از بانگ آوای کوس ۔ وله ۔ ز گرد سواران ہوا آبنوس
ہزاران یکے گرد تیغ یلان ۔ وله ۔ درخشنده چون برق بر آسمان
ز خون [illegible] شتہ شد ۔ وله ۔ فرو رفت و بر شد بخورشید گرد

فیض شمس الدین محمد

فیض تخلص۔ میر شمس الدین نام آپ دہلوی الاصل ہیں آپکے جد امجد مولوی محمد [illegible] خان دہلوی نواب غفران مآب آصفجاہ بہادر مرحوم کے زمانہ میں دہلی سے حیدرآباد دکن میں آئے حضور کی قدردانی سے منصب شایستہ پر مقرر ہوئے۔ آپ [illegible] بہت خوشگو [illegible] فرماتے تھے۔ آپکے والد ماجد میر [illegible] الدین خان کا مولد حیدرآباد دکن ہی ہوا اور اسی ملک میں تعلیم و تربیت پائی۔ آپکی والدہ ماجدہ بھی ذی حسب و نسب [illegible] تھیں۔ اور آپکو سرکاری تعلق بھی تھا۔ اسی تعلق کے وجہ سے سنہ ١١٩٠ ہجری میں بلدہ ایلچپور برار میں مع عیال و اطفال گئے۔ وہاں آٹھ نو برس تک رہے سنہ ١١٩٥ ہجری میں جناب فیض کی ولادت باسعادت ایلچپور برار میں واقع ہوئی۔ ہم برار کو مبارکباد دیتے ہیں کہ وہاں ایسا آفتاب طلوع ہوا۔ جس کے فیض ضیا نے تمام دکن کو درخشاں کر دیا فقیر مولف کا بھی مولد و منشا برار ہے۔ حضرت فیض میرے برادر ہم وطن تھے۔ مجھے اسبات سے ناز ہے کہ حضرت فیض نے تمام دکن کو اپنے فیض علم سے سیراب فرمایا۔ فقیر مولف نے دکن کے بزرگان سلف کیا امیر کیا فقیر جم غفیر کو زندہ کیا۔ اور فیض نے اپنے نور کے کرنوں سے

بہر چشمک زدن دوزد دل صد چاک عاشق را	بود تا نگاہش رہ چو سوزن در رفو دستے
درین میخانہ ام فاروق مست قلقل نغمہ	چو مینا بر سر ہوشم زند ہر خوش گلو دستے

فائق - مولوی سید خیر الدین

فائق تخلص - سید خیر الدین نام - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ معصوم خان کے فرزند ہیں آپ ۱۲۰۵ھ ہجری میں مدراس میں پیدا ہوئے - محمد خیر الدین فائق کے نام و تخلص سے آپ کے تولد کی تاریخ بر آمد ہوتی ہے - آپ سن شعور و عقل کو پہنچ کے کتب درسیہ فارسیہ مقام ارکاٹ میں جناب مولانا امیر الدین علی سے ختم کیں پھر آپ مدراس میں آئے شاہ امین الدین علی و مولوی حافظ حسین و ملک العلما مولوی علاء الدین لکھنوی سے علوم معقول منقول میں سند حاصل کی - پس فارسی عربی کے تحصیل کے بعد آپ کو شعر گوئی کا شوق پیدا ہوا - مولانا باقر آگاہ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے - اور کلام موزوں کر کے مولانا کی خدمت میں بغرض اصلاح پیش کرتے تھے - چند روز کی مدارست میں استادی کے مرتبہ کو پہنچے - اور خوش کلامی خوش فکری میں مشہور ہوئے - آپ مضامین تازہ کو نہایت خوبی کے ساتھ آراستہ کرتے تھے - آپ کے کلام کی بندش چست و ترکیب درست ہوتی تھی - آپ کلام موزوں کو شائقین سخن کی خدمت میں بغرض اصلاح پیش کرتے تھے - اور اساتذہ کی اصلاح کو مانتے تھے - اسی وجہ سے آپ کے کلام کو قبولیت عامہ کی صفت حاصل ہوئی - اور آپ استادی کے درجہ کو پہنچے - آپ ہمیشہ طلبہ کی تعلیم و ترتیب کلام میں مصروف رہتے تھے - اکثر آپ کے فیض تلمذ سے واقف معانی رنگین ہوئے - آخر آپ ۱۲۳۲ھ ہجری میں مدراس سے شہر حیدر آباد دکن میں آئے - مہاراجہ چندو لال مدار المہام کے دربار میں باریاب ہوئے

مہاراجہ نے آپ کو پانسو روپیہ ماہوار مقرر کرکے خدمت مدرسی عطا کی۔ آپ حیدرآباد میں کمال خوشی و خرمی کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے۔ اور طلبہ و شائقین سخن کو درس و تدریس و تربیت سخن سے سرفراز فرماتے رہے۔ آخر آپنے سنہ ۱۲۴۲ ہجری میں اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون

من اشعارہ الفارسی

الٰہی نغمہ سنجی بخش چون بلبل زبانم را ‌ — ‌ برنگ گل بہار آرای محفل کن بیانم را

وله
آخر رساند تشنگیم تا بجوہرا ‌ — ‌ یعنی ز آب تیغ تو تر شد گلو مرا

وله
عجب بود اگر فرزند بہتر از پدر باشد ‌ — ‌ کہ عطر صندل افزون تر ز صندل میدہد بو را

وله
در گلو رشتہ زنار فگندیم از اشک ‌ — ‌ رام با این شد از بت بیگانہ ما

وله
حجاب دیدن روئے تو می شود اشکم ‌ — ‌ سبلے بموسم باران شود نہان مہتاب

وله
نشاء خوش میدہد در موسم پیری شراب ‌ — ‌ خواب را کیفیتی باشد بزیر مہتاب

وله
چشم گل میگوید از شبنم چو ابر نو بہار ‌ — ‌ کرد تاثیرش بباطن نالہائے عندلیب

وله
صاف مشرب را نباشد تہمت آلودگی ‌ — ‌ دامن گوہر ز موج خود نگردد تر در آب

وله
بسکہ از وضع جہان بیگانگیہا رو نماست ‌ — ‌ ہر کرا دیدیم چون آئینہ صورت آشنا است

وله
حیرت زدہ عالم امکان وجودم ‌ — ‌ دارم ز زبان در دہن خویش انگشت

وله
سیاہ رو شود آنکس کہ عیب بین گردد ‌ — ‌ چو خامہ بر سخن بیکسہا را انگشت

وله
بر مزارش گنبدے گردد بنا از گرد باد ‌ — ‌ ہر کہ در رفعت ہلاک ور داماں میشود

وله
سرخی چشم من از گریہ نباشد عائق ‌ — ‌ آفتابے ز نظر رفت و شفق باقی ماند

وله
مظہر رحمت حق جرم سیہ کارانست ‌ — ‌ سحر کشد روشنی صبح ز جیب شب تار

جذبهٔ حسن تو اینست که از بال نگاه	وله	طائر مردمکم سوی تو دارد پرواز
هستیم بافنا هم آغوش است	وله	رمز این نکته بر شرار نویس
کجا فائق تواند سیر باغ از ناتوانیها	وله	که موج بوی گل می افکند بیرون ز دیوارش
ز درد عشق او یارب کتابی در بغل دارم	وله	که آه من بود چون مد بسم الله عنوانش
داغ دل افروخت آخر خط مشکین کسی	وله	شام چون گردید فائق می شود روشن چراغ
تماشائی زر افشان چهرهٔ او کرده ایم	وله	پنجهٔ مژگان ما از اشک شد اختر کف
زخم من چون ماه نو دارد جا بالیدگی	وله	خورده ام از پا و ابروی کسی شمشیر شوق
تا جدائی بر دل از رم گذشت از آب اشک	وله	مشت خاکی بود آنهم رفت در سیلاب اشک
بسان آبله در هر قدم بکوچه یار	وله	نهاده چشم بره زار زار گریه کنم
در دست خویش دارد دل اختیار من	وله	این مهر نام نیست نیاید بکار من
داشتم در دل تمنائی که از خود بگذرم	وله	بیخی کردم بچها اشد با دست سبو
طبع نازک سخن سخت کجا بردارد	وله	حکم شمشیر کند چین خط پیشانی
کسی بر نقش من از بیکسی چیزی نخورد آخر	وله	بهم آوردن مژگان من شد دست افسری

فرحت ـ محمد صبغة الله

فرحت تخلص ـ محمد صبغة الله نام آپ محمد جعفر تومنا عط کے فرزند ہیں ـ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ کی ولادت سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین بسرزمین مدراس ہوئی ـ نشو و نما بہی ہان کی آب ہوا مین ہوا سن شعور کے ابتدا مین کتب درسیہ فارسی والد یا جد و حاجی احمد حسین سے ختم کین ـ ذکی الطبع و ذہین و فہیم تہا شعر گوئی

وسخن سنجی کے میدان مین قدم رکہا۔ اور کلام کی اصلاح ابو طیب خان والا ومولوی واقف سے لیتا تہا۔ محاورات و اصطلاحات فارسی سے واقف تہا۔ چراغ ہدایت و مصطلحات وارستہ وغیرہا کا حافظ تہا۔ اکثر یاران ہمطرح کے اشعار پر اعتراض کرتا تہا۔ اور اہل زبان کے محاورہ سے استدلال کرتا تہا۔ معاصرین بہی آپکے طبع رسا پر اعتراضات کرتے تہے اگر اعتراض صحیح ہوتا تہا تو تسلیم کرتا۔ والا معترض کو باسناد اہل زبان رد کرتا تہا سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین بسفارش میر مجلس شعرا مشاعرہ اعظم مین شریک ہوا۔ اور نواب کے ملازمین کے زمرہ مین بہی مقرر ہوا۔ آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہین ہوئی آخر قیاسا سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین فوت ہوئے۔

من اشعاره الفارسی

گر بود صد پیرہن چون بوی گل بر تن مرا		ذوق عریانی برون آرد ز پیراہن مرا
آب شان روشندلان از سنگ پیدا میکنند	وله	گشت از آئینہ فرحت این سخن روشن مرا
گر نیست ضعف نعمت آن عارض تابان	وله	در دست چرا شمع گرفتہ است عصا را
از صدا افتاد چون دریا بہ پیش نالہ ام	وله	از زبان موج کرد اقرار استادی مرا
آورد خط ہجوم بر خسار ماہ من	وله	لشکر کشید شب بہ شبخون آفتاب
کن گریہ وقت صبح کہ یابی وصال دوست		زین راہ شبنم آمدہ مقرون آفتاب
چیست حشمت را تغافل زین دل پر اضطراب	وله	میکشان را میدہد چون لذت دیگر کباب
شرم حسن تو مگر کرد عرق آلودش	وله	شمع با چرب زبانی کہ خموش است امشب
تا بہ یک جو عشق شستہ ز دست رفت	وله	رنگ ز رخ پریدہ کسی را نشکار نیست
قامتم شکل نگین از ناتوانی حلقہ گشت	وله	مہر ز دامان شمع رو آغوشم استغنا عبث

نکشد داغ دل لالہ ز مرہم منت | وله | درد خونین جگران نیست بدرمان محتاج
از نگہ مہر او شاد بود جان صبح | وله | دعوی من صادق است از لب خندان صبح
بر قع ز رخ بباغ چو آن نازنین کشد | وله | خنجر ز خار بر تن خود یاسمین کشد
مرد از حاضر جوابی صاحب تمکین شود | وله | میرسد در گوش ما را این صدا از کوہسار
در گلشن زمانہ چو سوسن بصد زبان | وله | فرحت نیافتم کہ گفتن زبان ہنوز
شوم اندوہگین چون من افشان نگذرد یارم | وله | نشینیم بر دلم گرد کہ خنجر ز دامانش
کم نگردد عزت پاکان ز آسیب جہان | وله | آب گوہر فصل تابستان بود بر حال خویش
بر دین از ہمہ عالم سرشت مردان است | وله | بر ندگی است ہر آئینہ کار عالم تیغ
بے نور سد رنج ز دیدار گل | وله | میل کشد در نظرم خار گل
فرحت چو گشت ماہ رخم مہربان غیر | وله | وا دیم ز بعار دیدہ گریان و آستین
خوردہ ام خنجر ز بس از دست آن خونریز رو | وله | نیست چاک سینہ ام چون صبح محتاج رفو
بچون غلطم ز حسرت بگرے پاے تو گر بوسد | وله | شوم قربان مدہ رنگ حنا را حکم پابوسی

فغان - اشرف علیخان

فغان تخلص - اشرف علیخان نام - بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ آپ شعرائے ریختہ گو سے ہین - کبھی کبھی فارسی مین بھی کلام موزون فرماتے ہین انتہی کلامہ گل عجائب کے مولف نے لکھا کہ آپ اورنگ آبادی المولد ہین - اہل مناصب کے زمرہ مین منصب مناسب سے سرفراز تھے - شاہ سراج اورنگ آبادی سے اصلاح سخن لیتے تھے سنہ ۱۱۹۵ ہجری تک زندہ تھے - وفات کی تاریخ و سن دستیاب نہین ہوا -

من اشعارہ الفارسی

فصل گل می رود چه چاره کنم
کو گریبان که پاره پاره کنم

قاصد آیا چه دیده می آئی
که گریبان دریده می آئی

ولہ
دست را کے دراز کردم من
کہ تو دامن کشیدہ می آئی

ولہ
زتیغش نیم بسمل ماندی بیدل
تو شاید اضطرابے کردہ باشی

ولہ
چون نظر می کنم بخندۂ خویش
گریہ بے اختیار می آید

ولہ
اے ہم نفسان زما مرنجید
مہمان دو روزۂ شمائیم

ولہ
گر زنالم چون کنم ای آشنای دیگران
فرصت برائے جان ما فرصت برائے دیگران

ولہ
اے فلک بیش ترا منظور اگر زاہداست
دادۂ انچہ بہم ونیز بفرما دیدہ

قوت ۔ خواجہ عنایت اللہ خان

قوت تخلص ۔ خواجہ عنایت اللہ نام ۔ گل عجائب کے مولف نے لکھا کہ آپ نواب لشکر خان کے خلف الصدق ہین اور خواجہ ابو البرکات خان عشرت کے برادر ۔ آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے ۔ مولد ومنشا بھی شہر مذکور ہے ۔ سن شعور وتمیز کے بعد آپنے علمائے شہر سے کتب درسیہ عربی فارسی کی سند حاصل کی انشا پردازی مین ہمسرون سے فائق وسابق ہوئے ۔ اسیطرح سخن سنجی مین بھی لائق ۔ آپکو سخن سنجی مین سید سراج الدین سراج تخلص اورنگ آبادی سے تلمذ ہے آپکی طبیعت مضامین رنگین ومعانی شیرین کے ایجاد مین بحر مواج ہے اردو فارسی دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین ۔ آپکے کلام سے شعرائے معاصرین لطف مزہ پاتے ہین ۔ مشاعرہ مین آپکے اشعار کو

تحسین و تعریف کا آوازہ بلند ہوتا ہے انہی کلامہ آپ صیغہ منصب میں ملازم تھے فراغت سے زندگی بسر کرتے تھے سنہ ۱۱۹۵ ہجری تک زندہ تھے ۔ بارہویں صدی کے شروع میں فوت ہوئے ۔

من اشعارہ الفارسی

آتش ہجر تو اے ظالم نفس در سینہ سوخت — دل بباد اختلاط آشنا دیرینہ سوخت

ولہ

ز ضعف طاقت از خود کے رسم تا گرد جولانش — نگردم ہمان ساعت بگرد دور دامانش

ولہ

کرامات نگاہ مست او از چشم خود دیدم — ہمیشہ بوئے می آید از خاک شہیدانش

ولہ

وارستگی نمود مرا تا فراغ پا — بر عرش می نہم علو می دماغ ما

ولہ

مرا از حلقہ بگوشان خدا حساب کند — غلام حضرت شاہ نجم شہوار استم

من اشعارہ الہندی

کھلے ہیں داغ سب دل کے گلستاں اسکو کہتے ہیں — مرا ٹکڑے ہوا سینہ خیاباں اسکو کہتے ہیں

کیا رہا ایدل دوانے دشت میں جانیکا لطف — لیگیا مجنوں اپنے ساتھ ویرانے کا لطف

برم سے شعلہ صفت گرد زرہ پوش اٹھے — دل سوزاں سے مرے آہ شرر جوش اٹھے

یہاں تلک مجھ سے ہے فریاد کو ربط قلبی — دم بدم نالہ مرے دل سے ہم آغوش اٹھے

دور میں اس ساقی کیفی کے مے نوشوں میں ہم — مدتیں گذری کہ ہیں مشہور مدہوشوں میں ہم

یہہ سبکروحی تجھے معلوم ہے باد صبا — خاک پر جوں نقش پا ہیں خانہ بردوشوں میں ہم

باغ میں جا خوب روئے تاک کے سایہ تلے — دلکو آخر گم کئے انگور کے خوشوں میں ہم

تیغ کے دہاک سے پانی ہو جو نیں بہہ چہپے — اے ستمگر جالے ہیں اب کہ روپوشوں میں ہم

اس لب لعل کا گر عکس پڑے آنکھوں میں — دانہ اشک مرا جوں گل مرجاں پہولے

تاک فرقہ از اتکے لٹ جان غفوت کہو لو — کیا بجا ہوئے جو یہہ شام غریباں پہولے

فیروز - ملا فیروز

فیروز تخلص - ملا فیروز نام - آپ ملا کاؤس آتش پرست کے فرزند ہین - آپکا مولد و منشا دار الامارہ بمبئی ہے - آپنے کتب درسیہ فارسی و عربی والد ماجد اور دیگر علما سے تحصیل کین - ملا کاؤس عالم فاضل و شاعر کامل تھا - متعدد زبانین جانتا تھا - فارسی عربی انگریزی گجراتی وغیرہ - عالیجناب آصفجاہ ثانی کے عہد مین بمبئی سے حیدرآباد دکن آیا حضور کے دربار مین باریاب ہوا - تحائف و نذرانہ پیش کیا - حضور نے نذرانہ بخوشی تمام قبول فرمایا - اور آپ کے لئے مہمانداری کے لوازم واکرام کا حکم فرمایا - [illegible] ملا شفیق نے آپسے آتش پرستی کے بابت نظم مین سوالات لکھ کے بھیجے - آپنے بھی سوالات کے جوابات نظم مین دے - ملا و شفیق باہم [illegible] خوب [illegible] رہتا تھا - یکایک خوشی و معاشرت کے عہد مین [illegible] روانہ ہوا - احباب کو سخت افسوس ہوا - [illegible] کتب درسیہ فارسی عربی والد ماجد سے ختم کی تھین [illegible] تکمیل علوم و محاورات فارسی کی تحصیل کا شوق پیدا ہوا آپ [illegible] شوق [illegible] ایران [illegible] روانہ ہوئے - چند مدت وہان رہے علما و فضلا کی صحبت مین مستفید ہوا - اور ایران [illegible] رستاقات مین خوب سیاحت کی - اور اپنے برادران قوم جو ایران کے دیہات مین تھے انکو تلاش کیا اور انسے ملا - ان کے ساتھ حسن سلوک کیا - جو مفلس و نادار تھے مال و زر سے ان کی اعانت کی - سیر و سیاحت و کسب کمال سے فارغ ہو کے وطن مالوفہ بمبئی مین پہنچا - ملا کے برادران قوم نے اسکے خیر مقدم مین

بہت خوشی منائی ۔ متعدد خوشی کے جلسے منعقد کئے گئے ۔ ملّا نے یہاں آ کے ایک مدرسہ اپنی قوم کے بچون کے لئے قائم کیا ۔ اور مدرسہ کے خرچہ کا بار اپنے سر پر اُٹھایا ۔ اور اپنے ذاتی سرمایہ سے معتدبہ رقم مدرسہ کے اخراجات کے لئے وقف کر دیا فی زمانا اسکا مدرسہ و کتبخانہ قائم ہے ۔ فقیر مؤلف مدرسہ و کتبخانہ دیکھنے کے لئے بھی متعدد مراتب گیا ۔ کتبخانہ مین اکثر کتب قدیمہ فارسی دیکھنے مین آئین ۔ ملا ایران سے مراجعت کرنیکے بعد گورنر بمبئی سے ملا ۔ گورنر صاحب بھی ملاقات سے بہت خوش ہوئے ملا کے لئے سرکار کمپنی سے وظیفہ مقرر کرایا ۔ ملا نے وظیفہ کے شکریہ مین بطرز شاہنامہ جارج نامہ منظوم کیا ۔ اور اسمین ولیم جارج بادشاہ فرنگ کے واقعات درج کئے ۔ جارج نامہ مین جلدون مین ہے ۔ تقریباً چالیس ہزار ابیات ہین ۔ ختم کرنے کے بعد گورنر صاحب منعم و محسن کی خدمت مین گذرانا گورنر صاحب بہت خوش ہوئے ۔ ملا کی بہت تحسین و تعریف کی ۔ آخر ملا سنہ ۱۲۴۹ ہجری مین تخت ہستی سے رخت ہستی مین جاگزین ہوا ۔ اب مین چند اشعار جارج نامہ سے گزارش کرتا ہون ۔ حمد

چو ہلک سوئے پونہ سے رہگرا	ولہ	کہ در دست خود آورد پیشوا
روان گشت از جائے خود سینہ پر	ولہ	نکردہ درنگ ہیچگونہ نہ رہ
ہپو نا پیادہ و فوج و سپاہ	ولہ	تا ننگ پیکار با کینہ خواہ
سپاہی کش اندر جہان کس شمار	ولہ	ندانست جز پاک پروردگار
ہمان آلہ و ساز و سامان جنگ	ولہ	ز ہندوستان و ز بوم فرنگ
ز اندازہ افزون برون از شمار	ولہ	ستوہیدہ گاو زمین زیر بار
از این سو دو سالار روزان سو یکے	ولہ	نکردند آرزم ہم اندکے

بپیش اندر از پیل بستہ رده	وله	پیادہ پس پیل صف بر زده
بہ پشت پیادہ سواران کین	وله	بجنبند از سم سواران زمین
جہان گر شد از بانگ آوای کوس	وله	ز گرد سواران ہوا آبنوس
بسان ریگ گرد و تیغ یلان	ول	درخشندہ چون برق بر آسمان
نم خون بماہی ز کشتہ شدہ	وله	فرو رفت و بر شد بخورشید گرد

فیض ۔ شمس الدین محمد

فیض تخلص ۔ میر شمس الدین نام ۔ آپ علوی الاصل ہیں ۔ آپکے جد امجد مولوی رحمت اللہ خان علوی نواب غفران مآب آصفجاہ بہادر مرحوم کے زمانہ میں دلی سے حیدرآباد دکن میں آئے ۔ حضور کی قدردانی سے منصب مناسب پر ممتاز ہوئے ۔ آپ عربی فارسی بہت خوب [illegible] مستفید فرماتے تھے ۔ آپکے والد ماجد میر امیر الدین خان کا تولد حیدرآباد دکن میں ہوا اور اسی ملک میں تعلیم و تربیت پائی ۔ آپکی والد ماجد بھی [illegible] منصب پر ممتاز تھے ۔ اور آپکو سرکاری تعلق بھی تھا ۔ اسی تعلق کے وجہ سے ۱۱۹۰ ہجری میں بلدہ ایلچپور برار میں مع عیال و اطفال گئے ۔ وہاں آٹھ نو برس تک رہے ۱۱۹۵ ہجری میں جناب فیض کی ولادت باسعادت ایلچپور برار میں واقع ہوئی ۔ ہم برار کو مبارکباد دیتے ہیں کہ وہاں ایسا آفتاب طلوع ہوا ۔ جس کے فیض ضیا نے تمام دکن کو درخشان کر دیا ۔ فقیر مولف کا بھی مولد و منشا برار ہے ۔ حضرت فیض میرے برادر ہم وطن تھے ۔ مجھے اس بات سے ناز ہے کہ حضرت فیض نے تمام دکن کو اپنے فیض علم سے سیراب فرمایا ۔ فقیر مولف نے دکن کے بزرگان سلف کیا امیر و کیا فقیر جم غفیر کو زندہ کیا ۔ اور فیض نے اپنے نور کے کرنوں سے

کوہستان دکن کو بدخشان بنادیا۔ ولادت کے بعد آپکے والد حیدرآباد دکن مین آئے
بدستور قدیم اپنے موروثی مکان مین سکونت پذیر رہے آپکا نشوونما یہین کی آب وہوا
مین ہوا۔ آپکے والد ماجد نے ایک حافظ مقرر کیا۔ آپکی تعلیم شروع ہوئی آپ بارہ برس
کی عمر مین حافظ قرآن ہوئے حفظ قرآن کے بعد علوم متداولہ وفنون متعارفہ کی تحصیل
کیطرف متوجہ ہوئے آپنے عین عالم شباب مین علوم ظاہری کی تحصیل سے فراغت پائی
عالم فاضل و ادیب کامل ہوئے۔ ایسی حالت مین آپکو سخن سنجی وشعرگوئی کا شوق دلمین
پیدا ہوا طبیعت مین موزونیت وجولانی موجزن اور دماغ مین ذکاوت و نازک خیالی
شعلہ زن تھی۔ طبیعت کی جولانی اور دماغ کی صفائی سے شعر موزون کرنے لگے۔ آپ کی
طبیعت شعر وسخن سے ایسی مناسب تھی ور کلام کو ایسی خوبی وخوشنمائی سے موزون فرماتے
تھے کہ اسوقت کے بڑے بڑے استاد ذی استعداد دیکھکر حیران ہوتے تھے۔ اور کہتے تھے
کہ یہہ آفت کا پتلا ہے ہونہار ہے عنقریب رنگ کھلائیگا۔ بیشک بزرگون کا فرمانا آپکے
حق مین فال خیر تھا۔ آئندہ وہی ہوا جو بزرگون نے فرمایا تھا۔ آپ کلام کی اصلاح شاعر
نامور حافظ تاج الدین مشتاق دہلوی شاگرد میر درد سے لیتے تھے۔ رفتہ رفتہ مرتبہ استادی
کو پہنچے۔ دکن مین ہرطرف آپکے جواہر چمکنے لگے اور قدرشناس جوہری عزت و اعتبار کی
کسوٹی پر پرکھنے لگے۔ آپکے جواہرات بے بہا کی قیمت بڑھنے لگی ہر ایک یہی کہتا تھا
کہ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز شہر کے تمام امرا اور رؤسا آپکی تعظیم و توقیر کرتے تھے
ہزارہا آپکی شاگردی کے سلسلہ مین شریک ہوتے تھے۔ آپکو سرکار سے بدستور قدیم موروثی
منصب مقرر تھا سرکار کی قدردانی سے کسیقدر اضافہ بھی ہوا تھا اور آپکے فرزند بھی مناصب
مناسب پر ممتاز تھے۔ آپکا کلام تازہ معانی اور شگفتہ مضامین سے نمونہ گلزار ہے

عالم عالم نزاکت و رنگارنگ لطافت سے رشک بہار ہے۔ نہایت صاف و شستہ پاکیزہ و شایستہ ہے۔ ہر ایک شعر لخت جگر ہر ایک مصرع نور بصر ہے ہر ایک فقرہ شکر ریز اور ہر ایک کلمہ دلاویز ہے آپکے کلام سے درد و میر کا انداز نمایان اور ناسخ و مشتاق کا رنگ عیان ہے۔ آپ نازکخیالی مین بلند پرواز اور شیرین مقالی مین شہباز تھے۔ آپ اہل زبان مین سر مو فرق نہین اُن کے جلسۂ صحبت مین ہم نوالہ اور مجلس عشرت مین ہم پیالہ تھے مشاعرہ مین اُن کے پہلو بہ پہلو ہم پلہ زانو بزانو ذی مقابلہ تھے۔ آپکے کلام کی لطافت و نزاکت نے اہل زبان سے تسلیم کی سند اور خاص و عام سے قبولیت کی تصدیق لی تھی۔ تلانذہ اور اساتذہ آپکے کلام کو نوٹ کی طرح عزیز رکھتے ہین بلکہ تعویذ جان سمجھتے ہین۔ جناب حکیم مظفر الدین صاحب مزاج نے شائقین پر بڑا احسان کیا کہ مغفور کا دیوان مطبوع کرایا حق اُستادی کو ادا کیا جزاہ اللہ تعالی خیرا۔ آپ فی البدیہہ گوئی مین مشہور تھے ایکروز آپکے ایک شاگرد نے ایک مصرع پڑھا اور کہا کہ حضرت ثانی مصرع خیال مین نہین آتا ہے ع دانے نہ آپ سبحہ و سمرن کے دیکھئے۔ آپنے بغیر تامل اُسوقت کہا ع منکے ڈھلے ہوئے مری گردن کے دیکھئے۔ مولوی احمد علیخان بن مولوی محمد اکبر علیخان واعظ نے ایک مصرع آپکی خدمت مین بھیجا ع سکندر طالع جمشید سطوت + اور لکھا کہ یہہ تاریخی مصرع ہے اسمین لفظ طالع کا اضافت کرنا جائز ہے یا نہین مستدلاً جواب بھیجئے آپنے اُسیوقت مولوی محمد فیاض الدینخان فیاض شاگرد رشید کو ارشاد کیا کہ مولویصاحب کو لکھو کہ طالع کا کسرہ فصاحت کی کسر شان ہے اسلئے کہ سکندر طالع جملہ ہے اور جملہ موصوف نہین ہوتا ہے۔ مقام وصل کا خواہان۔ اور شاعر فصل کا جویان ہے اگر اس مصرع کو اسطرح کہین تو ٹھیک درست ہو جائیگا ع سکندر طالع و جمشید طینت

ایک روز علام مصطفی متخلص سخن نے آپ سے پوچھا کہ حضرت کیا بات ہے کہ قرآن شریف
مین رحمۃ و نعمت کا لفظ بعض مقام مین تائے مدورہ اور بعض مقام مین تائے
دراز سے آتا ہے جیسے نعمت اللہ و رحمت اللہ نعمت ربک رحمت ربک۔ آپ نے ارشاد
فرمایا چونکہ رحمت و نعمت کا لفظ اسم اللہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ شان ایزدی ہے
کہ وہ منان و منعام ہے اسبات کو نہین پسند کیا کہ نعمت و رحمت کو کوتاہ اور کم کرے
کیونکہ تائے مدور کے اعداد پانچ اور تائے دراز کے اعداد چارسو ہوتے ہین۔ اسلئے مع اضافت
تاء دراز و بغیر اضافۃ تائے مدورہ لکھا جاتا ہے۔ میان سخن اس سخن کے سنتے ہی پھڑک گئے
آپ تاریخ گوئی مین بھی بے نظیر تھے۔ آپکے مطبوعہ دیوان مین بہت سی تاریخین مین
ہم اسمین سے دو چار بطور نمونہ لکھتے ہین تاکہ شائقین لطف اٹھائین۔

تاریخ رحلت مہاراجہ راجہ چندولال مدارالمہام۔ مرد با خدا بود راجہ چندو لعل ۱۲۶۲
تاریخ بنائے مسجد عبد الشکور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہست ہست المقدس این مسجد ۱۲۶۵
تاریخ تولد نواب ظفر جنگ بہادر ۔ ۔ ۔ ۔ شد بادو تار اقبال محمد ۱۲۹۳
تاریخ جلوس اعلیحضرت ناصر الدولہ بہادر مرد میدان سکندر ثانی ۱۲۴۳

آپ خوش خلاق و خوش اشفاق تھے۔ پاکیزہ سیرت و پسندیدہ صورت۔ صاحب مروت
و سخاوت۔ صوفی المشرب صافی المذہب۔ صلح کل کے سالک ولایت و درویشی کے
مالک تھے۔ ظریف الطبع لطیف الوضع خوش مزاج و زندہ دل تھے۔ ضعیف تھے مگر دل مین
جوانی کا جوش۔ بڈھون مین بڈھے جوانون مین جوان بچون کے ساتھ بچے تھے مراب
کیا پیر کیا جوان کیا طفل ابجد خوان سب آپ سے خوش تھے اور آپکی صحبت سے مستفید
ہوتے تھے۔ مزاج مین کسر نفسی زیادہ تھی تکلف ظاہری سے متنفر تھے مکان مین فرش بوریا

ہوتا تھا۔ اسی پر امرا و غربا آتے تھے اور بیٹھتے تھے آپ بمصداق الفقر فخری فقیری پر نازان فقرا و کملا کے خواہان تھے۔

حکایت مشائخ مین سے کوئی بزرگ آپکے پاس آئے اور آپکے سامنے اپنی شیخی اور بزرگی ظاہر کرنے لگے اور جوش غضب سے فرماتے تھے کہ ابھی شیر کی شکل مین جلوہ دکھاتا ہون زمین سے آسمان تک آگ لگاتا ہون۔ آپنے نہایت انکساری سے فرمایا کہ شاہ صاحب یہ کیا کمال ہے شیر حیوان درندہ اور آگ عنصر سوزندہ ہے انسانی شکل و نورانی ہیئت مین جلوہ فرمایئے۔ شاہ صاحب نادم ہوئے اور اپنے فعل پر نادم۔ فیض کی بردباری پر آفرین شاہ صاحب کی شعلہ باری پر نفرین۔

حکایت ایکروز کوئی اور بزرگ آپکی خدمت مین آئے بطور تمسخر یہ کہنے لگے کہ آپکے تخلص فیض کا قافیہ کیا ہوگا۔ آپنے اسوقت فرمایا کہ ایک بنائے نمود و جود نشت نہ یہ بزرگ بھی شرمندہ ہوئے۔

آپ خوش اعتقاد سنی المذہب تھے۔ آپکو حضرت حافظ محمد علی صاحب خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور خلافت حاصل تھی۔ اکثر لوگ حسن اعتقاد و حسن ارادت سے آپکے مرید ہوئے تھے آخر آپ ۱۲۸۳ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو رونق افزا ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکے تلامذہ نے بہت سی تاریخین لکھی۔ دیوان مطبوعہ مین موجود ہین ہم چند یادے یہان ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔

ع احمد آباد سے بس گیا فیض۔ جناب فیض واصل حق۔ فیض از ینجا نمود عزم جنان
۱۲۸۳ ۱۲۸۳ ۱۲۸۳

گولی پورہ کے دروازہ کے باہر بیرون شہر مدفون ہوئے۔

آپکے باقیات الصالحات دو فرزند مولوی میر ضیاء الدین احمد عرف پا پا میان۔ مولوی

میر عماد الدین محمد وصف تخلص لائق و فائق تھے افسوس کہ چند سال ہوئے کہ دونون فوت ہو گئے۔ میر ضیاء الدین صاحب کا ایک صاحبزادہ مسمی یادگار باقی ہے سرکار عالی کے منصبدارون مین ملازم ہے۔ اور قاضی غلام نبی صاحب صدیقی القادری کمل پوش آپکے خلیفہ ہین۔

آپ صاحب التالیف و التصنیف تھے منجملہ- طریق الفیض شرح عوامل. شمس النحو. شمس الصرف شمع منظوم صرف- رسالۂ ناسخ و منسوخ- شرح کلمۃ الحق. شرح میر شمس الدین عروض قافیہ مفید الاحکام حلت و حرمت- خزانۃ الامثال در اصطلاحات لغات اردو- جدول نصف النہار فیض جاری مطبوع- چونکہ آپکے دونون دیوان فارسی و اردو دکن مین دائر و سائر ہین لہذا ہر ایک دیوان سے بطور نمونہ چند اشعار پر اکتفا کیا گیا- من اشعارہ الفارسی

جا لیش سجنا نقاہ و بہ میخانہ جاے ما		تقوی برائے زاہد و مستی برائے ما
گوید ہر آنچہ شارع میخانہ آن کنیم		اینست در شریعت ما اتقائے ما
ناوک عشق از کمان دیگر است	ولہ	مرغ جانم را کمان دیگر است
مطلبم از کاروان مصر نیست		یوسفم در کاروان دیگر است
بر در کعبہ نیاز سر فرو		سجدہ گاہم آستان دیگر است
فیض مطلق شو مقید تا کجا		بے نشانم را نشان دیگر است

من اشعارہ الھندی

کفر جو تھا دین مرا ہو گیا	بت ہی نصیبون سے خدا ہو گیا
کیسی دوا مجکو مسیحائے دی	درد محبت کا سوا ہو گیا
موت کدھر آتی ہے دیوانی ہے	فیض تو پہلے ہی فنا ہو گیا

حرم مین دیر مین جب کوئی روبرو آیا	ولہ	مجھے یقین ہوا بس یہی کہ تو آیا
کسی کا کوئی بھی ممنون نہین ہے کہ انصاف		ادہر سے مین نکل آیا اُودہر سے تو آیا
اُڑائین جیب کی لاکھون ہی ہجیان مین نے		مگر نہ قبضہ مین دامان آرزو آیا
نہین فرق کچھہ دیر مین اور حرم مین	ولہ	جو بت چاہتے ہین خدا چاہتا ہے
تقاضا دہت کا مگر فیض اُن سے		خدا سے کوئی خونہا چاہتا ہے

فدا ۔ شیخ احمد نا عطہ

فدا تخلص ۔ شیخ احمد نام ۔ اورنگ آبادی الاصل قوم نواعط سے ہے ۔ تحفۃ الشعرا کے موالف نے لکہا کہ خوش فکر و موزون الطبع تہا ۔ فارسی عربی مین مستعد طالب علم تہا شعر گوئی کا فریفتہ تہا ۔ اکثر اوقات سخن سنجی مین صرف کرتا تہا ۔ کلام دلچسپ و مرغوب کہتا تہا ۔ ۱۱۶۵ھ ہجری مین زندہ تہا تقریبا ۱۱۷۰ھ ہجری مین فوت ہوا من کلامہ

دست درداماں یار نازمین داریم ما		چین پیشانی بروئے آستین داریم ما
دیدن روئے ترا ہر کہ تمنا میکرد	ولہ	حیرت آئینہ را کاش تماشا میکرد
دلم از داغ جنون سر و چراغان شدہ است		کاش می آمد واز دور تماشا میکرد
نازگلزار عدم خندہ فرو شسم کردند	ولہ	ہمچو گل خرقۂ صد پارہ بدوشم کردند
دامن از قافلۂ اشک بدخشان کردند		از لب لعل کسے نکتہ بگوشم کردند

فائز ۔ آقا میرزا قاسم علی

فائز تخلص ۔ آقا میرزا قاسم علی نام ۔ رشتی الاصل والنسل ہین ۔ جامع العلوم والفنون تہے ۔ فارسی انشا پردازی مین نظماً و نثراً وحید عصر تہے ۔ اور خوشنویسی مین فرد فرید جمیع اقسام خطوط

یعنی نستعلیق و شکستہ و نسخ وغیرہا کے خطاط کامل تھے۔ خاص خط نستعلیق میں استاد و ثانی میر عماد [illegible]
آپ اکثر اوقات درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ حیدرآباد میں اکثر امرا [illegible] آپ کے
حلقۂ درس میں شریک ہوتے تھے۔ نواب مختار الملک [illegible]
وصوفی مشرب تھے۔ سلیم الطبع حلیم الوضع [illegible]
شیفتہ تھے۔ جو کہتے تھے مرغوب طبع [illegible]
ہر ایک شعر سے بلاغت و فصاحت مترشح ہوتا ہے [illegible]
دسویں تاریخ جمادی الاول ۱۳۰۲ھ [illegible]
مدفون ہوئے۔ آپکے فرزند [illegible]
میں شاعری اور تاریخ گوئی میں نہایت کامل [illegible]
ہے۔ خوش خلق و نیک [illegible]
آصفیہ میں ملازم ہیں۔ [illegible]

دردا کہ علاج [illegible]	این عقدہ [illegible]
افسوس کہ [illegible]	[illegible]

فطرت میرزا معز الدین محمد موسوی خان

فطرت تخلص میرزا معز الدین محمد نام موسوی خان خطاب ہے۔ آپ سادات عظام خاندان امام ہشتم سے ہیں۔ میر محمد زمان مشہدی کے نواسہ۔ آپکے نانا مشہد مقدس میں تمام علما کے سرآمد تھے۔ آپکی ولادت ۱۰۵۰ہجری میں ہوئی۔ افضل از زمانہ تاریخ ولادت ہے نشو و نما کے بعد ابتدائے عقل و شعور سے تحصیل علوم میں مشغول ہوا۔ کتب ابتدائیہ سے وطن مالوفہ میں فارغ ہو کے عالم شباب کے شروع میں اپنے والد ماجد میرزا محمد سے برہم ہو کے

دارالسلطنت اصفہان مین آیا دو سال کامل آقا حسین خوانساری کے حلقۂ درس مین شریک رہا۔ کتب عقلیات و نقلیات کو ختم کیا درجۂ کمال کو پہنچا سنہ ۱۰۸۲ ہجری مین ہندوستان مین رونق افزا ہوا۔ اسوقت ہند مین عالمگیر حکمرانی کرتا تہا۔ بادشاہ کی ملازمت مین مشرف ہوا۔ بادشاہ علم و وسعت سے آپکو بسبب جوہر ذاتی و نسبی الطاف شاہانہ سے سرفراز فرمایا اور شاہنواز خان صفوی کی دوسری لڑکی سے شادی کردی۔ اور اسکا اپنا ہم زلف بنا کے سربلند کیا۔ اور دیوانی عظیم آباد پٹنہ پر ماسور فرمایا۔ لیکن وہان بزرگ امید خان ناظم بن امیر الامرائے شایستہ خان اور میرزا مین باہم موافقت نہین ہوئی۔ بزرگ امید خان اپنی خاندان کی بزرگی پر نازان تہا۔ نازک دماغی سے آسمان پر قدم رکہتا تہا۔ اور میرزا صاحب بہی بادشاہ کی ہم زلفی و کمال فضل کی وجہ سے ناظم کی فرمان برداری مین نہین جہکاتا تہا دونون کی نااتفاقی سے انتظام مین خلل واقع ہوتا تہا۔ آخر ناچاقی کی خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی میرزا کو حضور مین طلب کیا۔ میرزا حسب الحکم حضور مین آیا سنہ ۱۰۹۹ ہجری مین موسوی خان خطاب دیوانی تن سے سرفراز ہوا جب آپ وزارت دکن و دیوانی تن و ہزاری منصب سے سرفراز ہوئے تب مرزا افضل سرخوش نے شاہجہان آباد سے ایک رباعی موزون کرکے بہیجی ہو ہذہ

ایام بکام دوستان را گشتہ	کار مرزا معز بسامان گشتہ
چیزے کہ بجا شد بعالم این بود	کان سید پاک موسوی خان گشتہ

ایک سال کام کرتا رہا۔ پہر کل ممالک دکن کی دیوانی پر مقرر ہوا۔ دو برس تک دیوانی دکن کا انتظام عمدہ طرح سے کیا آخر باجل طبعی دکن مین فوت ہوا یہ واقعہ سنہ ۱۱۰۱ ہجری مین واقع ہوا کلمات الشعرا مین سرخوش لکہتا ہے کہ آپکی رحلت کی خبر سے تمام اہل سخن رنج و ماتم مین

مبتلا ہوئے میان ناصر علی فقیر کے سامنے زار زار رونے لگا۔ حیف وا نامردن افسوس نادان زیستن۔ فقیر کے دل پر ایسا سخت صدمہ گذرا کہ بیان سے خارج ہے فقیر نے دو قطعہ مرحوم کی تاریخ مین لکھے ایک موافق تخلص ثانی دوسری موافق خطاب خانی ھو ھذا

معز الدین محمد موسوی حیف	ز عالم سوئے ملک معنوی رفت
کشید آہ و بگفتا عقل تاریخ	معز الدین محمد موسوی رفت
ولہ	
دریغا رخت ہستی زین سرا بست	معز موسوی خان سخندان
زحیرت خواست دل تاریخش	خرد گفتا کجا شد موسوی خان

مرزا خوش خیالی و معنی یابی و شعر فہمی و انشا پردازی مین بے نظیر تھا۔ سب اہل زمانہ متفق ہین کہ اسوقت تک کوئی فرد میرزا کی لیاقت کمالات کے باہم جمعیت سے ہند مین نہین آیا۔ فضیلت و دقت آفرینی و جاہت طبع و شعور و جنسی مین ید بیضا دکھلاتا تھا۔ علم معقولات مین رستمی کا نقارہ بجاتا تھا۔ چنانچہ خود کہتا ہے ؎

من مرغ خوش ترانہ بباغ فضیلتم
طبع مرا بزمزمہ شاعری چہ کار

اور آپ اکثر فرماتے تھے کہ مین علم معقولات و تحقیق مین ایسی لیاقت قدرت رکھتا ہون کہ کوئی معقولی و صوفی معقولات و تصوف مین مجھسے آگے نہین بڑھ سکتا ہے لیکن جب فنافی اللہ کا ذکر آتا ہے مین عاجز ہوتا ہون۔ اس لیے کہ حرف فنا سے نہ انکار کر سکتا ہون نہ اقرار۔ بزرگان دین و مشائخ کے حالات مین پڑھتا ہون کہ جمیع اولیا و مشائخ ذات حق مین فانی ہوتے ہین مین بظاہر ان کے اور اپنے درمیان فرق نہین پاتا ہون۔ میری طرح وہ کھاتے پیتے ہین سمجھہ مین نہین آتا کہ وے کیونکر فانی ہوتے ہین اور مین فانی نہین ہوتا ہون

مرزا معز صاحب ترجمہ اوائل مین فطرت تخلص فرماتے تھے اور آخر مین موسوی اختیار کیا

تبدیل تخلص کے بابت فرماتے ہیں کہ تخلص آخر سے میری نسب و حسب و خطاب خانی کا اظہار ہوتا ہے انتہی کلامہ هذه من نوادر طبعه

شدم خاک و هنوز از عشق و آتش پنهان دارم | در آغوش کفن جسمی چو تب در استخوان دارم

وله

صد را جمعیت است از پریشانی مرا | داشت عریانی نگه زآلوده دامانی مرا

شمیم غنچه پریشان کند دماغ مرا | بود فتیله خود آستین چراغ مرا

کار ما پیوسته در بند از گشاد ناخن است | عقده همچو گوهر خانه زاد ناخن است

تا طلا مشتیم نفس بال پر ماست | چون بوی گل چیده هم سفر ماست

عیب ... جوش ... | آب یاقوت چو در موج رگ یاقوت ست

چو ... عشق ... کامل ... عیب ... گردد | شود یاقوت هر سنگی که لبریز شرر گردد

... ما | استاده آب تیغ ور و انگشت خون ما

... | گوهر آب دیده و یاقوت خون دل نشد

... | این مه گرفت و شوخی مهتاب کم نشد

... چراغ من | برنگ لاله در آغوش ناخن خفته داغ من

آتشم ... | کام اول نفس سوخت ازین راه مپرس

هر ... عیش دنیادار ... دنیا ... | ملک در دست سلیمان نیست در انگشتری است

... غرور از باده خود پرورست | شیشه تا موج شکستن میزند بال پریست

عشق در هر جنون لاف خدائی میزند | حسن اگر یوسف شود در کسوت پیغمبریست

ذوق عشق آئینه دار راز دلها می شود | چون سجود بالد خموشی ناله پیدا می شود

حسن سعی کوهکن از نقش شیرین ظاهرست | کار چون نیکو بود کاره فرما می شود

حق شناسی حیرت افزائے دل آگاہ شد	جادۂ بالید آنقدر بر خود کہ شد راہ شد
حیرتم بر قع کشائی شاہد مقصود گشت	عقدۂ دل عاقبت پیکان تیر آہ شد
نہان نگذاشت افسون غمش در پردۂ ناموسی	پری در شیشہ رسوا سوخت چون شمعی بفانوسی
شب از پروانہ شرح انتہائے شوق پرسیدم	کف خاکسترے افشاند بر دامان فانوسی

فیضی - ابوالفیض ملک الشعرا

فیضی تخلص - ابوالفیض نام - عربی الاصل النسل ہے۔ آپکے بزرگان سلف یمن مین متوطن تھے - آپ کے اجداد مین ایک بزرگ وطن سے قطع تعلق کر کے سیر سیاحت کرتے ہوے سندھ ہند مین آئے - قصبہ ریل علاقہ سندھ مین سکونت پذیر ہوئے - اور قصبہ مین کسی شریف زادی سے شادی کر لی - دسوین صدی ہجری کے شروع مین شیخ خضر فیضی کے جد بزرگوار سندھ سے ناگور مین آئے - اور یہان ایک شریف خاندان مین شادی کر لی - اُسی شریف منکوحہ سے شیخ مبارک پیدا ہوئے - فیضی آپ ہی کا فرزند با اقبال ہے - شیخ مبارک علامۂ عصر تہا علوم معقول و منقول مین کامل تہا - آپکے تبحر علم کی تصدیق اُس تفسیر سے ہوتی ہے جسکو آپنے تالیف کیا ہے اسکا نام منبع العیون ہے یہہ تفسیر چار جلدون مین ہے - آپ صابر و قانع تہے - دنیوی عزت و مرتبہ سے نفرت کرتے تہے - شیر شاہ کے عہد مین آپکو علی حدہ صدارت کی ترغیب دی گئی - آپنے قبول نہین فرمایا - آپ اگرچہ حنفی المذہب تھے لیکن تعصب تقلید سے پاک - صلح کل کے پیرو - کافر و مسلمان سے ملتے تہے - اور مہدوی فرقے سے آمیزش و محبت رکھتے تہے - عوام مین حاسدین نے مشہور کیا کہ شیخ رافضی مہدوی ہو گیا ہے۔ شیخ ناگور سے گجرات اور گجرات سے آگرہ مین پہنچے - میر رفیع الدین حسینی کے ہمسایہ مین

جمنا کے کنارے سکونت اختیار کی اور یہاں ایک شریف خاندان میں شادی کی - خداتعالی نے کثرت اولاد عطا کی - اکبر اولاد فیضی صاحب ترجمہ ہے - فیضی ۹۵۴ سنہ ہجری میں پیدا ہوا نشو و نما کے بعد ابتدائے شعور سے والد ماجد کی خدمت میں تعلیم شروع کی - عالم شباب میں فارغ التحصیل ہوا - درجہ کمال کو پہنچا لیکن بدقسمتی سے مدت تک زمانہ کے مصائب میں مبتلا رہا جب ۹۷۴ سنہ ہجری میں فیضی کے والد ماجد نے گوشہ نشینی کو ترک کیا درس تدریس کی مسند پر جلوس کرکے عوام الناس کے افادہ میں مصروف ہوئے تب حاسدین نے اکبر بادشاہ ہند کو اس بات پر آمادہ کیا کہ شیخ مبارک مہدیہ کو مع تمام خاندان سزا دینا چاہیے بلکہ بادشاہ کو مجبور کرکے شیخ کے گرفتاری کا فرمان جاری کر دیا - پس شیخ بامر لاچاری مع فرزندان فیضی و ابوالفضل گھر سے برآمد ہوکے چند مدت تک ادہر ادہر پوشیدہ ہوتے رہے اور ملایان متعصب نے ایک فتوی بھی تیار کرا لیا کہ شیخ کو سزائے قتل دینا چاہیے ہر طرف جاسوس تلاش میں سرگرم ہوئے - آخر ۹۷۴ سنہ ہجری میں فیضی دربار اکبری میں باریاب ہوا - بادشاہ نے اسکی قدردانی و قدر افزائی خوب کی اور اسکو متعدد خدمات سے سرفراز فرمایا فیضی نے تمام حالات گذشتہ ایک قصیدہ طویل میں لکھا ہے - من اشعارہ

سحر نوید رسان قاصد سلیمانی	رسید ہمچو سعادت کشادہ پیشانی
بہ شہر ان سعادت ندا کنان کہ بخوان	نجات نامۂ خود اے حزین زندانی

پورا قصیدہ ابوالفضل نے آئین اکبری میں مذکور کیا ہے - فقیر مولف طوالت کیوجہ سے صرف وہی شعر پر اکتفا کرتا ہے - ان کنت شائقا فارجع الیہ -

پھر فیضی کا اقتدار و تقرب روز بروز ترقی کے اوج پر عروج کرنے لگا - فیضی عالم فاضل طبیب حاذق فلسفی مزاج - شاعر ماہر تھا دربار کی خدمت پسند نہیں کرتا تھا - افادہ عام کے

مشاغل میں مصروف رہتا تھا۔ شہزادوں کی تعلیم و تربیت اسی کے متعلق تھی۔ سنہ ۹۹ ہجری
میں بادشاہ نے آگرہ - کالپی و کالنجر کی صدارت فیضی کو عطا کی اور سنہ ۹۹۳ ہجری میں
جب اکبر نے عساکر ظفر مظاہر یوسف زئی افاغنہ کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا۔ تب فیضی
کو بھی اس مہم پر مامور فرمایا۔ اور سنہ ۹۹۶ ہجری میں ملک الشعرا خطاب سے سرفراز کیا۔
اور سنہ ۹۹۷ ہجری میں فیضی کو کشمیر کے سفر میں ہمراہ لایا۔ کشمیر کی تعریف میں ایک قصیدہ
لکھا جسکا مطلع یہ ہے ؎

ہزار قافلۂ شوق می کند شبگیر — کہ بار عیش کشاید بخطۂ کشمیر

جب سنہ ۹۹۹ ہجری میں اکبر نے دکن کے فتح کرنیکا عزم مصمم کیا تھا تو حکام دکن مثلاً راجہ علیخان
فاروقی والی خاندیس و برہان نظام شاہ والی احمد نگر وغیرہ کیطرف فیضی کو سفیر بنا کے
بھیجا۔ فیضی اگرچہ اس خدمت کو ناپسند کرتا تھا لیکن مجبور تھا اور بادشاہ کا حکم ماننا پڑا۔ اُسنے سفارت کا
کام اس خوبی سے انجام دیا کہ راجہ علیخان و برہان شاہ ملتفت ہو گئے۔ فیضی نے
برہانپور میں دربار منعقد کیا تخت پر شاہی تلوار و خلعت و فرمان شاہی رکھا۔ راجہ
پیادہ پا آیا کہ جب تین قدم فاصلہ رہ گیا تو تسلیمات ادا کیں۔ فیضی نے فرمان شاہی
اوسکے ہاتھ میں دیکے کہا کہ حضور نے آپکے نام فرمان بھیجا ہے۔ راجہ علیخان نے فرمان کو
سر پر رکھا اور تین تسلیمات بجا لایا۔ خلعت و تلوار کو بھی لیکر تسلیمات بجا لایا۔ پھر فیضی
احمد نگر میں آیا۔ برہان نظام شاہ سے ملاقات کی اور سفارت کے کام کو انجام دیا۔ سفارت
مہمات سے فارغ ہوکے ایک عرضداشت مفصل لکھکے حضور میں بھیجی۔ عرضداشت میں
تمام ممالک دکن کی پوری حالت لکھی۔ راستوں کے انتظامات اور شہروں کے عمارات و قلعوں
کی حالت بتلائی۔ اور زمین و زراعت و صنعت و حرفت کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور علما و شعرا

کے بھی حالات اور نقلیں و حکایتیں بھی موقع و محل پر بیان کرتا ہے۔ چنانچہ عرضداشت میں ظہوری و ملک قمی کی ملاقات کا ذکر کرکے دونوں کی نسبت لکھا کہ میں یہاں دو شاعر صوفی مشرب سے ملا۔ دونوں خوش محضر و نیک سیر ہیں۔ قدمبوسی حضور کے مشتاق ہیں اور دونوں کے قصائد و غزلیں بھی بھیجیں۔ آخر سنہ ۱۰۰۲ ہجری میں سفارت کے کام سے فارغ ہو کے حضور میں پہنچا۔ اکبر بادشاہ اسکے کام سے بہت خوش ہوا۔ انعام و صلہ سے سرفراز فرمایا۔ سنہ ۱۰۰۳ ہجری میں بادشاہ نے چاہا کہ نظامی کے خمسہ کا جواب لکھا جائے چنانچہ فیضی نے نلدمن کا قصہ شروع کیا۔ چار مہینے میں ختم کرکے پیش کردیا۔ اس میں چار ہزار شعر ہیں چنانچہ خود کہتا ہے ؎

این چار ہزار گوہر ناب	کانگیختہ ام بہ آتشین آب

مرکز ادوار۔ و سلیمان و بلقیس۔ ہفت کشور۔ نلدمن۔ اکبر نامہ۔ ان میں سے دو کتابیں ختم ہوئیں۔ ایک نلدمن دوسرے مرکز ادوار۔ باقی مثنویاں ناتمام رہیں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ نلدمن خوشخط لکھوا کے کتبخانہ میں رکھیں۔ اور نقیب خان کو حکم ہوا کہ وہ پڑھ کر سنایا کرے۔ موارد الکلم اخلاق میں غیر منقوط حروف میں لکھی۔ یہہ نسخہ کلکتہ میں مطبوع ہو چکا ہے۔ پھر ایک تفسیر مسمی سواطع الالہام ہے۔ یہہ بھی مطبوع ہو چکی ہے۔ اکثر شعرا و علما نے کتاب پر تقاریظ لکھے ہیں۔ یہہ تفسیر غیر منقوط حروف میں سنہ ۱۰۰۲ ہجری میں تمام ہوئی۔ میر حیدر کاشانی نے پوری قل ہو اللہ سے تاریخ نکالی۔ یعنے بحساب جمل اس سورہ کے حرف شمار کئے جائیں تو ۱۰۰۲ ہجری برآمد ہوتے ہیں۔ ظہوری و ملک قمی نے قصیدے اور رباعیاں لکھیں۔ حاسدین رشک سے کہتے تھے فیضی نے یہہ بیفائدہ کام کیا۔ آج تک کسی نے ایسی تفسیر نہیں لکھی فیضی نے یہہ لغو کام کیا یہ بدعت ہے۔ فیضی نے جواب دندان شکن دیا۔

کہ خود کلمۂ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ از سرتاپا غیر منقوط ہے۔ صاحب دیوان ہے۔ دیوان میں تخمیناً نو ہزار سے زیادہ اشعار ہیں دیوان کا نام طباشیر الصبح ہے۔ مجموعۂ قصائد ایک مختصر مجموعہ ہے۔ لطیفہ فیضی آپ کے مکاتیب و خطوط کے مجموعہ کا نام ہے۔ حسب الحکم بادشاہ لیلاوتی۔ رسالہ حساب میں ہے فیضی نے سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔

شعر شاعری کے طرف فطرۃً راغب تھا۔ کسی سے کلام کی اصلاح نہیں لی جو کچھ کہتا تھا زور طبیعت سے واقع ہوتا تھا اہل زبان کے ساتھہ آمیزش اختلاط رکھنے سے کلام میں اہل زبان کا محاورہ جلوہ افروز ہونے لگا زیادہ مزاولت سے کلام صاف وشستہ ہوتا گیا۔ عربی میں فاضل ادیب ماہر لبیب ہونیکی وجہ فارسی اشعار میں صنایع وبدائع لفظی و معنوی سے بہت کام لیتا ہے۔ اشعار کے ہر ایک شعر سے بلاغت و فصاحت مترشح ہوتی ہے فارسی میں عربی لغات کو ایسی خوبی سے شامل کرتا ہے کہ غیر مانوس نہیں معلوم ہوتے۔ شعرائے اہل زبان سے اکثر میل جول رکھتا تھا اور اُن سے مراسلت و مکاتبت کا سلسلہ بھی جاری رکھتا تھا۔ اہل زبان نے فیضی کے کلام کی داد دی ہے اور ادب کے ساتھ یاد کیا ہے چنانچہ مرزا صائب نے فیضی کی غزل پر غزل کہی ہے

این آن غزل کہ فیضی شیرین کلام گفت ۔۔۔ در دیدہ ام خلیدہ و در دل نشستہ

اور علی نقی کمرہ نے اصفہان سے ایک قصیدہ فیضی کی مدح میں لکھہ بھیجا۔ فقیر مولف قصیدہ سے چند اشعار گزارش کرتا ہے

مرا افکند بر نظم اموزم پر تو فیضی	ابو الفیض آن گزین اکبر و شیخ کبیر من
ظہیر قدوۂ پیشینیان حنفی ظہیر الدین	امیر زبدۂ اہل زمان حنفی امیر من

اگر ہستم مجیر اندر سخن او ہست خاقانی
وگر من مستجیرم آستان او مجیر من
کہیم با او رسد در شاعری غوغائے ہچشمی
کہ در این خانقاہ من مرید او دست پیر من
زمین ہند باقرب ورش نعم النعیم دل
ہوائے خلد دور از حضرتش بئس المصیر من

ابتدا مین فیضی تخلص کرتا تھا۔ آخر مین فیاضی اختیار کیا۔ چنانچہ کہتا ہے۔

زین پیش کہ سکہ ام سخن بود
فیضی رقم نگین من بود
اکنون کہ شدم بعشق مرتاض
فیاضیم از محیط فیاض

فیضی نے ایک مثنوی مین اسبات پر فخر کیا ہے کہ میرے کلام مین لفظ سگ مثل دیوان حافظ نہین ہے وہ یہ ہے

منم فیضی کہ در میدان سخنے
چو من چابک سوارے تیز تگ نیست
بحل شعر من ازبوست تا مغز
بجائے مردم ناپاک رگ نیست
بدان می ماند این پاکیزہ گفتار
کہ در دیوان حافظ نام سگ نیست

شیخ محمد یحیی الہ آبادی کتاب علام الانام مین کہتا ہے کہ شاید فیضی کے مطالعہ مین حافظ کی یہ بیت نہین گذری۔ اسمین لفظ سگ آیا ہے۔ وہ بیت یہ ہے

شنیدہ ام کہ سگان را قلادہ می بندی
چرا بگردن حافظ نمی نہی رسنے

سرو آزاد مین میر غلام علی آزاد بلگرامی کہتے ہین کہ خواجہ حافظ کے دیوان کے بعض نسخون مین بجائے حافظ لفظ عاشق واقع ہوا ہے اور مقطع اسطرح ہے ؎

مزاج دہر تبہ شد درین بلا حافظ
کجاست فکر حکیمی و رائے برہمنی

آزاد کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل دیوان مین شعر متنازعہ فیہ نہوگا۔ اور فیضی کے پاس دیوان کا وہ نسخہ ہوگا جسمین یہہ شعر نہوگا ورنہ فیضی ایسی غلطی کبھی نہین کریگا۔ مگر رعنا کے مولف نے

لکھا کہ ایک وقت عرفی شیرازی فیضی کے دولتخانہ پر ملاقات یا عیادت کے لئے آیا۔ دیکھا کہ فیضی کے پیچھے چند کتے پھر رہے ہیں۔ عرفی نے پوچھا کہ نام این مخدوم زادہا چیست؟ فیضی نے جواب دیا عرفی ہے۔ اس نے جواب میں کہا مبارک ہو الخ۔ اس نقل سے ثابت ہوتا ہے کہ سگ پرور و سگ پرست تھا۔ اور فیضی کا اپنے دیوان کو خواجہ حافظ کے دیوان کا لعل قرار دینے سے محقق ہوتا ہے کہ فیضی کو کتے کے نام سے نفرت کلی ہے۔ پس دونوں روایتیں باہم متعارض ہے۔ مصداق اذا تعارضا تساقطا۔ جیسے دونوں قول باہم متعارض ہیں تو ساقط ہوتے ہیں ایک بھی اعتبار کے لائق نہیں ہے۔ مقصود نقل کے یہ کہ عرفی فیضی کی نقل باہم سوال و جواب بے ثبوت ہے۔ [illegible] فیضی کی [illegible] دولت کے لئے بنائے گئے ہوں گے۔

اخلاق وخصائل کا ذکر

فیضی خوش طبع شگفتہ مزاج متین و ظریف تھا۔ خوش خلق و صاحب مروت و مہمان نواز تھا امیر و فقیر سے بے تکلف ملتا تھا۔ ہر ایک سے جہانتک ممکن ہوتا تھا ہمدردی و مساعدت کرتا تھا۔ فیاض و سخی دل تھا غربا دوست مہمان نواز تھا۔ علما و شعرا و صاحبان کمال کی نہایت قدر کرتا تھا۔ عرب و عجم کے شعرا و علما کے لئے اسکا دولتخانہ فرودگاہ تھا۔ عرب و عجم کے اہل کمال جب ہند میں آتے تھے اسکے مکان پر فروکش ہوتے تھے۔ مہمان کی خاطر داری مدارات میں حسن سلوک کرتا تھا۔ مہمان عزیز کو حضور بادشاہ میں پیش کرکے عہدہائے جلیلہ پر مامور کراتا تھا اور حجاج و زائرین کو انعام و صلہ دلوا کے رخصت کرتا تھا۔ اور بلاد و امصار کے علما و شعرا سے مراسلت کا دروازہ کشادہ رکھتا تھا۔ اور ہر ایک عالم و شاعر کے لئے انعام و صلہ بادشاہی بھیجتا تھا۔ بلکہ اکثر علما و شعرا کے وظائف حضور سے مقرر کرادئے تھے۔ اور بادشاہ کی خدمت میں

اکثر علمائے نامور کے بلانے کی تحریک و ترغیب کرتا ہے۔

ملا عبدالقادر بدایونی فیضی و ابوالفضل کو بُرے الفاظ کے ساتھ یاد کرتا تھا۔ مرتد و ملحد کے خطابات سے مخاطب کرتا ہے اور فیضی ملا صاحب کے ساتھ جو سلوک کرتا ہے وہ حضور میں سفارش کر کے وظیفہ و جاگیر دلاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ [illegible] ایک [illegible] فیضی نے سنہ [illegible] ہجری میں حد کر دی بادشاہ کو [illegible] ملا صاحب کی بہت [illegible] آزادی کے علم و فضل و [illegible] کا اظہار کر کے [illegible] حضور میں حاضر ہو ملا صاحب کے اوصاف [illegible] اگر [illegible] کرتا تو گنہگار ہوتا۔

و [illegible] ملا صاحب فیضی کے [illegible] کا ذکر کرتے ہیں۔ واقع میں فیضی [illegible] خیال [illegible] تھا۔ اور صلح کل کے طریقہ پر چلتا تھا۔ ملاؤں [illegible] متعصب [illegible] فیضی کے مناظرہ کو [illegible] سمجھتا تھا [illegible] کام [illegible] سے [illegible] اٹھا۔ متعصب ملاؤں نے [illegible] اکبر [illegible] مطیع بنا لیا تھا۔ [illegible] مذہبی و رافضی کشی کا ہنگامہ گرم تھا اکثر [illegible] رافضی زندیق و ملحد ہونے کے جرم میں قتل ہو چکے تھے۔ جب فیضی و ابوالفضل بادشاہ کی مقاربت میں پہنچے تو انہوں نے بادشاہ کے ذہن نشین کیا کہ یہ متعصبین اصل مذہب کی تحریری اسلام کی اصل حقیقت سے واقف نہیں ہیں انکا کام یہی ہے کہ ہر ایک کی تکفیر کرنا۔ اس کے سوا کچھ نہیں سمجھتے دونوں کی کوشش کی بدولت [illegible] و رافضی کشی کا ہنگامہ موقوف ہوا اور متعصبین ملاؤں کا زور ٹوٹ رہا پس اکبر کو دونوں کے مشورہ سے یہ موقع ملا کہ آزادانہ حکومت کی بنیاد قائم کر دی جسمیں ہندو مسلمان یہود و نصاریٰ آزادی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ ہر ایک اپنے مذہب کے فرائض آزادی سے ادا کرنے لگا کوئی کسیکا مانع و مزاحم نہیں ہوتا تھا۔

وفات

سنہ ۱۰۰۳ ہجری مین فیضی کو دمہ کا عارضہ لاحق ہوا۔ بیماری کے شروع مین یہہ رباعی لکھی

دیدی کہ فلک چہ زہرہ نیرنگی کرد — مرغ دلم از قفس شب آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی درو می گنجید — تا نیم نفس بر آورم تنگی کرد

اسی مرض لاحقہ کے ساتھہ ورم بھی مراض علاوہ حال ہوئے اطبائے یونانی و مصری برابر معالجہ کرتے جاتے تھے مگر کسی کا علاج مفید نہین ہوتا تھا۔ روز بروز مرض بڑھتا گیا۔ حکیم مصری جو مشہور طبیب تھا بادشاہی حکم سے اُس نے نہایت توجہ و غور سے علاج کیا۔ لیکن موت کا کیا علاج کرے۔ وقت موعود قریب پہنچ گیا تھا۔ مرنے سے دو دن قبل مزاج مین بیہوشی جاری ہوگئی تھی۔ کبھی کبھی ہوش مین آجاتا تھا۔ تمام اہل بیت کو مایوسی ہوگئی۔ اکبر بادشاہ کو خبر ہوگئی۔ بادشاہ عیادت کے لئے آیا۔ ابوالفضل نے بھائی کو ہوشیار کیا اور بادشاہ کی تشریف آوری کی خبر دی۔ فیضی نے حالت سکرات مین آنکھین کھولین اور آداب و تسلیم بجا لائی اکبر خدا کے سپرد کرکے واپس ہوا۔ ابوالفضل نے بیمار کی خدمت کے لئے رخصت لی۔ پھر عین نزع جان کے وقت نصف شب اکبر کو خبر پہنچی۔ بیقراری و اضطراری کی حالت مین آیا۔ فیضی کا سر ہاتھہ مین تھام کر دو تین دفعہ پکارا شیخ جیو! مین حکیم علی کو علاج کے لئے لایا ہون آپ بات کیجئے۔ شیخ نے کچھہ جواب نہین دیا۔ پس اکبر نے سر دستار پھینکدی۔ اہل بیت کو تسلی دیکر مراجعت کی۔ آخر بمصداق کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ ۱۰ ماہ صفر سنہ ۱۰۰۴ ہجری مین اس عالم ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اعزہ و احبا خاص بادشاہ و ارکان سلطنت کو سخت رنج و غم عائد حال ہوا۔ تمام اعیان دولت و ارکان سلطنت علما و مشائخ جمع ہوئے۔ اُس خزانۂ علم کو غسل

و تکفین کر کے بزرگان سلف کے مقبرہ میں دفن کیے۔

من اشعارہ الفارسی

گر سبیہ اینچنین شود چشم تر بی باک ما
از پس مرگ عاشقان سرمہ کنند خاک ما

در ہوس شکرلبی فیضی خستہ داد جان
روح قدس ہمین کہ شد واسطۂ ہلاک ما

وله
خال سیاہ کشتہ آن نرگس مستانہ را
کس نبیند از و بہ پیش مرغ بسمل دانہ را

وله
آزاد دلان در خم امید نمانند
مرغان بہشتی نشناسند قفس را

وله
گر بیابی قدرے لذت یکتائی را
بدو عالم ندہی گوشۂ تنہائی را

ہست ہر ذرہ از [illegible]
کہ ہر گوشہ قدم بادیہ پیمائی را

وله
[illegible] تا کجا
سر خاقان شکند کاسۂ فغفور امشب

وله
کدام ساقی [illegible] مست
کہ بوئے می بدماغم ز بوی خون کم نیست

وله
امشب [illegible] است
تمام داغ نیست کہ صبح قیامت است

وله
دل [illegible] است
از کجا ہم خبرے گیر کہ آتش تیز است

وله
دل خوبان [illegible] شکست
سنگ آہن ربا مگر دل تست

وله
خاک [illegible]
آب فرعون چہ شد و آتش نمرود کجاست

وله
خاکبیزان [illegible]
گوئی این طائفہ اینجا گہرے یافتہ اند

وله
وصلت [illegible] نمی شود
یکبار شد میسر و دیگر نمی شود

وله
اے سنگ [illegible] ترا یاد کنند
وز سنگدلیہائے تو فریاد کنند

وله
[illegible] آفتاب امروز
طرفہ گرم ست آفتاب امروز

وله
وقت است کہ از خدا بہ دنیا برون رویم
زین دیر زندہ ہمچو مسیحا برون رویم

هر کس از قید لها در کمند عنبرین مویان | وله | گره می بینم سلیمانها بزیر پر پریان

شرط ست جان بیاد رخ یار باختن | وله | شطرنج عاشقانه بدلدار باختن

خواهی من دیوانه را شیرین شود شور جنون | سنگ تهمتها بزن دشنام هم چندی بده

تو اے پروانه این گرمی ز شمع محفلے داری | چو من در آتش خود سوز اگر سوز دلے داری

شدی فیضی شهید یار شرمت باد اگر نالی | بحشر این خونبها بس کی چون او قاتلے داری

شستند پاک از دل ما نقش رنگ بعث | پیران ساده لوح و جوانان ساده روی

فطرت - میر ابو تراب

فطرت تخلص - میر ابو تراب نام آپکا وطن مشہد - صاحب استعداد عالی طبع تھا طبع رسا و فکر صفا سے کلام موزون کرتا تھا وطن الوف سے ہند مین وارد ہوا سیر و سیاحت کرتے ہوے حیدر آباد دکن مین پہنچا - قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہوکے منصب شایستہ سے سرفراز ہوا - مدت تک آرام سے بسر کرتا رہا آخر سنہ ۱۰۶۰ ہجری مین فوت ہوا - میر مومن استر آبادی کے دائرہ مین دفن کیا گیا ایک رباعی جو اس نے حالت نزع مین کہی تھی - اسکی لوح مزار پر کندہ کرائے مین حسب ذیل

فطرت بتو روزگار نیرنگی کرد | تا اختر بمهر و خارج آهنگی کرد

آن سینه که عالمی دروی می گنجید | اکنون ز تردد نفس تنگی کرد

اسیطرح فیضی کی رباعی بھی ہے - معنی بجنسه فطرت کی رباعی ہے مگر الفاظ مین تھوڑا فرق ہے

رباعی فیضی

دیدی که فلک چه زهره نیرنگی کرد | مرغ دلم از قفس شب آهنگی کرد

آن سینه که عالمی دروے گنجید | تا نیم نفس بر آوردم تنگی کرد

تنہا تری مین توارد ہوا ہے - اکثر شعرا مین توارد ہوتا ہے - صاحب یوائی گر دیوان نادر الوجود ہے

حرف ق

قرنی - سید شاہ ابو الحسن

قرنی تخلص - سید ابو الحسن نام - آپ سید عبد اللطیف نقوی کے صاحبزادے ہیں
آپکی ولادت سنہ ۱۱۱۱ ہجری مین بشہر بیجاپور دکن مین ہوئی - چار برس کی عمر مین پدر بزرگوار
کے ہمراہ سیر و سیاحت کے لئے وطن سے برآمد ہوا دو سال کامل شاہنور مین اور چھہ سال
ارکاٹ مین سکونت پذیر ہوا پھر وہان سے بلدہ ویلور مین آیا - اور سکونت پذیر ہوا -
محمد حسین بیجاپوری سے کتب فارسیہ اور محمد فخر الدین ناطقی سے کتب حقائق اور
محمد سالم سے کتب صرف و نحو کی سند حاصل کی - تھوڑی مدت مین ذی استعداد و صاحب سواد
ہو گیا - اور کتب فنیہ کی طرف راغب ہوا کثرت مطالعہ سے ایسی لیاقت پیدا کی کہ نثر
عربی و فارسی نہایت فصیح و بلیغ لکھنے لگا - اور سخن سنجی مین بھی مہارت کاملہ حاصل کی
آپ صوفی صافی مشرب درویش پاکیزہ مذہب تھے - اور آپکی طبیعت کا زیادہ میلان تصوف
کی طرف تھا جب کبھی آپ غزل یا قصیدہ یا مثنوی مین فکر فرماتے تھے تو حقائق و
معارف کے مضامین خوش اسلوبی کے ساتھہ اشعار مین درج کرتے تھے - آپنے اولاً
حضرت محمد فخر الدین ناطقی کی بیعت کی اور قادریہ طریقہ کی خلافت کا خرقہ زیب تن
فرمایا - ثانیاً حضرت سید محمد علی قدس سرہ سے تمام سلاسل کی خلافت کا خرقہ پہنا
اور حضرت ہی کی خدمت مین اذکار و اشغال مین مشغول ہوئے - پھر آپنے حضرت خواجہ
رحمت اللہ قدس سرہ سے سلسلۂ قادریہ و نقشبندیہ و چشتیہ و رفاعیہ کی اجازت حاصل
کی - اور حضرت شیخ مخدوم ساوی قدس سرہ کی خدمت مین بھی اذکار و اشغال سے

مستفید ہوئے۔ آخر ریاضات شاقہ کے بعد مرجع خاص و عام ہوئے۔ اکثر طلباے صراط مستقیم آپکی ہدایت سے درجۂ کمال کو پہنچے۔ آپکے مریدان با اخلاص اسرار انا الحق سے آگاہ اور لی مع اللہ کے رمز سے واقف ہوئے۔ آخر آپنے اس دار ناپائدار سے بہشت بریں کے طرف رحلت کی۔ یہ واقعہ ۱۱۵۲ھ ہجری میں واقع ہوا۔ قلعہ ویلور کے خندق کے کنارے مدفون ہوئے۔ مولانا آگاہ آپکے حسن ارادت رکھتے تھے اور آپکے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ آپکی رحلت کی تاریخ کہی۔ ھو ھذا

بوالحسن آنکہ از نم فیضش — چمن دین چو باغ خلد شگفت
قرعۂ کوشش عرشیان گردید — آن گہر را کہ در معارف سفت
با نہانش عیان نکرد ظہور — با عیانش نہان نماند نہفت
از پئے واردان شہر عجب — خس و خاشاک شہر از دل رفت
کرد زین طاق تنگ عزم جلیل — تا شود با جہان خلق جفت
در حریم بقا بشاہد قدس — دوش بر دوش شد در خلوت خفت
بود جان جہان ازین معنی — از سفر کردنش جہان آشفت
فکر تاریخ رحلتش کردم — غائب قطب البلاد ہاتف گفت

من اشعارہ الفارسی

اے آہ برق سینۂ سوزم بگداز رہزدہ کردی — از حال دل خبرم یک بار جان ما را
ز زلف او پس از چندین شب تار — بدست خویش تارے دارم امشب
فزونی حشم آہ با نالہ روان شد — رستم است کہ ہر جا فلک جرسی نیست
نیست قوارہ اے پری پیکر — آب برخاست بہر تعظیمت

قدر - خواجہ منعم خان

قدر تخلص - خواجہ منعم خان نام ہے - گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ آپ ہمدانی الاصل ہیں
آپکے جد اعلیٰ خواجہ علی ہمدانی حضرت سید علی ہمدانی کے ارشد خلفا سے ہیں - خواجہ کی نسب کا
سلسلہ حضرت خواجہ احرار سے بچند واسطہ منتہی ہوتا ہے - خواجہ علی مع پسر خواجہ ابراہیم ہمدان
سے سیر کرتے ہوئے کشمیر میں وارد ہوئے - کشمیر کی سیرابی و شادابی دیکھ کے وہاں فروکش
ہوگئے پدر و پسر زندگی وہاں سکونت پذیر رہے - پیری مریدی کا سلسلہ جاری رکھا
اہل کشمیر آپسے حسن عقیدت رکھتے تھے - امیر خان صوبہ کابل خواجہ ابراہیم سے ارادت کامل
رکھتا تھا ہمیشہ حسن سلوک سے خدمت کرتا تھا - خواجہ ابراہیم کا فرزند خواجہ عبد الغفور
کشمیر سے برآمد ہوکے کابل میں امیر خان کی خدمت میں پہنچا - امیر خان نے مرشد زادے کی
بہت خاطر و مدارات کی - اور آپکی تشریف آوری غنیمت سمجھ کے آپکو کابل کی دیوانی پر مقرر
کرنے کی بادشاہ کے حضور میں درخواست کی - درخواست منظور ہوئی - خلعت دیوانی و خطاب
خانی حضور سے سرفراز ہوا - تا یک الیہ چار سال تک دیوانی کا انتظام خوبی کے ساتھ انجام دیکر
امیر خان کے ہنگامہ میں شہید ہوئے - آپکی تعمیرات سے کابل کا ایک مسجد ہے - عبد الغفور کے
فرزند خواجہ عبد اللطیف کابل سے شاہجہان آباد میں آئے - اور وہاں سے اورنگ آباد میں امیر الامرا
حسین علیخان کے پاس فروکش ہوئے - آپکے خلف الصدق خواجہ عبد الغنی خان والد جان قدر
صاحب ترجمہ صوبہ حیدر آباد کی کچہری دیوانی میں مدت تک مامور رہے - آپکی رحلت کے بعد
نواب صمصام الملک دیوان دکن نے نہایت قدردانی سے قدر صاحب ترجمہ کو نواب آصفجاہ ثانی
کی خدمت میں باریاب کرکے والد مرحوم کی جگہ مقرر کرایا سنہ ۱۱۹۲ ہجری تک دیوانی پر مامور رہے

انتہی کلامہ۔ آپ طبع سلیم و ذہن مستقیم سے موصوف تھے۔ کلام و خط تشفیعائی کی مشق حضرت شاہ معین الدین علی تجلی سے کرتے تھے۔ خوش نویس بہت خوب مشہور تھے۔ سراپا اخلاق و اشفاق تھے اعزہ و احبا کے ساتھ حسن اخلاق سے ملتے تھے۔ فرحت و عشرت سے زندگی بسر کرتے رہے آخر آپ سنہ ۱۲ ہجری کے آغاز میں بہشت بریں روانہ ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

یار می آید و نثار رہ اش	ولہ	گہر غلطان اشکبار من است
زنجیرہ چو ماہ عریان شود مشکبک گرہ ہر شب	ولہ	فلک ز انجم زر و نہوشد قرصہا اسپر نہد
ماہ نو با کمال آرایش	ولہ	نعل شبرنگ خوش خرام تو باد
من ز شادی چو عید میدانم	ولہ	چون بہ بر گلعذار می آید
قدر از بہر گریہ و زاری	ولہ	گرد و صحرا بکار می آید

من اشعارہ الہندی

مونگا نہیں خوب نہیں اے شانہ اس زلف کی	ولہ	بال ہے باریک ہے بات کا کس کی ستم
پیتا ہے بسکہ لہو ہر شب یہ بلبلوں کا	ولہ	دھوتی ہے شبنم اگر صبح منہ غنچہ
کوہ کن کی مفت جان کٹی تیشہ سے	ولہ	بات شیرین سے لگا تو بھی نہ تار رواں
ساقی گیا ہے روٹھ کے ہم سے ہزار حیف	ولہ	آئی ہے کیوں تو ہو کے بہار حیف
بلبل کو فصل گل میں اسیری ہوئی نصیب	ولہ	رکھتا ہے کس قفس میں یہ صیاد دیکھنا
شیرین کا بیستون میں تو کھینچا ہے نقش پا		تیشہ لگے گا سر پہ جب فرہاد دیکھنا
آنکھوں میں مرے پھرتی ہے سج آہ کسو کی	ولہ	دیکھا تھا میں تصویر سر راہ کسو کی
بلبل ہوئی ہے دام میں صیاد کے اسیر	ولہ	غنچوں کے کان کھولنے باد صبا چلی

مہر داغوں کی ہوئی ہے دیکھ لے اے بیوفا	ولہ	عشق کے دفتر سے رکھتا ہوں میں پروانِ دل
تختِ شاہی ہے زمرد کا دو واکے لئے	ولہ	منہ برسنے سے نہیں سبز ہے برنگ صحرا

قدرت ـ محمد قدرت اللہ خان

قدرت تخلص محمد قدرت اللہ خان نام۔ آپ محمد کامل صدیقی کے صاحبزادے ہیں۔ آپکا نسب کا سلسلہ حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ خود صاحب ترجمہ نے تذکرہ نتائج الافکار میں لکھا کہ میرے بزرگان سلف بلاد عرب سے ہند میں آئے۔ ہند کے شہروں میں پھرتے پھرتے بلدہ قنوج میں سکونت پذیر ہوئے۔ پھر میرے اجداد سے ایک بزرگ سلطنت غوریہ کے آخر عہد میں قصبہ گوپامؤ میں پہنچے۔ قصبہ کو وطن بنا لیا۔ اور وہاں کے شرفا سے قرابت اور تعلقات پیدا کئے۔ آرام سے زندگی بسر کرنے لگے۔ اور حکام نے صاحب فضیلت اور لیاقت دیکھ کے صدارت کی نیابت پر مقرر فرمایا۔ اور معاش کافی جاری کر دی۔ سلطنت تیموریہ کے انقراض تک ہمارے خاندان میں نیابت صدارت کی خدمت قائم رہی۔ ہمارے ہی خاندان سے میرے بزرگ بھی منصب پر ممتاز رہے۔ پس سنہ ۱۱۹۹ ہجری میں قصبہ گوپامؤ میں قدرت صاحب کی ولادت ہوئی۔ ابتدائے عقل و شعور میں تحصیل علوم و فنون کی طرف متوجہ ہوئے اور دل میں عزم جزم کیا کہ جب تک تحصیل سے فارغ نہیں ہوں گا کسی شہر میں نوکری نہیں کرونگا۔ پس صاحب ترجمہ نے مولوی محمد مستقیم کی خدمت میں کتب نحو و صرف تمام پڑھیں۔ اور کتب فارسی شیخ غلام جیلانی و شیخ بدر عالم سے ختم کیں۔ اور مولوی خوشدل سے سخن سنجی کی مشق حاصل کی۔ اور جناب مولوی سید شاہ غلام نصیر الدین سعدی بلگرامی کی خدمت میں شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ سلسلہ قادریہ میں اشتغال اذکار کی

سندلی ۱۲۲۷ھ ہجری مین حضرت خوشنود کی خدمت مین علم فرائض و حساب مین لیاقت پیدا کی ۱۲۳۲ھ ہجری مین نواب رضوان مآب کی خدمت مین باریاب ہو کے خطاب خانی و خدمت تولیت مقبرہ نواب پر مقرر ہوا۔ مقبرہ کا انتظام کمال امانت کے ساتھ کرتا رہا۔ پھر مشاعرۂ اعظم کی مجلس مین حکم بنایا گیا تاکہ شعرا کے باہم اعتراضات کا فیصلہ کرے۔ آپ سلیم الطبع و منصف مزاج تھے۔ عابد و زاہد و متقی و پرہیزگار تھے۔ اکثر عبادت الٰہی مین مصروف رہتے تھے۔ صاحب دیوان ہے آپکا دیوان ضخیم ہے۔ آپکا کلام نہایت شیرین و دلنشین ہے۔ سخن سنجان منصف کے نزدیک مقبول ہے۔ اور آپنے ایک تذکرہ شعرا مسمی بہ نتائج الافکار تالیف کیا۔ نہایت صحت و صداقت کے ساتھ لکھا ہے۔ مدراس مین نواب صاحب کی عنایت سے ۱۲۵۸ھ ہجری مین مطبوع ہو چکا ہے۔ آخر آپ اس عالم فنا سے عالم بقا روانہ ہوئے۔ آپکی وفات کی تاریخ و سنہ معلوم نہین ہوا۔ **من اشعارہ الفارسی**

اے از فروغ نور تو روشن چراغہا		از مہر و جمال تو در سینہ داغہا
فزود حسن چو از ساغر شراب ترا	وله	شرر از این دل بریان من کباب ترا
بحال پیریم اے ترک نوجوان رحمے		اگرچہ منع کند عالم شباب ترا
گر بگورستان گذر افتد من رنجور را	وله	نالہ ام بیدار سازد خفتگان گور را
خدمت اہل صفا بہم شرف نوا کرد	وله	فیض شاگردی رساند آخر باستادی را
طفل بدخو تنگ بستم رشتۂ الفت باو	وله	می کشد ہر سو بہر رنگ کاغذ بادی مرا
فارغ بعدم بودہ ام از فکر جہانی	وله	آوردہ درین دہر تماشاے تو مارا
بر چرخ نیست رنگ شفق بلکہ در غمت	وله	شد اشک ریز دیدۂ پر خون آفتاب
قدرت زار کہ از نالہ نمی بست زبان		من ندانم چہ بلا شد کہ خموش است امشب

کارم نشود تمام بیک نالهٔ چون سپند — وله — جان بر لبم حیات مرا اعتبار نیست

برتهی دستان نظر از اهل همت را بود — وله — سر فرو بردن بساغر نیست از مینا عبث

دود حسرت از دل خویش بر آورد رقیب — وله — من گرفتم چو از آن لب نی قلیان گستاخ

اگر آن ابر نیسان بسر من سحاب آید — وله — بیارم گوهر مقصد بکف در جو بم آب آید

دل ستم زده در وصل یار می نالد — وله — چو بلبلی که بفصل بهار می نالد

آتش سینهٔ پر کینه هدف کرد آخر — وله — نقد جانی که مرا بود تلف کرد آخر

شور آوارگیم برد بسر شهر جنون — زنده دیوانهٔ من نام سلف کرد آخر

از صفای رخ زیبای تو افتاد چو عکس — از دم سرد خود آئینه کلف کرد آخر

در یاد چشم مست تو ای نور دیده ها — وله — از دیده خون ناب چو صهبا گریستم

دل خسته و آه سرد دارم — وله — بیمار و هزار درد دارم

پوشیده چسان کنم غم دل — چشم تر و رنگ زرد دارم

در کنج قفس خوشست بسر گذرانم — وله — در کار تو اگر این مشت پر من

ساغر می شبانه پا کرده ای — وله — با رخ لاله رنگ آمده

بر نخیزی ز کوی او قدرت — چقدر پا بسنگ آمده

بر نمی خیزد صدائی از نوای مجروح عشق — وله — کشتهٔ تیغ نگاه سرمه دار کیستی

ای چرخ چنین ذلیل خوارم کردی — وله — آشفته و زار و بیقرارم کردی

میخواستی از دو نان ذلیل خواری من — آخر بستمگری دو چارم کردی

قیس — محمد صدیق حیدرآبادی

قیس تخلص، محمد صدیق نام آپکا اصلی وطن حیدرآباد دکن ہے آپکے بزرگ

اکثر سرکار عالی نظام میں وقایع نگاری اور اخبار گوئی کی خدمات پر مقرر تھے۔ چنانچہ آپکے نانا محمد عاقل خان نایک مخبرین کے افسر تھے۔ اور آپکے خالو شیر محمد خان ایمان اعظم الامرا ارسطو جاہ کے مصاحب تھے اور شعرا میں استاد الشعرا مشہور تھے۔ آپنے نشو و نما کے بعد سن شباب میں بقدر ضرورت فارسی و عربی پڑھکے تحریر و تقریر کی استعداد حاصل کی اور موروثی وقایع نگاری و تاریخ دانی کا کمال پیدا کیا۔ اور شعر گوئی بھی شروع کی۔ کلام کا اصلاح خالوے بزرگوار سے لیا کی۔ چند مدت میں لائق ہوگئے۔ آپکا کلام دلکش و دلچسپ ہوتا ہے مضامین پاکیزہ کے زیور سے جلوہ تازہ دکھلاتا ہے۔ رنگینی معانی و شیرین بیانی سے کرشمہ نمایان کرتا ہے۔ شاعر نازک خیال خوش مقال ہے۔ خواجہ میر درد و میر تقی میر کی وضع و طرز کی پیروی کرتا ہے ظریف الطبع و لطیف المزاج تھا۔ صاحب دیوان ہے اور دیوان کا نام چہکار رکھا تھا۔ آپنے ایک دیوان ریختی شاہجہان آباد کی بیگمات کی بول چال میں لکھی۔ فقیر مولف نے کو آپکا دیوان ریختی ملا تھا افسوس کہ رود موسی کی طغیانی میں غرق آب ہوا۔ نہیں تو اسمیں سے چند اشعار منتخب کئے جاتے۔ آپکو مہاراجہ بہادر چندو لال نے دو روپیہ روزینہ مقرر کر دیا تھا اور نواب شمس الامرا بہادر نے بھی خاص اپنی سرکار سے دو روپیہ یومیہ معین فرمایا تھا آپ خوشی خرمی سے زندگی بسر کرتے رہے خوش اخلاق و خوش فکر تھے۔ آخر سنہ [illegible] ہجری میں جان بحق ہوئے۔

من اشعار الہندی

کان کا ہلتا ہے دُر یون اُس بت مغرور کا / جسطرح جھولے ہے جھولا میں بچہ حور کا

جام مے میں عکس ہے کیا اُس رخ پرنور کا / گود میں لیکر پری پیتی ہے بچہ حور کا

بسکہ ملنے کرنیکو میں راہ فنا آمادہ ہوں / کاغذ گل حور ہوں سیماب آتش زادہ ہوں

بر مین جو وہ سیم بر نہین ہے — اپنی بہی ہمین خبر نہین ہے
بستے ہین اُسی سے کعبہ و دیر — کس جا پہ وہ جلوہ گر نہین ہے
ہستی سے عدم کو کوچ کرنا — اتنا تو بڑا سفر نہین ہے
وہان تیغ پہ ہاتہہ رکہا — یہان ڈہونڈا تو تن پہ سر نہین ہے
نالہ کر کر کے تہک گئے ہم — ہوتا اُسکو اثر نہین ہے
اے برق تجلی جہان سوز — جی کا تو ہمین خطر نہین ہے
سودا زلفون کا ہے اگر قیس — ہمکو تو یہہ درد سر نہین ہے

ولہ

کان مین کہدو کوئی شانے کے — سانپ ہین پیارے سرہانیکے
حشر بہی ہو گیا نہ آئے تم — پاؤن پوجے تمہارے آنیکے
قرہ تر ہین دیکہیو اے برق — خار و خس اپنے آشیانیکے
کبہو بڑہتے ہین اور کبہو گہٹتے — یہی اسلوب ہین زمانیکے
قیس کہتا تہا اپنی چہاتی کہہ — صدقہ ہاتون کے اس سنانیکے

ولہ

یون نمایان زلف کے حلقے سے خال یار ہے — حلقۂ پرکار مین جیون نقطۂ پرکار ہے

قدرت ۔ غلام ابراہیم خان

قدرت تخلص ۔ غلام ابراہیم خان ۔ نام آپ دلاور خان نصرت کے فرزند ہین عنایت اللہ خان کشمیری کے نواسہ ۔ سادات صحیح النسب سے ہین ۔ آپکی ولادت دکن مین ہوی ۔ پرورش تربیت بہی اسی مین پائی ۔ سن شعور کے بعد کتب درسیہ والد ماجد کے سایۂ مرحمت مین ختم کین ۔ خوش فہم و خوش فکر تہے ۔ شعرگوئی کے میدان مین قدم کہا

جو کچھ کلام موزون کرتا تھا والد ماجد کے ملاحظہ مین گزرانتا تھا۔ والد کی اصلاح سے رفتہ رفتہ کلام رنگین ایجاد کرنے لگا۔ شعرا مین بلند آوازہ ہوا۔ ابتداے جوانی سے مزاج مین بے پروائی تھی۔ باپ کی دولت و حشمت پر اعتماد تھا۔ تلاش معاش کی ذرا بھی فکر نہین کی۔ والد متوفی ۱۱۴۹ھ ہجری کے بعد قطع تعلق کرکے اوہونی مین خانہ نشین ہوا تھوڑی مدت مین باپ کا ذخیرہ خورد برد کیا۔ جب کچھ باقی نہین رہا تب قانع و متوکل بنگیا۔ فن موسیقی اور ستار بجانے مین استاد تھا۔ حالت قناعت مین بھی فن آپکا رفیق تھا۔ اکثر امراے ذی ثروت جو لہو و لعب کے طرف زیادہ راغب ہوتے تھے آپکی خدمت مین آیا جایا کرتے تھے اور آپکے ساتھ حسن سلوک کرتے تھے۔ آخر آپ ترک وطن کرکے اورنگ آباد دکن مین آئے اور یہان ۱۱۸۰ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ خوش مزاج و زندہ دل تھا۔ آشنا پرست و رنگین خیال۔ راگ رنگ کا شائق۔ آواز رباب و چنگ کا عاشق۔ زندگی عیش و عشرت مین بسر کرتا تھا۔ دوستان ہمشرب کی خاطر داری و مہمانی کرتا تھا۔ آزادانہ مشرب و درویشانہ مذہب رکھتا تھا۔ ومن اشعارہ الفارسی

اے خوش آن دل کہ بدلدار سری پیدا کرد	صفت آئینہ زدل سکندری پیدا کرد
تا تو زہ کردہ از ناز کمان ابرو	بسملت ہم بال و پری پیدا کرد
جفائے او بدل ما ہمیشہ دمساز است	بغیر شکوہ کہ باشد صحیح ہمراز است
کرد غارت نگہے دل و دین فرصت	این دو صید آنقدر از یک تیر گرفت
این شوخی صبا گر قدرہ فصل بہار آرد	گریبان چاک سازد غنچہ تصویر در گلشن

قاری خواجہ محمد فاضل گجراتی

قاری تخلص۔ خواجہ محمد فاضل نام۔ آپ گجراتی الاصل ہین۔ شریف و نجیب ہے۔

شریف و نجیب تھے۔ جوان صالح لائق و فاضل قاری خوش الحان۔ عالم شباب میں وطن سے اورنگ آباد دکن میں آئے۔ نواب سید نصیر الدولہ نصیر جنگ صوبہ دار اورنگ آباد کے توسل سے بندگانعالی نواب آصفجاہ کے حضور میں باریاب ہوئے۔ نواب صاحب کی سفارش سے ملازمین کے زمرہ میں شریک ہو کے فراغت و خوشحالی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ اور جناب حضرت شیخ صاحب کی خدمت میں مثنوی شریف پڑھی۔ مزاج میں صلاحیت و آدمیت بے انتہا تھی۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے ہمیشہ شرع کے طریقہ پر قائم و مستقل رہتے تھے۔ ہر ایک کیا امیر کیا فقیر سب کے ساتھ خوش اخلاقی سے ملتے تھے۔ فانی المشرب تھے درویشی خاکساری کو بہت پسند کرتے تھے۔ فطرۃً موزون الطبع تھے۔ طبیعت کی رسائی و ذکاوت ذہن کی صفائی سے کبھی کبھی شعر کہتے تھے۔ آپکا کلام صوفیانہ عشق و محبت کے بیان سے لبریز و ہر ایک شعر کا مضمون [illegible] انگیز [illegible] ہے [illegible] خدمت میں شکر ریز۔ آخر آپ نے ۱۲۷۶ ہجری میں [illegible] سے [illegible] اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

من اشعارہٖ الفارسی

[illegible] چشم ترا
کشتہ بہ پردۂ دل خار خار چشم ترا

[illegible]
چو دیدہ میکدۂ روزگار چشم ترا

[illegible]
کسے کہ کرد تماشا بہار چشم ترا

حرف کاف فارسی و عربی

کافی۔ نواب میر عباس علیخان حیدرآبادی

کافی تخلص۔ میر عباس علیخان نام۔ آپ مشاہیر امرائے حیدرآباد سے تھے۔

نواب شاہ بہار الملک کی اقارب قریبہ سے اور بیگن پلی کے جاگیرداروں میں سے تھے آپکے بزرگوں نے قدیم زمانہ میں کارنمایان کئے تھے۔ سرکار عالی سے جاگیر و صلات سے سرفراز۔ آپ خاندانی رئیس شریف میں فارسی عربی و ہندی میں عمدہ لیاقت رکھتے تھے۔ اور شعرگوئی میں یگانہ و بے مثل تھے۔ آپنے اکثر غزلین طرحی و غیر طرحی لکھیں اور چند قصائد حضور بندگانعالی اور مہاراجہ چندولعل بہادر کے مدح میں کہے اور حضور میں پیش کئے۔ شہر میں آپکی لیاقت و قابلیت کی شہرت ہوئی۔ ہر طرف آپکی طبیعت کے جواہر چمکنے لگے۔ حضور بندگانعالی نے آپکو خانی و بہادری سے خطاب ممتاز فرمایا۔ اور مہاراجہ بہادر نے بھی آپکو تفرقہ سے سرفراز اور دو سو روپیہ ماہوار منصب مقرر کیا۔ آپ اکثر اوقات مہاراجہ کے خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ خوش مزاج و خوش اخلاق صاحب مروت و محبت تھے۔ فقرا دوست و غربا پرور تھے۔ امیر ناموروفیض گستر تھے۔ آخر سنہ ۱۲۳۷ ہجری میں عالم باقی کو روانہ ہوئے۔

من اشعارہ الہندی

نہیں معلوم لگی کسکی جگر میں شمشیر
نہ فقط ہے ترے مژگان ہی کو خاصیت تیر
خلق کی سمت سے بھاگے ہے دل وحشت دوست
یہ نہیں ہے مرنو قتل عزیزان کے لئے

آج پھر لال ہے قاتل کی کمر میں شمشیر
ہے خم گوشۂ ابرو بھی اثر میں شمشیر
جادو تیر ہے آہو کی نظر میں شمشیر
چرخ دون پیشہ نے باندھی ہے کمر میں شمشیر

ولہ

کیوں نہو اس چشم نازک کو گران بار نظر
اس حیا پیشہ کا مفتون ہے دل نادان میرا
شب جو نقشہ چشم میں اس شعلہ رو کا پھر گیا

کام جسپر نشتر کا کرے تار نظر
دیکھنا آئینہ کا ہے جسکو بھی عار نظر
اب تلک جیون موم آتش دیدہ ہے تار نظر

لگا دی سوزش داغ جگر نے آگ سب تن مین | ہوا آخر یہ شعلہ برق سوزان اپنے خرمن مین
بہرا اس چشم مین کس شوخ کا تہا شوق نظارہ | کہ جیون سیماب تڑپے ہے مرا اشک دامن مین

کالا - میان محمد کالا پہاڑ

کالا تخلص - میان محمد کالا پہاڑ - دکنی الاصل ہے - سپاہی جری و بہادر تہا - ریاست نظام شاہیہ و عادلشاہیہ مین اکثر معرکون مین کارنمایان کرکے نیک نام ہوتا تہا - اور کارہائے دشوار کو اپنی توجہ مین سہل آسان کرتا تہا - بہادری و دلاوری مین ثابت قدم و راسخ دم تہا - دشمن کے مقابلہ مین کبہی پس پا نہین ہوتا تہا - ہمت و جرأت سے غنیم کو پسپا کر دیتا تہا - فن بنوٹ مین استاد تہا سپاہ گری کے رموز سے خوب واقف تہا - ابراہیم عادلشاہ کا معاصر تہا - علی عادلشاہ کے زمانہ مین زندہ تہا - فارسی تحریر و تقریر مین ہوشیار تہا - فارسی زبان مین اہل زبان کے ساتھہ خوب بامحاورہ تکلم کرتا تہا - موزون الطبع تہا - کبہی کبہی شعر کی فکر کرتا تہا - [illegible] ہجری مین فوت ہوا - من اشعارہ الفارسی

گر عشق تست [illegible] نگیرد | [illegible] بلا منزل نگیرد
[illegible] مردم [illegible] | مردم ز غم رخ نکویت

کمتر - فقیر کمتر شاہ دکنی

کمتر تخلص - کمتر شاہ نام آپ فقرا دکن سے ہین صوفی المذہب فانی الذات تہے عارف باللہ عاشق رسول اللہ و حقائق و معارف سے آگاہ تہے - آپکو شعرگوئی کا شوق تہا اور مرثیہ خوانی کا ذوق - فصیح البیان و بلیغ اللسان تہے جو کچہہ موزون فرماتے تہے

وہ سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تہا۔ آپکے کلام کی فصاحت و لطافت اس درجہ تہی کہ اہل زبان دیکہکے تعجب کرتے تہے۔ کلام شستہ و پاکیزہ و برگزیدہ ہوتا تہا۔ سامعین کو لطف و مزہ آتا تہا۔ آپکا حافظ تو غضب تہا اساتذۂ سلف و خلف کے ہزار ہا اشعار حفظ تہے۔ اکثر مراثی و مثنویات بہی نوک زبان تہین۔ باوجود این لیاقت کسر نفسی خاکساری اسقدر تہی کہ ہرکس و ناکس کے سامنے عاجزی و انکساری ظاہر فرماتے تہے۔ غرور و تکبر سے متنفر لوں وار رہتے تہے۔ خوش اخلاق و خوش اشفاق تہے۔ شہر حیدرآباد کے امرا و فقرا آپکو چاہتے تہے آپ جب کبہی کسیکے گہر آنکلتے تہے تو صاحب خانہ آپکو چار روز مہمان رکہتا تہا۔ رخصت کرنا نہین چاہتا تہا آپ شہر مین عزیز دلہا تہے آخر آپ اسی شہر مین ۱۲۲۵ ہجری مین عالم بقا کو روانہ ہوئے

من اشعارہ الہندی

ہر مین جو آج اپنے وہ زہرہ جبین نہین	دو کہا نہین کہ ہم یہہ جانا کہ ہم نہین

کامل۔ میر کامل برہانپوری

کامل تخلص۔ میر کامل نام۔ آپکا مولد و منشا برہانپور ہے۔ آپنے وطن مالوف مین علمائے کرام سے کتب درسیہ پڑہین مستعد طالب علم تہے۔ شاعری کا عشق تہا اس فن مین کامل تہے۔ خوش دل و خوش فکر تہے۔ عین عالم شباب مین ۱۱۸۰ ہجری مین بہشت کو پہنچے

من اشعارہ الفارسی

غنچہ چون درباغ دعوی آن دہان تنگ کرد	گل بخندید از تعجب گفت بلبل واہ واہ
شاہد مشب در چراغان روغن گل بخند	جنگ با پروانہ دارد فوج بلبل واہ واہ

کلان۔ میر کلان اورنگ آبادی

کلان تخلص - میر کلان نام. اورنگ آبادی المولد ہے. شریف زادہ ہے سن شعور میں شعرگوئی کا شوق ہوا حاجی میر علی اکبر ناں فرخ آبادی کی خدمت میں اصلاح لیتا تھا خوش فکر و خوش مذاق تھا اکثر کلام ریختہ میں موزون کرتا تھا خوب کہتا تھا - جوان صالح و با اخلاق تھا - یحیی بن راشن شفیق اورنگ آبادی کے دوستوں میں سے تھا - سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ کے اہل مناصب کے زمرہ میں ملازم تھا آخر سنہ ۱۱۹۳ ہجری میں فوت ہوا من کلامہ

اللہ کیسی محبت تھی تمہاری ہم سے	ہو گئی ہو آج پھر تم کس خطا کے واسطے
ظلم اور سختی روا کیون ہے کلان سے بے سمجھ	کیا کیا تو نے تمہیں پیدا جفا کے واسطے

کمتر - مرزا مغل اورنگ آبادی

کمتر تخلص - مرزا مغل نام - اصل وطن اورنگ آباد ہے آپکے والد با جد عالمگیری زمانہ میں ہمراہ اورنگ آباد دکن میں آئے تھے. نواب غازی الدین خان فیروز جنگ کے توسل سے بادشاہ کے حضور میں بار یاب ہوئے اور منصب شایستہ سے سرفراز ہوئے. بعد فوت ہو جانے کے نواب صاحب موصوف کے متوسلین میں سے تھے. مرزا کی ولادت دکن میں ہوئی. اور اسی ملک کی آب و ہوا میں تربیت و پرورش پائی. عالم شباب میں موروثی خدمت منصب پر ممتاز ہوا علمی لیاقت بقدر ضرورت تھی فارسی تحریر و تقریر میں مستعد طالب علم تھا موزون الطبع و خوش فکر تھا. شعرگوئی کا شوق دل میں پیدا ہوا فارسی ہندی میں کلام موزون کرنے لگا کلام کی اصلاح شاہ سراج اورنگ آبادی سے لیتا تھا. کلام شیرین و رنگین ہے. لطافت و متانت سے خالی نہیں ہے. چمنستان شعرا کے مولف نے لکھا کہ سنہ ۱۱۸۰ ہجری تک زندہ رہا آخر سنہ ۱۱۸۳ ہجری میں فوت ہوا. مجھے آپکے فارسی اشعار دستیاب نہیں ہوئے انتہی کلامہ

من اشعارہ الھندی

نہ ہو کیجو کبھی ساقی یہہ عالم بیحجابی کا
چھوگا نا منہہ پیالے کا گلے پڑنا گلابی کا

ذرہ تو لگ گلے ساقی ہے موسم بیحجابی کا
کہ جاری فیض بارش سین ہوا چشمہ گلابی کا

مجھے اسبات پر کمتر تعجب سخت آتا ہے
مرے رونے پہ ہنسنا قہقہا کر کر گلابی کا

یہی سامان ہے ساقی میرے خانہ خرابی کا
چھپا لینا پیالے کا ٹپک دینا گلابی کا

گلابی پاون پڑتی تہی ہر ایک دم جا کی جہک جہک
تو کیا بہولا ہے ساقی وہ زمانہ بیحجابی کا

کوکبی۔ قباد بیگ گرجی

کوکبی تخلص۔ قباد بیگ نام گرجی الاصل ہے۔ شاہ عباس ماضی بادشاہ ایران کا غلام تہا۔ علم وفضل کے زیور سے آراستہ تہا۔ زمانہ دراز تک بادشاہ کی ملازمت مین رہا آخر ایران سے حیدرآباد دکن مین آیا۔ قطب شاہ والی حیدرآباد کے دربار مین باریاب ہوا قطب شاہ نے اسکی بہت خاطر ومدارات کی اور اسکو صیغہ منصب مین مامور پایا۔ کوکبی صاحب جمعیت بسبب عنایت قطب شاہی حیدرآباد مین متوطن ہوگیا۔ [illegible] ہجری تک زندہ رہا۔ آخر سنہ مذکور مین عالم بقا کو روانہ ہوا۔ میر کے دائرہ مین مدفون ہوا۔ موزون الطبع تہا کبھی کبھی شعر موزون کرتا تہا۔ جو کچہ کہتا ہے خوب ہوتا ہے۔ من اشعارہ

ہر چہ ہم رنگ معشوق بود معشوق است
نقص عشق است کہ پروانہ مہتاب نسوخت

باکائنات کردم ازان دوستی کہ یار
در ہر رخے کہ جلوہ کند در دل من است

کم گو۔ عبد الرحیم کشمیری

کم گو تخلص۔ عبد الرحیم نام۔ آپکا وطن اصلی کشمیر جنت نظیر ہے۔ حافظ قرآن

وستعد طالب علم تھے۔ فارسی عربی مین لیاقت و مہارت رکھتے تھے۔ آپکو شعر گوئی سے دلچسپی تھی۔ اکثر اوقات سخن سنجی مین صرف کرتے تھے۔ آپ کا کلام دلچسپ و چستہ ہوتا ہے اور آپکو سرخوش سے تلمذ ہے۔ آپ عالمگیری لشکر کے ہمراہ اورنگ آباد دکن مین آئے لشکر مین کسی خدمت مناسب پر ملازم تھے۔ آخر آپنے ۱۱۳۳ھ ہجری مین بلدہ اورنگ آباد مین دار فانی سے ملک جاودانی رحلت کی من کلامہ

ریخت باران بلا بر تن غم پرور ما | | چہ بلا ہا کہ نیاورد فلک بر سر ما
زخضر عمر فزون ست عشق یاران را | ولہ | اگر ز عمر نشماند روز ہجران را
نہ نرگس ست عیان بر سر مزار مرا | ولہ | سپید شد بر ہست چشم انتظار مرا
گرفتہ زخم دلم در دہن نمک بیا | ولہ | بلا تی کہ ملد طفل شیرخوار انگشت
زعینک ست گر دیدہ دارم پیری | ولہ | برای خط جوانان دو چشم من چارست
گلاب بگوش نہ دلان نغمہ رسان | ولہ | زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند
اشک من طالب ز نرگس ہا دو باشد | ولہ | ہیچو طفلی کہ دوان در پی آہو باشد
چون تار عنکبوت ز ہجر تو شد تنم | ولہ | در گوشہ خزیدہ بہ از انست مسکنم
بناز گشت جہانی ہمت ستمگر من | ولہ | ہنوز بر سر نازست نازپرور من
چون سایہ ہم ہمرہ سرو روان شوی | | باشد کہ رفتہ رفتہ بما مہربان شوی
ز زنجیری کہ عشق انداخت در پای من ہی | | فتاد آخر ترا ہم حلقہ در گردن ای قمری

کلیم - ابو طالب

کلیم تخلص - ابو طالب کنیت نام ہے ہمدانی المولد کاشانی المنشا ہے نشو ونما کے بعد

عالم شعور کے ابتدا مین شیراز گیا - اور وہان کے علما و فضلا سے علوم و فنون کی تحصیل کی - تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد تلاش معاش مین سفر اختیار کیا - جہانگیر کے زمانہ مین ہند آیا - شاہنواز خان صفوی کے مکان پر فروکش ہوا - خان موصوف نے کلیم کے ساتھ مہمان نوازی کے مراسم کریمانہ طور سے ادا کئے ابھی جہانگیر کے دربار مین رسائی نہین ہوی تھی کہ وطن کی محبت و کشش دامن گیر ہوی - ۱۰۲۸ہجری مین وطن مالوفہ کی طرف مراجعت کی چنانچہ کہتا ہے - ؎

طالب ز ہوا پرستی ہند	برگشت و بسوے مطالب آمد
تاریخ توجہ عراقش	توفیق رفیق طالب آمد

۱۰۲۸

ہندوستان سے وطن مالوفہ مراجعت کی - لیکن یہین ہندوستان کی حسرت و تمنا عمن تھی چنانچہ کہتا ہے - ؎

ز شوق ہند زان سان چشم حسرت بر قفا دارم	کہ رو ہم گر براہ آرم نمی بینم مقابل را
اسیر ہندم و زین رفتن بیجا پشیمانم	کجا خواہد رسانیدن پرافشان مرغ بسمل را
بایران میرود نالان کلیم از شوق ہمراہان	بپاے دیگران ہمچون جرس طی کردہ منزل را

وطن مین پہنچ کے دو ڈھائی سال سے زیادہ نہین ٹھیرا - پھر ہندوستان مین آیا - اور دکن مین آیا - ابراہیم عادلشاہ والی بیجاپور کے پاس جا رہا تھا کہ راہ مین جاسوسی کے شبہ مین گرفتار ہوا - قلعہ شاہدرگ مین قید کیا گیا - قید خانہ مین عادلشاہ کی مدح پر ایک قصیدہ لکھا معلوم نہین اسکا قصیدہ عادلشاہ کے ملاحظہ مین گذرا یا نہین ؟ غالباً قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قصیدہ عادلشاہ کے ملاحظہ مین نہین گذرا - اگر گذرتا تو عادلشاہ کی عنایت و قدردانی سے مالامال ہو جاتا - اور شاہجہان کے دربار مین پہنچنے کی

تمنا کرتا - آخر چند روز کے بعد قید خانہ سے رہا ہو کے شاہجہان کے دربار کا عزم جزم کیا - اور ایک قصیدہ میر جملہ شہرستانی کی مدح مین موزون کیا - اسمین اپنا تمام حال و قید خانہ کے مصائب کا ذکر بھی کیا - قصیدہ کے اشعار مندرجہ ذیل ہین وھو ھذہ

فلک قدرا نمی پرسی کہ گردون	چرا آزرد ما را بے محابا
چرا آزرد بہار عنی را	کہ می آمد بدرگاہ ہیجا
بعزم سیر بیجاپور گشتم	رہے با اختر ے چون ژیا
بچنگ راہداران فتادیم	چہ گویم تا چہا کردند برما
ہمہ اندر تجسس ہوشگافان	ہمہ در کنج کاوے ذہن دانا
یکے گوید کہ دزد اند باشد	بزندان چند گہ زنجیر فرسا
دگر گوید کہ جاسوس فلانند	کہ از تفتیش ما گشتند بینا
یکے می گوید اینان را نگاہ	کہ شاید نامہ گردد ہویدا
زبس تفتیش از ہم می کشودند	اگر در بار ما بودے معما
کنون در چنگ ایشان مبتلایم	نمی دانیم چارہ جز مدارا
زبہر پاس ہندو ہائے با تیغ	چو مو ایستادہ دائم بر سر ما
عجب دارم کہ با این منع جادہ	چسان بے خواست آمد با بہ اینجا
اشارت کن کہ چون اقبال گردیم	بخاک آستانت جبہہ فرسا

جب دکن سے آگرہ مین پہنچا - میر جملہ شہرستانی کے مکان پر فروکش ہوا - میر جملہ دوست پرور مہمان نواز تہا - کلیم کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تہا مہمان عزیز کو عزیز سمجھتا تہا - میر کی وجہ سے دیگر امرا بھی کلیم کی تعظیم و تکریم کرنے لگے - ابھی وہ زمانہ نہین آیا تہا کہ شاہجہانی دربار مین

باریاب ہو جائے - پس چند روز کے بعد میر جملہ و دیگر امرا کے توسل سے شاہجہان بادشاہ ہند کے دربار مین باریاب ہوا - اور ملک الشعرائی کے خطاب سے سربلند ہوا اور سنہ ۱۰۴۴ ہجری مین جب شاہجہان نے تخت طاؤسی ایک کروڑ روپیہ خرچ کرکے تیار کرایا اور جشن نوروز کے دن آگرہ مین اُسپر جلوس فرمایا تب کلیم نے تہنیت مین ایک قصیدہ لکہکے پیش کیا - قصیدہ کا مطلع یہہ ہے ؎ -

خجستہ مقدم نوروز و غرۂ شوال فشاندہ اند چہ گلہائے عیش بر سر سال

شاہجہان نے قصیدہ کے صلے مین کلیم کو روپے کے وزن مین تلوایا - پانچہزار پانسو روپے وزن مین ہوئے سب روپے اُسکو دئے - کلیم کے خطاب ملک الشعرائی سے شیدا وغیرہ رشک وحسد سے کہتے تہے - خوشا حال گذشتگان کہ خطابہای ملک معانی نیافتند اور جہان سے چلے گئے - کلیم حاسدین کے رشک حسد کی کچھہ پروا نہین کرتا تہا - بادشاہ سے اکثر صلہ و جائزے پاتا تہا - سیرچشم و سخی المزاج تہا جو کچھہ پاتا تہا فقرا و اہل کمال پر تقسیم کردیتا تہا - اپنے پاس لیکانہ ذخیرہ نہین کرتا تہا - ایکوقت سلطان روم نے اعلیحضرت شاہجہان کو لکہا کہ آپ صرف ہندوستان کے بادشاہ مین نہ کل جہان کے کیا وجہ ہے کہ آپنے اپنا لقب شاہجہان مقرر کیا لقب تبدیل کیجئے یا وجہ اسکی بتلائیے - بادشاہ متفکر ہوا - اور وزرا سے مشورہ کرنے لگا - کہ کیا جواب دینا چاہئے یا لقب کو بدلنا - اس موقع پر کلیم نے ایک مدحیہ قصیدہ لکہکے حضور مین پیش کیا - اور اسمین ایک شعر ایسا موزون کیا کہ سلطان روم کا جواب دندان شکن ہے - وھو ھذا

ہند و جہان ز روئے عدد چون برابر است شاہ را خطاب شاہجہان زان مقرر است

بادشاہ نہایت ہی خوش ہوا - اور اسی بیت کو سلطان کے جواب مین بہیجا - اور کلیم کو اشرفیون مین

تلوایا اور اشرفیان وزن شدہ اُسی کو عطا کین -

جب جنگ فیلان کے تماشا گاہ مین شاہزادے عالمگیر نے ایک مست ہاتی سے مقابلہ کیا کلیم نے اس واقعہ کے بیان مین ایک مثنوی موزون کرکے پیش کی - صلہ و انعام وافر پایا -

اس واقعہ کی حقیقت یہ ہے کہ ایک روز شاہجہان بادشاہ ہند جنگ فیلان کے تماشے مین مشغول تہا اور شہزادے بہی گہوڑون پر سوار سیر کر رہے تہے یکایک ایک مست ہاتی مقابلہ کے ہاتی سے علیحدہ ہوکے عالمگیر کے طرف حملہ آور ہوا - عالمگیر نے چالاکی سے ایک نیزہ ہاتی کے سر پر مارا ہاتی نے غضبناک ہوکے گہوڑے کو دانتون مین دبا لیا عالمگیر زمین پر گر پڑا لیکن گرتے ہی چالاکی و چستی سے کہڑا ہوا اور ہاتی پر حملہ کیا - اور راجہ جیسنگہ نے بہی ہاتی پر نیزہ کے دو تین وار کئے - اور اسی اثنا مین مقابلہ کا دوسرا ہاتی بہی آگیا پس اس مست ہاتی نے فرار کا رستہ اختیار کیا - شاہجہان شاہزادے کی دلیری دیکہکے بہت خوش ہوا - اور شاہزادے کا پیار کیا - اور اسکو اشرفیون مین تلوایا - اور اشرفیان فقرا پر تقسیم کین - مثنوی کے اشعار مندرجہ ذیل ہین

بمعانی گوش ای ربابِ ہوش / یکے قصہ دارم ہمین دار گوش
حدیثے سراسر بیان وقوع / بگویم ہموار زبان وقوع
ز مردم من این نقل نشنیدہ ام / من از دل شنیدم ول از دیدہ ام
دو دیدہ از قضا آن دو فیل مہیب / یکے سوئے شہزادہ اورنگ زیب
بمردی ز چابک سر مو نشد / ز راہ چنین سیل یک سو نشد
یکے نیزہ برق سان تافتہ / نظر از رگ غیرتش یافتہ
ز قدرت چنان زد بہ پیشانیش / کہ جست از قفا برق رخشانیش
دران کوہ پیکر نہان شد سنان / دگر بارہ در رفت آہن بہ کان

ز خم خرطوم انداخت پیچان کمند ‌ فتاد اسپ شهزاده در پیل بند
گرفت اسپ شهزاده بر وے سوار ‌ ز بیم آب شد زهرهٔ روزگار
چو در اسپ سامان جولان ندید ‌ چو شهبازے از خانهٔ زین پرید
همانندم که بر خاک پا را فشرد ‌ روان دست جرأت بشمشیر برد
علم کرده شمشیر بر وے دوید ‌ گرازان سوے فیل خصمش رسید
درین سن اگر بودے افراسیاب ‌ همی گشت از دیدن فیل آب
در آغاز و انجام آن گیر و دار ‌ همی دید شاهنشه کامگار
ازان شیردل چون بدید آن جگر ‌ بفرقش بیفشاند گنج و گهر
نظر کردهٔ شاه آفاق شد ‌ بمردانگی در جهان طاق شد

سنہ اول جلوس میں جب شاہجہان بادشاہ نے دربار عام کی تعمیر کا حکم دیا تب حسب الحکم دربار عام تعمیر ہوا۔ اسوقت صاحب ترجمہ نے ایک رباعی لکھکے پیش کی نوازش و مرحمت شاہانہ سے سرفراز ہوا۔ **ھو ھذہ**

این تازه بنا که عرش همسایهٔ اوست ‌ رفعت حرفے ز رتبهٔ پایهٔ اوست
باغیست که هر ستون سرش سرویست ‌ کاسایش خاص و عام در سایهٔ اوست

سنہ دوم جلوس شاہجہانی میں ایک سفید ہاتی مائل بسرخی جو عجائبات سے تہا بادشاہی سرکار سے لائے کلیم نے اسکی تعریف میں ایک رباعی لکھی۔ صلہ و انعام سے سرفراز ہوا **ھو ھذہ**

بر فیل سفیدت که بینا دگر ند ‌ شاه بخت بلند هر که برو دید فکند
چون شاهجهان برو بر آمد گوئی ‌ خورشید شد از سپیده صبح بلند

جب خانجہان لودی عرف پیرلنے بغاوت کا بازار گرم کیا۔ اور دریا خان افغان

بادشاہی ملازم بہی اسکا مددگار رہوا بادشاہی فوج کے مقابلہ مین شکست کہاکے دونون مقتول ہوئے اور دونون کے سر بلدہ برہانپور مین بادشاہ کے ملاحظہ مین لائے۔ شادیانے بجوانیکا حکم صادر ہوا۔ ارکان دولت نے تہنیت کی نذرین پیش کین۔ کلیم صاحب ترجمہ نے بہی ایک رباعی منظوم کرکے بادشاہ کی خدمت مین پیش کی۔ انعام وصلہ سے سرفراز ہوا ھو ھذا

این مژدۂ فتح از پئے ہم پیدا بود — این کیف دوبالا چہ نشأ افزا بود

ازکشتن دریا سپر اہم زیست — گویا سر او حباب این دریا بود

کلیم تاریخ گوئی مین بہی بے نظیر تہا اکثر احباب کے وفات وتہنیت کی تاریخین لکہی ہین چنانچہ ملک قمی کی رحلت کی تاریخ کہی ھو ھذہ

ملک بادشاہ ملک معنی	کہ نامش سکۂ نقد سخن بود
چنان آفاق گیر از ملک معنی	کہ عہد ملکش از قم تا دکن بود
بجستم سال تاریخش ز ایام	بگفتا او سر اہل سخن بود

کلیم فن شاعری مین جامع الکمالات والفضائل تہا۔ کلام کے تمام اقسام کو ایسی خوش اسلوبی وخوبی کے ساتہہ موزون کرتا تہا کہ ہر ایک مضمون سے نیا رنگ نمود ہوتا تہا۔ واقعہ کا ایسا خاکہ کہینچتا تہا کہ بعینہ واقعہ ناظرین کے سامنے تماشا گاہ بنجاتا تہا۔ اسکی مثنویان زیادہ مشہور ومتداول ہین لیکن مثنویان مختصر چہوٹی چہوٹی ہوتی ہین۔ مثنوی لکہنے مین ایسی کامل قدرت رکہتا تہا کہ فوراً واقعہ سانحہ کو موزون کردیتا تہا۔ قصائد مین تمہید عمدہ طرح سے قائم کرتا ہے اور ممدوح کی مدح کے طرف ایسی خوبی کے ساتہہ گریز کرتا ہے کہ قاری وسامع کو لطف ومزہ حاصل ہوتا ہے۔ غزلیات مین تغزل وتشبیہ استعارہ ونازک خیالی وایجاد تازہ معانی کثرت سے لاتا ہے۔ مبالغہ وتمثیل سے بہی کام لیتا ہے۔ فقیر مولف آخر مین اقسام کلام سے

متعدد اشعار متفرق تذکرون سے انتخاب کرکے گزارش کرتا ہے تاکہ ناظرین کو ہر ایک کے مضمون سے لطف حاصل ہوجائے ۔ مثنویات سے اگرچہ تمثیلاً جنگ فیلان و مقابلہ و مقاتلہ عالمگیر کی مثنوی صدر مین مذکور ہو چکی ہے ۔ لیکن مثنوی قحط دکن عجیب وغریب ہے جسکو کلیم نے ۱۰۴۰ھ ہجری کے قحط کی بابت لکھی ہے خاص اہل دکن کے مطالعہ کے لئے گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین نظر عبرت سے دیکھین ۔ مجھے افسوس بات کا ہے کہ مثنوی کا کامل نسخہ میرے پاس موجود تہا ۔ حیدرآباد کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوگیا ۔ اب تذکرہ بہارستان سخن سے جسقدر اشعار ملے مین لکہتا ہون

از مثنوی قحط دکن

نشان از ابر باران آنچنان رفت — که گوئی ریح آبی ز آسمان رفت
نجشکی شد چنان ایام مجبور — که از اهل فسق شد تر دامنی دور
بشکل نان چنان مشتاق بودند — که نقش پای هم را می ربودند
حدیث گوشت بی نام و نشان بود — دهان گر گوشت دیدی زبان بود
چو شکل نان چو قرص ماه پیداست — ز تاثیر نظر بر آسمان کاست
نظرها قرص مه را کرد تاراج — بنان شب فلک هم گشت محتاج
اگر از خانه برخاستی دود — بسان کعبه در شهرت نشان بود
عجب نبود از تنگی حال — که با ورشته بفروشد باطفال
بنوعی رغبت بر مردن فزون بود — که در دار طبیبان بد شگون بود
ز بس رسم چه فرشتائی مژه افتاد — نشان از کوچه تابوت میداد
فغان اندر دهان نوحه گر بود — که در کوی خموشانش گذر بود

بعض مولفین نے کلیم صاحب ترجمہ کے اخلاق و عادات و فضائل و کمالات کی بابت لکہا کہ وہ خوش اخلاق و پسندیدہ اوصاف فیاض دل صافی الطبع و سلیم المزاج تہا معاصرین شعرا سے محبت و اخلاص کہتا تہا۔ عند الملاقات انکی تعظیم و تکریم کرتا تہا۔ شعرا و غیر شعرا کو خیر و نیکی کے ساتہہ یاد کرتا تہا۔ رشک حسد سے کوسوں دور رہتا تہا۔ بعض نے کلیم کی ہندسے اول مرتبہ مراجعت کی بابت لکہا کہ اسنے اسوجہ سے وطن مالوفہ مراجعت کی تہی کہ وہ ابو طالب آملی کی ملک الشعرائی سے رشک کرتا تہا الخ۔ اور دوسرے یہہ بہی لکہا ہے کہ نور جہان بیگم اکثر اسکے اشعار پر اعتراض نکتہ چینی کرتی تہی۔ چنانچہ کلیم نے ایکروز یہہ شعر موزون کیا اور اسمین سمجہا کہ اسمین کہین اعتراض کا موقع نہین ہے سوچ سمجہہ کے بیگم کے پاس بہیجا ٥

ز شرم آب شدم آب را شکستی نیست … بحیرتم کہ مرا روزگار چون بشکست

بیگم نے شعر کے نیچے لکہا (آب یخ بست و شکست)

مراجعت کی اصل وجہہ یہہ ہے کہ کلیم کو کامیابی نہین ہوئی تہی۔ شباب کا عالم تہا بمقتضائے جوانی کامیابی کی امید پر منتظر رہنا گوارا نہین کیا۔ اور یہہ پہلا ہی سفر تہا کہ عزیز و قریب سے جدا ہوا تہا۔ اعزہ کی محبت و کشش نے بہی مراجعت وطن پر مجبور کیا ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

جب شاہجہان نے کشمیر کا ارادہ کیا۔ کلیم بہی بادشاہ کے ہمرکاب گیا کشمیر کی آب و ہوا کی تازگی و سیرابی دیکہہ کے نہایت ہی خوش ہوا اور بادشاہ سے درخواست کی کہ حضور مجکو یہان سکونت کی اجازت عطا کرین۔ مین یہان فراغت سے فتوحات شاہجہانی کو نظم کرونگا بادشاہ نے درخواست منظور کی۔ کلیم فراغت سے کشمیر مین رہنے لگا۔ پہر ۱۰۵۵ہجری مین جب شاہجہان کشمیر گیا تو کلیم نے ایک قصیدہ خیر مقدم مین لکہہ کے پیش کیا بادشاہ نے دو سو اشرفی اور خلعت سے سرفراز فرمایا۔

کلیم کی وفات

آخر کلیم نے بمصداق کل من علیہا فان اس دار فانی سے بعالم جاودانی بتاریخ ۱۵ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۰۶۱ ہجری میں رحلت کی غنی کشمیری نے رحلت کی تاریخ کہی ہے ع طور معنی بود روشن از کلیم ✦ کشمیر میں محمد قلی سلیم کی قبر کے قریب مدفون ہوا۔

من بوارق طبعہ

عرفی دیگر بود در گوشۂ صحرا مرا — میگذارد ہر کجا خاری است سرور پا مرا
مرگ را دشمن نیم از برائے زندگی ست — میکند آخر کفن آلودۂ دنیا مرا
ولہ
دست ہرکس بسان سبحہ بوسیدن خطاست — ہیچکس نگشود آخر عقدۂ کار مرا
نشأ از بادہ ندیدیم و طرب از مستی — خاک محنت زدہ بودہ گل ساغر ما
ولہ
عریان تنی خوش است ولی زیب دیگر است — جیب دریدہ دامن در خون کشیدہ را
ولہ
ہرکرا ایام پیش آورد زودش بر نشاند — این پشیمانی ز مد و جزر دریا روشن است
ولہ
اشک را در چشم از لخت جگر نتوان شناخت — طفل خود سر بود رنگ ہمنشینان بر گرفت
ولہ
حسن اگر بے پردہ باشد عشق از و دیوانہ نیست — بر چراغ روز بال افشانی پروانہ نیست
ولہ
دل ترک آشنائی ما زود کرد و رفت — زان شد پسند یار کہ عیبی نداشت
ولہ
در خم زلف تو دلہا چہ بہم ساختہ اند — چون نسازند کہ پاے ہمہ یک زنجیر است
ولہ
اے مست ناز گر ہمہ باید بخاک ریخت — یکبار ساغر از کف ما میتوان گرفت
ولہ
اے گلبن تازہ خار جورت — اوّل در پاے باغبان برفت
ولہ
کس واقف حیرانی من نیست درین بزم — کانجا کہ توئی دیدہ بغیرے نگران نیست
ولہ
تو بیزبانی ما را حریف حرف نہ — بلاد ما بر سر ما شوخ تا زبانی ہست

وله

چرا ننالد بلبل که بیوفائی دهر   امان نداد که گل خنده را تمام کند

وله

مقبول روزگار نگشتیم و ایمنیم   مارا که بر نداشت چسان بر زمین زند

وله

هرگه که سنگ حادثه از آسمان رسد   اول بلا بمرغ بلند آشیان رسد

آخر همه کدورت گلچین و باغبان   گردد بدل بصلح چو فصل خزان رسد

وله

هواداران گروه دیگرند و عاشقان دیگر   نگیرد جای بلبل گل اگر صد باغبان دارد

زرشک طالع تردامنان داغم درین گلشن   که شبنم بستر از گل بلبل از خار آشیان دارد

وله

چه خواری کز وفاداری ندیدم   کنم صد شکر کز عالم برافتاد

کلیم از دست بیداد که نالم   بگشت من گدا را شکر افتاد

وله

کمینه اکاش باعث میشدی بر قتل ما   خون ناحق گشته زود از یاد قاتل میرود

وله

اگرچه از تو می زهد حلال میدانم   خدا به تیغ تو خون مرا حرام کند

وله

در بدر میتوان بدنبال خریداران دوید   خوب شد اسباب ما را گر کلیم سیلاب برد

وله

اطفل بوده ایم و شب جمعه دیده ایم   هرگز بصبح شنبه مستان نمیرسد

وله

با این دو دیده زحمت چه میتوان دید   هزار دیده ندارم صد هزار افسوس

وله

اگرچه از مژه رفتیم غبار رهگذارش   بچشم من نرسد توتیای خاک درش

وله

بخانه چند نشینی سری به بستان کش   چو چشم خویش می باده در گلستان کش

وله

خنده بر بخت زنم یا بوفاداری دوست   گریه بر خویش کنم یا بگرفتاری دل

وله

شوقم از بسکه ساخته امیدوار تو   بی وعده انتظار بهر رهگذر کشم

وله

این همسفران پشت بمقصود روانند   شاید که بانم قدمی پیشتر افتم

وله

خودنمائی شیوهٔ من نیست چون دیوار باغ   گل بدامن دارم اما خار بر سر میزنم

روز عیدم شیوهٔ من غم ز خاطر بردن است — وله — تازه سازد داغ مردم چون محرم نیستم

ای گوشهٔ عزلت ز تو آب رخم افزود — وله — نشناسم اگر قدر ترا در بدر افتم

قمری ریخته بالم به پناه که روم — وله — تا بکی سرکشی ای سرو خرامان از من

ز شوق شاهد معنی همیشه چه دوات — وله — نگاه عالم بالا است چشم حیرت من

ما هم کهنه دلقی و نگیر از دو عالم — وله — سر چون [illegible] کشیده در جیب [illegible] پاره

معشوق خود و سال در آید [illegible] — وله — [illegible] کشیده [illegible] بر آمده

[illegible] — وله — [illegible]

[illegible] — وله — [illegible]

[illegible] — وله — [illegible]

[illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

آن [illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

تن بو با که [illegible] — وله — [illegible] سازد دلفگان [illegible] را

من واند [illegible] — [illegible] آرزو نیست خیالی را

ترا باید [illegible] — [illegible] ادراک عالی را

هنوز [illegible] — بچشم مست خود تکلیف ده این جام خالی را

گہے ابر تر و گاہے ترشح کو نہ کہ باران — بیا در چشم من بنگر ہوائے برشکالی را

ولہ

جز حرف عشق نیست سر بیان ما — چون شمع یک سخن گذرد بر زبان ما

از بار عشق گرچہ دوتا ایم یکدلیم — از راستی دو خانہ ندارد کمان ما

ولہ

پیری رسید و مستی طبع جوان گذشت — ضعف تن از تحمل رطل گران گذشت

وضع زمانہ قابل دیدن دوبارہ نیست — او پس نگرد ہر کہ ازین خاکدان گذشت

از دست برد حسن تو بر لشکر بہار — یک نیزہ خون گل ز سر ارغوان گذشت

در راہ عشق گریہ متاع اثر نداشت — صد بار از کنار من این کاروان گذشت

طبعی بہم رسان کہ بسازی بعالمی — یا ہمتی کہ از سر عالم توان گذشت

در کیش ما تجرد عنقا تمام نیست — در فکر نام ماند اگر از نشان گذشت

بدنامی حیات دو روزی نبود بیش — آن ہم کلیم با تو بگویم چسان گذشت

بے دیدہ راہ اگر نتوان رفت پس چرا — چشم از جہان چو بستی ازو میتوان گذشت

کاظم - صوفی شاہ

کاظم تخلص - صوفی شاہ نام - آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے آپ مشاہیر مشائخ دکن کے خاندان سے ہین صوفی مشرب صلح کل مذہب تھے۔ گوشہ نشین صابر و قانع تھے - اہل شہر آپکی تعظیم و تکریم کرتے تھے - آپ سخن فہم و سخندان تھے کبھی کبھی موزون فرماتے تھے آپکا کلام شور انگیز و عشق آمیز ہوتا ہے - آپ بارہوین صدی کی آخر تک زندہ تھے - رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوی - **من اشعارہ الفارسی**

بود ز داغ جنون زیب نو بہار مرا — خاست شعلہ سر انگشت ہائے خار مرا

زجیب خندهٔ گل صبح سر برون آورد | فرو گشود که بند قبائے یار مرا
دل خراب مرا حرف غم کشد سوے می | ہوائے ابر فزون میکند خمار مرا
بنائے حیرت شبنم صفا سرشت من است | ز آب آئینه گردد گل غبار مرا
شدم نزار ز داغ فسردگی کاظم | ز پنبه بستر و بالین بود شرار مرا

وله

سوئے آئینه آن شیرین تکلم رو اگر آرد | چو طوطی بال افشاند خطش بر قند گویائی
تبسم می کند از جوش جمعیت درین گلشن | برنگ غنچه هر کس گره بکشت زر دارد

وله

دل خورم کجا در ناله آواز حزین دارد | شکستی شیشه تصویر کے اندر کمین دارد
چه عیش از جلوه مهر جهان تاب بردارم | چو شبنم حلقه ئی اندر نگاه یک چشم تر دارم
دولت بیدار ما راحت آسیب زوال | بخت ما در سایه بال هما خوابیده است
می چکد از ناله ام خون تبسم غنچه وار | از نمکدان کداب زخم دل خندیده است
شاهد معنی سر بسته بهر رنگ آمد | لذت بوسه دهد مهر خموشی ما را
اکنون نمیدهد هیچ ساده روئے خوش | آئینه را نمود خطت تیره روزگار

گرامی ۔ میر عبد الرحمن

گرامی تخلص ۔ میر عبد الرحمن نام وزارت خان خطاب ہے ۔ آپ میر معین الدین احمد المخاطب امانت خان کے فرزند ہیں عالمگیری عہد میں ہمیشہ خدمات بادشاہی میں سرگرم رہتے تھے ۔ عالمگیری عہد میں مختلف خدمات پر مامور رہے ۔ خدمات مفوضہ کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے بادشاہ آپکی خدمت و کارگذاری سے بہت خوش ہوتا تھا ۔ آپکو وزارت خان خطاب سے سرفراز فرمایا تھا ۔ بہارستان سخن کے مولف نے

لکھا کہ گرامی ہیرے جد سید کاظم خان کے برادر ہین۔ عالی ہمت بلند حوصلہ تھے۔ خوش
خلق وخوش وضعی سے موصوف۔ غربا پروری و مہمان نوازی مین معروف تھے۔ سخن سنجی
وسخن فہمی مین کامل۔ تحریر وتقریر مین منشی فاضل تھے۔ طبع سنجیدہ و فکر پسندیدہ سے
ہمیشہ اشعار تازہ و پاکیزہ موزون فرماتے تھے۔ آپکی طبیعت مین مضامین دلنشین کی آمد تھی
بدون غور و فکر جو کہتے تھے خوب مرغوب ہوتا تھا۔ معاصرین شعرا آپکے کلام کو مانتے تھے
اور آپکی نازک خیالی کی داد دیتے تھے۔ آپ اپنے امثال و اقران مین بے مثل و بے نظیر
مانے جاتے تھے۔ آخر آپ عارضہ فالج مین مبتلا ہو کے ۱۲۱۴ھ ہجری مین شاہ عالم بہادر شاہ کے
آخر عہد مین بہشت برین روانہ ہوئے من اشعارہ الفارسی

تا قافلہ سالار جنون نالہ سفر زد
بر صبح بنا گوش بتان تا نظر افتاد
شد فصل گل و دامن ساقی نگرفتم
یک صبحدم بسیر گلستان گذشتہ
خود را برہ آن تیغ جو هزار خواہم
صورت یار کہ کشد نقاش
چہ ستم بر طلوع دو چوہ بہ مینا کردم
بار رفیقان ز خود رفتہ سفر بست نداد
چون ابر بہر کجا کہ رسیدم گریستم

ولہ

دیوانۂ ما دامن صحرا بکمر زد
آئینہ خورشید بچشم صحرا افتاد
ہنگامہ مستی بہار دگر افتاد
شبنم ہنوز بر رخ گل آب میزند
برای دادن جان دست و پا بسیار خواہم زد
نقش زلفش بہ پیچ و تاب کشد
فصل گل آمد و من توبہ بیجا کردم
سیر صحرای جنون حیف کہ تنہا کردم
دامن بروی خویش کشیدم گریستم

بر عکس بود خاصیت زعفران عشق
تا رنگ خود در آئینہ دیدم گریستم

گوہر - محمد باقر خان

گوہر تخلص - محمد باقر خان نام - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ بزرگان مدراس واکابر قوم نواعط سے ہین - نواب والاجاہ کے دربار مین معزز و مکرم تھے - آپنے ایکروز ایک قصیدہ میمیہ نواب کی مدح مین لکھکے حضور والاجاہ مین پیش کیا - قصیدہ مین ایک بیت ایسی تھی کہ اُس سے ایک موضع التمغا کی طلب معلوم ہوتی تھی وہ بیت یہہ ہے ؎

توان چون سر گذشتن کامیاب وضع آزادی … دہد گر بر لب جو موضعی در وجہ تمغا یم

نواب نے قصیدہ سُننے کے بعد کریمانہ عنایت و مرحمت سے ایک موضع عطا فرمایا - چنانچہ الی یومنا ہذا موضع مذکور انکی اولاد و آل پر جاری و بحال ہے - حیدر علیخان کے ہنگامہ مین تعلقہ نیلور کی فوجداری پر مامور تھے ایک سال تک فوجداری کا انتظام عمدہ طرح سے کیا - پہر وہان سے معزول ہو کے حضور مین پہنچے - چند ماہ کے بعد سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے آخر مین فوت ہوئے - مسجد آقا مقیم واقع میلاپور مین مدفون ہوئے - آپ فن شاعری مین بے نظیر تھے - آپکا کلام نہایت ہی رنگین و شیرین ہوتا ہے - نازک خیالی و شیرین مقالی مین سنجیدہ - آپ مضامین تازہ کے ایجاد و تلاش مین موجد تھے - **من اشعارہ الفاقی**

سر گشتہ تار نگہ از ریشہ در گہائی من … گردد میر گلی حسنش جلوہ بینا ترا

مکن ز گوشہ دستار زلف را بیرون … ز عطر فتنہ پریشان مکن دماغ مرا

با بر ریشہ دوانید سیل زاری ما … نسب بہ برق رسانید بیقراری ما

چہ ریزہاے زمرد ز دیدہ میبارد … گر شیشہ دلم آنشوخ سبز رنگ شکست

ز دستگیریت اے مدآہ خورسندم … کہ ناتوانی من منت عطا نکشید

سخاوت پیشہ ہنگام عطا منت نهد بر جود | وله | ز خجلت شیشہ آری پیش ساغر سرنگون آید

همیشه زخم و الم لب بخنده وا دارد | وله | که ناوک تو بدل الفت رسا دارد

چه طرفه رسم در اقلیم بے نیازی ماست | | که شاه پرور درویش التجا دارد

بیتوان رفت بقربان کمانداری او | وله | تیر او شیوهٔ دلجوئی ما میداند

بچاک سینهٔ من لعل [illegible] میخندد | وله | فغان که بر گل زخمم بهار میخندد

بیان تا است آن [illegible] دار خواهش قلم | وله | ز ذوق تیغ او چون [illegible] من هم کمر بندم

[illegible] | وله | عجب [illegible] ساقیم خورشید و دامان تری دارم

بهار آمد گلشن [illegible] تاک میخواهم | وله | [illegible] نو زعالی رو و مان تاک میخواهم

[illegible] | | چون گرد باد سر بهوا سینه بر زمین

گل مولانا علی گل استرآبادی

گل تخلص [illegible] مولانا علی گل [illegible] سادات استرآباد سے ہیں نشو و نما کے بعد وطن مالوفہ [illegible] آراستہ علوم حکمیہ و نقلیہ سے [illegible] بیٹھتے ہے۔ آپ شعر و شاعری [illegible] خیالی میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے [illegible] فصاحت و بلاغت میں [illegible] آپ ایران سے قطب شاہیہ زمانہ میں میر مومن استرآبادی کی خدمت میں حیدرآباد دکن میں وارد ہوئے۔ میر موصوف نے ہم وطنی کے لحاظ سے آپکی بڑی عزت و آبرو کی اور بادشاہی منصبداروں میں معزز عہدے پر ملازم کرایا آپ دکن میں مدت تک خوشحال و فارغبال رہے آخر میر موصوف کے انتقال کے بعد

۳۳ سنہ ہجری مین فوت ہوئے میر کے دائرہ مین مدفون ہوئے مین اشعارہ الفارسی

اے شوخ ستم بر دل افگار بدست	آزار دل سوختہ زار بدست

گلشن شیخ سعد اللہ برہانپوری

گلشن تخلص - شیخ سعد اللہ نام - برہانپوری المولد گجراتی الاصل ہے نتایج الافکار کے مولف قدرت اللہ خان قدرت نے اپنے تذکرہ مین لکہا کہ آپکی نسب کا سلسلہ زبیر بن العوام صحابی رضی سے پہنچتا ہے - آپکے اجداد مین اسلام خان احمد آباد گجرات مین وزارت کی خدمت پر مامور تہا جب احمد آباد گجرات پر اکبر بادشاہ متصرف ہوا - اور گجراتی سلاطین کی سلطنت منقرض ہوئی - آپکے اجداد مین سے ایک بزرگ برہانپور مین آئے اور وہان سکونت پذیر ہوئے - آپکی ولادت شہر مذکور مین واقع ہوئی - نشو و نما و سن شعور کے بعد وہان کے علما سے کتب درسیہ عربی و فارسی تمام کر کے عالم شباب مین حرمین شریفین کی زیارت و حج کے لئے پیادہ پا گئے - زیارت و حج سے فارغ ہو کے ہند مین مراجعت کی بائیس برس تک احمد آباد گجرات و اورنگ آباد دکن و برہانپور خاندیس وغیرہ بلاد دکن مین سیاحت کرتے رہے - پہر چالیس یا پینتالیس برس کی عمر مین دکن سے براہ وطن مالوفہ دلی گئے وہان متوطن ہو گئے - توکل و قناعت کے طریقہ مین ثابت قدم و راسخ دم تھے - قدسی سیرت فرشتہ صورت - متدین صوم و صلوٰۃ کے پابند - دلی مین حضرت شاہ گل متخلص بوحدت سرہندی مجددی کے مرید اور میرزا عبد القادر بیدل کے شاگرد ہوئے - شیخ سے منقول ہے کہ وہ نقل کرتے تھے کہ مجکو میرزا بیدل نے گلشن تخلص عطا کیا - اور میں نے اس لحاظ سے کہ گل و گلشن مین باہم نسبت و تعلق ہے اختیار کیا - شاید میرزا نے دو تین مقام مین

میرے اشعار میں تغیر و تبدل کی ہے۔ انتہی نقلہ

آپ عالم فاضل منشی کامل تھے نثر و نظم پر قادر۔ آپکی نثر رنگین اور نظم دلنشین ہوتی تھی موسیقی ہندی میں اسقدر ماہر تھے کہ آپکو امیر خسرو ثانی کہتے تھے۔ خوشگو نے اپنے تذکرہ میں بیان کیا ہے کہ آپکا مزاج وارستہ و بے تکلف تھا ایکدفعہ آپ کسی امیر کے دولتخانہ پر گئے امیر موصوف کتب لغات کا شائق تھا کسی غریب کی سفارش کیلئے گئے تھے۔ امیر کی ڈیوڑھی کے اندر کفش پاؤں سے نکال کے رومال میں لپیٹ کے بغل میں لئے ہوئے مسند پر بیٹھے۔ آخر امیر کی [illegible] کہا امیر شائق کتب نے پوچھا حضرت کیا یہ کشف اللغات ہے آپ نے فرمایا نہیں کفش اللغات ہے اور کھولکے اسکا منہ دکھلا دیا [illegible] انتہی کلامہ

[illegible] ایک لاکھ بیس ہزار [illegible] کا ہی اندازہ ہے۔ اور ریختہ [illegible] آخر آپ چھپن برس کی عمر [illegible] بتاریخ [illegible] جمادی الاول ۱۱۶۵ ہجری [illegible] خوشگو صاحب تذکرہ نے آپکی رحلت کی تاریخ [illegible] بہشت آمدی۔

گنا بیگم معروف بہ [illegible]

گنا بیگم تخلص نام ہے علی قلیخان والہ داغستانی کی دختر نیک اختر ہے۔ نواب اعتماد الدولہ غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ آصفجاہ کی حرم محترم۔ نہایت حسین و جمیل تھی

غایت نزاکت و لطافت سے بنو سیری مشہور تہی۔ یعنی اُسکا جسم لطیف وزن مین نو سیر تہا عظمت و شان و لیاقت و وقار مین ہم سنگ کوہ تہی۔ خوش مقال و نازک خیال تہی گلستان خوش بیانی کی گل رعنا چمنستان خوبی کی سرو بالا تہی۔ شعرائے معاصر کے ساتہہ ہم طرح غزلین کہتی تہی۔ **من اشعارہ الفارسی**

تا کشیدی از نزاکت سرمهٔ دنباله را	شد عصای آهوی چشم بیمار ترا
جگر پرسوز و دل پرخون گریبان چاک و جان برلب	قضا را شرم می آید رسانا نیکه من دارم

گہن۔ میر بدر الدین

گہن تخلص۔ میر بدر الدین نام آپ شاہ عبد الہادی کے خلف الصدق اورنگ آبادی المولد ہین۔ غلام قادر سامی اورنگ آبادی کے شاگرد۔ فارسی عربی مین مستعد طالب العلم تہے شعر گوئی کا دلمین شوق پیدا ہوا۔ ہندی و فارسی مین شعر کہنے لگے۔ شاہ سامی استاد سے کلام کی اصلاح لیتے تہے۔ معدن طبیعت سے مضامین رنگین کے جواہر گنجینۂ خیال سے معانی دلنشین کے لآلی بے بہا ایجاد کرتے تہے۔ روشِ ولایت ہی موزون دیانت تہے بہا کا زبان سے خوب واقف تہے۔ خوش مزاج و شگفتہ جبین تہے آخر آپ سنہ ۱۲۲۳ ہجری مین فوت ہوے

من اشعارہ الہندی

ارے اے باغبان بلبل کے جی لینے پہ دل مت کہہ	گرہ خود عشق گل مین خون لے ہات ہوتا ہے
بجائے سبز بختو سرخ رو ہوی جو گل مہندی	نہال اُسکا صنم کے پانون پر سر رکھکے سوتا ہے
کہون گر جوہری مین اپنے دلکو تو عجب نہین ہے	پلک کے تار مین آنسون کے موتی کو پروتا ہے
جہان فانی ہے یاد حق سیتی ہشیار رہ دائم	گہن تو عمر کو اپنے عبث غفلت مین کہوتا ہے

حرف لام

لطف۔ مرزا علی خان دہلوی

لطف تخلص۔ مرزا علیخان نام۔ آپ استرآبادی الاصل ہین آپ کے بزرگان سلف وطن سے ہند مین آئے اور شہر دلی مین متوطن ہوئے آپکی ولادت دلی مین ہوئی اور نشو و نما بھی دلی ہی مین ہوا۔ عالم شباب مین علما کی خدمت مین کتب درسیہ علوم متداولہ سے فراغت حاصل کی علامہ دہر و فہامہ عصر ہوئے۔ شعر و شاعری کا شوق ہوا فارسی و اردو مین کلام موزون کرنے لگے رفتہ رفتہ استادی کے درجہ کو پہنچے۔ کلام شستہ و پختہ ہے ہر ایک مصرعہ و فقرہ برجستہ و شایستہ ہے آپ میرتقی میر کے شاگرد تھے۔ آپ کا ہر ایک شعر شیرینی مین شکرپارہ رنگینی مین گل تازہ ہے آپکی طبیعت نہایت لطیف تھی دماغ مین نازک خیالی موجزن تھی۔ طبیعت رسا و فکر والا سے جو کچھہ موزون فرماتے تھے وہ سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تھا۔ آپ دلی سے بنگالہ گئے چند مدت وہان گذارے پھر بندگانعالی آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین آئے۔ شہر مین آپکی شہرت ہوئی اُسوقت کے شعرا مشاہیر شہر جو یہان تھے آپسے ملنے کو آئے آپ نہایت خوش اخلاقی سے ملے اور اپنا کلام سنایا سب خوش ہوئے آپنے قصائد بندگانعالی کی مدح اور اعظم الامرا کی توصیف مین لکھے اور حضور مین گذرانے۔ حضور مین پسند ہوئے بندگانعالی نے نہایت قدردانی سے چارسو روپیہ ماہوار اور ایک پالکی سے سرفراز فرمایا۔ اعظم الامرا نے بھی آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی آپکو مصاحبون مین شریک فرمایا۔ جب اعظم الامرا کے بعد میر عالم وزیر ہوئے تو اُنکو بھی اپنے کلام جادو بیان سے مسخر کیا۔ میر عالم نے بھی آپکو مصاحبت مین رکھا۔ آپ خوش اخلاق

وپسندیدہ شمائل وحمیدہ خصائل تھے سلیم الطبع وحلیم المزاج ۔ ظریف و لطیف تھے ۔ بذلہ سنجی ولطیفہ گوئی مین بے نظیر تھے ۔ محفل کی زیب و زینت ۔ یاران ہم مشرب کو آپکی صحبت مین لطف و مزہ آتا تھا ۔ آخر آپ سنہ ۱۲۳۹ ہجری مین عالم اخروی کے مسافر ہوئے ۔ آپکے دو بھائی ایک مرزا علی رضا دوسرا حاجی مرزا جان تھے دونون شہر مین سوز خوانی کرتے تھے ۔ ایک بمرض موت فوت ہوا دوسرے کو چورون نے شہید کیا ۔ صاحب گلشن بیخار نے لکھا کہ آپ نے ایک تذکرہ اردو مین شعرا و ریختہ گویونکا لکھا ہے تذکرہ نادرالوجود ہے فقیر مولف کو دستیاب نہین ہوا ۔ من اشعارہ الہندی

آپ تو بات بین بگڑتے ہین
واہ کیا منہ سے پھول جھڑتے ہین

او میان تیغ والے اور یک زخم
کب سے ہم خاک مین رگڑتے ہین

طرفہ یہان دیکھیے رسم صیادی
مرغ بسمل ہے پر پکڑتے ہین

ہمنشین زخم دل کے پھٹ نا کے
آج تو خود بخود ادھڑتے ہین

لطف تو اور آستان علی
یہان تلک جبین رگڑتے ہین

ولہ
ہوگئی زنجیر پا اپنی یہہ زلف پرشکن
ورنہ دل تجھکو دیتا کیا کوئی دیوانہ تھا

ولہ
ہے کون سبزہ رنگ خرامان کہ رشک سے
جون غنچے سبزہ جامہ ہے سرو باغ کا

ساقی لگا دی خم مرے منہ سے کہ بار بار
احسان کون کھینچے سبو اور ایاغ کا

ولہ
فرہاد سانہ رنگ نہ مجنون ساحال ہے
کس منہ سے ادعا کیجیئے بنیاد محبت

ولہ
ہوتے ہین بعد قتل طلبگار حق سعی
ملک جہان مین پھرتے ہین خون بہا کی طرح

کیا کم ہے سلطنت سے سگ کو ئے یار کی
قانع ہو استخوان پہ ہماسے ہما کی طرح

خوبی کا تیرے لسکر اک عالم گواہ ہے
اپنے بھی جیسے دیکھیے حالت تباہ ہے

لالہ سرو نجی رائے اورنگ آبادی

لالہ تخلص - سرو نجی رائے نام قوم کہتری سے تہا سرکاری کچہری مین متصدی تہا فارسی مین مستعد و لائق تہا حساب سیاق مین خوب مہارت رکہتا تہا - موزون الطبع تہا فارسی اور اردو مین شعر کہتا تہا خوش فکر و خوش خیال تہا شفیق اورنگ آبادی کے دوستون مین سے تہا - سنہ ١١٩٥ ہجری مین زندہ تہا - آخر سنہ ١٢٠٠ ہجری کے ابتدا مین فوت ہوا -

من اشعارہ الہندی

لالہ کے داغ دل کی سیاہی کو جوش سے	تہوہ پہ پیالہ کہ چمن مین خمار ہے
اگر یک ادائے ابرو چڑہا چین جبین کہینچے	ہزارون کمان گوشہ مین جا کر خط کشین کہینچے

لچہمی نراین شفیق نے اس بیت کے ثانی مصرع کو اس طرح درست کیا ہے - نہایت ہی برجستہ مصرع ہے - سو موتی تیغ مغرب سان سے مہ اپنا وا پسین کہینچے -

لائق سید گل حسین دولت آبادی

لائق تخلص - سید گل حسین نام دولت آبادی المولد والمنشا ہین سخن سنجی و شعرگوئی مین لائق و نامی تہا - میر عبد القادر مہربان کے دوستون مین سے تہا - آزاد بلگرامی سے تلمذ رکہتا تہا - سنہ ١١٧٢ ہجری مین اس دار نا پائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی - آپ کے اشعار سے صرف ہمکو ایک بیت تذکرہ بہار و خزان سے ملی **ہو ھذہ**

دل از خود میرود بے اختیار از دیدن نازش	نمیدانم چہ افسون کرد چشم سحر پردازش

لطف - میر لطف علیخان

لطف تخلص - میر لطف علیخان نام بہار و خزان کے مولف نے لکہا کہ آپ سید سعد اللہ ہمشیرہ زادہ سید شہاب الدین مرید و جانشین سید شاہ نور محمد حموی کے پوتے ہین - اور درویش محمد خان صوبہ برار کے نواسہ ہین - آپ عربی فارسی مین ذی استعداد طالب العلم تہے - شعر گوئی سے نہایت دلچسپی رکہتے تہے - آپکا کلام پختہ و پسندیدہ ہوتا ہے - مگر سادہ ہین صفائے جو کچہ موزون فرماتے ہین خوب مرغوب ہوتا ہے - آپکی رحلت سنہ ۱۲۳ ہجری کے آخر مین ہوئی -

من اشعارہ الفارسی

حاجت بفیض شعلہ ندارد چراغ ما — روشن چو لالہ از آتش داغ است داغ ما
از فیض عشق منت صہبا نمی کشم — پر میشود بگردش چشمی ایاغ ما

ولہ
ہوشم از سر ربود آواز رسائے عندلیب — موج می باشد نہان در نالہائے عندلیب

ولہ
نبود تاب جلوہ آئینہ را — دل درین باب جرأت دارد

ولہ
درد ہجرت زبس ضعیفم کرد — آہ صد جا نشستہ می آید

ولہ
دوش از ساغر نگاہ کسے — ساغر می کشیدہ ام کہ مپرس
زیر بار گران سنگ جنون — آتشکے آرمیدہ ام کہ مپرس

ولہ
شگفتہ گرد چنان بگلشن — گل بہار انتظار نرگس
بجلوہ حسن خوش نگاہان — شکست خورد اعتبار نرگس
در محفلے کہ جلوہ نماے کرشمہ — پروانہ رخ تو بود صد ہزار شمع
در وادی الفت بقدم رہ نتوان برد — رفتن گر از خویش بود در سفر عشق

لذتی - افضل خان

لذتی تخلص - افضل خان نام - تذکرہ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ امرائے دہلی سے ہین

نواب سعادت اللہ خان کے معاصر بحسب اتفاق دہلی سے مدراس مین وارد ہوئے اور یہان سکونت اختیار کی۔ صرف ہمکو آپکا احوال اسی قدر معلوم ہوا اسی پر اکتفا کیا گیا انتہی کلامہ رائق نے گلدستہ شعرا مین لکھا کہ مثنوی چہار بدن مہیار آپکی تالیف سے ہے مثنوی نہایت ہی لطیف و پختہ مضامین ہے۔ انتہی کلامہ۔ مثنوی کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نہایت ہی فصیح البیان تھے۔ آپ بارھوین صدی کے آخر مین زندہ تھے۔ کسی مولف تذکرہ نے آپ کے رحلت کی تاریخ نہین لکھی۔ من اشعارہ الفارسی

صبح بہار و غنچہ و گل فرش راہ اوست	نسرین و لالہ خار و خس جلوہ گاہ اوست
شب کہ آہ من علم شعلہ چو برپا میکرد	برق پرہ میزد و از دور تماشا میکرد
سینہ چشمی کہ بسمل وار میرقصم ز شمشیرش	ہوا سر میدان سازد معلقہائے نخچیرش

لائق۔ حکیم غلام دستگیر خان

لائق تخلص۔ غلام دستگیر خان نام۔ آپ غلام محمد واعظ ملقب بہ عنایت کے فرزند اور حکیم باقر حسین خان رائق کے خواہرزادے مین۔ آپکی ولادت سنہ ۱۲۳۲ ہجری مین مدراس مین واقع ہوئی۔ سن شعور کے بعد کتب درسیہ فارسی مولوی واقف حاجی زین العابدین سے تحصیل کین۔ تحصیل کے بعد شعر و شاعری کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ مولوی راقم و واقف و محمد حسین رفعت شیرازی سے مشق سخن کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ شاعری کے درجہ کو پہنچا۔ کلام پختہ و برجستہ موزون کرنے لگا۔ اور کتب عربیہ بقدر ضرورت علمائے مدراس مثلاً قاضی الملک بہادر و مدار الامرا بہادر و مولوی یوسف علی صاحب کی خدمت مین ختم کین اور علم طب مین حکیم حسن الدینخان و مولوی مہتمم الدولہ بہادر مہر مجلس اطبا سے سند لیاقت

حاصل کی۔ سند حاصل ہونے کے بعد سرکاری اطبا کے زمرہ میں منسلک ہوا۔ اکثر اوقات مریضوں کے معالجہ و کتب طبیہ کے تدریس میں مصروف رہتا تھا حکمت کے علاوہ شاعری سے دلچسپی رکھتا تھا۔ صاحب تالیف و تصنیف تھا۔ ایک تذکرۂ شعرا مسمی بہ [illegible] نہایت مختصر لکھا۔ فقیر مؤلف کو آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہیں ہوئی۔ من اشعار الفارسی

مہمان از ما نے شتابد سحر چون مہ نو رد	ولہ	[illegible]
ہرگز ز دم سرد کسے گشتہ نگردد	ولہ	[illegible]
شود کنج قناعت حاصل اہل ترک مطلبہا	ولہ	[illegible]
تماشات دہر را دیدم بسان نقش بر آب	ولہ	[illegible]
ساقی مرا ز بہر خرد کار و بار نیست	ولہ	[illegible]
لائق رفیض عشق ہست مشکل [illegible]		[illegible]
لائق حسن تنہا داد و قوت [illegible]	ولہ	[illegible]
سنبل آسا ز پریشان خود در ہند [illegible]	ولہ	[illegible]
طرۂ زلفش بعارض تا بہ پیچ و تاب شد	ولہ	[illegible]
ز آنکہ در دیدہ ام بود آتشین رخسار	ولہ	[illegible]
کار و بار دولت دنیا بود در پیچ و تاب		[illegible]
شد ہوا وارم فتاکی شب چشم [illegible]		[illegible]
لائق افتد بحشت دل مراد شکم بزمین		[illegible]

حرف میم

محشر میر عظمت اللہ الہ آبادی

محشر تخلص۔ میر عظمت اللہ نام۔ بہار و خزان کے مولف نے لکہا کہ سید مزاج آزادانہ سید غلام نور محمد اورنگ آبادی کے مدرسہ مین طالب علمانہ رہتا تہا۔ ذی استعداد و عالی طبع تہا۔ شعر گوئی سے طبیعت مناسب تہی۔ مولوی صاحب بلیغ سے کلام کی اصلاح لیتا تہا آپکا کلام ملاحت و فصاحت سے خالی نہین ہے۔ شائقین کلام آپکے اشعار موزون سے لطف و مزہ پاتے ہین ہمن الاشعارہ الفارسی

دلم از داغ بستانے ست گویا	گریبا نم خیابانے ست گویا

مفتون۔ میر محمد شریف اورنگ آبادی

مفتون تخلص۔ میر محمد شریف نام۔ آپ میر بلیغ کے تلامذہ سے ہین فارسی ریختہ دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین۔ بہ نسبت فارسی شعر ریختہ مین خوب چسپت و چالاک ہین۔ مضامین تازہ تازہ ایجاد کرتے ہین۔ نازک خیال شیرین مقال ہین۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکی ولادت وفات کی تاریخ نہین لکہی۔ بہار و خزان کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۱۸۵ ہجری مین زندہ تہے۔ ہمن الاشعارہ الفارسی

شکست خورد ز دستم چو گل پیالۂ ما	بغیر بو نشد از می دگر حوالۂ ما
شوخی نرگس کہ یاد آمد	رم آہو است دل طپیدن ما
قطرۂ اشکم فتاد اندر کنار آستین	رشتۂ گوہر بود ہر تار تار آستین
نیست مارا با بتان شل حنا دست زمین	کیسہ دار ایم و آنہم کیسہ دار آستین

بی وجہ این مکیدن لبہائے شوخ نیست
از جام لعل خویش مئے ناب میکشد

ملا مجلسی اصفہانی

ملا مجلسی تخلص و نام ہے اصفہانی المولد و المنشا ہے۔ صاحب فضل و کمال تہا محتشم کاشی کا شاگرد ہے۔ سخن دان و سخن فہم تہا میدان شاعری مین خوب جولانی کرتا تہا۔ معاصرین شعرا سے بڑہا ہوا تہا ظریف الطبع لطیفہ گو بذلہ سنج تہا عشق پرست و شیفتہ حسن تہا ایک زمانہ مین مہ جبین پر آشفتہ ہو گیا تہا۔ بمقتضائے کشش قلبی معشوق کو دام محبت مین کہینچا۔ اور اُسکی تعلیم و تربیت مین مشغول ہوا۔ چند مدت کے بعد مع محبوب ہند مین وارد ہوا۔ ہند سے سیر کرتا ہوا حیدرآباد دکن مین پہنچا قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہو کے منصب شایستہ سے سرفراز ہوا تا مرگ دکن مین متوطن رہا آخر سنہ ہجری کے شروع مین دار فانی سے بملک جاودانی رحلت کی انا للہ و انا الیہ راجعون۔ میر مومن کے دائرہ مین مدفون ہوا۔ من اشعارہ الفارسی

در جہان ہر جا بلائے بود از ما در گذشت	غیر بخت تیرہ کو چون سایہ در دنبال ماست

معصوم۔ میر معصوم کاشانی

معصوم تخلص۔ میر معصوم نام۔ نتائج الافکار کے مولف نے لکہا کہ آپ مرزا رفیع الدین حیدر معمائی کے فرزند مین آپکا مولد و منشا کاشان ہے۔ آپنے والد ماجد و دیگر علما سے تعلیم پائی۔ شعر و شاعری مین والد ماجد سے اصلاح سخن لیتے رہے خوش فکر و خوش طبع تہا۔ مضامین بلند و تلاش رجمند سے موصوف تہا مدت تک حسن خان شاملو حاکم ہرات کی خدمت مین رہا۔ عزت و آبرو سے بسر کیا۔ اوحی نظیری

شعراسے جو حاکم ہرات کے مصاحب تھے خوب ربط پیدا کیا تھا۔ شاہجہانی عہد میں وارد ہند ہوا۔ چند مدت دکن میں بسر کر کے خان اعظم صوبہ دار بنگالہ کی خدمت میں پہنچا۔ خان اعظم کے سایہ عاطفت میں آرام سے زندگی بسر کرتا رہا۔ معصوم مرزا صائب و کلیم کے یاران ہمدم سے تھا۔ آخر سنہ ۱۰۸۵ ہجری میں منزل آخرت کا راہی ہوا۔ من اشعارہ

تو از سنجاب فطرتی طوق ملک آہن کہ قمری — ببین قمری بسر چہ بست یا شرمن اے قمری

رباعی

اے خواجہ تو از عقل بجیحون نرسی — نمرود اگر شوی بگردون نرسی

زنہار مرو ہرزہ بدنیا کہ اگر — صد سال فرو روی بقارون نرسی

وله

واکشائش خاطرم از گلستانست — کلید قفل دلم برہ بیابانست

اے کہ ہمراہ عاشق زجہان می طلبی — آنقدر باش کہ عنقا ز سفر باز آید

خراب مست خوشیم آن صبح چون گردد — گر آفتاب بہ شمع قتا و شام نماند

نامہ قاصد چون برآمد تا لب من تشنگی — مرغ روح من جواب نامہ دلدار بود

حرامم باد معصوم ذوق عشق اگر — بغل کشادہ درآغوش نیشتر نرود

آن خال عنبرین کہ نگارم برو زدہ — دل می برد ازان کہ بوجہ نکو زدہ

کسیکہ گلشن کوے ترا وداع کند — اگر بنکہت گل بر خورد صداع کند

معز ۔ مرزا معز الدین اصفہانی

معز تخلص ۔ مرزا معز الدین نام ۔ آپکا وطن مالوف تبارزہ عباس آباد اصفہان ہے آپکے بزرگان سلف سلاطین صفویہ کے حضور میں خدمات جلیلہ و عہدہائے عمدہ پر کمال عزت و آبرو سے زندگی بسر کرتے رہے ۔ آپکے والد ماجد میرزا حسن جامع علوم معقول و منقول میں

فرید دہر تہے اور فضائل و کمالات مین وحید عصر تہے۔ اور صاحب تالیف و تصنیف تہے چند رسائل معقولات مین لکہے ہین اور مولانا روم قدس سرہ کی مشکلہ ابیات کی شرح لکہی ہے۔ میرزا معز صاحب ترجمہ کی عمر چہہ برس کی تہی کہ والد ماجد نے اس دنیا سے بعالم بقا رحلت کی۔ حسب وصیت والد ماجد سن شعور کو پہنچ کے میرزا ابو سعید اصفہانی سے علوم عقلی و نقلی کو حاصل کیا اور اخوند شفیعائی سے تکمیل کی تحصیل و تکمیل کے بعد ابراہیم شاہ برادر زادہ نادر شاہ کی خدمت مین ملازم ہوا ابراہیم شاہ کے مزاج پر ایسا محیط ہوا کہ تمام مہمات سلطنت کا مختار کل ہوا۔ ابراہیم شاہ کی سلطنت منقرض ہونے کے بعد اصفہان سے شیراز اور شیراز سے بندر طاہر مین آیا۔ اور بندر سے جہاز پر سوار ہوکے سنہ ۱۱۶۷ہجری مین بندر ٹہٹہ مین پہنچا۔ محمد مراد مخاطب بہ سربلند خان حاکم ٹہٹہ کے اصرار سے چند مدت وہان سکونت پذیر رہا۔ پہر وہان سے براہ خشکی بندر سورت مین آیا۔ اور سورت سے اورنگ آباد۔ اور اورنگ آباد سے حیدر آباد مین وارد ہوا۔ پہر چند روزہ بسر کرکے نواب صمصام الملک شاہنواز خان شہید کے ہمراہ اورنگ آباد مین آیا مستغنیانہ زندگی بسر کرتا تہا۔ شہید موصوف آپکی خدمت کرتے تہے ہمدردی و مساعدت سے پیش آتے تہے۔ میرزا معز صاحب ترجمہ شہید کے حسن سلوک پر شفتہ اور انکی صحبت رنگین پر فریفتہ تہا۔ تا زمانہ شہادت نواب کی صحبت سے جدا نہین ہوا۔ نواب کی شہادت کے بعد اورنگ آباد مین توکل و استغنا کی مسند پر متمکن رہا۔ آخر ہفتم تاریخ شعبان روز پنجشنبہ سنہ ۱۱۸۳ہجری مین فوت ہوا۔ سالار جنگ کے مقبرہ مین مدفون ہوا من ۲ اشعار الفارسی

چشم از نسیم دارم شاید بروزگارے	آرد بدیدۂ من از کوئے او غبارے
در خیال تو چو از خواب گران برخیزم	ہمچو آئینہ سراپا نگران برخیزم

شادم ز رقیب بعد کہ تا قطرہ از محیط
یارا ہ بکوئے وصل محبوبم دہ
یا این دل صبور از من بستان

ولہ
رباعی

دوری نگرد و باز نیاید گہر نشد
یا بیزاری ز صورت خوبم دہ
یا در غم ہجر صبر ابتوبم دہ

محفوظ ۔ محمد محفوظ خان بہادر

محفوظ تخلص ۔ محمد محفوظ خان نام ۔ شہامت جنگ بہادر خطاب ہے آپ نواب سراج الدولہ انور الدین خان بہادر شہید کے فرزند دوم ہین ۔ آپ صفات پسندیدہ سے موصوف و بمکارم اخلاق مین معروف تہے کتب درسیہ اساتذہ عصر سے ختم کین تہین ۔ علوم عقلیہ و نقلیہ مین کامل استعداد رکہتے تہے ۔ اکثر اوقات درس و تدریس مین مصروف رہتے تہے ۔ متشرع و دیندار تہے ایک منٹ اتباع شریعت کے سوا نہین گزارتے تہے صراط مستقیم پر ثابت قدم و راسخ دم تہے ۔ بمقتضائے ذہن رسا و طبع صفا سخن سنجی و شعر گوئی سے دلچسپی رکہتے تہے فکر بلند و طبع ارجمند سے کلام پاکیزہ نظم کے سانچے مین ڈہالتے تہے آپکا کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تہا شعرائے عصر کلام کی داد دیتے تہے ۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ ایک روز اورنگ آباد مین نواب غفران مآب نظام الملک آصفجاہ بہادر مرحوم کے دربار مین بسر کردگی سلطان العلما مولوی قمر الدین صاحب مرحوم علما و فضلا مجتمع تہے مسئلہ فقہیہ مین بحث و تکرار ہو رہی تہی لا نسلم کا بازار گرم تہا و لم و لا کا دورہ چل رہا تہا مگر مسئلہ کا حل پورے طور سے کوئی نہین کر سکتا تہا محفوظ صاحب ترجمۂ الدماجد کے ہمراہ دربار مین حاضر تہا ۔ علما کی تقریرین سن رہا تہا اسی اثنا مین صاحب ترجمہ کے والد بزرگوار نے جرأت کرکے آصفجاہ کے حضور مین عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو بندہ زادہ اس مسئلہ مالاینحل کو ضرور حل کریگا ۔ اسبات کے سنتے ہی اہل مجلس

حیران ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ علمائے معتبر اس مسئلہ کے حل کرنے میں متردد ہیں بحرالعلوم تو آموز کیونکر حل کریگا۔ حضور غفران مآب نے فرمایا کہ اگر یہ تفتہ ہے عرض کرے۔ پس محفوظ صاحب ترجمہ نے جوش و خروش کے ساتھ تقریر کی۔ حاضرین دربار سنکے بہت ہی محظوظ ہوئے تحسین و تعریف کرنے لگے۔ نواب کا نعالی نہایت ہی خوش ہوئے۔ فرمایا ہم آپکی لیاقت سے بیخبر تھے۔ اسکا صلہ ایسا کرینگے کہ زمانہ میں یادگار رہیگا۔ جو آپ کو مطلوب ہو عرض کیجئے۔ محفوظ صاحب ترجمہ نے عرض کیا خداوند نعمت اس ہی خدمت کا معاوضہ دینا نہیں چاہتا ہوں لیکن بمصداق اطاعت اولوالامر واجب الامر ہے امیدوار ہوں کہ حضور کتب خانہ کے داروغہ کو حکم دیں کہ وہ مجھکو کتب خانہ سے چند کتب مطلوبہ پہنچائے۔ غفران مآب آصفجاہ بہادر نے حکم واجب الاذعان جاری کیا کہ کتبخانہ سے دو ہزار جلد پسندیدہ محفوظ کو دیجائیں۔ جب صاحب ترجمہ کی والد کی شہادت واقع ہوئی نواب والاجاہ حسب الحکم نواب ناصر جنگ شہید باپ کی جاگیر و خطاب حکومت ارکاٹ سے سرفراز ہوا محفوظ صاحب ترجمہ بھائی کے ہمراہ کرناٹک میں آیا۔ بھائی کے سایہ عاطفت میں رہا۔ آخر سنہ ۹۳ ہجری میں اس عالم ناپائدار سے عالم بقا کو روانہ ہوا۔ نواب والاجاہ بہادر نے مرحوم کی نعش کو حسب الوصیت حیدرآباد بھیجی والد ماجد کی مزار کے قریب دفن کیا گیا۔ آپ صاحب التالیف والتصنیف تھے۔ رسالہ قرۃ العین فی فضائل رسول الثقلین اور چند حواشی بر حاشیہ قدیمہ لکھے ہیں۔ یادگار موجود ہیں۔ من کلامہ

زینت ما از گداز دل بود مانند شمع	کز مہر تنک خود نشستن عقد گوہر پوشیم ما
کرد عکس رخ بیچ سے	نمکی ور شراب من امشب
خسرو اقلیم عشقم افسرم از گل کنید	گوہر تاجم ز اشک دیدہ بلبل کنید

برنتابد دوش جانم خلعت بیجائے زده
برسر تار مو تند نگه دارم رسا
در ہواے گیسویش تا حد موئی گشته ام
بکام دل مزۂ آب زندگی دارد
ہزار شکر کہ در دل نشست ہمچو خدنگ
از بوسہ دہنش گشت تنگتر دہنش
کنارہ گیر بہ پیری ز وصل مہ رویان

تار پود کسوت عشقم ز موج مل کنید
مہ جبینان از نگاہم شانۂ کاکل کنید
از براے من عصا از رگ سنبل کنید

وله

تبسمے کہ ترا زیر لب نہانی بود
اگرچہ تیر نگاہ تو آسمانی بود
بچاہ رفتن یوسف چہ کامرانی بود
کہ پردہ دار حریفان شب جوانی بود

ماجد - تاج الامرا امیر الملک ذوالفقار الدولہ محمد علی حسین خان بہادر

ماجد تخلص - محمد علی حسین خان نام - تاج الامرا امیر الملک ذوالفقار الدولہ ظفر جنگ خطاب ہے آپ نواب عمدۃ الامرا بہادر کے فرزند ہیں - آپکی ولادت ۱۱۹۶ھ سنہ ہجری میں واقع ہوئی - نو برس کی عمر میں تلاوت قرآن شریف و مختصرات فارسیہ مولوی آدم سے پڑھیں - زمانۂ قلیل میں مطولات فارسیہ مثلاً عرفی و دیوان ناصر علی و دیوان اسیر وغیرہا قاضی عبید اللہ کی خدمت میں ختم کیں تحصیل و تکمیل کے بعد دواوین اساتذہ قدما کے مطالعہ میں مصروف ہوا - آپکی طبیعت میں استعداد خداداد تھی - ایک دیوان تقریباً چار ہزار بیت کی مرتب کی ترتیب کے بعد اپنے اشعار کو پانی میں ڈالدئے - اساتذۂ قدما کی طرز پر موزون کرنے لگا - اور حضرت آگاہ سے اصلاح لیتا رہا - جب آپ استادی کے درجہ کو پہنچے استاد کی اصلاح کو موقوف کردی - نواب یعنی ماجد صاحب جب استاد سے مستغنی ہوا آگاہ نے حکمت عملی سے کہا نواب صاحب اب آپکے کلام میں اصلاح کی ضرورت باقی نہیں ہے - اگر ضرورت ہوتی تو

مین خدمت بجالاتا۔ پس ماجد نے اصلاح ترک کی چنانچہ کہتا ہے ؎

شعر خود پیش کسے ارچہ گذارم جا۔   کہ کنون حاجت استادنماندہ ست مرا

ماجد شعر وشاعری کے دریا مین غواص کامل تہا۔ طبع نادر سے لآلی تلالی ایجاد کرتا تہا
باوجود خوردسالی نازکخیالی وخوش مقالی مین فرد فرید تہا۔ خاندان انوریہ کا فخر تہا
ملک مدراس مین بازار سخن کو کسی نے ایسا آراستہ نہین کیا تہا۔ اساتذہ قدما کے چالیس
دواوین اول سے آخر تک بغور وفکر مطالعہ کیا تہا۔ اکثر مقام مین اعتراض کرکے حواشی
لکہے۔ گلزار اعظم کے مولف نے اکثر اعتراضات اصطلاحات نقل کیا ہے۔ فقیر مولف رسالت
کی وجہ سے دو ایک مثلہ پر اکتفا کرتا ہے۔ ان کنت مشتاقاً فارجع الیہ۔

اعتراض ماجد بر کلام محمد قلی سلیم

منم آن مرغ کہ دل از چہ طرازست مرا   کہ قفس تنگ تر از جنگل بازست مرا

اس بیت مین بجائے قفس۔ آشیان مناسب ہے۔

رسوائے کوئے عشق چو خورشید محشریم   از بام آسمان فلک افکند طشت ما

اس بیت مین بجائے آسمان فقط خویشتن چاہئے۔ اسلئے آسمان و فلک
دونون ایک ہین۔

اعتراضات ماجد بر کلام مرزا صائب اصفہانی

بیت
خصم سرکش شود از راہ تحمل مغلوب   خاک خاموش بر آرد ز کند آتش را

مصراع اول کا تبدیل کرنا اسطرح مناسب ہے ع ازرہ عجز شود دشمن سرکش مغلوب
اسلئے کہ خاکساری وعاجزی خاک کے مناسب ہے۔ خاک کو خاکساری تعلق ہے۔

مثنوی
شو از نفس این ناتوانی آرا   میدآنجا ایضاً کہ بنیم این جہانی می شود یکسر امید اینجا

مصراع آخر اسطرح ہونا چاہیے ع کہ بینیم ایجہان خواہد شدن یکسر امید اینجا۔

مرا چو رشتہ بمکتوب می توان پیچید ۔۔۔ زبسکہ دوری آن سنگدل گداخت مرا

مصراع آخر اسطرح مناسب ہے ع زبسکہ دوری آن سبز خط گداخت مرا

سہل باشد گر ز آتش رستنے فرہادمن ۔۔۔ ہر رگ سنگی شود چون شمع روشن سنگ را

اس شعر کا تبدیل کرنا اسطرح مناسب ہے ۔

اینچنین باشد گر ز آتش رستنی فرہادمن ۔۔۔ ہر رگے خواہد شدن چون شمع روشن سنگ را

پس ماجد نے ہیطرح اور شعرائے متقدمین و متاخرین کے اشعار پر اعتراضات کیے ہیں اُنکا فیصلہ سخن سنجان انصاف پسند کی رائے پر موقوف ہے ۔ بظاہر ماجد کے اعتراضات بجا ودرست معلوم ہوتے ہیں ۔ گلدستۂ کرناٹک کے مولف نے لکھا کہ ماجد کی توجہ سے اکثر احباب موزون الطبع شاعری کے میدان میں جولانی کرتے تھے اور اُس جادو خیال کے ہم طرح کلام موزون کرکے درجۂ پختگی کو پہنچ رہے تھے لیکن اُس نقاد سخن کی زندگی نے مہلت ندی نہیں تو مدراس میں فن شعر و شاعری کا بازار شاہجہانی عہد کے موافق رونق پذیر وگرم ہوتا ۔ انتہی کلامہ ۔ ماجد ابتدا میں سنی المذہب تہا ۔ آخر میں ذو الفقار علیخان صفا تخلص بخشگو کی مصاحبت کی بدولت مذہب آبائی سے انحراف کیا مذہب امامیہ حلقہ میں شامل ہوا ۔ اور صفا کے اغوا سے اپنے استاد آگاہ سے بہی منحرف ہوا ۔ اور استاد کو اپنی مجلس میں ناخوشی کے ساتہہ یاد کرتا تہا ۔ حضرت آگاہ سنکے صبر کرتے تہے اور زبان سے فرماتے تہے علی حسین ماجد جوان مرگ میں مبتلا ہوگا ۔ اہل مدراس کے نزدیک ماجد کی عزت وعظمت بے انتہا تہی عزیز القلوب تہا لیکن آخر میں انحراف مذہب واستاد کی احسان فراموشی کی وجہ سے عزت وعظمت سابقہ باقی نہیں رہی تہی ۔ امارت ونوابی کے رعب سے بظاہر کوئی فرد افراد انسان سے

انسان سے کچھہ نہین کہہ سکتا تہا - آخر ماجد صاحب ترجمہ عالم شباب مین بعارضہ سہال خونی بتاریخ دوم ذیحجہ سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین اس دار ناپائدار سے بدار القرار آخرت روانہ ہوا شاہزادہ مہیلا پور متصل ہاتی کنڈہ روبروئے مسجد حافظ احمد خان دفن کیا گیا مولانا فائق نے تاریخ کہی

ع امیر الملک ماجد نوجوان رفت - آپکے دو دیوان غزلیات و ایک دیوان قصائد و ایک مثنوی یادگار باقی ہین ۔ ان چارون مولفات مین کبھی تخلص ماجد و کبھی تخلص حسین لکھتا ہے ۔ اور کبھی از روئے خود پسندی و خود بینی نازان ہوتا ہے اور کہتا ہے ؎

نہ زہمسری من بمعاصر در شعر — حرف با موسی و سر خوش بیدل دارم

چو بسم اللہ بود ہر مصرع من تاج دیوانہا — ولہ — کہ میدارد بکام ہمچون من در سخن دستے

من بوارق طبعہ

نخواہد بست مانی نقش خط آن پریرو را		اگر از جوہر آئینہ سازد خامہ مو را
اگر راحت طلب باشی اسیر رنج خواہی شد	ولہ	کہ خفتن برق باشد خرمن عیش زلیخا را
کسے زہم نکند فرق صلح و جنگ را	ولہ	کہ پر ز موج تبسم بود خدنگ ترا
بے اختیار گریہ مستانہ می کنم	ولہ	در کف بیان شیشہ نباشد عنان ما
حسین از بسکہ عشق آن میانم ناتوان دارد	ولہ	نگہ چون طفل اشکم ماندہ در آغوش مژگان را
شمیم مشک از موج ہوا چون نافہ می آمد	ولہ	پریشان کرد شاید شانۂ آن زلف سمن سا را
دہد رنگ قبول آخر سیہ بختی بہ مطلبہا	ولہ	کہ می باشد نہان وقت اجابت در دل شبہا
نشو و نما فروتنی از ما گرفتہ است	ولہ	دارد زمین صفت سر ما جوش نقش پا
آن بحر حسن پیش من آید چو بحباب	ولہ	قالب تہی ز شوق کند دیدہ چون حباب
تا دیدہ است روئے تو ماہی لب آفتاب	ولہ	کردہ است آب آئینہ در ساغر آفتاب

تا جدا از کف هیچگه نگذارد دامان وطن	وله	از شکستن دور باشد تا بود گوهر در آب
شاه جهان عاجزی و خاکساریم	وله	همچو زمین ز نقش کف پایم افسر است
کنون بعشق تو ام کار مشکل افتاد است	وله	که مستی و بکفت شیشهٔ دل افتاد و ست
محفل صاف دلان نیست بسامان محتاج	وله	خانهٔ آئینه نبود به چراغان محتاج
بسکه در سعی هلاک من بیچاره دوید	وله	از نجوم آبله در پائے فلک گشت پدید
خط از رخسار یار گشت پدید	وله	دود گل کرد ز آتش خورشید
چه حرف میزند آن چشم سرمه گون یارب	وله	که هر که رفت به بزمش خموشی می آید
گره بر بند مژگان میزند از اشک چشم من	وله	نگردد محو تا از دل خیال جامه زیبایش
جائے اشک آب عقیق یمنی بارد چشم	وله	تا خیال لب لعل که بدل دارد چشم
عمرے گذشت و چشم بره بسته ام هنوز	وله	یارب برنگ آئینه حیران کیستم
بدل تا گشت روشن شمع عشق آتشین رو	وله	برنگ شعلهٔ جواله پروانهٔ خویشم
گلرخی سرو قدے سیمبری پیدا کن	وله	شبنم آسا بغمش چشم تری پیدا کن
سینه وا کرده چو گل سرخوش ناز آمده	وله	اے منت بنده چه خوش بنده نواز آمده
گر ز آتش بدلت شمع رخی زد ما جد		از چه امروز بصد سوز و گداز آمده
پے تسلیم از خط شعاعی هر سحر ما جد	وله	گذارد بر زمین خورشید پیش یار من دستے
قبا چاک و پریشان زلف مخمورانه می آئی	وله	کجا بودی شب ای مه از کدامی خانه می آئی
چون من از چشم نگارم نه فتادی بچه وجه	وله	آخر اے سرمه تو هم بخت سیاهی داری

مختار - محمد انور خان بهادر

مختار تخلص - محمد انور خان بهادر نام - سیف الملک حسام جنگ خطاب ہے - آپ

نواب والا جاہ کے تیسرے فرزند ہین - آپکی ولادت سنہ ۱۲۶۶ ہجری مین واقع ہوئی - سن شعور کے ابتدا مین کتب درسیہ فارسیہ فن عروض وقافیہ سے فارغ التحصیل ہوئے - آپکی طبیعت لیاقت کے لباس سے آراستہ تہی باوجود امارت شعرگوئی سے دلچسپی رکھتے تھے - کبھی کبھی موزون فرماتے تھے - میر اسمعیل تجدی و میر علی مردان یکدل سے اصلاح لیتے تھے - ذکی الطبع پسندیدہ وضع تھے - خوشنویس تھے فن خطاطی مین کامل تھے - اور فنون سپاگری مین بھی ملکۂ تامہ رکھتے تھے - سادات و فقرا کے ساتھ حسن عقیدت صدق سے پیش آتے تھے - اور بزرگان دین کی خدمت کو اپنی رستگاری و بہتری کا وسیلہ سمجھتے تھے - آپکی ذات جامع کمالات وحسنات تہی - آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے پر ہوتا ہے - آخر آپنے سنہ [illegible] ہجری مین اس سراے فانی سے ملک جاودانی کے طرف رحلت کی - مدراس سے آپکی نعش کو نتہر نگر مین لیگئے والد ماجد مرحوم کی قبر کے قریب دفن کئے - آپکا ایک مختصر دیوان یادگار ہے -

من اشعاره الفارسی

آئین دلبری نبود بے حجاب را — جز رنگ بوے نیست گل نقاب را

وله

من نمیدانم چه افسون خوانده درگوش حباب — بحر در فریاد و حیران دیدهٔ گرداب را

وله

از بس گداخت کاهش هجر تو جان ما — همچو مغز پوست شده در استخوان ما

وله

بسکه ضعف و ناتوانی آشنایم گشته است — جادهٔ از بیطاقتی زنجیر پایم گشته است

وله

رموز پیچ و تاب زلف و را شانه میداند — زبان ناله زنجیر را دیوانه میداند

بود افتادگی آئین معراج مطالبها — بهار خاکساریهای ما را دانه میداند

نقش رخش که بود نهان و سواد چشم — از خون دیده بر در و دیوار می‌کشم

به نیم غمزه توانی که قتل عام کنی — نعوذ بالله اگر غمزه را تمام کنی

معجز - غلام محی الدین

معجز تخلص - غلام محی الدین نام - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپکا مولد و منشا بلدہ محمد پور عرف ارکاٹ ہے آپکی ولادت سنہ ۱۱۳۰ ہجری مین ہوئی - آپ سن رشد و تمیز کو پہنچکے تحصیل علوم و فنون کی طرف متوجہ ہوئے - طبع رسا و ذہن صفا سے علوم و فنون مین استعداد کامل حاصل کی پھر وطن مالوف سے مدراس وارد ہوئے ابتدا نواب شہامت جنگ کی خدمت مین پہنچے - چونکہ نواب صاحب آپکے بزرگان سلف سے واقف تھے عنایت و کرم سے سرفراز فرمایا - نواب کی رحلت کے بعد چند روز حیران و پریشان رہے نواب امیر الامرا بہادر فرزند دوم نواب والا جاہ نے آپکو اپنے فرزند نواب عظیم الدولہ بہادر کی تعلیم کے لئے مقرر فرمایا آپ مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے - جب عظیم الدولہ بہادر مسند نشین ہوئے استاد کو مدد معاش کافی سے سربلند کیا - معجز صاحب جمعہ زاد مشرب تھے - اکثر گوشہ نشین رہتے تھے درس و تدریس مین اوقات عزیز بسر فرماتے تھے - سخن سنجی و شاعری مین فکر صائب و طبع مناسب سے موصوف تھے - آپ کو مولوی باقر آگاہ سے تلمذ ہے - سخن فہم تھے شاعری کے دقائق کو خوب سمجھتے تھے - آخر سنہ ۱۲۰۹ ہجری مین ہشت برین روانہ ہوئے -

من اشعارہ الفارسی

برنگ نغمہ بتار نفس پیچیدم از عشقت		معجز آہ سے ز آثار وجودم کس ندید اینجا
وصل یار خواہی ترک عیش زندگانی کن		کہ این جنس گران بی نقد جان نتوان خرید اینجا
دل آئینہ چون سیماب میلرزد ز بیتابی	ولہ	مبادا شعلہ حسنش ہدہ بباد آبش را
گلشن بنجون طپیدہ تیغ نگاہ کیست	ولہ	بلبل ز آہ شعلہ فشان دادخواہ کیست

علاج ضعف دل من نکرد هیچگهی
شور بیهوده مکن بلبل نالان که بود
از جگر چاک عشاق بتان بیخبر اند
دل رفت و داغ عشق تو در سینه ام گذاشت
ز پا افتادگیها یم بچشم کم مبین هرگز

ز لعل خویش که گلقند آفتابی بود
نرگس آن گل رعنا بشکر خواب هنوز
خبر چاک کتان از دل مهتاب مپرس
اینست در فراق تو ام یادگار دل
که وارد گرد من بر دامن آن ماه رو دستی

مومن - میر مومن استرآبادی

مومن تخلص - میر مومن نام سید شرف الدین سماکی کے فرزند - اور سید فخر الدین سماکی کا خواہرزادہ تہا - مشاہیر سادات استرآباد سے تہا - عالم شباب مین خالوئے بزرگوار کی خدمت مین کتب درسیہ علوم نقلی و عقلی تمام کین - فارغ التحصیل ہونے کے بعد شاہ طہماسپ صفوی کے دربار مین باریاب ہوا - بادشاہ قدردان کے حکم سے شاہزادہ میرزا حیدر سلطان کا اتالیق و ادب آموز ہوا - اور شاہزادہ موصوف کی تعلیم ہی آپ ہی کے متعلق ہوئی - مدت تک صفویہ سلاطین کی ملازمت مین معزز و مکرم رہا - پہر شاہزادہ کا انتقال ہوگیا - معاصرین حساد میر کے اخراج کی فکر مین تہے - میر موصوف عقیل و فہیم تہا تقوی و پرہیزگاری مین بے نظیر تہا - علم معقول مین عدیم المثال تہا - معاصرین نے دہریت و الحاد کے طرف منسوب کیا - اسوجہ سے میر موصوف ایران سے دل برخاستہ ہوکر حرمین شریفین کو بارادۂ حج و زیارت روانہ ہوا - حج و زیارت سے فارغ ہوکر ۹۸۹ ہجری مین عازم ہند ہوا - اوائل محرم سنہ مذکورہ مین گولکنڈہ حیدرآباد دکن مین وارد ہوا - اسوقت سلطان ابراہیم قطب شاہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز تہا - میر موصوف بادشاہ کے دربار مین باریاب ہوا

بادشاہ قدردان نے میر کی بڑی تعظیم و توقیر کی۔ مہمان کی مہمان نوازی عمدہ طرح سے کی۔
منصب مناسب پر مقرر فرمایا۔ میر موصوف فاضل متبحر تھا اُسوقت اکثر طلبہ و علما میر کے
خدمت مین مستفید ہوتے تھے۔ میر بھی شوق سے درس و تدریس مین مشغول رہتا تھا۔ چند روز
کے بعد سنہ مذکورہ مین بادشاہ موصوف نے عالم فانی سے رحلت کی۔ اُسکے بعد سلطان
محمد قلی اُسکا خلف الصدق تخت نشین ہوا۔ سلطان جدید نے میر موصوف کو عہدہ وزارت
و وکالت مطلق پر مقرر فرمایا۔ اور کل امور سلطنت کا مختار کل بنایا۔ اور آپ لہو ولعب مین
مشغول ہوا۔ یاران ہم مشرب کے ساتھہ سیر و شکار مین مصروف ہوا۔ میر موصوف ریاست کے
سفید و سیاہ کا مختار و مالک تھا۔ جو چاہتا تھا سو بجا لاتا تھا کسی کی روک ٹوک نہین تھی
مگر میر موصوف مستقل مزاج و دیانت دار متقی و پرہیزگار تھا۔ ہمیشہ رعایا کا خیر خواہ تھا
امور ریاست مین ہمہ تن مصروف رہتا تھا نہایت جانفشانی و دلسوزی سے ریاست کے
کامون کو انجام دیتا تھا۔ رعایا کے حقوق کی بڑی حفاظت کرتا تھا۔ اُنکی جان و مال کی نگرانی
مین پوری دلدہی کرتا تھا۔ رعایا کیا امیر و کیا فقیر سب خوشحال و فارغبال تھے کسیکو
کسی سے شکایت نہین تھی۔ میر موصوف باوجود عہدہ وزارت و شان حکومت ہر کس و
ناکس کے سامنے نہایت تواضع و خاکساری و کسر نفسی سے پیش آتا تھا۔ غرور و تکبر کو اپنے پاس
نہایت حقیر و ناچیز جانتا تھا۔ میر کے زمانہ وکالت مین ایران و توران کے ہزارہا علما و فضلا
دکن مین آئے اور میر کے توسل سے عہدہائے جلیلہ پر مقرر ہوئے حجاج و زائرین بھی جوق
جوق آئے میر کی سفارش سے مالامال و فارغ البال ہوکر اوطان مالوفہ کو روانہ ہوئے
اور میر موصوف مقامات عظام مین ہزارہا روپیہ بھیجتا تھا۔ کربلائے معلی و نجف اشرف
و مشہد مقدس وغیرہ مقامات کے مجاورین و خوادم کے لئے وظائف مقرر کر دیئے تھے

سالانہ کل وظائف معتمد آدمی کے ہاتہہ سے روانہ کرتا تہا۔ میر کی مزاج مین تعصب نہین تہا
فریقین کے ساتہہ شیر وشکر تہا۔ کیا شیعہ کیا سنّی ہر ایک فریق کے معزز شخص کو معزز و مکرم
رکہتا تہا۔ اکثر حیدرآباد مین اُسوقت مشائخ سنی المذہب تہے اُن کی بڑی تعظیم و توقیر
کرتا تہا۔ علی ہذا لقیاس علمائے امامیہ کی بہی بڑی عزت و آبرو کرتا تہا۔ میر موصوف کے
زمانہ مین امن و امان تہا۔ کہین شور و شر نہین ہوتا تہا۔ یہہ میر کی خوبی تہی۔ میر موصوف
ہمدرد قوم تہا۔ اُس زمانہ مین دیار و امصار سے اکثر اہل کمال اس ملک مین وارد ہوتے تہے
شہر مین مسافر خانون وغیرہ مقامات مین جہان موقع پاتے تہے فروکش ہو جاتے تہے۔ بمصداق
اذا جاء اجلہم لا یستاخرون۔ ابہی کامیاب نہوے تہے کہ مسافر عدم ہوے اُن بیچارے غربا
کی تجہیز و تکفین پوری طور سے نہین ہوتی تہی اور دفن و غسل کا برابر بندوبست نہین ہوتا تہا
میر موصوف نے چند بیگہ زمین افتادہ خرید کی۔ اور اُس زمین مین جو کچہہ جہاڑی تہی اُسکو
کٹوادیا۔ صاف و ہموار میدان بنوایا۔ اور کئی لاکہہ ہون خرچ کرکے کربلائے معلی کی خاک پاک
چند جہاز مین بہرواکر منگوایا اور اُس میدان ہموار کو تا بقدر آدم کہدوایا اور مٹی کو نکلوایا
اُس مٹی خارج شدہ کی جگہہ کربلائے معلی کی خاک پاک کو ڈلواکر اُس میدان محفوظ کو معمور
کردیا۔ اور اُس مقام مین ایک عمدہ حمام و باورچی و مسجد و حوض بہی بنواکے خالصاً لوجہ اللہ
الکریم وقف کردیا۔ اور سو غلام و کنیزک خرید کے اُنکو بہی ضروری مسائل کی تعلیم دیکر
آزاد کردیا اور اُنکو سرکار کی طرف سے معاش و انعام مقرر کردیا۔ غلام و کنیزک مین
آدہے شیعہ اور آدہے سنی تہے اب بہی بدستور غسالون مین ادہے سنی اور آدہے شیعہ
مین گویا ہمارے قول کی تصدیق کا محضر ہے۔ اور یہہ خدمت اُن کے تفویض تہی کہ
جہان میت ہو وہ میت کا غسل و کفن اپنے ہاتون سے کرین اور کسی سے کچہہ سوال نکرین

اُسوقت سے حیدرآباد دکن مین غسالی قائم ہوئی۔ اُنہین کی اولاد بڑہتے بڑہتے غسالون کی ایک قوم ہوگئی۔ بیچارے غسالون کے خاندان کثیر ہونے کی وجہ سے وہ جو وظائف قدیمہ تہے کافی نہین ہوتے ہین اور جو انعام قطب شاہیہ تہے وہ بہی انقلاب زمانہ سے سرکار مین ضبط ہوگئے اب بیچارے غسالون کی گذر اوقات مردہ شوئی وکفن دوزی پرہے اہل شہران کے ساتہہ خوب سلوک کرتے ہین۔ ابتک میرمومن کا یہ فیض حیدرآباد مین جاری ہے اور آئندہ بہی رہیگا۔ اور وہ مقام وقف شدہ موسوم بدائرہ میر موجود ہے۔ اسمین ہزارہا علما وفضلا اور امرا و وزرا معمور ہین۔

میر موصوف علم جفر ونجوم وعملیات مین بہی مہارت رکہتا تہا۔ صاحب گلزار آصفی نے ایک نقل لکہی ہے ہم یہان اُس نقل کو مختصر کرکے لکہتے ہین۔ اہل دربار سے ایک امیر گہر گیا۔ درباری لباس اُتارا یکایک اُسوقت ایک سانپ کا بچہ نظر آیا۔ امیر نے اُسیوقت مار ڈالا۔ سانپکے مارتے ہی امیر کے تمام جسم مین جلن شروع ہوگئی۔ آخر امیر سوزش کی برداشت نہ کرسکا ایک حوض جو مکان کے صحن مین تہا اُسمین کود پڑا۔ اور غائب ہوگیا جو لوگ حوض کے کنارے تہے سمجہے کہ امیر مذکور حوض مین غرق ہوگیا۔ اُن کے اعزہ آئے حوض مین تلاش کئے امیر مذکور کا نشان نہین پایا نہایت پریشان ہوئے۔ کسی نے کہا کہ میر مومن صاحب کی خدمت مین جاؤ۔ اور اون سے یہہ سب معاملہ بیان کرو وہ ضرور کچہ کرینگے امیر مذکور کے بہائی میر موصوف کی خدمت مین گئے۔ اور تمام واقعہ بیان کیا۔ میر نے تین ریزہ سفال پرکچہہ نقش لکہہ کر دیا اور فرمایا ایک نقش حوض مین ڈالدو اور ایک پہر تک انتظار کرو ضرور امیر نکل آئیگا۔ اگر نہ نکلے تو دوسرا نقش ڈالدینا۔ پہر ایک گہنٹہ تک تامل کرنا اگر آجائے فہو المراد نہین تو پہر تیسرا نقش ڈالنا۔ امیر موصوف کے بہائی حسب ارشاد میر اولاً ایک نقش ثانیاً دوسرا

نقش۔ نا لثا تیسرا نقش ڈالا۔ تیسرے نقش میں امیر غائب شدہ حوض میں نمودہوا۔ سب نے اُن کو حوض سے باہر نکالا گھنٹہ دو گھنٹہ کے بعد ہوش آیا سب نے اُس امیر سے واقعہ پوچھا اُس نے بیان کیا کہ میں جب حوض میں کودا مجکو اُسوقت اندر دو زبردست شخص پکڑ کر ایک ویرانہ جنگل میں لیگئے اور وہان سے بادشاہ کے دربار میں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ جوانون نے کہا تونے جو سانپ مارا وہ جن تھا۔ بادشاہ کی بہن کا بیٹا تھا میں نے دربار میں بادشاہ کو دیکھا اُس کے سامنے ایک بوڑھی صاحبہ پریشان حال کھڑی ہوئی ہے اور کہہ رہی ہے کہ میرے بچے مقتول کا قصاص ہونا چاہئے۔ بادشاہ نے ہمشیرہ کی خاطر سے میرے قتل کا حکم دیا اور مجکو جلادون کے سپرد کیا۔ جلاد مجکو قتلگاہ پر لیجا رہے تھے کہ یکایک بادشاہ کے دو ہرکارے پہنچے اور کہا مجرم کو واپس لیچلو پھر مجکو دربار میں واپس لیگئے۔ اُسوقت بادشاہ نے بہن کو سمجھایا کہ معاف کردو میر مومن اس بیچارے کی سفارش کرتے ہیں۔ مگر عورتون کا ہٹ مشہور ہے وہ نہیں مانی۔ پھر بادشاہ نے قتل کا حکم دیا۔ اسیطور جلاد لئے جاتے تھے کہ پھر ہرکارے آئے اور کہا مجرم کو واپس لیچلو۔ پھر مجھے واپس لیگئے بادشاہ نے ہمشیرہ کو سمجھایا مگر وہ نہ مانی۔ پھر حکم دیا دربار سے باہر نہیں نکلے تھے کہ ہرکارے دوڑے اور بادشاہ نے فرمایا کہ ہمشیرہ کو نکالو اس ایک کے لئے میری تمام رعایا اور ریاست برباد ہوتی ہے۔ جاؤ اس مجرم کو جہان سے لائے ہو وہان پہنچادو۔ اُسیوقت مجکو بادشاہی سپاہیوں نے یہان حوض میں پہنچادیا۔ میں کنارہ پر نکل آیا۔ آپ سب حاضرین نے مجکو حوض سے باہر نکالا۔ اُسوقت تمام اہل دربار و بادشاہ ورعایا کو معلوم ہوا کہ جناب میر موصوف عامل کامل ہیں۔

حدائق السلاطین میں لکھا ہے کہ آپ موزون الطبع وخوش فکر تھے کبھی کبھی شعر موزون کرتے تھے

آپ صاحب دیوان تھے آپکا دیوان قصائد و غزلیات و رباعیات سے آراستہ ہے انتہی کلامہ
اور فرشتہ نے بھی لکھاہے کہ آپ شاعر بے نظیر تھے۔ دو ایک غزلین بھی بطور نمونہ
بیان کیاہے ہم دونون کتابون سے آپکے اشعار ذیل مین ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ کلام
صاف و شستہ ہے استعارہ و کنایہ سے پاک ہے ہان شاعرانہ تشبیہ مبالغہ سے خالی نہین ہے
تذکرہ علما مین لکھاہے کہ آپنے حدیث و ادب مین مولانا سید علی الملقب نور الدین
الموسوی شوشتری سے اجازت و سند حاصل کی ہے۔ اور آپکی تصنیف سے کتاب رجعت ہے انتہی کلامہ
آپنے دکن مین شادی کرلی تھی۔ آپ صاحب اولاد تھے۔ آپکے صاحبزادے قطب شاہیہ سلطنت
مین معزز عہدون پر مامور تھے بادشاہ کی طرف سے صاحب انعام و اکرام تھے۔ زمانہ کے انقلاب
سے خاندان مین تغیر و تبدل بدرجہ ہوا کہ نہ وہ انعام رہا نہ وہ منصب اکرام۔ فی الحال میر موصوف
کے خاندان مین ایک لڑکا جوان صالح مسمی میر حیدر علی استرآبادی حیدرآبادی موجود ہے
نواب خانخانان نظام یار جنگ بہادر کی سرکار مین مختصر ماہوار منصب پر ممتاز ہے۔ نواب صاحب
قدردان مین خاندان اسلاف کا لحاظ کرکے میر حیدر علی کے ساتھہ ہمدردی و اعانت فرماتے
ہین۔ اللہ تعالی نواب صاحب کو جزائے خیر دارین مین عطا کرے آمین ثم آمین۔
آخر میر صاحب موصوف بعارضہ بخار بسرسام سنہ ۱۰۳۴ ہجری مین اس عالم خاک سے عالم پاک
کی طرف رحلت گزین ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ملا خاتون نے جو فاضل کامل
شاگرد بہاء الدین عاملی تہا اور میر صاحب کا مصاحب اکثر اوقات مطالب علوم حکمیہ و
مسائل نظریہ مین میر موصوف سے استفادہ کیاہے۔ خود ملا مدعی تہا کہ مین آپکا شاگرد ہون
آپکی رحلت سے سخت غمگین ہوا۔ آپکی رنج و الم مین ایک مرثیہ لکھا اور اُس مین تاریخ
رحلت بھی کہی وہ یہہ ہے ؎

تاریخ رفتنش طلبیدم زعالی	گفت بجواز رفتن عیسیٰ بآسمان
	۱۰۴۳

مرثیہ کا مطلع

مضی واعظم مفقودٍ فجعت بہ   من لا نظیر لہ فی الناس یخلفہ

قصیدہ بہت طویل ہے۔ ہم نے بوجہ طوالت ایک ہی شعر پر اکتفا کیا۔

حسب نصیحت میر مرحوم دائرہ مین مدفون کئے گئے۔ پس ماندون کا ارادہ تہا کہ میر کی لاش کربلائے معلیٰ روانہ کرین مگر نصیحت کی وجہ سے سبّے اس ارادہ کو فسخ کیا۔ میر نے دائرہ کو کربلائے معلیٰ کا ایک قطعہ پر فضا بنا دیا تہا اسی وجہ سے یہین دفن کرنیکی وصیت کی میر کی قبر پر بادشاہ کے طرف سے مختصر گنبد پختہ بنایا گیا۔ وہ ابتک موجود ہے۔ اسپر آیات قرآنی وادعیہ ماثورہ کے کتبے بہی موجود مین قبر سنگ سیاہ صاف سے بنی ہوی ہے۔ واقعی لکن کیا ہند مین دائرہ کی جگہ سے بڑہ کر کوئی جگہ متبرک نہین ہے۔ اُس شخص کے زہے نصیب جو دائرہ مین مدفون ہو۔ میر نے دائرہ کی زمین وقف کردی تہی عام اجازت تہی کہ سنّی وشیعہ کی کوئی تخصیص نہین تہی۔ ابتدا مین اکثر شیعہ وسنّی برابر اسمین دفن ہوتے گئے مین بعد مین کئی ایسے اسباب واقع ہوئے کہ وہ مقبرہ خاص امامیہ کے نام پر منسوب ہوا۔ اولاً یہہ کہ اسمین کوئی مقام ایسا نہین ہے کہ جہان دس دس بلکہ زیادہ مدفون نہوے ہون۔ بالشت دو بالشت بہی جگہ خالی نہین رہی۔ اس وجہ سے لوگ جدید مقام تلاش کرنے لگے۔ دوسرے بعض متعصبین لوگون نے جہلا کے خیال مین جما دیا کہ یہہ مقبرہ خاص امامیہ کے ہی لئے ہے اسوجہ سے بہی امرائے ذی استطاعت جدید مقبرے قائم کرنے لگے۔ دائرہ مین کسیکو ممانعت نہین ہے اب بہی جو سنّی غریب ومسکین ہین اُسی دائرہ مین دفن ہوتے ہین۔ میرے نزدیک ہم دونون فریق کو باہدیگر شیر وشکر ہونا چاہئے۔ اور طرفین کے تعصب کو بالائے طاق

رکھنا چاہئیے ۔ من عمل صالحاً فلنفسہ الخ پر عمل کرنا چاہئیے ۔ باہم نفاق رکھنے سے ضرر اٹھاتے ہیں ۔ اب ہم اس سے زیادہ کہنا نہیں چاہتے ہیں ۔ صرف اس کلمہ پر العاقل تکفیہ الاشارہ پر اکتفا کرتے ہیں ۔ من اشعارہ الفارسی

عاشق آن قدر کجا دارد کہ گردد گرد دوست
زپیچ زلف تو پیچیدہ در سرم دودی
خوشم کہ در دل من عشق مدعا نگذاشت
چہ آفتی تو ندانم کہ در جہان امروز
کمینہ مرتبہ عشق عشق مجنون ست
یکروز بود صحبت عالم ہمہ یکروز
مردیم و ہیچکس بسر خاک ما نگفت
دولت وصل نخواہم رست واں
شدم از عشق تو دیوانہ و این می بایست
گفتہ ہر کہ دم از عشق زند می کشمش
بتو ہر کہ بود یکدم دل داغدار دارد
اثر ملاحت او من زخم خوردہ دانم
عالم شگفت و خاطر ما ناشگفتہ ماند
شرمندہ ام کہ غنچہ نژ مردہ دلم
شب جلوۂ او غیرت صد حور و پری بود
با جذب زلیخا نتوانست بر آمد

ما نیز ہم عاشق بلبل و پروانہ را
ولہ کہ سوخت جان ملائک رشک مجمر ما
مرا بہوالہوسیہای خویش وا نگذاشت
محبت تو دو کس با ہم آشنا نگذاشت
ولہ محبتی کم ازین داخل محبت نیست
ولہ زا نروی قیامت بزبانہا ہمہ فرداست
ولہ کای مردہ شاد باش کہ فردا قیامت ست
ولہ آسان در خواب گو یا بودہ ست
ولہ حسن پر شور تر از عشق چنین می بایست
جان فدایت کہ مرا نیز ہمین می بایست
ولہ کہ بغیر داغ چندی ز تو یادگار دارد
کہ نمک فشان ہمہ شب بلم گذار دارد
ولہ گلزار مہر و باغ وفا ناشگفتہ ماند
با صد ہزار سعی صبا ناشگفتہ ماند
صد حور و پری بندہ جلوہ گری بود
یعقوب کہ مستغرق مہر پدری بود

مجنون بره عشق نکو رفت ولیکن | وله | از معرکه بیرون ننهد نقش بجگری بود

زد ور پرتو حسنت بدل چنان تابد | وله | که آفتاب جهانتاب از آسمان تابد

تویی که حسن ترا کمترین اثر اینست | | که آفتاب تو در مغز استخوان تابد

هر سحر گلشن بخون غلطید و بلبل خون گریست | وله | زان شبیخونها که حسنت بر گل سیراب زد

رهد صد کاروان مصر چین برباد در یکدم | وله | نسیمی گاو زد باد صبا زان جعد گیسویش

بخود میل دلی از جانب لدا رفهمیدم | وله | آگهی خبر باشد یاری از ایا رفهمیدم

خدارا بگذری بر تربت مومن کزان مسکین | | بوقت جان سپردن حسرت بسیار فهمیدم

از دیدنت بفیض دو عالم رسیده ایم | وله | ای دوست تا ترا نچو اغیار دیده ایم

صبر و سکون کجاست بملک نیاز و ناز | وله | از حیرت است گر نفسی آرمیده ایم

معجز نار خلیل و فیض آب زندگی | وله | از دل برآتش از چشم پر نم یافتیم

یک نفس مومن اگر از دوست غافل گشته | وله | زین گنه تا یک نفس باقیست استغفار کن

اے صید دست و بازده عذر گنه بخواه | وله | گستاخی بخدمت صیاد کرده

ز سینه تا رسدم بر لب دهن ناله | وله | هزار جا شنیده ز ضعف تن ناله

ز نالهای تو همین بر لبست کز دل نیز | | بگوش می‌رسد از چاک پیرهن ناله

بسمک ابدأ یا منک بدا بسم الله | وله | ای یاد تو ز هر درد دوا بسم الله

ذکر تو در همه حال دل مشتاق ترا | | آنچنان خوش که در آغاز دعا بسم الله

من چون شوم ببزم طرب همدم کسے | وله | دارم غمی کسے که ندارد غم کسے

کردیم قطع یاری یاران که پیش دوست | | نامحرم است هر که بود محرم کسے

گذشت عمر گرامی بغفلت عجبی | وله | بغفلتے عجبی و بسر عتی عجبی

مقدمات که ترتیب یافته در همه عمر نتیجهٔ همه گردیده حسرت عجبی

رباعیات

این عمر بباد نوبهاران ماند این عیش بسیل کوهساران ماند
زنهار چنان بزی که بعد از مردن انگشت گزیدنی بیاران ماند

ولە

از چرخ چو بر زمین بلا میریزد رنج و غم و غصه جابجا میریزد
گر حصه ما پیش رسد دوری نیست بر عضو ضعیف درد ها میریزد

ولە

غم نیست که دل جنون فاشی دارد گر بیخبری خوش انتعاشی دارد
سودای ترا بهردو عالم ندهد دیوانه ما عقل معاشی دارد

ولە

گر مرد رهی دلا ز محنت نجهی مردانه ز کف دامن همت ندهی
گر زیستن خویش چو مردان خواهی منت نکشی ز کس و منت ننهی

ولە

شاد با نیست بندهٔ غم ما عالم دگر است عالم ما
چندانکه بعشق در سرشتند بلا ای خوشا روزگار درهم ما
شکر درد تو چون کنیم که هست داغ بالای داغ مرهم ما
شاه اقلیم درد و غم مائیم ملک هجران سواد اعظم ما
تمکین آن دو دیده خوش نگین است کم ز کوثر مگیر زمزم ما
پایه بیضای وصل گور فراق گشته ثعبان آتشین دم ما
غمگساری از و مجو مومن غم ما از کجا و بیغم ما

ولە

خدایا وارهان از شور بختی دلفگاران را گلستان کن بیک باران رحمت شوره زاری را
شدم پیر از غمت غافل مشو از روزگار من که من بر باد شوقت داده ام خوش روزگاری را

بہ پیوستہ با ناسازگاران سازگاری کن | کہ باشد سازگار خود کنی ناسازگاری را
خاری برخارم مپید ہر گردون زبیک مستی | چہ خوش بودی کہ دادی مستی ہم سرخارے را

بہ تلخی جان دہ و کمتر حدیث درد گو مومن
چہ غم از تلخی ناکامئے ناکامگاری را

بسجدہ وارد دلم بر شکوہ لاف صبر و طاقت را | نیارم با کمال عجز ابن اظہار قدرت را
ز بیم آنکہ ہر سو سر کشد صد شعلہ زشکوہ | بصد خون جگر پنہان کند دل آہ حسرت را
ز خونین داغہائے من فلک را نازد و فہیا یاد | کہ خوش آبے دورنگی دادہ گلزار محبت را
نسیم لطف جانان کم نشد اے باد سحرگاہے | مدد کن تا بجوش آریم دریا ہائے رحمت را
چہ عہدے بود عہد وصل جانان بہر جان تاری | دریغا ماندانستیم بدل قدر فرصت را
فدائے رسم عادت سوز خود گردم کہ در عہدش | عجب نیرانہ دیدم سہرائے رسم و عادت را
بشرمت گر زمن بیتابئے سر راز و بگذر | پریشان داشت طرح وضع صحبت مغز طاقت را
اگر اینست مومن صحبت ہجران کہ من دیدم | بہ بزمش خون خورد بیرون مبا بگذار حیرت را

مہربان میر عبدالقادر اورنگ آبادی

مہربان تخلص ۔ میر عبدالقادر نام اورنگ آبادی المولد ۔ سید صحیح النسب والحسب ہے آپکی نسب بائیس پشت مین حضرت امام علی موسی رضا علیہ السلام سے منتہی ہوتی ہے ۔ آپکے بزرگون مین بعض نیشاپور سے ہند مین آئے مقام کنتور صوبہ اودہ مین متمکن ہوئے ۔ قاضی محمد کنتوری جو اصل سادات و خلفائے شاہ بدیع الدین مدار سے تھے ۔ آپکے اجداد مین تھے آپکے جد سید محمد حنیف بن سید امان اللہ کنتوری نے اپنے ماموں ملا قطب الدین سہالوی سے

تحصیل علم کرکے عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین ملازمت و منصب مناسب حاصل کیا سنگمنیر کی
وقایع نگاری و بخشی گری پر مامور ہوا۔ اس خدمت سے معزول ہونیکے بعد روضہ منورہ خلد آباد
کی قضاءت پر مقرر ہوا تا آخر حیات خدمت پر مامور رہا۔ بعد ازان آپکے والد یا جد سید محمد شریف
المخاطب شریف الدینخان مقرر ہوئے اور شاہ نظام الدین نگرامی اورنگ آبادی المتوفی سنہ ۱۱۴۲ ہجری
کی دختر نیک اختر سے شادی کی۔ آپ بھی موزون الطبع تھے کبھی کبھی بتقاضائے موزونی طبع
یکدو بیت موزون فرماتے تھے اور شرافت تخلص کرتے تھے۔ مہربان کی ولادت سنہ ۱۱۵۱ ہجری
مین شہر اورنگ آباد مین واقع ہوئی۔ تاریخ ولادت {ولادت عبد القادر مہربان} ہے
اور بعض نے جو سنہ ۱۱۴۳ ہجری لکھا لا اصل لہ کیونکہ خود مہربان نے اپنی تالیفات مین سنہ ۱۱۵۱ ہجری
بیان کیا ہے۔ سن شعور و تمیز مین تھوڑی مدت مین قرآن شریف حفظ کیا۔ اور کتب درسیہ
عربی و فارسی جناب میر غلام علی آزاد کی خدمت مین تمام کین اور فن شعر مین بھی میر موصوف سے
تکمیل کی۔ اور علوم غریبہ نجوم و جفر و تکسیر مین بھی لیاقت و مناسبت حاصل کی تھی۔ اولا والد
بزرگوار کا مرید و خلیفہ ہوا تھا۔ سہروردیہ و چشتیہ طریقہ کی خلافت و اجازت پائی تھی۔ آپکے والد
مولانا شاہ فخر الدین دہلوی سہروردی الچشتی کے مرید و خلیفہ تھے اور بعد مین بلا وساطت
والد اپنے حقیقی ماموں مولانا موصوف سے خلافت حاصل کی۔ عالم فاضل ادیب کامل
جامع غرائب ہر فن شاعر شیرین سخن تھا۔ رنگین خیال فصیح زبان و شیرین مقال سحر بیان تھا
رسائی فہم وجودت ذہن سے موصوف کاوش و سرعت درک مین معروف تھا۔ اقران و امثال
مین عدیم المثال۔ ارباب کمال مین سر آمد کمال تھا۔ اور والد کی وفات کے بعد روضہ خلد آباد
کی موروثی خدمت قضا پر مامور ہو کے زندگی بسر کرتا تھا۔ اور درس و تدریس و مطالعہ کتب
تفسیر و حدیث مین مشغول اور طالبین و مریدین کی ہدایت و ارشاد مین مصروف رہتا تھا۔ اور

آخر مین شاہ فخر الدین اورنگ آبادی ثم دہلی کی صحبت مین مستفید ہوا۔ تکمیل کے بعد طریقہ قادریہ وغیرہ طرق کا خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ اور نواب آصفجاہ ثانی کے وزیر رکن الدولہ کا مصاحب تہا۔ وزیر موصوف مہربان کے حال پر مہربان تہا۔ لچھمی نراین نے گل رعنا مین لکہا کہ ابتدا مین رنگین تخلص کرتا تہا۔ اور میر ضیاء الدینخان اورنگ آبادی بہی رنگین تخلص رکہتا تہا۔ میر موصوف نے مہربان سے درخواست کی کہ آپ یہہ تخلص مجکو دیجیے اور اپنا تخلص دوسرا قرار دیجیے۔ مہربان نے ایثار تخلص اختیار کیا۔ پہر میر غلام علیصاحب آزاد نے مہربانی سے مہربان تخلص عطا فرمایا۔ فی الحال شعر عربی کی مشق کرتا ہے انتہی کلامہ۔ نظم مین متعدد رسائل لکہے۔ کحل الجواہر فی مناقب شیخ عبد القادر۔ پندرہ ہزار بیت۔ دیوان قصائد مناقب دو ہزار بیت۔ وقائع کربلا دس ہزار بیت۔ نثر مین بہی کئی رسائل تالیف کئے۔ مرآت الشہود میر فخر الدین ترمذی کے حال مین سات ہزار بیت۔ عجایب المثال فی تجدد الامثال و ہزار بیت ومناقب مرتضوی تیرہ ہزار بیت۔ و فخر الوظائف شرح تہذیب للطائف۔ لطائف سنہ و اذکار کے بیان مین سولہ ہزار بیت۔ و دیوان غزل پانچہزار بیت۔

نتائج الافکار کے مولف نے لکہا کہ سنہ ۱۱۹۹ ہجری مین اورنگ آباد سے مدراس گیا اور اہل مدراس کو علوم ظاہری و باطنی سے مستفید کیا۔ نواب والاجاہ رئیس کارناٹک مدراس نے آپکی بلحاظ شرافت و فضیلت بڑی تعظیم و تکریم کی۔ اور حسن اعتقاد سے ہمیشہ آپکے ساتہہ مراعات شائستہ فرماتا رہا اور آپکے لیے ایک خانقاہ واقع میلاپور تعمیر کرادی۔ اور وظیفہ باحتاج بہی مقرر کردیا تہا آپ مدۃ العمر خانقاہ مین رہے طالبین و مریدین کو علوم ظاہر و باطن سے فیض پہنچاتے رہے آخر سنہ ۱۲۲۱ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو رحلت کی اور خانقاہ مذکورہ مین مدفون ہوئے انتہی کلامہ۔ اور مدراس مین آپکے خلفا و مریدین بیشمار ہیے۔ ابتک وہان آپکا سلسلہ

جاری ہے۔ جو مشائخ آپکے سلسلہ اولاد و آل مین ہین فخری لقب سے مشہور ہین۔ چونکہ آپ پیر کے تعلق و نسبت کی وجہ خود کو ملقب بفخری مشہور کرتے تھے۔ اور بعض اہل مدراس مشائخ فخری کو منسوب بفخر الدین ترمذی انتساباً خیال کرتے ہین۔ ہمکو تذکرون اور تواریخ سے اس امر کا کہین ثبوت نہین ملا۔ ہم صرف شہرت پر اعتبار نہین کر سکتے والعلم عند اللہ۔ مہربان صاحب دیوان و تصنیفات تھے۔ اکثر رسائل تصوف مین اور بعض تذکرے بھی لکھے چنانچہ ہم نے رسائل کی فہرست صدر مین لکھی ہے اب آپکے دیوان سے اشعار ذیل ہدیۂ ناظرین کرتے ہین

من اشعارہ الفارسی

حرفے گذشت از کمر شوخ زبان ما ۔۔۔ سودا رشد چو کلک مصور زبان ما

وله
ہلاکم کرد داغ حسرت باغ نگاہے ۔۔۔ بجائے سبزہ از خاکم شود شاخ چنان پیدا

وله
صبا آہستہ پا بگذر در کوئے او افتادہ ۔۔۔ کہ ہست از چشم نازک مزاجان فرش راہ آنجا

وله
ہر زبان ہنم عتاب آلودہ چشم یار را ۔۔۔ بیدماغیہاست لازم مردم بیمار را

وله
پریشان می شود ہر کس وارد فکر تعبیرش ۔۔۔ نمیدانم سر زلف کرا دیدم بخواب امشب

وله
سیر ما ہم وادی رشتہ جمع خواہم نشاط ۔۔۔ گشت شیرازہ دلم راز رگ پان امشب

وله
چہ امر پیش تو اظہار مدعا نکنم ۔۔۔ تو بیدماغ نہ خاطرم پریشان نیست

وله
تا صدا از اظہار پیغامش دل اشنا کن ۔۔۔ خندہ داری بلب چیزے نگر فرمودہ است

وله
دل دادن از برائے نگاہے گناہ ما ۔۔۔ دل بردن و نگاہ نکردن گناہ کیست

وله
ز عشق درد سر دارم دگر ہیچ ۔۔۔ خیالے آن کمر دارم دگر ہیچ

وله
دوش در بتکدہ دشمن ایمانے چند ۔۔۔ در ربودند دل و دین مسلمانے چند

وله
بارہا خوردیم زخم و تشنگی باقی ہنوز ۔۔۔ تا چہ مقدار آب شمشیر تو قاتل شور بود

وله — بلائے گردش چشم تو داد دردسرم — تو جام بادہ کشیدی مرا خمار آمد

وله — دوستان شب میرود حرفے ازان گیسو کنید — خشک شد مغزم علاجش از گل شبو کنید

وله — وصف خسار کسی کردم نفس گلزار شد — نکهت فردوس می آید دہانم بو کنید

وله — خنجر دست نگارین که قتلم کردہ است — در کفن بوئے حنا می آید از خونم هنوز

مردیم و بیقراری دل نیست کم هنوز — چو گرد باد می کند این خاک رم هنوز

وله — ارا آبا ز روئے نگاہے چه میکشی — بیرحم این مشابه غلام حیا مباش

صدف هم که با بر گهر فشان نازم — بود چو آئینه ام آبرو ز جوهر خویش

وله — می کند در دیده من اشک آتش فام رقص — نغمه چون بسیار گرم افتد کند در کام رقص

وله — نه پنداری که خط گل کرد بر پیراهن عارض — غبار ناتوانان دست زد بر دامن عارض

وله — جا فروتن می تواند یافتن بالائے چشم — از خم ابروئے جانان یافتم قدر رکوع

وله — یاد چشم و روئے اوائے مهربان بس میکند — از بهار نرگس سیر چمن دارم فراغ

وله — تا تو گفتی اے ستمگر خنجرے دارم بکف — گفت از خود رفته من هم سرے دارم بکف

وله — چو گل لبریز زخم خون ناب ساکنی دارم — شدم تصویر بسمل اضطراب ساکنی دارم

بخود گفت لعالم کیست سامان چمن دارد — دل صدپارہ من در جواب آمد که من دارم

نیم اے مهربان در غربت از رنج سفر فارغ — برنگ بوئے گل اندازغربت در وطن دارم

وله — ندارم چارہ گر زرق از لبم چو آسیا ریزد — تلاش نوکری چندانکه می بایست من کردم

وله — محتاج چراغے بنود مشت غبارم — چون کاغذ آتش زدہ خود شمع مزارم

وله — بر سر لوح مزار ما گل نرگس زنید — ما شهید تیغ آن چشم خمار آلودہ ایم

وله — بارها دیدی و حال مهربان پرسی ز من — بیمروت در شکایتها زبانم وا مکن

بگرو لعل تو خطِ منیت بلکہ کلک قضا		ولہ	بہائے بوسہ رقم کرد در خط ریحان	
بیدماغ از سیرِ باغم ہمتے دارم بلند		ولہ	کشتۂ رفتارِ یارم نیستم شیدائے سرو	
اینقدر ہا دیدنِ آئینہ ظالم خوب نیست		ولہ	میتوان کردن نگاہِ ناز بردل گاہ گاہ	
داغم زدست آن گل بیرحم کاشکے		ولہ	برہر برگ لالہ نامہ ام انشا کند کسے	

ممتاز - محمد بہادر خان برہانپوری

ممتاز تخلص - محمد بہادر خان نام برہانپوری المولد ہے - آپکی نسب کا سلسلہ یوسف خان چک کشمیری سے منتہی ہوتا ہے - سخن گوئی و سخن فہمی مین ممتاز نواب آصفجاہ ثانی کی خدمت مین منصب جاگیر سے سرفراز تہا - نواب معین الدولہ بہادر ایلچپور ناظم اورنگ آباد کا مصاحب وجلیس تہا - اور آزاد بلگرامی کے معاصرین سے تہا - آخر ۱۱۹۶ھ ہجری مین فوت ہوا

منکلامہ

چون کمال از صید ما را حاصلے منظور نیست	ولہ	از برائے دیگران ہست انچہ می کوشیم ما	
دل بہ بیداد فلک خود دادہ ایم	ولہ	از ازل این دانہ نذر آسیا ست	
جنون طرفہ دارم بیاد گردش چشمی	ولہ	نگیرد جا بآبادی نگنجد دربیابانے	
حرص جمع مال دنیا رہبر راہ فنا ست	ولہ	خویش را از بہر زر بیرحمت قارون مکن	
جزو لائے شیر حق ممتاز دردل جا مدہ		جائے گوہر سودۂ الماس معجون مکن	

منت - میر قمرالدین دہلوی

منت تخلص - میر قمرالدین نام - مشہدی الاصل مین - آپکا تولد قصبہ سونی پت مین ہوا

اور نشو و نما دلی مین پایا۔ سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین علوم و فنون کو حاصل کیا۔ فاضل و مستعد ہوا۔ مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے طریقہ چشتیہ مین بیعت کی جب تک آپ دلی مین تھے تب تک سنی المذہب تھے جسوقت دلی سے لکھنو گئے اُسوقت امامیہ طریقہ اختیار کیا۔ شاعر عالی دماغ و بلند خیال تھا۔ آپکا کلام بلاغت و فصاحت مین ڈوبا ہوا ہوتا تھا۔ لکھنو مین مدت تک امرا مشمول اہل دول کی تعریف مدح مین قصائد لکھے۔ خوب انعام و صلے پائے۔ پھر لکھنو سے کلکتہ گئے گورنر جنرل بہادر کی مدح مین ایک قصیدہ لکھکر پیش کیا۔ ملک الشعرائی کا خطاب پایا۔ گورنر بہادر نے آپکو سفیر کرکے نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی کے خدمت مین بھیجا۔ آپ کلکتہ سے سنہ ۱۲۱۰ ہجری مین حیدرآباد پہنچے۔ دربار آصفی مین باریاب ہوئے ایک قصیدہ بندگانعالی کی مدح مین لکھکر نذر کیا۔ بندگانعالی بہت خوش ہوئے دس ہزار روپیہ عطا فرمایا۔ اور دوسو روپیہ ماہوار منصب مقرر کردیا۔ آپ یہان سے نہایت خوشی و خرمی سے ہند روانہ ہوئے پھر لکھنو مین پہنچے راجہ ٹکیت رائے کے مصاحب ہوئے چندے روز قیام کرکے اُنچاس برس کی عمر مین بتقریب سیر لکھنو سے کلکتہ گئے وہان پہنچتے ہی سنہ ۱۲۲۸ ہجری مین خلد برین کو روانہ ہوئے۔ صاحب دیوان ہین آپکے دیوان مین کل اشعار پچاس ہزار ہونگے۔ آپنے کئی مثنویان تصنیف کین۔ اور نثر مین ایک کتاب بنام شکرستان لکھی۔ اس کتاب مین گلستان سعدی کی طرز اختیار کی ہے۔

من اشعارہ الفارسی مثنوی

درین عمر دہ مثنوی گفتہ ام	بآئین و طرز نوی گفتہ ام
چو اشعار من در عدد میرسد	شمار قصائد بصد میرسد
بود شعر من در غزل سی ہزار	زپانصد رباعی گرفتم شمار

من اشعارہ الہندی

اس آنکہا کچہہ ہے لطف پیارے		ہر دم جو کہو کہ جائین گے ہم
گر اُس لب جان بخش کی ہین بات سناؤن	وله	عیسی بہی جو کچہہ بولے تو صلوات سناؤن
قدم رکہہ گیا کون سینے پہ اپنے	وله	گل داغ مین آج مہندی کی بو ہے
مدعی عشق محبت کرتے ہین مجکو منت	وله	ہان یہہ سچہ ہین نے کی خوبو ہے تو ایک خوبی ہے
برہنہ پاہی بہیجی مجکو اُس دست مغیلان مین	وله	جہان ہر خار کو دعوی ہو نشتر کی نیابت کا
علاج دلکو آئے تہے مسیحا سخت دعوے سے		یہان کیا ہو گیا وہ معجزہ حضرت سلامت کا

من اشعارہ الفارسی

نقدے بکف نبود بجز آبرو مرا		آن ہم ز دست ریخت بپائے سبو مرا
پر از اسباب کلفت شد جہان جائی پایم		کہ بار خاطر غمدیدہ را یکسو نہم آنجا
رسم و بوانگی از حلقۂ گیسوئے تو خاست		شور محشر ز خرام قد دلجوئے تو خاست

محب ۔ مولانا محب علی سندی

محب تخلص ۔ محب علی نام ۔ سندی الاصل ہے ۔ وطن سے عبدالرحیم خانخانان کے ہمراہ آیا ۔ اہل مناصب کے زمرہ مین شریک تہا ۔ ہمیشہ خانخانان کی رفاقت مین بسر کرتا رہا ۔ خانخانان کے انتقال کے بعد ایرج خان بن خانخانان کی خدمت مین زندگی گذارتا رہا ۔ کبہی برار مین کبہی خاندیس مین رہتا تہا آخر ۱۰۲۰ھ ہجری مین فوت ہوا ۔ شیخ محمد بن فضل اللہ کا مرید تہا ۔ پیر سے حسن عقیدت و ارادت رکہتا تہا پیر پرست و نیک سیرت تہا ۔ شاعر بہی تہا کبہی کبہی کلام موزون کرتا تہا ۔ جو کچہہ کہتا تہا پسندیدہ ہوتا تہا ۔ من اشعارہ

بصدمہ کہ عمت زوبسے زجا رفتم	ہزار سالہ رہ رفتہ را قفا رستم
گدائے دربیگانہ منفعت وارد	زبہم غلط شدہ ورکوئے آشنا رفتم
یکے قرص خورشید در آب دید	روان بر سرش دام ماہی کشید
چو از جنبش آب شد درشکست	بغواصی آمدکش آرد بدست
فرو رفت تا کہ بکام نہنگ	ترا ازوے مارا ہمین است سنگ

مسیح - حکیم رکن الدین کاشی

مسیح تخلص - رکن الدین نام - حکیم نظام الدین علی کاشانی کا فرزند ہے - مسیح کا مولد و منشا کاشان تہا - فن طب مین عیسوی دم علوم فلسفہ مین معلم ثانی تہا سخن سنجی و جادو بیانی مین ثانی انوری و خاقانی تہا - شاہ عباس ماضی مسیح کے حال پر نہایت عنایت و کرم فرماتا تہا اور حکیم کی بڑی تعظیم و توقیر کرتا تہا - چند مرتبے حکیم کے دولتخانہ پر خود بادشاہ رونق افزا ہوا ہے ایک روز حکیم دربار شاہی مین کسی فاضل کے ساتہہ مناظرہ مین مشغول تہا بادشاہ بہی اسوقت موجود تہا بادشاہ نے مخالف کی جانب داری کی مسیح نے کشیدہ خاطر ہوکر دربارداری ترک کی اور بارگاہ سے باہر گیا - تہوڑی دیر کے بعد ایک قصیدہ اجازت سفر کے بارہ مین لکہکر بہیجا - اسکا مطلع یہہ ہے لیکن بادشاہ نے اجازت نہین دی -

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش ... شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

جب بادشاہ دارالسلطنت سے مازندران کو روانہ ہوا تب مسیح موقع پاکر بی الفور دارالامن ہند کی طرف متوجہ ہوا - اکبر بادشاہ کے دربار مین باریاب ہوا - بادشاہ ہند نے مسیح کی بڑی تعظیم و تکریم کی مدت تک عیش و آرام کے ساتہ زندگی بسر کرتا رہا - عہد جہانگیری مین بہی کامرانی

بگرد لعل تو خطِ منیست بلکہ کلک قضا	ولہ	بہائے بوسہ رقم کرد در خط ریحان
بید باغ از سیر باغم ہمتے دارم بلند	ولہ	کشتۂ رفتار یارم نیستم شیدائے سرو
اینقدرہا دیدن آئینہ ظالم خوب نیست	ولہ	میتوان کردن نگاہِ ناز بر دل گاہ گاہ
داغم ز دست آن گل بیرحم کا شکے	ولہ	بر برگ لالہ نامہ ام انشا کند کسے

ممتاز ۔ محمد بہادر خان برہانپوری

ممتاز تخلص ۔ محمد بہادر خان نام برہانپوری المولد ہے ۔ آپکی نسب کا سلسلہ یوسف خان چک کشمیری سے منتہی ہوتا ہے ۔ سخن گوئی و سخن فہمی مین ممتاز ۔ نواب آصفجاہ ثانی کی خدمت مین منصب جاگیر سے سرفراز تہا ۔ نواب معین الدولہ بہادر ایلچپور ناظم اورنگ آباد کا مصاحب و جلیس تہا ۔ اور آزاد بلگرامی کے معاصرین سے تہا ۔ آخر ۱۱۹۶ھ ہجری مین فوت ہوا

من کلامہ

چون کمال از صید ما را حاصلے منظور نیست	ولہ	از برائے دیگران است انچہ می کوشیم ما
دل بہ بیداد فلک خود دادہ ایم	ولہ	از ازل این دانہ نذر آسیا ست
جنون طرفہ دارم بیاد گردش چشمی	ولہ	نگیرد جا بآبادی نگنجد در بیابانے
حرص جمع مال دنیا رہبر راہ فنا است	ولہ	خویش را از بہر زر بیرحمت قارون مکن
جز ولائے شبیر حق ممتاز در دل جا مدہ		جائے گوہر سودۂ الماس معجون مکن

منت ۔ میر قمر الدین دہلوی

منت تخلص ۔ میر قمر الدین نام ۔ مشہدی الاصل مین ۔ آپکا تولد قصبہ سونی پت مین ہوا

ابد پیوند مین مشغول ہوا۔ اس خاندان کے دعاگویون مین ہے اکثر اوقات صاحب قران ثانی انعام و مرحمت سے غائبانہ یاد و شاد فرماتے ہین۔ آخر ۱۰۶۷ ہجری مین اس عالم فانی سے ملک جاودانی کو روانہ ہوا۔ مصرع تاریخ کسی شاعر نے لکہا ہے ۵ رفت بسوئے فلک باز مسیح دوم اسکا کلیات ایک لاکہہ بیت پر شامل ہے مرزا صائب تبریزی جو آپکا شاگرد رشید ہے اُس نے اُستاد کے فوت ہونے کے بعد کل اشعار مین سے سات ہزار ابیات انتخاب کر کے ایک مختصر دیوان جمع کیا۔

من اشعارہ الفارسی

اگر خواہی کہ سنجی زور فقر و سلطنت باہم
بچینی ہائے فغفوری بزن کشکول جم مین را

سبزہ پامال است در زیر درخت میوہ دار
در پناہ اہل دولت ہست خواری بیشتر

نالہ زار است کارم تا نفس با شد مرا
نالہ ہم فریاد رس ہم فریاد رس با شد مرا

عمر اگر امان دہد وقت خزان درین چمن
ہم نشینی قضا کنم نالہ عندلیب را

پیش قدت آب دہد سرو باغ را
پیش قدت بباد سپارم چراغ را

عشق کہ رفتہ رفتہ جنون آورد چہ سود
دیوانگی تن از نگاہ اولین خوش است

کجا از خواب ناز ان فتنہ دوران قمر خیزد
مگر در دست پایش آفتاب فتد کہ بر خیزد

دل من آتش طورست افسردن نمیداند
چراغے کز دلم روشن کنی مردن نمی داند

مرا از طرہ مشکین او یکتا رمی باید
ہمہ سامان کفرم شد ہمین زناری باید

بزبان گر نام خاکم بگذرد آذر شود
ور در آید در دلم خورشید خاکستر شود

بکام دل ندیدم یک نفس در مدت عمرش
کنون چشمی کہ دارم بر نگاہ واپسین دارم

چنان روشن زیاد روئے او شد خانہ گورم
کہ بتوان سر نوشتم خواند از لوح مزار من

گر تو باشی میتوان صد سال بیجان زیستن
بیتو گر صد جان دہد یک لحظہ نتوان زیستن

ای دل بیکار آخر غمگسار من توئی | هم چراغ خانه هم شمع مزار من توئی

من رباعیات

دل بی تو مرا ز عمر خود دلگیر ست | وین گرسنهٔ شوق تو از جان سیر ست
در آمدن ای نگار تاخیر مکن | هر چند که زود تر بیایی دیر ست

ولہ

گر آتش دوزخم نشیمن گردد | دوزخ حیران سینهٔ من گردد
گر پنبهٔ داغ من شود رشتهٔ شمع | هر چند کشند باز روشن گردد

ولہ

خوبان که چراغ حسن افروخته اند | در آتش هجر خرمنم سوخته اند
بسیار دراز ست شب هجر مگر | روز سیه مرا دران دوخته اند

ولہ

پیوسته ببوی تو تماشا دارم | دل در خم آن زلف چلیپا دارم
بند ست بهر یک سر موی تو دلم | من یک سر و صد هزار سودا دارم

مخمور ۔ مرزا لطف اللہ تبریزی

مخمور تخلص ۔ میرزا لطف اللہ نام ۔ حاجی شکر اللہ تبریزی کا فرزند ہے ۔ حاجی وطن سے دل برداشتہ ہوکر ہند میں وارد ہوا ۔ اور بندر سورت میں سکونت اختیار کرلی ۔ اُسی مقام میں ٩ سنہ ہجری میں مرزا لطف اللہ عالم شہود میں جلوہ آرا ہوا ۔ اُسکی ولادت میں کسی مورخ نے یہہ مصرع موزون کیا ۔ ع سپہر سعادت آمدہ ۔ مخمور نے سن شعور رشد کے بعد سورت میں آقا حبیب اللہ شاگرد آقا حسین خوانساری سے کتب درسیہ علوم متعارفہ عربیہ و فنون متداولہ ادبیہ تحصیل کیں ۔ اور سخن کی اصلاح بھی آقا صاحب سے لیتا رہا ۔ پھر سورت سے بطریق تجارت ملک بنگالہ میں گیا ۔ وہان کے حاکم نواب سرفراز الدولہ بہادر نے مخمور کی شرافت ذاتی ولیاقت صفاتی کا لحاظ کرکے اپنی دختر نیک اختر سے شادی کردی اور حضور شاہی سے

مرشد قلیخان رستم جنگ کا خطاب و منصب مناسب مقرر کرایا اور اڑیسہ کی صوبہ داری پر مامور کیا۔ میرزا نے نعمت کی قدر نہ کی بعض مشیران شریر کی صلاح سے صوبہ کے انتظام میں کما ینبغی توجہ نہین کی اور وہان سے دل برخاستہ ہو کر حضور نواب آصفجاہ والی دکن کی خدمت مین پہنچا۔ اور نواب آصفجاہ کی ملازمت اختیار کی۔ حیدرآباد دکن مین مدت تک رہا خوب انتظام کیا۔ زمین کی پیمائش و بندوبست عمدہ طرح سے کیا۔ ایکہتر برس کی عمر مین ۱۱۶۴ ہجری مین رشتہ زندگی کو قطع کیا۔ صاحب تحفۃ الشعرا نے اپنے تذکرہ مین لکھا کہ مخمور تخلص مرشد قلیخان نام رستم جنگ خطاب اور گل رعنا بھی صاحب تحفہ کے ساتھہ متفق ہے مگر صاحب صبح گلشن بجائے مخمور مجھو تخلص لکھنے مین شاید سہو کاتب ہے مخمور شاعر سلیم الطبع خوش مزاج شگفتہ جبین تہا۔ فضائل و کمالات سے آراستہ تہا شیرین بیانی و نازک خیالی سے پیراستہ تہا۔ ملکی انتظام مین نہایت ہی لائق و فائق تہا حساب پیمائش مین یگانہ روزگار تہا۔ فارسی و ہندی مین شعر کہتا تہا ہم ذیل مین آپکے اشعار بطور نمونہ ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ آپ مدد وردی خان ملازم نواب شجاع الدولہ کی بغاوت کی وجہ سے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے مستعد ہوئے مقابلہ مین کامیابی نہین ہوئی ناخوش ہو کر وہان سے حیدرآباد دکن مین نواب آصفجاہ مرحوم کی خدمت مین آئے نواب صاحب نے بڑی خاطر داری کی اور خدمت جلیلہ پر مقرر فرمایا آپ دکن مین ایسے جمے کہ مرکر اٹھے آپکی وفات ۱۱۶۴ ہجری مین اورنگ آباد مین ہوئی۔ من اشعارہ الفارسی

پشت فلک بخاک رساند غرور ما	کہسار را اگند کمر بنگ زور ما
گرفت شور جنونم چنان گریبان را	کہ برمیان زدہ ام دامن بیابان را
نوشتہ اند بتعریف لف خال و خط	جدا جدا سخنم ہمچو خط ہندو ہا

ماه من برلب جو جلوه فروش است امشب ‖ وله ‖ آب از عکس رخش با دله پوش است امشب

بر خاک درت سر شهان است ‖ وله ‖ این قطعه زمین بر آسمان است

آویزه گوش عقل گردد ‖ حرفی که ز پاک گوهران است

در مشرب عذب خاکساران ‖ شیرینی شهد گرفشان است

خوردم چو هما فریب دولت ‖ این لقمه تمام استخوان است

سیلاب سرشک ما بهامون ‖ دیوانه مطلق العنان است

تاب سخن سبک ندارم ‖ این پنبه بگوش ما گران است

از رفتن عمر دارم افغان ‖ فریاد جرس ز کاروان است

حضور آصف جاہ نے بھی اسی زمین میں ایک غزل لکھی تھی اُسکا مطلع و مقطع یہہ ہے

یادت همه دم انیس جان است ‖ چون بو که ببرگ گل نهان است

از درد دلم مپرس آصف ‖ رنگ رخ زرد ترجمان است

دیده میداند چها شب بهمرهی او گذشت ‖ وله ‖ همچو سیل از پل سرشک چشم را ابرو گذشت

دل آزاری ندارد حاصلی جز پشیمانی ‖ ز تیر انگشت افسوس بلب دائم کمان دارد

از کوه گران سنگ مکافات بترسید ‖ با شیشه ناموس کسی کار ندارید

تعجب نیست بدطینت اگر حاجت روا گردد ‖ وله ‖ که زخم کهنه را خاکستر عقرب دوا گردد

ز دونان کی بجود درماندگان را کار بگشاید ‖ گره امکان ندارد باز از انگشت پا گردد

بگلزار محبت رشته گلدسته را مانم ‖ وله ‖ که عمرم جمله صرف اجتماع دوستان گردد

چه الفت بود زود در دفتر ایام ‖ وله ‖ که خود بخود ورق این کتاب میگردد

میفریبد نازنینان را بهر صورت که هست ‖ کاش چون آئینه من هم جوهری میداشتم

نہ دل از من خبر دارد نہ من از دل خبر دارم
دل از من کی جدا گشت و من از دل کی جدا گشتم

بسان شیشۂ ساعت بہ فیض کار پیدا کن
بیک ساعت زمین و آسمان را زیر و بالا کن

باشد دو جہان قائم ازان ذات یگانہ
برپا چو کمانست بیک تیر دو خانہ

بیک صورت بود با نیک و بد طرز سلوک من
مثال صفحۂ آئینہ دارم وضع ہمواری

چو مجنون کے توانم گرد جولان در بیابانی
مرا ہمچو نگین باید بقدر نام میدانی

متین ۔ میر مہدی برہانپوری

متین تخلص ۔ میر مہدی نام آپکا مولد و منشا برہانپور ہے ۔ آپ عہد میں منصب اربابِ شاہی کے فرزند میں آپکے والد صاحب سخن تھے ۔ میرزا بیدل کے شاگرد ۔ متین نے برہانپور میں والد ماجد کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی ۔ اور بقدر ضرورت تعلیم پاکر استعداد حاصل کی مستعد طالب علم تھا خوش خلق و کم سخن شعر گوئی و سخن سنجی میں فکر رسا رکھتا تھا ۔ شاہ سراج اورنگ آبادی سے سخن کی اصلاح لیتا تھا ۔ اسوقت میں شاہ سراج برہانپور میں تھے ۔ جس وقت شاہ صاحب اورنگ آباد واپس آئے متین بھی اورنگ آباد میں وارد ہوا چند مدت استاد کے پاس رہا ۔ پھر وطن مالوف روانہ ہوا ۔ پھر آخر سنہ ۱۱۹ ہجری میں عالم بالا کی طرف رحلت کی ۔ **من اشعارہ الہندی**

روز ازل سے ہے جو ورد زبان ہے شیشہ
بات شیشہ ہے سخن شیشۂ فغان ہے شیشہ

ولہ

اس سنتی پوش قاتل پر چھڑک لہو کا رنگ
عاشقو لازم ہے اب ہمکو بیکا سر وا کیجئے

ولہ

عرس کو مجنون کے ہرنون نے کیا ہے اتفاق
جستجو لازم ہے تم بھی اپنے سامان سے چلو

جان جاتا ہے میرا افسوس کوئی کہتا نہیں
آنسو تھہر ہو گیا آنکھوں کی ایوان سے چلو

گل شاخ پر صبا سے ہلتی نہیں چمن میں	گلرو کی تبسم سے بسمل تلملاہٹ میں

مقصود - میر مقصود علی اورنگ آبادی

مقصود تخلص - میر مقصود علی نام اورنگ آبادی المولد ہے - فارسی میں عمدہ لیاقت ومہارت رکھتا تھا - خوش الحان تھا اکثر قصائد نعتیہ میلاد شریف میں خوب پڑھتا تھا سامعین کے دلوں پر بڑا اثر ہوتا تھا - اکثر وجد میں پھڑکتے تھے - شعر گوئی میں مشق کرتا تھا جو کچھ کہتا تھا خوب مرغوب ہوتا تھا شفیق اورنگ آبادی تذکرہ چمنستان میں رقم فرماتے ہیں کہ مقصود فقیر سے ربط رکھتا ہے اکثر اوقات میرے غریب خانہ پر تشریف لاتا ہے خوش مزاج وخوش وضع تھا مراک کے ساتھہ حسن سلوک کرتا تھا آخر سنہ ۹... الہجری میں فوت ہوا -

من اشعارہ الہندی

دیکھنے سے چشم یار میں یوں کیف کی بہار	رہتا نہیں ہے ہوش کسی ہوشیار کا

ہمکو آپکے اشعار میں سے صرف یہی ایک شعر ملا - اس لئے اسی پر اکتفا کیا گیا -

میر - سید شاہ میر برہانپوری

میر تخلص - سید شاہ میر نام - باشندہ برہانپور میں مشائخ برہانپور سے تھے - سید صحیح النسب والحسب تھے کتب درسیہ سے فارغ التحصیل تھے توحید وتصوف کے دریا میں ڈوبے ہوئے تھے محبت وشوق الہی کے شراروں سے ہمہ تن سوختہ تھے - دل کے سوز وگداز سے سینہ بریاں ودیدہ گریاں تھے - اسی جوش وولولہ میں حقانی خیالات وربانی مشاہدات کو موزون کرتے تھے آپکی غزلیں ورمراثے اور رباعیات ودوہرے نہایت ہی بامزہ وشورانگیز

ہوتے ہین اور کتب و قطعات دلکش و دلاویز۔ آپ علم موسیقی مین کامل و ماہر تھے۔ اقسام سرود و ترانہ سے خوب واقف اس فن کے عالم با عمل تھے۔ لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ مجکو سلطان الدین شوریدہ کی زبانی معلوم ہوا کہ آپنے فی الحال یعنی ۱۱۷۵ھ ہجری مین رہریتہ بچار نام کی ایک کتاب تالیف کی ہے اُس کتاب مین موسیقی کے مطالب عمدہ طرح سے بیان کئے ہین انتہی کلامہ۔ آپکی وفات ۱۱۹۷ھ ہجری مین واقع ہوئی۔

من اشعارہ الہندی

درخت انبہ پر کویل پکار رہی	نین بوجہا نا پی پی تانک ماری
بشکل محراب مین پی کہین	سرنگون ہوا یدل دوگانہ کر
پنگہٹ پہ چل دیکہہ بہار ہجوم حسن	جہنجل چلی ہے گہڑے سر پر گہرا اٹہا

منعم۔ محمد منعم برہانپوری

منعم تخلص۔ محمد منعم نام۔ آپکا اصلی وطن برہانپور ہے کتب درسیہ سے فارغ التحصیل نہین ہوئے تھے مگر بقدر ضرورت لائق و ہوشیار تھے اچہے کارپرداز تھے۔ فن سیاق مین اچہی مہارت رکہتے تھے۔ خوشنویسی مین ہفت قلم تھے۔ ہر قلم مین علم تھے نستعلیق مین آپکو جواہر رقم عطارد رقم کہتے تھے۔ فارسی مین خوب مہارت رکہتے تھے۔ برہانپور سے نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین اورنگ آباد گئے۔ دارالانشا مین مقرر ہوئے ناصر جنگ کی شہادت کے بعد آصفجاہ ثانی کے زمانہ تک خانہ نشین رہے۔ پہر بندگانعالی نے آپکو منصب روپین مقرر فرمایا۔ مدت تک نہایت آرام راحت سے بسر کئے آخر ۱۲۰۲ھ ہجری مین فوت ہوئے خوش اخلاق و خوش اطوار تھے۔ خندہ رو شگفتہ جبین تھے۔ دوست نواز و محبت پرور تھے

لچھمی نرائن شفیق کے معاصر تھے۔ اکثر اوقات شفیق سے ملتے تھے باہم شعر و شاعری کے چرچے رہتے تھے۔ من اشعار الہندی

تجھ حسن کے ہیں قربان یوسف جمال والے	مہتاب گال والے ابرو ہلال والے
گردش سے تجھ نین کے ہیں حیران	خورشید ہالہ والے جاہ و جلال والے

مہتاب ۔ لالہ موہن لال اورنگ آبادی

مہتاب تخلص موہن لال نام۔ قوم کھتری اورنگ آبادی المولد تھا۔ منشی خوشنویس و انشا پرداز میں مشہور تھا۔ لچھمی نرائن کے سررشتہ میں منشیوں میں ملازم تھا۔ خوش خلق و خوش گفتار پسندیدہ کردار ہر گروہ کا یار تھا۔ مزاج میں خاکساری عاجزی بیشمار تھی دوستوں سے خوش صحبت تھا۔ ہر ایک کے موافق تھا۔ شعر گوئی میں خوش فکر و نازک خیال تھا ہرچند فارسی ریختہ ہندی کی طرف زیادہ مائل تھا۔ خوب کہتا تھا۔ آپکا کلام مرغوب ہے آپکی وفات [illegible] واقع ہوئی۔ ہمکو آپکا فارسی کلام نہیں ملا صرف چند اشعار ریختہ [illegible] ناظرین کرتا ہوں۔ من اشعار الہندی

[illegible] آنکھوں سے کم ہوا [illegible]	چشمہ آفتاب کی سوگند
دل سے [illegible] دور کر آ [illegible]	تجھکو تیرے جناب کی سوگند

لچھمی نرائن نے بھی اسی طرح میں ایک غزل لکھی ہے ہم غزل میں سے چند اشعار بطور نمونہ لکھتے ہیں تا کہ ناظرین مستفید ہوں۔

تشنہ لب ہوں شراب کی سوگند	جل گیا جی کباب کی سوگند
ہر گھڑی تو قسم نکھا جھوٹی	تجھکو دل کی کتاب کی سوگند

کیا جھلک ہے سجن کے چہرہ پر / زر زری کے جناب کی سوگند
بے سخن ہوں تیرا دہن دیکھے / یار حاضر جواب کی سوگند
دور کر اب حجاب کو اپنے / چادر ماہتاب کی سوگند
دل صاحب ہے کیا پریشان آج / زلف کے پیچ و تاب کی سوگند

منصور۔ میر منصور آسیری

منصور تخلص۔ میر منصور نام۔ آپکے بزرگ آسیر کی قلعہ داری پر مامور تھے آپ بھی بخدمت اُسی آبائی موروثی خدمت پر بحال رہے پھر تارک الدنیا ہوئے۔ قلعہ داری کو ترک کرکے برہانپور میں آئے فقرا و مشائخ کی صحبت اختیار کی جس نے ایسا اثر کیا کہ تھوڑے ہی دنوں میں درویش کامل و فقیر واصل ہوئے۔ مدت تک برہانپور میں زندہ رہے۔ توکل و قناعت پر زندگی بسر کرتے رہے کسی امیر و فقیر سے ملتجی نہیں ہوئے۔ نہایت آزادی و بے پروائی سے رہتے۔ آپ افسق اورنگ آبادی کے خسر تھے آپکے دو شعر مشہور ہیں۔ باقی اشعار کا پتا نہیں تھا یہ احتیاط نہ ہونے سے تلف ہوئے واللہ اعلم بحقیقت الحال۔ آپکا انتقال [illegible] ھ میں ہوا

من اشعارہ الہندی

ہم نے جانا تھا کہ دلدار ہمارا ہوئیگا / یہ نہ جانے تھے کہ وہ غیر کا پیارا ہوئیگا
رمز کرتے ہیں رقیبان مجھے معلوم ہوا / دل کی قدرت نہیں دلبر کا اشارا ہوئیگا

مبتلا۔ الفت خان اورنگ آبادی

مبتلا تخلص۔ الفت خان نام۔ اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ عالم شباب میں ضمیری سے استفادہ

استعداد حاصل کرنیکے بعد شعرگوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ آہستہ آہستہ اس رستہ مین چلنے لگا رفتہ رفتہ سخن سنجی کے میدان مین سبکخرام ہوا۔ مضامین رنگین و خیالات نگارین کو آراستہ کرنے لگا۔ شاہد سخن کو معانی تازہ کے زیور سے پیراستہ کرنے لگا۔ جوان صالح سپاہی وضع خوش طبع تہا۔ لطافت معانی و فصاحت بیانی سے بلند آوازہ۔ آب و رنگ لیاقت سے مثل گل تازہ۔ منصبداروں مین سلک آصفجاہی جان نثاروں مین مشہور تہا لچھمی نراین چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ فقیر صاحب سے بتوسط غلام محمد خان انور ملے اور رسم اخلاص و محبت کو قائم کیا کبہی کبہی غریبخانہ پر قدم رنجہ فرماتے تہے نیک مرد و عزیز دل ہین حق تعالی ان کو سلامت رکہے انتہی کلامہ۔ لچھمی نراین کے کلام سے ثابت ہوا کہ آپ سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین زندہ تہے شعرا اورنگ آباد مثلاً عارف الدین خان عاجز و شاہ سراج الدین سراج و غلام قادر ساعی و میر آزاد بلگرامی وغیرہ کے معاصر تہا۔ آخر سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین عالم قدس کا مسافر ہوا۔ من اشعارہ الہندی

دن بہار کیوں نہ [illegible]		کچہہ دوا کر باغبان اس نرگس بیمار کی
لٹ پٹا جاتا ہے اسکی زلف پیچان [illegible]	وله	شوخ جب آتا ہے سر پر سج کے چیرا لٹ پٹا
[illegible] عشق حسن [illegible]	وله	تنگے چغا جو رکہے ہم نے دعا دیا
نہین آرام ہم [illegible] انگشتون کو	وله	کبہو تو یاد کر اے شوخ اپنے خوار وحشیون کو
[illegible]	وله	دلبر ہے ان دنون مین دل آزار ہیطرح
دلکو خوش آتی مین [illegible] کی ادا ہین بہولیان	وله	خبر کو دشنام سے کتا ہے ہمپر بولیان
غنچہ و گل جو ہمین آشفتہ ہوئی گلشن مین صبح	وله	فنا قین ہیر کی انگشتون سے جب ہم کہولیان
داغ دل دیکہ یہہ بلبل کی نہ عرض مہربان	وله	شوخ لالہ کس سے سنکے ہو بہنا فرمانیان

کوئی اگر پرورد تیرے پاس آزاری کرے — تجھسے غمخواری نہووے پن اور آزاری کرے

مہر۔ مہر علی اورنگ آبادی

مہر تخلص - مہر علی نام آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ شاعر رنگین خیال خوش فکر و شیرین مقال تہا صغر سنی میں شعر گوئی کا شوق لاحق ہوا تہا۔ روز بروز بڑہتا گیا۔ آپ شعر و سخن کے فریفتہ تہے۔ مرزا مجوری بیگ مرزا تخلص سے اصلاح لیتے انہوں نے بھی آپکا درست و عنایت فرماتا تہا [illegible] ہجری میں فوت ہوا [illegible] شعراء الدکنی

غم دوری میں عشق کی بیداد ہے — جان شیرین [illegible] ہے
قید سے کیا کم ہے پانچہ چمن — [illegible] آزاد ہے
حشر تک ہرگز نہ ہو لیں گے کبھو — ظلم جسکا ہم کو [illegible] یاد ہے

ولہ

خاک ہوا کیمیائی عشق کی تاثیر سے — پارہ [illegible] دل [illegible] سے
آبرو پائی شجاعت نے [illegible] — [illegible]
جوں صبا یکدم خراشی کر کے تجھیں باغمیں — [illegible] گریبان چاک گل [illegible]

ولہ

دیکھ چشم مہر سے اے باغبان وقت خزان — [illegible]

ولہ

سوز دل سے آہ کی بہڑکے اٹہا داغ سہی — [illegible]
ریش قاضی [illegible] جیوں بال ہما — ریش زاہد [illegible]
ترش روئی سے ہوئی زاہد کو کیا [illegible] — اس بہانے اسکے میں [illegible]

ولہ

پڑہ نماز یار با ہر وقت رندوں کو نچھیڑ — تجکو اے زاہد [illegible]
میکدہ کی راہ اے زاہد نجا جائے خضاب — رند زاہد ہی تیرے [illegible] ملنے [illegible]

یہ دل ہوا نہ آہوں سے کہ تہ قفس جب جی ڈرا	ہوئے زمین کا شق جگر اور آسمان لرزہ پڑے
قیدی ہین ہم کو تو سمجھین آزاد اور آزاد و قید	تڑپان پروانہ بنا وہ ہر وہ کیچڑ مین گرے

مرزا - مرزا مہدی بیگ

مرزا تخلص مرزا مہدی بیگ نام - اورنگ آباد اصلی وطن ہے منصبدارون مین ملازم تھے فن شعر گوئی مین مہارت رکھتا تھا اور سخن گوئی مین یکتا ہے انداز تھا سلیم الطبع و فہیم المزاج تھا سخن سنجون کی شناخت بلندی کرتا تھا تازہ خیالی و پاکیزہ معانی سے دلون کو تسخیر کر لیتا تھا کلام [illegible] مین صاحب دیوان ہے فارسی مین کہتے تھے مگر بہت ہی کم ہمکو ایک فارسی کا [illegible] سنہ [illegible] ہجری مین فوت ہوا - من اشعارہ الہندی

[illegible]	یہی مضمون اسکا کہ انکھو آنسو بھیگو دیکھو
[illegible]	جیتا ہم پہنچا ہے نگاہ رسا کے ہاتھ

مقدس - محمد جان خلد آبادی

مقدس تخلص محمد جان نام [illegible] خلد آباد کے رہنے والے شاہ برہان الدین غریب کے مجاورین [illegible] تھے مستعد طالب العلم تھے فارغ التحصیل نہین تھے مگر ذہی استعداد صاحب سواد تھے شعر ہندی و فارسی مین مشق کرتے تھے میر عبد القادر مہربان قاضی دولت آباد کے شاگرد تھے ذکی الطبع و ذہین تھا شعر خوب کہتا تھا ہم عمرون مین بڑا ہوا تھا [illegible] ہجری مین زندہ تھا [illegible] ہجری کے اندر ہی فوت ہوا سنجیدہ مزاج و خوش طبع تھا - من اشعارہ الہندی

دسبین عزلت مین می حلاوت کو پیدا کیجئے	خم مین رکہہ یہہ دانہ انگور صہبا کیجئے
تجہ قدم کی خاک ہو دلمین یہی ہے آرزو	دیدۂ عالم مین ہیرے کی طرح جا کیجئے

مضطر - شیخ احمد اورنگ آبادی

مضطر تخلص - شیخ احمد نام - اورنگ آبادی المولد ہے - کتب درسیہ سے علوم متداول کی تحصیل و مستعد تہا پیشہ تجارت مین مشغول تہا روزی کی گشایش کی ... اور بازار قیمت سے پیدا کرتا تہا - آپکی گذر اوقات تجارت پر تہی - شعر گوئی کا شوق تہا اکثر اوقات شوق سخن مین صرف کرتا تہا - خوش کلام و شیرین سخن تہا - آپکا کلام رکاکت و زوائد سے خالی نہین ہوتا تہا - آپکا انتقال سنہ [illegible] ہجری مین ہوا - من اشعارہ الہندی

عبث ہمکو سخن وعدہ قیامت کا بتاتا ہے	اسی دنیا مین کوئی دیکہے کام آتا ہے
جو عرض حال کرتا ہون جواب تلخ ہے جسکا	نہین پاتے کہین بات کا کچہہ پتا پاتا ہے

محرم - محمد ماہ اورنگ آبادی

محرم تخلص - محمد ماہ نام - آپ نواب شجاعت خان بہادر صوبہ دار برار کے فرزند ہین اور نوابصاحب حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی کے نواسہ ہین - شاہ صاحب پیر مشائخ دکن سے ہین - نوابصاحب حضور آصفجاہ کے زمانہ مین جاگیر و منصب صوبہ داری برار سے ممتاز تہے - مدت تک برار مین بہادری و شجاعت کا کام کرتے رہے آخر کو غنیم سے جنگ مین صوبہ مذکور سنہ ۱۱۵۰ ہجری مین شہید ہوئے - محرم کے بڑے بہائی باپ کے خطاب سے سرفراز ہوئے حضوری خدمات کا انجام کرتے ہے - محرم منصبدار تہے - جوان صالح خوش سلیقہ

فہیم و ذہین تہا فراست و متانت سے موصوف تہا تہوڑی مدت مین شعرگوئی مین
رتبۂ کمال کو پہنچا کم گو تہا جو کچہہ کہتا تہا خوب کہتا تہا فارسی شعر کی نسبت ہندی شعر
مین مشق کم کرتا تہا اکثر فارسی شعر کہتا تہا سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین فوت ہوا

من اشعارہ الہندی

نزاکت بسکہ رکہتا ہے وہ دلدار جہان آیا
بچا بیگانگ کوئی فرش راہ گلریان ہوئے

وله

شاخ کی بینا کو کس شوخی سے لاتی ہے بہار
بہار آوے تو بلبل کو قفس مین قید مت کر

صفائی آئینہ رخسار نے عکس ہالی کا
[illegible] گل ازک نہالی کا
[illegible] پیالی جہہ تہا
[illegible]

مراد - میر [illegible]

مراد تخلص [illegible]
نصیر آباد [illegible]
دخوش فکر تہے [illegible] کلام [illegible]
ہوگیا آپ پراگندہ حال [illegible] مین
حاضر ہوئے [illegible]
حال پر [illegible] سنہ ۱۲۰۸ ہجری
مین اس جہان [illegible] من اشعارہ الہندی

اپنا دامن [illegible] کیجے
[illegible] سیر گلستان کیجے
خوب [illegible] شہرت کا بورو بانا
[illegible] بیابان کیجے

کیجئے پیدا اگر رتبہ نسیم صبح کا	بے تکلف سیر باغ کوئے جاناں کیجئے
آخرش ملک عدم کو یہاں سے جانا ہے ضرور	بیٹھے بیٹھے فکر کیا چلنے کا ساماں کیجئے

مہندی - میر مرتضیٰ اورنگ آبادی

مہندی تخلص - میر مرتضیٰ نام - سید صحیح النسب ہے اورنگ آبادی المولد ہے حیدر آباد میں نشو و نما پایا - ابتدائے جوانی میں بقدر ضرورت فارسی عربی میں استعداد پیدا کر لی ہے اور شعر گوئی بھی شروع کی - مضامین تازہ کو خوب تلاش کرتا تھا اور تلاش فکر کی سعی و کوشش سے نادر صورتیں پیدا کرتا تھا - سرکار بندگان عالی کے منصب داروں میں تھا - [illegible] لکھتے ہیں کہ مجھکو میر دولت کی زبانی معلوم ہوا کہ میر مہندی نے [illegible] ہجری میں [illegible] کی لڑائی میں وفات [illegible] راقم نے اسکی وفات کی تاریخ لکھی (نام لازم) "مہندی شہید شد" اب یہ چند اشعار جو مولف کے حاصل ہوئے گزارش کرتا ہوں انتہی کلامہ من اشعار المہندی

جب سے تیرے حسن کا گلشن میں چرچا ہوا		گل نے اپنا چاک چاک گریباں نہیں سیا
خار داغوں سے جلی ہے لالہ ایسا آگ میں	ولہ	[illegible]
تجھ رنگیلے لب کے پاس ہے خواہش ہیچ دل	ولہ	[illegible] جیسے دیا
نان داغ دل ہمارا آب آنکھوں کا سرشک	ولہ	[illegible] کھایا پیا
بوجھنے میں پشم گردش [illegible]	ولہ	[illegible] نہیں کرتے ہے موج بوریا
چار دن بچھڑا سجن پھر قیامت آ گئی	ولہ	[illegible] تھا خبر اتک کیوں جیا
ہے کسی [illegible] کا تاب دیدہ ہوا	ولہ	[illegible] دیدہ ہوا
گرم جوشی ستی خورشید تھا گھر سے نکل	ولہ	ہو گئی صبح دم [illegible] کے بھرتے بھرتے

کرے ہے آج چشم عندلیبان روشن آئینہ	ولہ	ہوا ہے اُسکے عکس رُو سے رشک گلشن آئینہ
کدہر جاویگا وہ تیر نگہ سینے ستی اُس کے		پھر آیا ہے گرچہ جوہرون سے جوشن آئینہ
ان گلرخون سے یارو ہم نباہ کیون نہہا مین	ولہ	بانکی بہوان چڑا کر ترچہی کرین نگا ہین

مسعود ۔ آقا صابا

مسعود تخلص ۔ آقا صابا نام ۔ آپکا اصلی وطن ری تہا ۔ آپ وطن مالوفہ سے عالمگیری زمانہ مین ہند مین آئے ۔ نواب میر غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ کی خدمت مین باریاب ہوئے ۔ نواب مہمان نواز و غریب پرور تہے ۔ آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی ۔ آپ مدت تک نواب کی خدمت مین رہے ۔ نواب کے انتقال کے بعد بندگانعالی آصفجاہ کی خدمت مین رہے ۔ آپکی زندگی کا مدار نوابصاحب کی عنایت و مرحمت پر تہا ۔ پریشانی سے گذرتی تہی جسوقت بندگانعالی آصفجاہ دلی روانہ ہوئے ۔ اُسوقت آپ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید سے روشناس ہوئے ۔ شہید آپکے حال پر بڑی مہربانی کرتے تہے ۔ نواب شہید کی توجہ و عنایت سے مسعود خان کے خطاب سے ممتاز ہوئے ۔ آپ خوش اخلاق تہے پاکیزہ رو و پسندیدہ خو تہے ۔ عضد الدولہ بہادر کے فرزند سید جمال خان بہادر سے ربط خاص رکہتے تہے بدیہہ گوئی مین مشہور تہے ۔ باجے راو کی لڑائی مین سر سواری نواب شہید کے سامنے یہہ بیت پڑہی ؎

بہر مدد نمودن تو مرتضی علی شمشیر خویش داد بسید جمال خان

نواب شہید نے یہہ بیت سنی اور فرمایا آپکو سرداران بالادست کی تعریف کرنا لازم ہے وگرنہ آپسے ناخوش ہون گے ۔ آپنے نواب شہید کی ترغیب سے ایک مبسوط قصیدہ لکہا

نواب شہید کی خدمت مین پیش کیا مقبول ہوا۔ آپ خوش سیرت پاکیزہ صورت جوانمرد صاحب ہمت تھے۔ خوگرفتہ بزرگان صحبت یافتہ صاحب کمالان تھے۔ فن شعرگوئی مین درست کلام کی شیرازہ بندی مین چست تھے۔ شعر و سخن کے شیفتہ لطائف و ظرائف کے فریفتہ تھے۔ علم و فضل مین مستعد تھے۔ آخر آپکو ۱۱۶۳ھ ہجری مین عارضہ جنون لاحق ہوا۔ دو تین مہینہ اسی مرض مین مبتلا رہے۔ معالجہ بہت کچھہ ہوا مگر مفید نہین ہوا۔ اسی مرض مین اس عالم سے رخصت ہوے۔ ہمکو آپکے کلام سے صرف یہی ایک غزل ملی۔ باقی نادر الوجود ہے۔ شاید تلف ہو گیا ہے۔ من اشعارہ الفارسی

اسیر دام ہجرم زندگانی را تماشا کن	نمردم طاقت و زور آفت سخت جانی را تماشا کن
بگلشن بے رخت گر سایۂ گل بر سرم افتد	زپا چون سایہ افتم ناتوانی را تماشا کن
بیادت عالمی دارد دلم در کنج تنہائی	زہر دم غافلی در عیش پنہانی را تماشا کن
ز رنگ اشک گلگون رخ زردم بجز انی گل	بہار زندگی ہنگام جوانی را تماشا کن
گذاری کن بمناے ابر نیسان گریم انگہ	زبحرین دو چشمم زرفشانی را تماشا کن
بیا یکدم ببزم مستعدا اے غنچہ خندان	رخ زرد و سرشک ارغوانی را تماشا کن

مبارک۔ مبارک خان نیازی

مبارک تخلص۔ مبارک خان نام۔ آپ مبارک خان نیازی کے صاحبزادے ہین آپ عالمگیری زمانہ مین تربیت خان کے مصاحب مقرر تھے۔ بدزبانی و سخت مزاجی کی وجہ سے ایک مغل کاشغری کے ہاتھہ سے بزخم تلوار آبدار زخمی ہوے تھے۔ زخم کاری نہ تھا صحیح و سلامت رہے۔ آخر عالمگیر کے فوت ہونیکے بعد سخت پریشانی و حیرانی مین مبتلا ہوے۔ آخر بیگانگی

نظام الملک آصفجاہ نے قدردانی و جوہرشناسی سے منصب مقرر کردیا۔ عمر دراز کو پہنچکر عالم بقا کو پہنچے۔ آپکے صاحبزادہ میان مبارک ہی سرکار آصفجاہی کے منصب دار و جاگیردار تھے۔ آپکی جاگیر ضلع آشتی متعلقہ برار مین تھے۔ اور آشتی مین نیاز ہی کے عمدہ عمدہ مکانات و منازل تھے۔ اب کہنڈر و نشان تک بہی باقی نہین ہے اور نہ اُن کی اولاد مین کوئی باقی ہے۔ ماثر الامرا کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مبارک خان اول ہی کے زمانہ مین اس خاندان کا خاتمہ ہوگیا۔ مگر تحفۃ الشعرا مین افضل بیگ قاقشال نے مبارک خان ثانی کا حال لکھا۔ اور ثانی کو شعرا کے زمرہ مین بیان کیا ہے۔ شاعر خوش فکر و خوش خیال تھے۔ کبھی غزل و رباعی موزون کرتے تھے۔ طبع متین و مزاج رنگین تھے۔ آپکی وفات تقریباً سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین واقع ہوئی آشتی مین مدفون ہوئے من اشعارہ

بلبل آسا زدہ ام نالہ و فریاد بسے	ہمچو گل بر تن جامہ دریدن باقیست
شب تار فراقت زدہ ام پہلوئے	لیک آن صبح وصال تو دمیدن باقیست
گرچہ کردیم تہی میکدہا از سر شوق	می ازان نرگس چشم چشیدن باقیست

موزون ۔ رائے مدن سنگھ

موزون تخلص ۔ رائے مدن سنگہ نام۔ آپ قوم کایتہ سے ہین۔ آپکے بزرگون کا اصلی وطن قصبہ چلکولی متعلقہ اٹاوہ صوبہ اکبرآباد تھا۔ آپکے اجداد مین سے وطن سے برداشتہ خاطر ہوکر دلی مین آئے۔ اور دلی مین سکونت اختیار کی۔ راجہ جگت سنگہ مدن سنگہ کے والد نواب اعزاز الدین خان بہادر فیروز جنگ کی سرکار مین تھے۔ اول دار الانشا مین میر منشی تھے۔ پھر نواب صاحب کی مرحمت سے سہ ہزار منصب و راجگی کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ اور نواب ممدوح کے دیوان ہوئے

اور رائے مدن سنگہ نواب آصفجاہ کی سرکار مین مستوفی الملکی کی خدمت پر مامور تہا۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین دو ہزاری منصب اور علم و نقارہ و خطاب راجگی سے سرفراز و ممتاز ہوا۔ قلعہ مصطفی نگر متعلقہ حیدرآباد دکن کی حراست آپکے متعلق ہوئی۔ آپ مدة العمر قلعہ کی حراست مین مشغول رہے یہانتک کہ فوج انگریزی نے قلعہ مذکور کا محاصرہ کیا اور اُسپر حملہ کیا راجہ انگریزی فوج یعنی فرانسیسی فوج کے مقابلہ مین ہمت و جوانمردی سے ثابت قدم و مستعد رہا آخر کئی زخم نیزہ و تفنگ کے اُٹہا کے قلعہ سے باہر نکلے اُنہین زخمون کے صدمہ سے پچاس برس کی عمر مین ۱۱۹۱ ہجری مین [illegible] دار القرار کا سفر اختیار کیا۔ ذہن مستعد و صاحب سواد تہا [illegible] مشہور زمانہ تہا۔ انشا پردازی مین بے نظیر [illegible] آزاد بلگرامی کا صحبت یافتہ و دست گرفتہ تہا۔ نواب [illegible] شہید کے زمانہ مین [illegible] و مکرم تہا۔ آپنے ایک قصیدہ نواب شہید کی مدح مین لکہا تہا [illegible] وہ قصیدہ [illegible] کرتے مین۔ آپ صاحب دیوان تہے افسوس ہے مؤلف [illegible] کا دیوان نہین ملا [illegible] منتخبہ ملے مین وہ بہی ہدیہ ناظرین کیے جاتے مین من اشعار الفارسی

گرد گلشن جلوہ رنگین یار آئینہ را
[illegible] رخش قدم بوس [illegible]

روش قد تو دیدہ کہ دارند ز سرو
وا ایم انگشت ندامت بلب [illegible]

شب کہ یاد ماہروی دردل من راہ داشت
چشم گریان از خیالش یوسفی در چاہ داشت

بیجا کنند غمزدگان شکوہ فلک
موزون چہ فتنہ ہاست کہ در چشم ما [illegible]

لب دگر درین محفل تبسم آشنا گردد
دل از ما بود [illegible]

ازا جگر و سپند تپیدن خریدہ ایم
از آبشار و آب چکیدن خریدہ ایم

حسن او بی نقاب می بینم | روی کشش آفتاب می بینم
بسکه من شیفتهٔ چشم سیاهی شده ام | سرمه گون پرتو مهتاب شود در بامم
سخت حیرانم چسان بر من گوارا کرده | حال عاشق را چو زلف خود پریشان داشتن
ز سر کوی تو رفت آئینه ترسان ترسان | چید گل از چمن حسن تو دامان دامان
میکند صید خود این کج کلهان را آسان | آه زیاده ست نهد آئینه دام عجبی

قصیده

قلم بلوح بگاه خستن [illegible] رنگین [illegible] | که حسن [illegible] حرف اوست روشن آفتاب خود همچو شمع گوهر
نوید نصرت [illegible] بگوشم | که زخم رنگین چو گل نماید ثنا سلطان فیض گستر
برای تحریر [illegible] | گرفته [illegible] بیاض [illegible] رخ چو صبح سعادت انور
ز زاغ [illegible] | ز مشک [illegible] دیدار گرد [illegible] آب کوثر
ز مهر گردون [illegible] | [illegible] قصیده [illegible] ز عقد اختر
[illegible] | جهان ستان و ظفر نصیب [illegible] ملک شکوه زمانه داور
[illegible] | [illegible] سکندر
برای نظم [illegible] موافق [illegible] دانش | هر آنچه آرد قضا [illegible] قدر [illegible]
ز زیش چو قارون [illegible] چو حاتم [illegible] سکندر حشمت | بلبس چو عیسی بدانش چو موسی [illegible] حشمت چو یوسف [illegible] دانش چو حیدر
چرا نبالد جهان [illegible] که سر [illegible] عدالت [illegible] | چرا نناز د جهان بعهدش که همچو بخشش [illegible] پرور
چرا نباشد غنی و مسکین بلذت عیش محفل آرا | که در [illegible] افزا بهر [illegible] چو دور ساغر
کجا سلیمان کجا سکندر کجا ارسطو کجا فلاطون | که پیر گردون پیش او بود سبق خوان چو طفل اصغر
ز ذات والا صفات تا حد بود جهان را بهار خوبی | بعز و اقبال و فتح و دولت چو خضر سازد خدا [illegible]

مسرت ۔ شیخ وزیر علی دہلوی

مسرت تخلص۔ شیخ وزیر علی نام شہر فاردلی سے تہا مستعد طالب العلم تہا شعر گوئی مین لائق وفائق تہا۔ حکیم عزت اللہ خان عشق دہلوی کا شاگرد سنہ ۱۲۲۹ ہجری مین شہر حیدر آباد دکن مین آیا۔ مہاراجہ چندولال بہادر کے دربار مین باریاب ہوا۔ بہادر موصوف نے آپکا دو روپیہ یومیہ مقرر کردیا آپ شعراکے زمرہ مین شریک ہوئے۔ چند سال عیش و عشرت کے ساتہہ زندگی بسر کئے آخر سنہ ۱۲۵۷ ہجری مین فوت ہوئے خوش مزاج و خوش کلام تہے شگفتہ جبین و خندان رو تہے۔ محبت و دوستی کے لائق تہے صاحب مروت وہمت تہے آپکا کلام لطیف و صاف ہوتا ہے۔ من ۲۰ اشعارہٗ

اگرچہ روتے روتے کہوئین آنکہین	نرکہا دیدہ خونبار برہا تہہ

مرہون ۔ مرزا علی رضا دہلوی

مرہون تخلص۔ مرزا علی رضا نام مشہدی الاصل ہے آپکے والد مشہد مقدس سے ہند مین وارد ہوئے۔ شہر دلی مین سکونت اختیار کی آپکی ولادت دلی مین ہوئی نشوونما کے بعد سن شعور کے وقت کتب درسیہ علما و فضلاسے تحصیل کین سخن گوئی و سخن سنجی کا شوق ہوا۔ میر ممنون دہلوی کے شاگرد ہوئے۔ جو کچہہ کہتے تہے میر کی خدمت مین پیش کرتے تہے۔ میر کی اصلاح کی بدولت چند روز مین شاعر بنگئے۔ خوب کہنے لگے کلام مین پختگی و شستگی آگئی۔ مضامین تازہ تازہ و خیالات پاکیزہ پاکیزہ ایجاد کرنے لگے معاصرین پر بڑہ گئے پہر آپ سنہ ۱۲۳۰ ہجری مین دلی سے شہر حیدر آباد دکن مین آئے

راجہ چندولال بہادر مہاراجہ کے شعرا مین ملازم ہوئے سو روپئے ماہوار مقرر ہوئے خوش خرم رہے۔ خوش خلق و نیک سیرت تہے۔ اہل دکن کے ساتھہ مثل شیر و شکر تہے یہان کے تمام امرا آپکی عزت و آبرو کرتے تہے آخر آپ تقریباً ۱۲۵۲ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ من اشعارہ

پہر آرزوے دلکو جو پانچ خون کیا ہے جز ایک نگاہ خشم کبہی اُسکی خو نہین	گردن پہ پاس کے ہے خون اپنی آرزو کا قسمت تو دیکہہ یہہ بہی کبہو ہے کبہو نہین

مشتاق ۔ حافظ محمد تاج الدین دہلوی

مشتاق تخلص ۔ محمد تاج الدین نام ۔ آپکا اصلی وطن میرٹھہ ہند ہے ۔ آپکی ولادت میرٹھہ مین ہوئی ۔ نشو و نما ہی وہین کی سرزمین مین ہوا ۔ آپ عالم شباب مین وطن مالوفہ سے دلی مین وارد ہوئے ۔ وہان کے علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ حاصل کی بقدر ضرورت استعداد و لیاقت پیدا کرکے شعر و شاعری شروع کی طبیعت تیز و چالاک تہی ۔ صفائی طبیعت و روشنی فکر سے کلام موزون کرنے لگے ۔ کلام شستہ و سنجیدہ ہونے لگا ۔ رفتہ رفتہ درجہ استادی کو پہنچے ۔ آپ دلی سے لکہنو گئے ۔ وہان مشاعرے بہی داخل ہونے لگے ۔ شعراء لکہنو طبیعت کے جوہر دکہانے لگے ۔ سب شعرا آپکے کلام کو وقعت کی نگاہ سے دیکہتے تہے ۔ کہتے ہین کہ آپکو ناسخ سے تلمذ تہا ۔ ناسخ آپکی شاگردی پر فخر کرتا تہا ۔ آپ مدت تک لکہنو مین رہے ۔ پہر وہان سے حیدرآباد دکن مین آئے ۔ ماہ لقابائی عرف چنداجی کی خانقاہ مین فروکش ہوے چند روز کے بعد حیدرآباد مین آپکی شہرت ہوی حیدرآباد کے شعرا آپسے ملے بہت خوش ہوئے ۔ رفتہ رفتہ آپکا تذکرہ

راجہ چندو لال مہاراجہ بہادر کے دربار مین ہوا اُسوقت پالکی بہیجکر آپکو بلوایا۔ آپ دربار مین رونق افروز ہوئے۔ مہاراجہ نے آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی اُسوقت خلعت عطا کرکے دوسو روپیہ ماہوار منصب مقرر کردیا۔ آپ نہایت ہی خوش خرم ہوئے۔ عیش و عشرت کے ساتہہ زندگی بسر کرتے رہے۔ شہر مین اکثر امرا و شرفا آپکے شاگرد ہوئے۔ جناب مولوی شمس الدین فیض جو دکن کے ملک الشعرا و جگت استاد تہے وہ بہی آپکے شاگرد تہے آپکی عمر قریب سو برس کی تہی۔ آخر اسی شہر مین ـــــ ہجری مین خلد برین کو روانہ ہوئے۔ آپ میانہ قد۔ گندم رنگ۔ ریش مختصر۔ چہرہ کشادہ کو چیشم تہے۔ **من اشعارہ الہندی**

جسکو چتون تیری تب کی نظر آئی ہوگی	بے اجل اُسنے کنی ہیر کے کہائی ہوگی
کوہکن و پرویز کو قصہ اپنا سنائی رو	ہے یہہ ہی فسانہ شیرین ایک پری دیوانے دو

محسن۔ ملا محسن ہمدانی

محسن تخلص۔ ملا محسن نام۔ ہمدانی الاصل ہے۔ ملا شراہی کا فرزند ہے۔ علم و فضل مین ہوشیار و لائق تہا۔ اور شعرگوئی مین بہی فائق تہا۔ کلام لطیف و پاکیزہ شیرین و با مزہ ہے خوش صورت و نیک سیرت تہا۔ صاحب مروت و الفت تہا۔ یاران ہم مشرب سے نہایت خندہ روئی و شگفتہ پیشانی کے ساتہہ ملتا تہا۔ ہمدان سے ہند مین وارد ہوا۔ اولاً احمد آباد گجرات مین پہنچا۔ تقی اوحدی اپنے تذکرہ مین لکہتا ہے کہ مین نے محسن کو احمد آباد مین دیکہا چندروز قیام کرکے حیدرآباد دکن شاہان قطب شاہیہ کی خدمت مین پہنچا۔ سلاطین قطب شاہیہ محسن کے ہم وطن تہے۔ اُسوقت سلطان محمد قلی قطب شاہ تخت نشین تہا۔ بادشاہ نے مہمان کی بڑی خاطرداری و مدارا کی۔ اور بہت کچہہ سلوک فرمایا۔ مدت تک محسن دکن مین

خوش خرم رہا آخر وقت ہو گیا سنہ ہجری میں فوت ہوا۔ من ۲ اشعارہ الفارسی

غرور حسن نگذارد که یاد دوستان آری		الٰہی مہر گی بخشد کسوفی آفتابت را

میرک - میرک معین سبزواری

میرک تخلص - میرک معین نام - آپکا اصلی وطن سبزوار ہے - وطن کی آب ہوا میں آپکا نشو نما ہوا - سن شعور کے بعد آپنے علما سبزوار سے کتب درسیہ علوم و فنون تحصیل کیں - علم و فضل کے زیور سے آراستہ استعداد و لیاقت کے لباس سے پیراستہ ہوئے عالی فطرت و نیک طینت تھے - طبیعت میں فراست متانت تھی شعر گوئی میں مشہور و معروف تھے - آپکا کلام تازہ تازہ مضامین سے گلزار معلوم ہوتا ہے اور شگفتہ شگفتہ معانی سے سبزہ زار نظر آتا ہے آپ اکبری زمانہ میں زمین ہندمیں وارد ہوئے - خدمتمیں سلاطین قطب شاہیہ کے حیدر آباد دکن میں پہنچے اسوقت محمد ابراہیم قطب شاہ تخت نشین تھا - بادشاہ کی خدمت میں ملازمت حاصل کی - بادشاہ موصوف علما و شعرا سے زیادہ محبت کہتا تھا آپ کی بڑی عزت و آبرو کی منصب عمدہ مقرر کر دیا آپ عمدہ طرح سے زندگی بسر کرنے لگے مدت تک خوش حال فارغ البال رہے آخر سنہ ہجری میں بعارضہ بخار گولکنڈہ حیدر آباد میں فوت ہوئے - من ۲ اشعارہ الفارسی

خضر گاہے خود نما بہا بمردم می کند		یافت ہر کس دوستی خود را چرا گم میکند
در ظلمت فراق چنان گم شدم کہ وصل	وله	تا شمع روئے دوست نیابد نشان من
با کسے یکدم آشنا نشدیم	وله	کہ چو مژگان زہم جدا نشدیم
جز رفیقی نبود تنہائی		با غنت با خود آشنا نشدیم

محسن - ملا محسن لاری

محسن تخلص - ملا محسن نام - لار کا رہنے والا تھا - صاحب علم وفضل تھا - انشاپردازی وعبارت نویسی مین بے نظیر تھا - منشی وشاعر ناظم وناثر تھا - شعر خوب کہتا تھا - اُسکا کلام رنگین ونمکین ہوتا تھا ہر ایک شعر شستہ اور ہر ایک مصرع برجستہ ہوتا تھا - کلام کے دیکھنے سے مزہ ولطف آتا ہے وطن سے احمدنگر دکن مین آیا - ملا نجفی کے توسل سے نظام شاہ بحری کے نبیرہ کے دربار مین ارباب دو منصب مناسب پر ممتاز ہوا مدت تک خوشی وخرمی سے بسر کرتا تھا آخر ۹۷۲ سنہ ہجری مین فوت ہوا - احمدنگر مین مدفون ہوا

من اشعارہ الفارسی

برہنہ پائی منہ بر زمین کہ از ہر سو	بر رہگذار تو دلہا چو اخگر افتادہ است

مائل - ڈاکٹر احمد حسین مدراسی

مائل تخلص - احمد حسین نام - آپ مولداً مدراسی مسکناً حیدرآبادی ہین - فن ڈاکٹری مین سند یافتہ ہین - بہونگیر علاقہ سرکار عالی کے شفاخانہ مین ڈاکٹری خدمت پر مامور رہین خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے ہین - امیر وفقیر کے حال پر برابر توجہ فرماتے ہین - خلائق آپکی ممنون ومشکور ہے آپکی تشخیص نہایت درست ہے اکثر لوگ آپکے معالجہ مین شفا پاتے ہین مشہور ہے کہ آپکے ہاتھ مین شفا خداداد ہے - آپ فارسی مین اچھی استعداد ومہارت رکھتے ہین شعرگوئی وسخن سنجی کے شائق - آپکو میر سرفراز علی صفی الہ آبادی المتوفی ۱۲۹۵ سنہ ہجری سے تلمذ ہے - آپ صفی کے تلامذہ مین رشید ولائق ہین

آپ خوش گفتار و نیک کردار ہین۔ آشنا پرور و دوست نواز ہین آپکی عمر فی الحال قیاساً چالیس برس کی ہوگی۔ ادام اللہ بقاہ۔ من اشعارہ الھندی

تہام کر دل وہ بہی رو ہین ایکبار اتنا تو ہو
میرے نالو ہین اثر پروردگار اتنا تو ہو

لامکان پر چہت بنے اونچا غبار اتنا تو ہو
خاک ہوتی ہے عروج خاکسار اتنا تو ہو

ہنس پڑے وہ دیکھکر پروردگار اتنا تو ہو
آنکہہ سے ٹپکی محبت لمبین پیار اتنا تو ہو

نالۂ آتش فشان کب تک بہہ ہنسدی گرمیان
جل بجھے کون و مکان تو شعلہ بار اتنا تو ہو

اے خدا مجکو بنا دے اب تصور غیر کا
اُن کے دل مین جا کے ہون اختیار اتنا تو ہو

معنی لا تقنطوا سمجھا دو آ کر خواب مین
پھر تسکین دل امیدوار اتنا تو ہو

وہ ادہر بیخود رہے اور مین ادہر بیخود رہون
لطف سے قائم بوس و کنار اتنا تو ہو

معلی۔ محمد مظفر الدین حیدرآبادی

معلی تخلص۔ محمد مظفر الدین نام آپکے بزرگون کا اصلی وطن راجورہ ضلع میدک علاقہ حیدرآباد ہے آپکے جد بزرگوار وطن سے حیدرآباد مین آئے۔ اور اسی شہر مین کسی محکمہ مین ملازم ہوگئے۔ ملازمت کی وجہ سے یہین سکونت اختیار کرلی۔ معلی کی ولادت خاص حیدرآباد مین ہوئی۔ عالم شباب مین فارسی عربی مین بقدر ضرورت لیاقت و استعداد پیدا کر کے کسی سررشتہ مین نوکر ہوگئے۔ فی الحال آپکی عمر قریب ساٹھہ برس کی ہے۔ سخن سنجی مین صاحب مذاق ہین فارسی اردو دونون زبانون مین کہتے ہین۔ کلام درست و صاف ہے۔ اب آپ استادی کے مرتبہ پر ہین اکثر طلبہ اس فن کے آپکے شاگرد ہین۔ ہمکو یہہ نہین معلوم ہوا کہ آپکو تلمذ کس بزرگ سے حاصل ہے۔ من اشعارہ الھندی

دل سے دھیان اُس شوخ کا جاتا نہین
غیر کا ہرگز خیال آتا نہین

ہرطرف اُس شوخ یکتا کے سوا
دوسرا کوئی نظر آتا نہین

ہے جرم گنہگاری کا خوف
ورنہ مین مرنے سے گھبراتا نہین

اسقدر محو جمال یار ہون
مجکو اپنا بھی خیال آتا نہین

وله

چال کچھہ غیر نے چلکر ہے بچھائی شطرنج
آج بدلا ہوا آتا ہے نظر یار کا رخ

موزون - خواجم قلیخان

موزون تخلص - خواجم قلیخان نام - ذوالفقار الدولہ قائم جنگ خطاب - آپکے والد نذر بی ترکمان شرفاء توران سے تھے - سبحان قلی خان والی بخارا کے ملازم تھے - ہند مین عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین والی مذکور کیطرف سے بطور سفارت آئے - اور بادشاہی عنایت و نوازش سے سرفراز ہوئے - مراجعت کے بعد اپنے بڑے بیٹے بولباش خان کو نوکری کے لئے ہندوستان مین بھیجا - اور آپ بخارا مین حاسدون کی عداوت سے مقتول ہوا - قتل کے بعد آپکا دوسرا لڑکا بیگلر بیگی خان مع تمام لواحق و توابع اپنے بڑے بھائی کے پاس آیا - خواجم قلی خان مذکور اسوقت ایک سال کی عمر رکھتا تھا - بیشتر جو ارادت تھا بلگرامی سادات بارہ کی توجہ سے مانڈو کی قلعداری و فوجداری پر حسمت خان کی جگہ پر مقرر ہوا خواجم قلیخان بھی بھائی کے ہمراہ تھا - چند سال کے بعد آپکا بھائی عارضہ جنون سے فوت ہوا - نہایت پریشان و غمگین ہوا تمام خاندان کی پرورش کا بوجھہ سر پر آیا عالم شباب مین تھا ۱۱۳۶ھ سنہ ہجری مین نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر خدمت خلعت وزارت کے مقرر ہونیکے بعد حضور سے اجازت لیکر دکن کی طرف روانہ ہوئے - آپنے رستہ مین خواجم قلیخان کو

ہمراہ لیا۔ مبارز خان صوبہ حیدرآباد کے معرکہ کے بعد برہانپور مین جاگیر عطا کر کے حسن سلوک سے ممتاز فرمایا۔ پھر کون ضلع خاندیس کی فوجداری کی خدمت پر مقرر فرمایا۔ خواجہ مدت تک اسی خدمت پر زندگی بسر کرتا رہا۔ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین صوبہ برار ہوا۔ چند ہی مہینے نہین گذرے کہ معزول ہو گیا۔ بعد ازان کبھی گلانہ کی فوجداری کبھی برہانپور کی صوبہ داری پر دورہ کرتا رہا۔ آخر نواب صلابت جنگ بہادر کے زمانہ مین بڑی عزت و عظمت پائی امرا نامی مین ناموری حاصل کی۔ ذوالفقار الدولہ قائم جنگ کا خطاب پایا۔ ہمعصرون مین معزز و مکرم ہوا۔ جب خاندیس کا ملک مرہٹون کے قبضہ مین گیا۔ اسوقت آپ صوبہ داری سے علیحدہ ہو گئے۔ حیدرآباد دکن مین نواب صلابت جنگ کی خدمت مین پریشان حال خستہ حال آئے نوابصاحب نے بڑی خاطر و مدارات کی اور پرگنہ جلگانون ضلع آکولہ برار جاگیر مین عطا فرمایا آپ جاگیر کی سند لیکر قصبہ مذکور مین پہنچے چند روز عیش و عشرت مین گذارے آخر ۱۱۷۰ھ ہجری مین عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی۔ آصفجاہ مرحوم آپکے حال پر نہایت عنایت مہربانی فرماتے تھے۔ سلام کے وقت محبت سے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے تھے۔ قاقشالی تحفۃ الشعرا مین لکھتا ہے کہ خواجہ قلیخان موزون تخلص جوان صالح خوش خلق و خوش وضع عالی دماغ نازک مزاج تھا۔ شعرگوئی مین بھی لیاقت سلیقہ رکھتا تھا۔ ہندی فارسی دونون زبانون مین شعر و ریختہ کہتا تھا۔ آپکے اشعار صاف صاف ہوتے ہین۔

من اشعارہ الفارسی

الٰہی برفروز از برق وحدت شمع جانم را	برنگ شعلہ گرم سیر شوقت کن روانم را
بسان لالہ کن داغ دلم را رونق گلشن	ز آب رحمت خود سبز گردان بوستانم را
تنم چون مور نازک شد ز ضعف خود پرستیہا	توانا کن بعشق خویش جسم ناتوانم را

بتن از شوق خود چون شمع سرگرم تجلی کن
زسوز سینه روشن ساز مغز استخوانم را

زبس خون ره دهست از جوی وحدت گلبن طبعم
نسازد ورق کس لیکن برگ گل برگ خزانم را

دلم همچو صدف دارد امید قطره از جودت
گهرافشان ز جود خویش کن یارب زبانم را

زپندار خودی یارب تهی کن خاطر موزون
چو نی دمساز کن با نغمه پردازی بیانم را

وله

نهان چون غنچه نتوان کرد در صد پرده راز اینجا
چو شمع آرایش دل گل کند سوز و گداز اینجا

جنونم همچو گل خندان و من چون غنچه دل تنگم
که جز چاک گریبانم نشد کس چاره ساز اینجا

به پیش چشم مست نیست کارم جز سجود امشب
چو مینا می‌کنم در عین مستی‌ها نماز اینجا

بیاد قامت شوخی که از خود رفته‌ام یارب
بچشمم سرگیاهی می‌نماید سرو ناز اینجا

زسوز شمع آید نکهت مشک ختن هردم
اگر گویم سخن امشب ازان زلف دراز اینجا

زبیرنگان عشقش را بدار مشرب چه می‌پرسی
میان مسجد و میخانه نبود امتیاز اینجا

براه عشق منشین یکزمان بی‌چشم تر موزون
چو شمع از کف مده سر رشته سوز و گداز اینجا

وله

زبس دارد صفا از جوش حسنش پیکرم امشب
بجای اشک برد گوهر از چشم ترم امشب

بیاد چشم مخمورش زبس از خویشتن رفتم
چو نرگس مست حیرت گشت بر کف ساغرم امشب

خیال شمع رخسار که دارد گرم پروازم
که چون پروانه ریزد آتش از بال و پرم امشب

بسان شمع سرگرم است بهر سوختن آهم
نمیدانم هوای کیست یارب در سرم امشب

نمیدانم بسینه آتش روی که شد داغم
که موج لاله دارد دامن خاکسترم امشب

زبس یاد بناگوشش هم آغوش خیالم شد
توان چیدن گل نسرین سحر از بسترم امشب

بسان ذره دارد جلوه هر موج نگاه من
زبس تابید از خورشید رویش اخترم امشب

زبس دل شد خموش از ناله کردن پیش لعل او
برنگ غنچه می‌ماند قبای اخگرم امشب

نداریم بر رخ آرائے نگہ موزون	طپیدن می برد دل را برنگ نگرم آبشب

ملا عبد القیوم

ملا تخلص - عبد القیوم نام - تاریخ مشائخ برہانپور سے معلوم ہوا کہ آپکے بزرگان سلف شادی آباد عرف مانڈو مین محمود شاہ خلجی بادشاہ مانڈو کے دربار مین معزز و مکرم تھے ہوشنگ شاہ خلجی معاصر احمد شاہ بہمنی کے زمانہ تک آپکے بزرگان سلف کا سلسلہ مانڈو مین جاری رہا - ہوشنگ کے بعد آپکے اجداد اعلی مین ایک بزرگ شیخ سلطان نصیر خان فاروقی کے عہد مین بلدہ برہانپور مین آئے - اور وہان سکونت اختیار کی عالم فاضل تھے - طلبہ کے درس تدریس مین مصروف رہتے تھے - گوشۂ عزلت مین گوشہ نشین تھے - ملک قناعت مین حکمرانی کرتے تھے - قانع و صابر تھے - باشندگان برہانپور کیا امیر کیا امیر و فقیر حضرت شیخ کی تعظیم و تکریم کو اپنا فخر سمجھتے تھے - اور آپکی خدمت کو غنیمت جانتے تھے - آپ بروز جمعہ جامع مسجد مین وعظ فرماتے تھے - فصیح اللسان و بلیغ البیان تھے - تفسیر قرآن و تشریح احادیث کو ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے بیان فرماتے تھے کہ شیخ کے نصائح و پند حاضرین کے دلون پر موثر ہوتی تھین - اور بزرگ شیخ کے کلام مین وہ اثر تھا کہ سامعین وعدو وعید کے بیان سے کبھی روتے تھے - اور کبھی ہنستے تھے - آپ مدۃ العمر برہانپور مین رہے آخر وہین فوت ہوئے - شیخ کے اولاد مین شیخ عارف مولداً برہانپوری تھے - یہہ بزرگ بھی بزرگان سلف کے قدم بقدم تھے - علم و فضل کی صفت سے موصوف و ربزرگی اور شیخت بین معروف تھے - آپکے فرزند شیخ معروف بھی حافظ قرآن و قاری تھے انتہی کلامہ

نتائج الافکار کے مولف نے لکھا کہ حافظ شیخ معروف نے نواب لا جاہ کے عہد مین برہانپور سے

مدراس مین وارد ہو کے سکونت اختیار کی حفظ قرآن مجید و تلاوت کلام حمید مین اوقات
شریف بسر کرتے رہے۔ اہل مدراس آپکے ساتھ حسن ارادت رکھتے تھے۔ آپکی تعظیم و تکریم
کرتے تھے انتہی کلامہ۔ اور گلزار اعظم کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ والا جاہ کی سرکار مین ملازم
تھے انتہی کلامہ۔ آپکے صاحبزادے عارف الدین خان رونق تخلص کی ولادت مدراس مین
واقع ہوئی۔ چنانچہ آپکا حال صاد مین لکھا گیا ہے۔ رونق کے فرزند مولوی محمد مہدی واصف
مین آپکا حال بھی ردیف واو مین مذکور ہے۔ واصف کے لخت جگر مولوی عبدالباسط عشق
تخلص ہین آپکا ذکر خیر بھی ردیف عین مین لکھا گیا ہے۔ ملا عبدالقیوم صاحب ترجمہ حضرت
عشق کے فرزند دلبند ہین حضرت عشق نواب ناصر الدولہ بہادر کے آخر عہد مین مدراس سے
مع عیال و اطفال حیدرآباد دکن مین آئے منصب مناسب پر مقرر ہوئے کسی محکمہ مین چند
مدت ملازم رہے آخر وظیفہ و منصب مناسب پاکے خانہ نشین ہوئے۔ آپ حکیم حاذق و طبیب
فائق تھے طب یونانی کے ساتھ ڈاکٹری مین بھی مہارت کامل رکھتے تھے۔ شبانہ روز آپ
بنی آدم کے علاج مین بسر کرتے تھے۔ آپکا مشرب صلح کل تھا۔ ہندو و مسلمان سے حسن سلوک
برابر فرماتے تھے خوش اخلاق و بسیار پسندیدہ سیر تھے۔ فن شاعری مین استاد مانے جاتے تھے۔ مدراس
و حیدرآباد دکن مین آپ مشہور و معروف تھے۔ مریضون کا معالجہ نہایت توجہ و ہمدردی
کے ساتھ فرماتے تھے۔ مدراسی و حیدرآبادی آپکے دست شفا سے صحت و شفا پاتے تھے
آخر آپنے شہر حیدرآباد مین رحلت کی۔ ملا صاحب ترجمہ مدراسی المولد و المنشا مین باپ کے
ہمراہ مدراس سے حیدرآباد مین وارد ہوئے۔ ابتدا مین والد ماجد کی خدمت مین تربیت
و تعلیم پائی اور کتب متداولہ عربی و فارسی علمائے ہند و دکن سے ختم کین۔ علم و فضل کے
لباس سے آراستہ اور فنون متفرقہ کے پیرایہ سے پیراستہ ہوئے۔ تحصیل تمام ہونے کے بعد

آپ ہندوستان روانہ ہوئے مولانا معین الدین کڑوہی سے تحصیل کی تکمیل کی۔ اور یہ آپ موزون الطبع تھے۔ شعر وشاعری سے نہایت ہی دلچسپی رکھتے تھے۔ جناب مولانا سید علی رضا صاحب شوستری ستاد الملک طوبی کی خدمت مین مدت دراز تک مشق کلام کرتے رہے۔ آپ کا کلام شستہ وپاکیزہ ہوتا ہے۔ آپکے اور اہل زبان کے کلام مین مابہ الامتیاز نہین ہوتا ہے جو کچھہ موزون فرماتے ہین مرغوب ہوتا ہے۔ آپ خوش اخلاق وپسندیدہ سیر تھے بیت نواز ودوست وغریب پرور تھے امیر وفقیر آپکی نظر مین مساوی معلوم ہوتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھہ حسن سلوک فرماتے تھے۔ مہمان ودوست ہے واردین وصادرین کی نہایت ہی خاطرداری مدارا کرتے تھے۔ آپکا دولتخانہ مسافرخانہ تہا۔ اور آپکا دسترخوان گویا خوان یغما تہا۔ صبح وشام آپکے دسترخوان پر دس بیس اشخاص شریک طعام ہوتے تھے۔ آپنے تا مرگ مہمانداری وغربا پروری کی رسم قائم رکھی۔ آپ ہمدردی قوم مین بے نظیر تھے۔ درمے قلمے زبان سے جسقدر ممکن ہوتا تہا دریغ نہین فرماتے تھے۔ ہر ایک کے معین ومددگار رہتے تھے اور ہر ایک کے لئے سعی وکوشش مین کوتاہی نہین جائز رکھتے تھے۔ باشندگان حیدرآباد آپکی سفارش وسعی کی قدر کرتے تھے اور آپکو قوم کا سچا خیرخواہ جانتے تھے۔ اور آپ شبانہ روز قوم کی خدمت وسرپرستی مین کمربستہ رہتے تھے۔ غربا کی ہمدردی وغمخواری قدرۃً آپکا خمیر تھی۔ کبھی آپ غربا کی ہمدردی سے کوتاہی نہین کرتے تھے۔ آپنے حجاز ریلوی کی تعمیر کے لئے چندہ فراہم کرنے مین جسقدر محنت وجانکاہی کی ہے اظہر من الشمس ہے ہزار ہا روپیہ جمع کرکے سلطان روم کی خدمت مین بھیجا۔ سلطان کے جانب سے تمغہ مجیدیہ اعزازاً آیا۔ آپ چندہ فراہم کرنے کے لئے دکن سے ہند گئے ہند سے سندہ سندہ سے گجرات وغیرہ ممالک مین سفر کیا۔ تامرگ چندہ جمع کرنے مین مصروف رہے۔ افسوس کہ ملا صاحب کے بعد

کوئی بزرگ اس خدمت کے لئے قائم نہین ہوا مجلس جنیدہ حجاز ریلوی برخاست ہوگئی۔ آپ ابتداءً محکمہ گزیٹیر مین ملازم ہوئے۔ دو تین سال تک محکمہ مین رہے۔ جب محکمہ برخاست ہوا تب آپ ڈپٹی کمشنر انعام ہوئے۔ پھر اس محکمہ سے تعلقداری پر مستقل ہوئے چند مدت کے بعد ایسے اسباب پیدا ہوگئے کہ آپ تعلقداری سے علیحدہ کئے گئے اور آپکو سرکار عالی سے چارسو روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر ہوا۔ آپ چند سال وظیفہ یاب رہے۔ قناعت و صبر کے ساتھہ وظیفہ کی آمدنی پر گذر اوقات کرتے رہے۔ آخر ماہ رمضان ۱۳۲۳ھ ہجری مین فوت ہوے حسب وصیت آپکی نعش مبارک کو تغسیل و تکفین کرکے گلبرگہ مین حضرت سید محمد الحسینی بندہ نواز کے روضہ مین دفن کئے۔ آپکے باقیات الصالحات مولوی عبد النعیم و مولوی عبد الباسط وغیرہ یادگار باقی مین بمصداق الولد سر لابیہ ہر ایک علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہے۔ خدا تعالی انکو خوش وخرم رکھے اور دنیوی ترقیات سے کامیاب کرے اب مین آپکے کلام سے متفرق چند اشعار غزلیات اور ایک قصیدہ جو آپنے اعلیحضرت خلد منزل میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ ششم مرحوم کی تہنیت سالگرہ مین موزون کیا تھا ذیل مین گزارش کرتا ہون۔ **من اشعارہ الفارسی**

بیاد زلف و رخ آن نگار گرید و خندد	مریض عشق بلبل در بہار گرید و خندد
چنان بعشق تو رسوا شدم که دشمن ہم دوست	مرا به بیند و بے اختیار گرید و خندد
نشان گریہ خونیست خندہ عاشق باشد	ببین صراحی مے آشکار گرید و خندد
چو شمع آنکہ درین بزم یک شبے گذراند	عبث بزندگی مستعار گرید و خندد

دہان خندہ بگو ہم با کہ دیدۂ خونبار
جراحت نظر دل تشکار گرید و خندد

در حریم وصل او دامان اگر پیچیده ام	وله	دامن حشر پست پنداری که بر پیچیده ام
گو سیه روزم ولی چون شام سے خورشید روے		آفتاب داغ عشقت در جگر پیچیده ام
جعد او پیچون سیه مارے که باشد شعله دم		می نماید چون بران موباف زر پیچیده ام
بر درش تا بشکل حلقه بیرون در		سر بسر سر تا بپا پا تا بسر پیچیده ام
آنکه را راز ست نگردد باز تقدیر پرستی مین	وله	وانکه باز ست نه بیند چشم تصویر پرست من
از سپهر جان بگذرم خود را رسانم تا به دوست		گر ازین تدبیر ناید کار تقدیر پرست و من
ذره ذره محو دیدار رخ پر نور او		نے همین خورشید و مه حیران تنویر پرست مین
افتادگی مقابل خصم زبون مدان	وله	چون شیر در کمین و هم سینه بر زمین
گیران رقیب کرده جدایم از و چه باک		شیطان و آدم بدپے کینه بر زمین
تا حکایت دل جان داونت بیاد		ماند بیادگاری دیرینه بر زمین

رباعیات

جواب رباعی عمر خیام که گفته (مادر بحلال به که دختر بحلال)

غافل ز سرائر شعار اسلام		جاهل ز شرایع و نصوص احکام
مادر چو بکار برده است خیام		دختر البته بر تو گردیده حرام
از آتش فرقت تو اے سیم حسن	وله	سر تا قدمم شده ست رشک گلشن
یعنی که چو طاؤس بباغ حسرت		صد دیدهٔ انتظار واگشته ز تن
مینا آسا ز سر بلندان باشی	وله	چون باده بکام مستمندان باشی
اے گلبن امید بباغ جاوید		چون گل بشگفتانی ز خندان باشی

قصیدهٔ غرا بجواب طوبی بتقریب سالگره بندگان عالی طاب ثراه

شود چو زلف گره گیر تو بخال گره — مسلسل است ز خال تو در خیال گره
بروی خال چو از موی میزنی گرهی — فتد بسلسلهٔ موی ام ز خال گره
خیال خال گره میزند بهر دل صاف — چنانکه بلبله بسته است بر زلال گره
چو دام زلف بچینی بگرد دانهٔ خال — کبوتر دل ما را زنی ببال گره
تو شحنهٔ و عسسی دزد خال را بعین — که بر زنی همه بر گردن رجال گره
گره بزلف دهی تا که تاب نگشاید — چنانکه بسته شود بر سر عقال گره
بکار و بار دل خلق تا گره زده — فتد بکار تو از صنع لایزال گره
دو چشم تو دو غزالند و زلف تو دو رسن — ازین حبال ببندی بران غزال گره
ازانکه آهوی چشمت چرد نه سبزهٔ خط — نهاده همه از خوف انتقال گره
گره فتد بدلم زان دو زلف پرچین است — چنان بر آب زند جنبش شمال گره
رخ تو گنج صفت زلف پرشکن بر خست — چو اژدری که همی بر زند ببال گره
چو آفتاب جمال تو سر نهد با قول — زنی بزلف گره گیر بر جمال گره
بهر گره که ببندی گشوده عقدهٔ دل — بلی به بست و گشاد دلست دال گره
ز بستن تو گشاید دری به خسته دلان — چنانکه بسته بر بنگوند محال گره
ز مشکسائی هر عقده ات مگر ز ان زلف — بخون خشک زند نافهٔ غزال گره
بسان سلک درر آری بهم بود بنظم — چگونه بسته ای زلف زاعتدال گره
ولی بهر گره زلف تو بدان ماند — که غنچه به بر شاخ و بر نهال گره
ز بسکه بر سر موییت گره زنی بگره — هماره روز و شبت هست اشتغال گره
گره زده بگره از برای آنکه دلی — نه بیند از گره وزد با حتمال گره

ازانکه وعده فراموش میکنی زلفت
همیزند همه بر وعدهٔ وصال گره

ازانکه دور و تسلسل محال میداند
عقول فلسفیان زن باعقال گره

سرین تو دو جبال و میان تو یک موی
چه معجزست بیک موی بر جبال گره

کمند زلف و خدنگِ نظر بدل بندد
چنانکه در دل اعدائے شه بنال گره

چو رشته گرهِ سال شه بسے اے سرو
زنے بکاکل خود هم علی الطوال گره

چو عمر شاه درازی و پر گره اے زلف
اگر که میشود امروز جشن سالگره

چه جشن جشن شهی کز کمال محبوبی
ملک ز بوسه زند بر سر لعال گره

بدین خیال که شاید رسد بتکلمهٔ شاه
ز لعل سنگ به بندد چو غنچه آل گره

برشتهٔ چو گره میفتد شود کوتاه
نگر چو صفر عدو بر فزوده سال گره

باتصال بیفتد گره برشتهٔ سال
ابر شماره هر ریزهٔ ر ال گره

تقلب ست چو آدم لآلی بسیار
بید سگال تو افتد در انفصال گره

شها بابرو تو کان ز قوس او ادنی است
مباد هیچ گه از غصه و ملال گره

برشتهٔ امل دشمنت کمند مثال
همی فتد بتو الی و اتصال گره

چو رشتهٔ املش خواستی شود کوته
سر عدوی تو گردیده بر نصال گره

زانکه شگفته سنانِ تو بند بند عدو
پدید گشته ز سرتا بپائے نال گره

حباب گجه هیجا مفارق اعدا
سمند تست نهنگش ببال و یال گره

ز سهم رمح تو دشمن اگر گسسته شود
چه سود گر بکمر بسته بر جدال گره

اگر کمند تو بسته ست دست و پائے عدو
دیا کر بسته باطراف و خیال گره

اگر عدو سے گره بر همی برو گرہے
ز لا بزلل نیفتد بلا زوال گره

هلال ناکه رکاب تو گردد از سر شوق بزیر آید و گردید بر دو دال گره
هلال آید و گردد نعال شبرنگت چو میخ خورده ثوابت بران نعال گره
ز رشک خنجر شه چونکه ناتوان بهست زند به بر زده خود را بدل هلال گره
ز بسکه شاه بود با گشاده پیشانی نزد ز چین بجبین یا بابرو لال گره
گشوده اند و شگفته غنچه از خلقت بهیچ شئ نپسندی بهیچ حال گره
گره نماند بجائے بغیر قلب عدو از آنکه هست همه دال بر هلال گره
بسی ز خط او ببین که بر جبین عدو ز قطرهای عرق بسته انفعال گره
نسیم حلم تو زلف بتان پریشان کرد از آنکه بسته بدلها باشتغال گره
بحصل آتش نپسندی گره ازان بنشا که عادلان نپسندند بر خیال گره
ز بسکه صیت نوال تو رفته در عالم بارتحال زده بستند بر رحال گره
رحال را بر پشت جمال می بندند چنان بصحیح حرم بهر ارتحال گره
همین نطاق زر و طوق گوهر بخششی بدوز پوزنه بسته هست بر نعال گره
بصره های زر و سیم چون گره بزنند گشاده ز سرشان نواز نوال گره
گر نوال تو صلح همچو بازرگان نموده پر ز گهر بسته بر جوال گره
ز مشت مشت جواهر که میدهی و بزند فتاد بر دهن سائل سوال گره
چنان براق دهی با عراقیان براق ز تنگهای زرین بسته بر جلال گره
سوطلعم بمدیح تو در دکن شاها همیشه داده کمر را بامتثال گره
چو نیست هیچ کسی تا که قدر من داند زدم بدامن عزلت به اعتزال گره
رسد بخاک نشینان ز رشحت از فیض ز قطرهای سحابست بر طلال گره

شکستہ حالی من از زبان حال شنو | نہ از مقال کہ گردد بلب سوال گرہ
چنان دہم ز گہرہائے کار خود بتو عرض | فتد چو در گرہ ہم بے منال و مال گرہ
مرا ز چشم وفا نیز این اشارہ رسد | کہ در وجود و عدم ہر دو شان مآل گرہ
شہا منم کہ بسے عقدہ ہائے لاینحل | کشودہ ام بمقالات انفصال گرہ
چو نیست مادح شہ عجمی لال زبان | چرا بمدح بیفتد گہ مقال گرہ
مرا کہ طبع روانست چون فرات نشد | جبال قافیہ ہا یم بقیل و قال گرہ
نہم چو نیل بکہسار نغط روئے سخن | روان کنم و نیاید دران مجال گرہ
ز تیز زبانی من بین درین چکامہ نغز | ہمہ بسلک سخن گشتہ چون لآل گرہ
سخن گرہ بزبان سخنوران کردم | چنانکہ گشتہ سخن بر زبان لال گرہ
سخنوران زمانہ گرہ بسے زدہ اند | نیافتہ ست بدینگونہ انحلال گرہ
مرا بعرض ہنرہا کشایشے دگرست | اگرچہ طبع ملولم شدہ از ملال گرہ
اگرچہ بستہ و بکشادہ ام گرہ صد بار | ولے نہ بستہ یکے ہم با بتذال گرہ
صبا بگو بغزال غزل سرا از من | کہ نافہ تو نہ بستہ بدین کمال گرہ
گرہ زبستہ ام و بستہ ام گہر ز انصاف | ہمین بعرض رسانند از زبان حال گرہ

من اشعارہ الہندی

کیا نمایان چشم شوخ تیغ زن آہن مین ہے | ہے تماشا دیدنی دیکھو ہرن آہن مین ہے
یہہ دہان قفل ہے یا قفل دہان یار ہے | کیئے آہن مین دہن ہے یا دہن آہن مین ہے
ہے یہہ چھینٹے خون کے کیا آپکی تلوار پر | یا کہ آب تیغ سے پھولا چمن آہن مین ہے
آب تیغ ناز کی چادر سے سِلتا ہے کفن | تیرے کشتون کے لیئے قاتل کفن آہن مین ہے

جھنجھناہٹ ہے تری شمشیر جوہر دار کی
بازبان تیغ کا ذکر کا بھجن آہن مین ہے

زندہ جاوید ہے کشتہ تری شمشیر کا
دیکھیئے آب بقا کیا موجزن آہن مین ہے

پھر سلسلہ ٹوٹا نہ ملا آپکی تقریر کا
گو زمین ایسی کڑی ہے کہ سخن آہن مین ہے

وله

چھت آسمان کی توڑکے چھپر بنائینگے
سامان نئے کہان ہے جو ہم گھر بنائینگے

پہر دل ہمارا خانہ کعبہ نہین کہ آپ
توڑینگے بار بار مکرر بنائینگے

تار نظر سے ہم ورق گل پہ عندلیب
ان گلرخون کیواسطے مسطر بنائینگے

تصویر ہم نے کھینچی ہے اسواسطے تری
عاشق تمھی کو تجھپہ ستمگر بنائینگے

رباعی

ہے تجھ سے وہ دور اور ہے دمساز رقیب
یہہ اپنے ہین تقدیر وہ اسکے ہین نصیب

کہتے ہین قیامت تجھے عالم مین تمام
حیران ہون کہ پھر کیون نہین تو مجھسے قریب

غزل

گرچہ پامال مین پر تجھکو دعا دیتے ہین
ترے پازیب کے گھنگرو یہہ صدا دیتے ہین

نہ سہین ہم تو بھلا کون سہے انکا ظلم
ہم وفا کرتے ہین وہ داد جفا دیتے ہین

ہیچ ہے دعوی مسیحائی کا بہتا ہے کہے
تری بیداد کو ہم مرکے جلا دیتے ہین

لاکھہ لاکھہ اپنا اگر خون جگر کھائے حنا
سہرد ہون کو وہ اپنا کف پا دیتے ہین

کسطرح کھا گئے ان سینتون سے دھوکا
نقد دل آپکو لاؤ یہہ بہلا دیتے ہین

محمود - حافظ غلام محمود

محمود تخلص - غلام محمود نام - ابو المعین کنیت - آپکی ولادت باسعادت بانگر عرف ادھونی مین واقع ہوئی - اور آپکا نشو و نما وہان کی آب و ہوا مین ہوا - آپ عالم شباب مین تقریبًا پندرہ سولہ برس کی عمر مین علم قرأت و تجوید مین عالم باعمل تھے - حافظ قرآن تھے - آپکا حافظہ

آپکا حافظہ ایسا قوی تہا کہ کبھی تلاوت قرآن مین سہو خطا نہین فرماتے تہے۔ جب تراویح مین قرآن سناتے تہے آپکی اقتدا مین سولہ سترہ حفاظ ہوتے تہے۔ تراویح کی نماز مین کسی حافظ سے لقمہ لینے کی نوبت نہین آتی تہی۔ صاف صاف مثل دریائے روان کے پڑہتے جاتے تہے۔ نہایت ہی خوش الحان تہے۔ سامعین کو سننے سے لطف و مزہ آتا تہا۔ عین عالم شباب مین آپکے دل مین یہہ شوق پیدا ہوا کہ اپنی قوت بازو سے معاش پیدا کرنا چاہئیے۔ بنائً علیہ وطن مالوفہ سے برآمد ہوکے حیدرآباد دکن مین آئے۔ دو سال تک شہر مین بسر کرکے وطن مالوفہ مراجعت کی۔ اور جسقدر مال کسوبہ ہمراہ لیگئے تہے والدین کی خدمت مین بطور نذرانہ پیش کردئے۔ والدین کے فرمانے سے شادی کرلی۔ جو کچہہ والدین نے شادی مین خرچ کیا تہا۔ آپنے تمام صرفہ شادی جیب خاص سے ادا فرمایا۔ شادی کے صرفہ سے والدین کو زیربار نہین کیا اور آپ تا بزندگی جو کچہہ پیدا کرتے تہے اپنے ذاتی اخراجات کے لئے رکہکے باقی تمام والدین کی خدمت مین گذرانتے تہے۔ والدین کی زندگی تک وطن مین سکونت پذیر رہے۔ والدین کے فوت ہونے کے بعد دوبارہ حیدرآباد مین آئے محلہ براق پنچی مین فروکش ہوئے۔ آپکو علم تصوف سے زیادہ دلچسپی تہی اور اہل اللہ سے حسن ارادت تہی مولوی حافظ شجاع الدین صاحب مولوی صدرالدین صاحب و حضرت مولانا شاہ سعداللہ وغیرہم کی خدمت مین مستفید ہوتے رہے۔ اور مولوی حافظ شجاع الدین صاحب کے مرید و خلیفہ ہوئے اور سلسلۂ قادریہ وغیرہ سلاسل کی اجازت پائی۔ اور حسن اتفاق سے باصرار احباب ماہ رمضان مین نواب صمصام الدولہ کے جلوخانہ کی مسجد مین نماز تراویح مین ایک شب مین قرآن ختم کیا۔ نہایت خوش الحانی سے سنایا سامعین نے توجہ سے سنا۔ نوابصاحب آپکے حالات سے واقف ہوے فوراً آپکو حضور مین

بلایا۔ آپ ایک قصیدہ مدح مین موزون کرکے دربار مین حاضر ہوئے۔ نواب نے تین سو روپیہ ماہوار و طعام خاصہ مقرر فرمایا۔ اور صاحبزادون کی تعلیم آپکے تفویض کی۔ حافظ صاحب ترجمہ مدت تک نواب موصوف کی خدمت مین رہے۔ نواب سراج الملک کی دیوانی مین فریزر صاحب ریزیڈنٹ حیدرآباد کو مثنوی مولوی معنوی کے پڑہنے کا شوق ہوا۔ دیوان صاحب کی خدمت مین لکھا کہ کوئی لائق منشی بھیجئے۔ دیوان صاحب نے میر مہدی حسین منشی کو تجویز کیا۔ منشی موصوف نے عرض کیا کہ حافظ محمود صاحب مترجم اس خدمت کے لئے لائق و فائق ہے مثنوی کے رموز و اسرار کو خوبی کے ساتھہ بیان کرتا ہے۔ پس دیوان نے حسام الدولہ بہادر کے پاس رقعہ بہیجا۔ اور حافظ صاحب کو طلب کیا نواب صاحب نے حافظ صاحب کو بہیجدیا۔ دیوان صاحب نے حافظ صاحب کو ماہوار پچاس روپیہ دار الانشا مین مقرر کیا۔ اور نواب مختار الملک سالار جنگ ریزیڈنٹ صاحب کی تعلیم و تدریس بہی معین کیا۔ رفتہ رفتہ حافظ صاحب کی تنخواہ پچاس سے سو روپیہ ہوئی۔ جب نواب مختار الملک نواب ناصر الدولہ غفران منزل کے عہد مین خلعت دیوانی سے سرفراز ہوئے تب مدار المہام موصوف نے حافظ صاحب کی ایکسو پچاس روپئے ماہوار کردی۔ اور آپسے متعدد خدمات کے کام لینے لگے۔ آپ ہر ایک خدمت کے کام کو عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے چند روز کے بعد اور پچاس روپیہ اضافہ کرکے دو سو ماہوار مقرر کئے۔ اور آپکو خدمت وکالت فیما بین دیوان و حضور نواب افضل الدولہ بہادر و خدمت عرضی خانہ و خدمت تقسیم یومیہ داران و خدمت اہتمام اعراس و تقسیم تنخواہ و یومیہ متعلقان والا جاہی وغیرہا سے سرفراز فرمایا جب مدار المہام نے دیکھا کہ آپ خدمات مفوضہ کا کام نہایت دیانت و امانت کے ساتھہ ادا کرتے ہین اور اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے مین سرمو کوتاہی نہین جائز رکھتے ہین اس حسن خدمات کے صلہ مین آپکو ایکسو پچاس روپیہ اضافہ کرکے

تین سو روپیہ ماہوار سے معزز فرمایا۔ اور کمال بندہ نوازی سے آپکو منصبدارون کے زمرہ مین شریک کیا۔ حافظ صاحب تا زندگی عیش و آرام کے ساتھہ زندگی بسر کرتے رہے اور منصبدارون کے زمرہ مین شریک ہونیکے بعد منجملہ خدمات مفوضہ سے خدمت اہتمام اعراس و تقسیم تنخواہ و یومیہ متعلقان والا جاہی من ابتدائے ۱۲۷۴ھ ہجری تا بزندگی حافظ صاحب جمہ کے تفویض رہا حافظ صاحب جمہ نے جب بارہ حرمین شریفین کا عزم جزم کیا تب خدمات مذکورہ کا اہتمام اپنے فرزند مسمی محمد حسن علی کے نام منتقل فرمایا۔ حافظ صاحب نے کامل چالیس برس تک سرکاری خدمات کو عمدہ طرح سے انجام دیا۔ حسب مرضی آقائے ولی نعمت خدمات مفوضہ کا فرض ادا کیا کبھی مالک آقا کے خلاف نہین کیا۔ آخر آپنے مصداق کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام بتاریخ نہم ماہ جمادی الاول ۱۲۸۵ھ ہجری دنیائے ناپائیدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون اور آپکا فرزند دلبند حافظ محمد حسین علی جو علم فارسی عربی و انگریزی مین لائق و فائق تہا ۱۳۰۰ھ ہجری مین فوت ہو گیا۔ حافظ محمود صاحب ترجمہ جامع العلوم والفنون تہے۔ فارسی و عربی مین ادیب کامل تہے۔ ناظم و ناثر تہے۔ شعر و شاعری سے رغبت رکہتے تہے۔ آقا جواد صاحب تخلص شیرازی سے مشق کلام فرماتے تہے آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے بہرا ہوا ہے۔ ہر ایک شعر و مصرع لطافت و نزاکت سے خالی نہین ہے۔ کلام کی صفائی و طبیعت کی رسائی آپکے اشعار آبدار سے عیان ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین لیکن آپکا کلام پراگندہ حالت مین گمنامی کے گوشہ مین پڑا ہوا تہا۔ فی زماننا آپکے ہمشیرہ زادے سیرۃً فرشتہ صورۃً انسان کامل جناب ابوالقدرہ حاجی عبدالقادر محی الدین قادری منصبدار سرکار عالی نے دیوان پراگندہ کے اشعار متفرقہ کا شیرازہ باندہ کے مطبع نظام دکن مین

مطبوع کرایا۔ اور احباب و اعزہ کی خدمت مین ہدیۃً تقسیم فرمایا۔ چنانچہ فقیر مولف ہذا کو بھی ایک نسخہ عطا کیا ہے۔ حافظ صاحب فارسی و ریختہ مین کلام موزون فرماتے تھے۔ ریختہ کا کلام نادر الوجود ہے صرف چند ہی غزلین دستیاب ہوئی ہین۔ بترتیب ردیف فارسی غزلیات مین شریک کئے ہین۔ اب مین آپکے نتائج طبع کو بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الفارسی

مدار عشق بہ صبر است و آن نبود دل مارا		خداوندا تو آسان کن درین رہ مشکل مارا
کجا مہر تو بیرون از وجود ما رود ہرگز		کہ با عشق تو آمیزش بود آب و گل مارا
میزند ابروے آن مہ تیغ پنہانی مرا	وله	میکشد ظاہر ز عقد چین پیشانی مرا
بسکہ جویاست دلم ناوک مژگان ترا	وله	جائے سازد بجگر نشتر پیکان ترا
بیان سوز دل آمد چو بر زبان ما	وله	زبان چو شمع بسوزد گہ بیان ما
اسیر زلف گرہ گیر کردہ اند مرا	وله	مقیم حلقۂ زنجیر کردہ اند مرا
عزم مدینہ باز بود در دکن مرا	وله	ہردم بشوق نشست سفر در وطن مرا
بود بگرد رخ یار طرۂ پرتاب	وله	چنانکہ گرد گل تازہ سنبل سیراب
بیاد آن گل رخسار بسکہ می گریم	وله	بجائے اشک بریزد مرا ز دیدہ گلاب
مرا بہ ہجر تو باشد مکان در آتش و آب	وله	کہ میکشد ز دل و دیدہ ام سر آتش و آب
بفرق داغ جنون سیل اشک تا زانو		ز سر بپائے مراہست بر سر آتش و آب
تا در دلم خیال لب نوش دلبر است	وله	مستغنی از تصور تسنیم و کوثر است
تا چشمۂ حیات لب جانفزائے او		خضر خطش باین دل لب تشنہ رہبر است
کسے گدائی کوئتو اختیار کند	وله	کہ ناز بر ہمہ شاہان تاجدار کند

دل را خیال زلف تو دیوانہ میکند | وله | آئینہ را رخ تو پریخانہ میکند
در چمن آن گل نو رستہ اگر می آید | وله | غنچہ در جیب خود انداختہ سر می آید
عشق احمد کا گلے جبکہ مین ڈالا تعویذ | وله | وحشت و حزن و جنون میرا بڑہایا تعویذ
نہ ثلاثی و رباعی کی مجہے خواہش ہے | وله | رکہتا ہون نام محمد کا مین ستہرا تعویذ
خط برخسار تو دارد شوکت و شان دگر | وله | گشت ہر مورے بعہد تو سلیمان دگر
ہر خم زلفت بپائے دل بود بندے دگر | وله | عیشو دیوانہ حسنت خرد مندے دگر
چو حسن جلوہ کند بارخ جہان افروز | وله | بجلوہ آئینہ سازد ز عشق عالم سوز
بیروئے تو گر سوئے چمن بنگرم امروز | وله | در دیدہ زند ہر رگ گل نشترم امروز
درد تو مرا انیس جان بس | وله | دل را غم چون تو دلستان بس
مرا بود بدل و دیدہ و جگر آتش | وله | ز دست عشق تو از پائے تا بسر آتش
نور محمدی بہ قدم چون شد اختصاص | وله | عشقش گشت از پئے تجدید وجہ خاص
از سراپائے چمن روئے تو ام باشد غرض | وله | از ہواہائے یمن بوئے تو ام باشد غرض
ہرگز نشد بگلشن و گلزار ارتباط | وله | چون شد مرا بہ سید ابرار ارتباط
الست بندہ کو جب رب کہا خدا حافظ | وله | جواب قالو بلےٰ کا دیا خدا حافظ
تا دیدہ تاب طلعت رخسار یار شمع | وله | از تاب رشک سوختہ پروانہ وار شمع
تا کہ شد از نور مہرش در دلم روشن چراغ | وله | مردمان دیدہ ام دارند در روغن چراغ
اے کردہ ناوکت دل عشاق را ہدف | وله | پیوستہ غمزہ تو ز ابرو کمان ہدف
سر و را ایجاد و تکوین است عشق | وله | مظہر پیدایش دین است عشق
مرا کہ افعی زلفت بزہر کردہ ہلاک | وله | ز مہرہ لب نوش تو بایدم تریاک

ساقیا گرد چمن ریخته گل بر سر گل — وله — خوش بود موسم گل ساغر مل بر سر گل

ز الفتی که بزنجیر زلف او دارم — وله — هزار طوق تو گوئی که در گلو دارم

کرد تا طفل سرشک من وطن در آستین — وله — موجه طوفان نماید هر شکن در آستین

شاهی بود بذل گدایان کرم او — وله — عدل است بما هر چه رود از ستم او

ای از فروغ نور رخت نور آئینه — وله — از زیب طلعت تو صفا پرور آئینه

غنچه دهان من بگو سرو روان کیستی — وله — سرو روان من بگو غنچه دهان کیستی

غنچه ز لعل تو خجل گل ز رخ تو منفعل — در چمن مراد دل سرو چمان کیستی

زلف کج تو دام دل لعل لب تو کام دل — چون نشنوی تو رام دل در پی جان کیستی

صورت رشته در نظر شکل تو هست جلوه گر — ای دل زار گو که در فکر میان کیستی

در شب تیره من ز غم ناله و آه میکنم — تو برخ چو صبحدم شمع مکان کیستی

نمودی رخ دل عشاق حیران ساختی رفتی — وله — نشاندی زلف خاطرها پریشان ساختی رفتی

دل من چون تنور از سوز هجران ساختی رفتی — روان از چشم نم سیلاب طوفان ساختی رفتی

ربودی صید دل عشاق از یک جنبش مژگان — زکه بر کهربا جذب نمایان ساختی رفتی

ز مردم برده چشمان تو دل در طرفة العینی — بجادو شیر را صید غزالان ساختی رفتی

من اشعار الهندی

خال پیدا رخ پہ تیرے سے بہت پرفن ہوا — کیا تماشا ہے کہ گلشن زاغ کا مسکن ہوا

جیسے عریانی کا خلعت جسکو زیب تن ہوا — پھر نہ بار دوش تیرا کوئی پیراہن ہوا

جائے سبزہ پنجۂ مرجان نکل آتے میں وہان — کشتۂ دست نگارین کا جہان مدفن ہوا

دلمین اپنے راتدن روئے بتان کا ہے خیال — یہہ چراغ دیر بیت مقدمین روشن ہوا

ولہ
ہو جس کے دلکو حضرت حیدر و آل سے ربط
ایسا کر ہووے اسکو ورا د الولا سے ربط

مقصد ہو جسکا حق کی رضا پر سپاہ علم
رکھیے وہ اس حبیب خدا کی رضا سے ربط

حشر و نشر کا ہول نہ ہوگا سمجھ کبھی
رکھتا ہو وہ آل سے شافع روز جزا سے ربط

ولہ
کہا سکیگا کب ہما اس خستہ تن کے ہڈیان
آتش فرقت سے جلتی ہین بدن کی ہڈیان

ہون سگان کو ترے محبوب کے یارب نصیب
ہو نہ طعمہ ہما کا میرے تن کے ہڈیان

دام مین گر دم نکلجائے تو لے صیاد تو
تا چمن پہنچا ئیو مرغ چمن کے ہڈیان

ولہ
ہم دل و جان سے وفا کرتے ہین
کیا ہوا گر وہ جفا کرتے ہین

سیر گلشن جو کیا کرتے ہین
گل سے بلبل کو جدا کرتے ہین

عارض و زلف پہ چھڑکتے ہین نمک
ہم سے مت پوچھ کہ کیا کرتے ہین

دن کو والشمس کا کرتے ہین حفظ
رات واللیل پڑھا کرتے ہین

ولہ
وہ قامت بالا ہے ترا یا کہ بلا ہے
اے سرو خراماں تو بتا مجھکو کہ کیا ہے

دل کیون نہ کرے تیرے لب لعل کی تعریف
یہ مخزن اسرار کو سو بار پڑھا ہے

کعبہ ہے وہ ترا خال تہ ابروے خمدار
محراب حرم مین یہ سیہ مست پڑا ہے

دولت ہے ترے خاک نشینون کو میسر
یہ سایہ دیوار ترا ظل ہما ہے

جون نقش قدم اے دل گمراہ جو کوئی
پامال خلایق ہے وہی راہ نما ہے

حرف نون

نظام - عماد الملک غازی الدینخان بہادر

نظام تخلص - میر شہاب الدین نام - غازی الدین خان عماد الملک خطاب

آپ میر محمد پناہ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ ثانی بن نواب آصفجاہ مرحوم کے فرزند و نواب عماد الدولہ وزیر الممالک قمر الدین خان کے نواسہ تھے۔ آپکے والد ماجد نواب ناصر جنگ شہید کے بعد دلّی سے صوبہ داری دکن پر سرفراز ہوکر عین موسم بارش مین ہولکر مرہٹہ کو ہمراہ لیکر اورنگ آباد دکن مین آئے۔ بتاریخ سوم ماہ ذیقعدہ ۱۱۶۵ھ ہجری مین شہر مین داخل ہوئے امیر الممالک صلابت جنگ بہادر کے فکر مین تھے کہ ایک سانتہہ تاریخ ذیحجہ سنہ مذکور بعارضہ قئے و دست جان بحق ہوئے۔ نقشبندی خان مصاحب نے آپکی نعش مبارک کو دار الخلافہ دلّی مین لیجاکر آپکے مدرسہ و باغ مین دفن کیا۔ عماد الملک صاحب ترجمہ کی ولادت باسعادت ۱۱۵۹ھ ہجری مین شہر دلّی مین واقع ہوئی نشو و نما بہی وسی شہر فیض اثر کی آب ہوا مین ہوا۔ جب آپکے والد ماجد دکن مین آئے اُسوقت آپکی عمر آٹھہ برس کی تہی۔ والد ماجد آپکو تعلیم و تربیت کی غرض سے ابو المنصور خان صفدر جنگ احمد شاہ بادشاہ کے وزیر کے تفویض کرکے آئے تھے۔ وزیر موصوف آپکو نہایت محبت و الفت فرزندون کی طرح رکھتا تہا۔ ایک روز آپنے مدار المہام سے عرض کی کہ مجکو بادشاہی دربار دکہلائے مدار المہام نے فرمایا کہ اے فرزند آپ ابہی بسبب صغر سنی دربار دیکہنے کے لائق نہین ہو۔ انشاء اللہ تعالی مین آپکو موقع دیکہکر لیجاؤنگا۔ پہر آپنے کئی مرتبہ مدار المہام کی خدمت مین دربار کی درخواست کی ایکروز تو بہت اصرار کیا۔ اوس روز نواب صفدر جنگ وزیر کی بیوی نے بہی آپکی سفارش کی بچہ مدت سے دربار کی آرزو کرتا ہے آج ہمراہ لیجاؤ بچہ کی دلداری کرو۔ صفدر جنگ راضی ہوئے۔ اور آپکو تاکید کی اگر بادشاہ آپسے کوئی سوال کرے تو جواب مین سبقت نہین کرنا مین سوچ سمجہکر بادشاہ کی طبیعت کے موافق جواب دونگا۔ آپنے قبول کیا۔ نواب صفدر جنگ اور آپ دربار مین پہنچے اُسوقت

احمد شاہ بادشاہ حاضرین دربار سے یہ پوچھ رہے تھے کہ یہ تین لفظ ہندی جو مشہور ہیں
ان کے معانی پورے طور سے معلوم نہیں ہوتے ہیں عرض کرو ایک لفظ پوت دوسرا
سپوت۔ تیسرا کپوت ہے تمام امرا سوچ رہے تھے کہ ایسے معانی عرض کرنا چاہیئے
کہ بادشاہ کے مرغوب ہوں۔ بادشاہ نے صفدر جنگ سے مسئلہ مذکور کے معانی کا سوال کیا
صفدر جنگ بھی فکر کرنے لگے۔ مگر آپکی طبیعت چستی و چالاکی میں موجزن تھی آپنے اسوقت
صفدر جنگ کی نصیحت کو بالائے طاق رکھا آگے بڑھ کے عرض کی اگر خانہ زاد کو حکم ہو تو
تینوں الفاظ کے معانی عرض کرے۔ بادشاہ آپکی تیزی و راستی کو دیکھکر متعجب ہوا فرمایا
بیان کرو نواب صفدر جنگ بہادر نے ہر چند اشارہ سے ممانعت کی مگر آپ باز نہیں رہے
عرض کیا خداوند لفظ اول کہ پوت ہے اوسکا مفہوم و مصداق ذات ہمایوں ظل الہی ہے
آپ بادشاہ اور آپکے آبا و اجداد بھی بادشاہ تھے۔ اور لفظ ثانی اسکا مفہوم و مصداق عم والا
بزرگوار بندہ یعنی نواب صفدر جنگ ہیں ان کے آبا و اجداد میں سے کوئی وزیر نہیں ہوا ہے
عم بزرگوار خود بیاپے و چابک ہند میں وارد ہوئے مگر تقدیر کے اتفاق سے شاہنشاہ
کے وزیر ہو گئے۔ اور لفظ ثالث اسکا مفہوم و مصداق خانہ زاد ہے کہ غلام کے آبا و اجداد
وزارت کی کرسی پر متمکن رہ کر مشہور رہے۔ مگر یہ غلام باوجود لیاقت خدمت کے بھی عم بزرگوار
کے ہاتھ میں گرفتار ہے اور کوئی امیر و اہل دربار میری کیفیت بادشاہ کے گوش گزار نہیں کرتا
بادشاہ و اہل دربار آپ کی تقریر سے حیران و متعجب ہو گئے۔ بادشاہ نے صفدر جنگ وزیر سے
فرمایا اب تک آپ نے اس ہماری موروثی خانہ زاد کی تربیت و پرورش کی اب ہم کریں گے
یہ کہکر بادشاہ آپکو محل مبارک میں لیگیا۔ آپ چند مدت تک بادشاہی ظل عاطفت میں رہے
پھر آپنے صفدر جنگ کو وزارت سے علیحدہ کر دیا اور اپنے ماموں انتظام الدولہ کو وزیر اور

آپ بدستور امیرالامرائی پر رہے - چنانچہ صفدرجنگ نے وزارت سے معزول ہونیکے
بعد ایک شعر کہا وہ شعر خاص و عام مین ضرب المثل تہا ؎

رفتہ رفتہ اشک چشمم درگلو زنجیر شد　　طفل دامنگیر ما آخر گریبان گیر شد

بعد مین تو آپنے عاقبت محمود خان کشمیری جو آپکا استاد اور آپکی سرکار کا مدارالمہام
تہا اُس کے ورغلانے سے تیموریہ خاندان مین بڑی درہمی خرابی پیدا کردی - ہولکر کو مقام
خواجہ پر بادشاہ اور وزیر اور امیر آتش کے فرار ہونے کی خبر معلوم ہوی - بیہجا با علی الصباح ہولکر
کی فوج نے بادشاہی لشکر و اثاث البیت سلطنت کو غارت کیا - اُسروز تیموریہ خاندان
کی بڑی ذلت ہوئی - اُسوقت سورجمل جاٹ کا محاصرہ ترک کرکے دارالخلافہ دلی مین پہنچے
ہولکر ملار کی اعانت سے انتظام الدولہ وزیر کو تغیر کراکے خود وزیر ہوا اور صمصام الدولہ کو
امیرالامرائی دلائی - وزارت ہوتے ہی اُسیروز ۱۰ تاریخ شعبان ۱۱۶۷ھ ہجری احمد شاہ بادشاہ کو
مع والدہ شاہ مقید کرلیا - اور معزالدین بن جہاندار شاہ کے بیٹے عزیزالدین کو تخت نشین
کیا اور اُسکو عالمگیر ثانی کا خطاب دیا - پہر ایک ہفتہ کے بعد احمد شاہ اور اُسکی والدہ کی
آنکہون مین سلائی کہنچوائی ۸ ربیع الاخر ۱۱۷۳ھ ہجری مین - پہر چند مدت کے بعد عزیزالدین
عالمگیر ثانی کو بہی قتل کرایا - اور محی السنہ بن کام بخش بن عالمگیر کے بیٹے کو تخت نشین
کیا اُسکا لقب شاہجہان ثانی رکہا - آخر ان تمام معرکون اور محاربون سے فارغ ہوکر
چند مدت بندر سورت مین رہے - اور پہر حرمین شریفین کی زیارت و حج کو گئے - حرمین سے
مراجعت کرکے کالپی مین جو آپکی جاگیر تہی بسر کئے آخر ۱۱۸۹ھ ہجری مین بہشت برین کو
روانہ ہوئے - آپکی اولاد مین نصیرالملک تہے وہ بہی اپنی جاگیر مین فوت ہوئے اُن کی
اولاد مین معلی جاہ - قطب الملک - حمید الدولہ - مجید الدولہ - مع والدہ خود مسماۃ

عمدۃ النسا بیگم حضرت غفران مآب کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین آئے۔ بندگانعالی نے تمامکو جاگیر سے حاصل عنایت کی خوشحال و فارغبال رہے اونکی بنائے مین ایک بزرگ حاضردربار نواب ناصر الدولہ بہادر کے زمانہ مین نصف جاگیر بحال و برقرار تھے۔ مجید الدولہ بہادر و حمید الدولہ بہادر کے فرزند بدستور جاگیرات موروثی پر بحال تھے۔

گل رعنا مین لکھا ہے کہ آپ علم و فضل مین بے نظیر تھے۔ اور متعدد زبانون مین مہارت رکھتے تھے اور ہر ایک زبان مین تحریر و تقریر کر سکتے عربی۔ فارسی۔ ترکی کشمیری۔ افغانی۔ مرہٹی اور عربی و فارسی مین خط نہایت خوب عمدہ لکھتے تھے۔ علما و فضلا و شعرا کی صحبت کو پسند کرتے تھے۔ ایک مدت تک شمس الدین فقیر کو اپنے ساتھہ رکھا۔ آپ شعرگوئی سے نہایت ہی دلچسپی رکھتے تھے۔ سخن فہمی و سخن سنجی مین بے مثل تھے تحریر و تقریر و حاضرجوابی مین بے بدل تھے مرزا قتیل سے کلام کی اصلاح لیتے تھے۔ جو کچھہ موزون فرماتے تھے مرغوب دل پسند ہوتا تھا۔ آپ زیرک و تجربہ کار و ہوشمند و ہوشیار تھے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ آپکا دیوان مطبوع ہوچکا ہے فقیر مولف کے پاس موجود تھا موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب ہوگیا۔ اب مختلف تذکرون سے آپکے نتائج طبع انتخاب کرکے گزارش کرتا ہون۔ **من اشعارہ الفارسی**

بحرف مدعی گفتم مریزاے سنگدل خونم زخط گرحسن جبارت فزون ترشد عجب نبود ابکہ از روز قیامت خبرے می گوئی دوستان نیست عجب گربدل آرام نیست تیر نگاہ مست تو دانی کجا نشست	وله	کہ بعد از کشتنم سوئے ندارد لب گزیدنہا صفائی تازہ دارد سبزہ گر در دمیدنہا گوئیا از شب ہجران خبرے نیست ترا کہ کام دل ناکام دل آرام نیست بردل نشست خوب نشست و بجا نشست

بجاست عهد وفا گر بجا نیست سست	وله	که هست لفظ زر شیده و شکست درست
بگو چه چاره کنم از پئے تو اے سر فکر		نماند جیب من از دست برد و سست درست
زباغ رخت سفر در بهار نتوان بست	وله	شگوفه بر سر شاخ است باز نتوان بست
کفر از زلفش خرید و پیش چشمش دین فروخت	وله	بنده ام سودائے دل را کان خریده این فروخت
دو لئے هست نصیب تو اگر دیده تر است	وله	چشم گر اشک ندارد صدف بے گهر است
تا چسان آگهی از حال منش دست دهد	وله	یار من بیخبر و ناله من بے اثر است
غمزه چشم فزون سازد مرا از خویش برد	وله	آنچه عشقت با دلم بشگفت آخر پیش برد
یار برداشت نقاب آئینه صاف بیار	وله	جلوه مفت است اگر دیده بینا داری
بادشاه کشور دین حضرت مرسل که هست	قصیده	جمله موجودات از نور وجودش آشکار
گر بخاک تیره انداز نگاه فیض بخش		ور بسنگ خارا گشاید لب اعجاز بار
سنگ خارا گردد از اعجاز او در ثمین		خاک تیره گردد از فیضش زر کامل عیار

نصرت - میر محمد نعیم

نصرت تخلص - محمد نعیم نام - دلاور خان خطاب - وطن سیالکوٹ ہے - آپکے والد میر عبدالعزیز دارا شکوه کی خدمت میں ملازم تھے - دارا شکوه کے درہم برہم ہونیکے بعد خلد مکان عالمگیر کی خدمت میں حاضر ہوے منصب دو ہزاری و دلاور خان خطاب سے سرفراز - میر محمد نعیم صاحب حسب عنایت اللہ خان کشمیری کی دختر نیک اختر سے منسوب ہوا اور شاہ عالم کے زمانہ میں والد ماجد کے خطاب سے ممتاز ہوا - جب محمد فرخ سیر کے ابتداء جلوس میں ممالک دکن آصف جاه کے تفویض ہوا تب میر محمد نعیم آصفجاه کے ہمراه دکن میں آیا

بعد ازان امیر الامرا حسین علیخان دکن کا صوبہ دار ہوا۔ پہر محمد نعیم کو اسنے ضلع بیجاپور کی فوجداری پر مامور فرمایا۔ پہر امیر الامرا کے زوال کے بعد نواب آصفجاہ صوبجات دکن پر متصرف ہوئے۔ پہر محمد نعیم آصفجاہ کے سایۂ عاطفت مین آیا۔ آصفجاہ کی عاطفت سے آخر عمر تک زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر ۱۱۳۹ھ ہجری مین فوت ہوا۔ وصیت کے موافق اپنی بیجاپور میں حضرت شاہ ابراہیم جو قریب حصار روضۂ شاہ برہان الدین غریب قدس سرہ ہے مدفون ہوا۔ نصرت نے اپنے مرشد کے حق مین کہا تہا ؎

آن شاہ کہ بادشاہ ہفت اقلیم		نصرت پیرش زجان و دل تسلیم است
عیسی ست بزندہ کردن مردہ دلان		ہر چند کہ نام پاکش ابراہیم است

اور دلاور خان ثانی بن محمد نعیم خان آصفجاہ اول کے زمانہ سے آصفجاہ ثانی ہی کے زمانہ تک صوبۂ سرا توابع بیجاپور پر حاکم تہا۔ ۱۱۸۰ھ ہجری مین گلبرگہ کے قلعہ کی قلعداری پر مقرر تہا۔ شاعر لائق و نازک خیال تہا اور علم موسیقی مین فائق تہا۔ آخر ۱۱۹۰ھ ہجری مین اس دار ناپایدار سے کوچ کیا۔ من اشعارہ الفارسی

می کشتم بے او حنا ہے کہ میسوزد مرا		آتش افتد در چنین آبے کہ می سوزد مرا
پست فطرت را بود ہیچ روزی با فلن	ولہ	مور را تخت سلیمان است سنگ آسیا
می دہد از شام غربت صبح وطن	ولہ	بیکسی انداخت آخر کار ما را با خدا
بسکہ دارد داغ حسرتہا دل پر درد ما	ولہ	جلوۂ طاؤس خواہد کرد آخر گرد ما
صبح محشر شد و از شب باقی ہست	ولہ	سخن از زلف ایار ست امشب
رہروے را بخرد کار است	ولہ	ہست کو رنگ بروبش بارہ است
از لب قمری بگوشم خورد این حرف بلند	ولہ	سرو ہم در پیش بالایت کمر بستہ است

هر کف خاکی که می بینی برنگ دیگر است   وله   آرزوی عالمی از بسکه اینجا رنگ ریخت
اینقدر بر خود منازای چرخ صبحت شام شد   وله   دیدیار ما که حیرت نام دارد شام نیست
چشم نعمت داشتن از سفرهٔ گردون غلط   نان خشکی دارد آن هم صبح ما شام نیست
فراموشی می پیمانهٔ کیست   وله   زخود رفتن ره میخانهٔ کیست
کسی بدگهر از صحبت نیکان نرسد بفیض   وله   گر سنگ جزو کعبه شود بی شرار نیست
نصرت هلاک شب پروانه میشدم   وله   ور نه شمع بزم چو چراغ مزار نیست
آئینه پیش تپش دلیل است   وله   از ما دل یار بی خبر نیست
سوی دلدار میروم نصرت   وله   سفر رو بآفتاب این است
ذره با خورشید جنگ می زند   وله   جام هستی اینقدرها تنگ دست
ناله کردن بر سپهر کار هوش نیست   وله   آسمان را صورت گوش است اما گوش نیست
دامن از گل کشیده می آید   گر آئینه در دیده می آید
رنگ می بازد از نزاکت طبع   گر ز دل تا بدیده می آید
دست دعا بدامن نازش نمیرسد   دست از کار رفتهٔ ما را کجا رسد
وصل تو وحشت دل بیتاب میبرد   آئینه پیقراری سیماب می برد
هرزه گردی مرا در کعبه و بتخانه برد   گر بدل وا میرسیدم یار من در خانه بود
نامه را امروز از دستم شراب ناب برد   زاهد از فردا مترسان دفترم در آب برد
بخاطر چو منی گر ترا نزول افتد   بغیر سجده که دارم اگر قبول افتد
نمی‌افتد بزمین همچو سایه اش هرگز   کسی که در ره حق پیرو رسول افتد
رنگین ز خون خود کف پای ترا که کرد   این کار رسته بغیر از حنا که کرد

وله
بی آبروی تو از نظرم نور می رود
این تیر بی کمان چه قدر دور می رود

وله
دارد شکست رنگم امشب بهار دیگر
می آید آن چمن رو شاید که بار دیگر

وله
من چه خونها خورده ام در کار دل
دل نمی آید بکار من هنوز

وله
صفحهٔ ساده فلک مفت است
سخن چند یادگار نویس

وله
تا ابد زندگی کرامت کن
بس است برمزار نویس

دامن کشیده از من چون آفتاب در شب
می رفت و می دویدم چون سایه از قفایش

حق ناشناس بخت فریدون اگر دهد
در کشورش مباش بقید فرنگ باش

هوس عشق به پیری چه قدر نادانی است
شمع گیر آمدن ماهست شباه غلط

هستی شمع فنا در هستی معشوق اوست
ماتم پروانه باید داشت در انجام شمع

خوشدلی را گر بود لازم فراغ
بیدماغی نیز می خواهد دماغ

نورسی بهم آسان کردهی پرتو تعلق
روشن ز یک چراغ توان کرد صد چراغ

جان بحسرت داده زلف ترا در روز حشر
نامهٔ اعمال باشد دستهٔ سنبل بکف

گر تو دامن نازی فشانده بهوا
نداشت شوخی رنگ اینقدر بهار شفق

دل چو شد آب نمی گردد خشک
چاه سیماب نمی گردد خشک

آب زمزم هم کجا سنگ ترا تواند کرد پاک
هست زاهد را میسر شستشو از آب تاک

گلشن از یاد رفت از بسکه می بالد بخود
نتوان امروز چیدن از سر دیوار گل

چرا امروز خود را تلخ دارم در غم فردا
نگردد روز محشر نامه وا از شرم اعمالم

از وفا رنگی ندارد نوبهار روزگار
برگ این گلستان را چو بو گردیده ام

ما را که تو اندر دل سخت تو بر داشت
چون نقش برین سنگ نشستیم نشستیم

صبح وصال چون بود رخ بنما که همچنین | شام فراق چون رسد زلف گشا که همچنین
جان عزیز چون رود طرز خرام جلوه ده | عمر دوباره چون رسد باز بیا که همچنین

ولہ

هر کرا دوست گفته نصرت | گله او نمی توان کردن

ولہ

جوهرش همچون سپند از روے مجمر می برد | آتشفشان تا در دل آئینه زد تمثال او
بے حجابانه کجا تنگ ببر می آید | تو که از جلوه که آئینه تر می آئی
زلفش پاے تو صد رنگ گل توان چیدن | بگل که می نگرد چون تو در چمن باشی

نیر - مہدیعلیخان حیدرآبادی

نیر تخلص - مہدیعلیخان نام حیدرآبادی المولد ہے - آپ نقد علیخان ایجاد کے خلف الصدق ہین - آپکی ولادت شہر حیدرآباد مین ہوئی - اور نشو ونما بھی شہر کی آب وہوا مین پایا - سن شعور کے بعد شہر کے علما و فضلا اور والد ماجد سے کتب درسیہ عربی و فارسی تحصیل کین - عالم شباب مین فارغ التحصیل ہوا طبیعت سنجیدہ و مزاج پسندیدہ تہا اور ہر ایک قسم کی لیاقت و استعداد موجود تہی - شعر گوئی کا شوق ہوا - طبیعت کے زور سے موزون کرنے لگا والد ماجد سے اصلاح لینے لگا - چند ہی روز مین کلام برجستہ و شستہ کہنے لگا - لچھمی نراین نے گلرعنا مین لکہا کہ مین جب سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین حیدرآباد مین آیا تب نیر میرے غریب خانہ پر کبہی ملاقات کیلیے آئے باہم مشاعرہ رہا - نیر پسندیدہ سیرت و خوش اخلاق ہین انتہی آخر سنہ ۱۱۵ ہجری مین فوت ہوا **من اشعاره الفارسی**

روزے ترا میان چمن دیدن آرزوست | اے نوبہار گرد تو گردیدن آرزوست
طپش دل مرا خبر کرده است | نیر امروز یار مے آید +

بوسہ از گلعذار می خواہم	ولہ	غنچۂ یادگار می خواہم
نیر از مرتضی علی بہ نجف		گوشۂ قبر وار می خواہم
سینہ چاکم بگلعذار فتم		داغدارم بلالہ زار فتم

نکہت محمد یوسف پانپوری

نکہت تخلص محمد یوسف نام [illegible] مخاطب تھا آپکے نسب کا سلسلہ طائفہ حک سلاطین کشمیر سے پہنچتا ہے شاعر خوش فکر خوش کلام تھا مضامین تازہ و معانی شگفتہ [illegible] باندھتا تھا [illegible] اپکی طبیعت شور انگیز و ملاحت آمیز [illegible] ہوتا تھا ملاحت و فصاحت سے بہرہ [illegible] لطافت [illegible] ہوتا تھا سامعین کو سننے سے لذت اندازہ و فرحت تازہ [illegible] کی خدمت میں تھا بعد ازاں شاہزادہ محمد اعظم شاہ کی ملازمت [illegible] اپکی طرف سے احمد آباد گجرات کی صوبہ داری [illegible] بہادر شاہ کے زمانہ میں دار الخلافہ دہلی میں پہنچا [illegible] کے زمرہ میں ممتاز ہوا امرا کے [illegible] پایا تھا فردوس آرامگاہ محمد شاہ کے آخر [illegible] روشن الدولہ ظفر خان [illegible] کی رفاقت و ملازمت میں رہا مزاج میں شوخی و آزادی تھی [illegible] استاد تھا اگر کوئی [illegible] صلہ نہیں دیتا تھا تو اسکی ہجو کرتا تھا چنانچہ اسمعیل خان [illegible] نہیں رکھتا تھا اور ہجو انہیں بنواکے جاتا تھا اسکی ہجو میں کہتا ہے ۵ بیستون تازہ از سنگین دلی ایجاد کردہ

تا خنجے در بندہ نہ از تیشۂ فرہاد کرد ÷ در مقام رشوہ از بس سخت گیری میکند
از برائے زر گرفتن پنجۂ فولاد کرد ÷ و اشعار ہر ایک قسم قصیدہ و غزل و مثنوی رباعی
سے رکہتا ہے۔ نیز ایک کتاب بعبارت نثر اعتماد الدولہ قمرالدین خان وزیر محمد شاہ
کے احوال مین لکہا ہے۔ کتاب معانی تازہ و مضامین شگفتہ سے خالی نہین ہے۔ خوش
صحبت و دوست پرست تہا۔ آخر سنہ ۱۱۵۰ ہجری مین فوت ہوا۔ جب سادات بارہہ کا زوال
ہوا اور محمد شاہ بادشاہ کو پورا استقلال حاصل ہوا۔ تب نکہت نے ایک تاریخی قطعہ بادشاہ
کے ملاحظہ مین پیش کیا۔ ہزار روپیہ خلعت و صلہ پایا۔ مادۂ تاریخ یہ ہے ؎
آفتاب ملک اقبال از کسوف آمد برہ ÷ من اشعارہ الفارسی

نصیب گشت شبے پابوس مرا		زکف چو رنگ حنا رفت اختیار مرا
زپائے تا بسرم محو انتظار کسی است		کہ غیر چشم چو بادام نیست یار مرا
اگر در رفعت دنیائی دون بے کشمکش حاصل	ولہ	بگردن خیمہ را چندین طناب افتد کہ برخیزد
نگاہے جواب خط من اے دلربا نویس	ولہ	فرہاد نامہ اے بت شیرین ادا نویس
ہمت نقد دل این خاک نشین پیش تو قرض	ولہ	آنچہ در کیسۂ من بود ہمین پیش تو قرض
من سپردم دل خود را تو ندادی بوسہ		آن بود پیشکش ناز تو این پیش تو قرض
دلربا یانہ بیا بوسہ بدہ باز بگیر		نکہت امروز طلب کردہ چنین پیش تو قرض
بغیر من کہ بتن نقش بوریا دارم	ولہ	اتو کشیدہ کہ دارد لباس عریانی

نصیر۔ شاہ نصیرالدین دہلوی

نصیر تخلص۔ نصیرالدین نام۔ چونکہ آپ سیاہ فام تہے اسلئے عزیز و اقارب مین میان کلو معروف تہے

آپکا اصلی وطن شہر دہلی تھا۔ آپ شاہ عزیز کے فرزند ہیں۔ آپکے والد صوفی المشرب حنفی المذہب تھے۔ فقیر تھے مگر زندگی امیرانہ بسر کرتے تھے شہر کے امرا و شرفا آپکی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ آپ عزلت نشین تھے۔ گوشۂ عافیت سے قدم باہر نہیں رکھتے تھے۔ ہزارہا معتقدین گھر پر جاکر مستفید ہوتے تھے۔ آپکے بزرگون کے نام سے چند گانون بادشاہ کی طرف سے آل تمغا معاف تھے۔ مثلاً۔ ماجرا۔ بہرانہ علاقہ سونی پت۔ سلیم پور علاقہ غازی آباد۔ وزیر آباد دہلی کے قریب مین اب تک ہر جمادی الاول کو آپکے بزرگون کا عرس ہوتا ہے۔ آبحیات مین لکھا ہے کہ فی الحال ہوڈل مین ایک گانون تلب گڈہ کے علاقہ مین عبد اللہ شاہ سجادہ نشین کے نام پر بحال ہے۔ آپکی ولادت شہر دہلی مین ہوئی تربیت و پرورش بھی اُسی شہر مین پائی۔ والد ماجد نے آپکو ناز و نعمت سے پالا تھا۔ استاد و ادب موزون کرکے تعلیم کیا تھا۔ آپنے فارسی عربی مین بقدر ضرورت استعداد حاصل کی۔ پورے طور سے کتب درسیہ مین کامیابی نہین حاصل کی تھی۔ مگر فن شاعری مین ایسے کامل ہوئے تھے کہ بڑے بڑے فاضل مستعد شاعر آپکے کلام کے دیکھنے سے حیران ہوتے تھے۔ آپ شاہ محمد مائل کے شاگرد تھے۔ آپ وجوہ معاش سے زندگی بسر کرتے رہے۔ آخر شاہ عالم کے زمانہ مین آپکی شاعری چمکنے لگی۔ اور جوہر دکھانے لگے۔ دربار شاہی مین پہنچ گئے۔ عیدین و جشنون مین انعام و صلے پاتے تھے ایک وقت آپنے جاڑے کے موسم مین ایک قطعہ بطور حسن طلب پیش کیا تھا اور صلہ پایا تھا وہ قطعہ یہہ ہے سہ

بچائیگا تو ہی اے میرے اللہ پناہ آفتاب اب مجکو بس ہے	کہ جاڑے سے پڑا بیڈہب ہے پالا کہ وہ مجکو اوڑہا دیگا دوشالا

اس قطعہ مین لطف یہہ ہے کہ آفتاب شاہ عالم کا تخلص تہا۔ آپ دہلی سے دو مرتبہ لکھنؤ گئے

وہان آپکی کچھہ قدر و منزلت نہین ہوئی بعض شعرا و حاضرین نے حسد و رشک سے آپکے کلام کی داد نہین دی - آپنے مشاعرہ مین آٹھہ غزلین فرمائیتھی سنگلاخ زمین مین پڑھی تھین اور ایک غزل اپنی طرح کی ہوی پڑھی جسکی ردیف و قافیہ عسل کی لکھی - محل کی لکھی تہا - اسپر بعض نے مشاعرہ مین طعن کیا اور کسی شعر پر کہا سبحان اللہ کیا خوب لکھی بیٹھی ہے - کسی نے کہا کہ قبلہ یہ لکھی تو نہ بیٹھی - ایک نے کہا غزل تو خوب ہے مگر ردیف سے جی متلانے لگا - شاہ صاحب نے فرمایا جو صاحب مذاق ہے وہ لطف اٹھاتا ہے جو صفراوی حسد مین مبتلا ہے وہ متلائیگا - آپ لکھنؤ سے دل برداشتہ ہو کر دلی آئے پیشتر حیدرآباد مین تین مرتبہ آئے تھے انعام و صلے لیکر دلی چلے گئے - اب چوتھے بار استطراف آنے کو تھے کہ راجہ چندو لال مہاراجہ بہادر نے سنہ ۱۲۵۰ ہجری مین سات ہزار روپیہ خرچ راہ بھیجکر بلایا - آپ راجہ صاحب کے حسب الطلب شہر حیدرآباد مین وارد ہوئے مہاراجہ نے آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی پچیس روپیہ روزانہ مقرر کر دیا یعنی ساڑھے سات سو روپیہ ماہوار کر دی - علاوہ ماہوار انعام و صلہ بھی مرحمت کرتا تہا حیدرآباد مین تمام امرا و علما آپکی عزت و آبرو کرتے تھے - اکثر شعرا آپکی شاگردی کے سلسلے مین شریک ہوتے تھے ایک قرن آپ حیدرآباد مین ایسے جمے کہ پھر تا مرگ دلی کا ارادہ نہین کیا آخر آپ سنہ ۱۲۵۳ ہجری مین جہان فانی سے رحلت کی حضرت شاہ موسی صاحب قادری کے روضہ مین دفن ہوئے - آپکے شاگرد نے چراغ گل کے الفاظ مین تاریخ نکالی - آپنے مدت العمر اپنا دیوان مرتب نہین کیا غزلین کہتے تھے اور ایک تھیلی مین جمع کرتے تھے اور گھر مین رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسکی حفاظت کرو آپکے اکثر غزلین متفرق اور قصائد مختلف ضایع ہوئے - مولف فقیر نے شہر حیدرآباد مین آپکا کلام اکثر کتبخانون مین ڈھونڈھا مگر کہین

نہین پایا نادرالوجود ہے۔ بیاضون مین متفرق غزلین ملجاتی ہین۔ آپکا کلام تشبیہون اور
استعارون مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے سنگلاخ زمینون مین کہتے ہین مگر ایسے چُست کہتے ہین کہ
خوشنما معلوم ہوتے ہین مشکل مشکل الفاظ کو آسانی سے باندہتے ہین۔ اکثر بے سمجہ لوگ
غلطی سے اعتراض کرتے ہین کہ آپ کم استعداد تہے۔ کلام کی شیرازہ بندی کر نہین سکتے
رطب و یابس مین تمیز نہین فرماتے۔ یہہ معترضین کی غلط فہمی ہے۔ اکثر معاصرین آپکی
سنگلاخ زمین مین غزل دیکہکر بہڑک جاتے تہے اور مشاعرہ بہی چمک جاتا تہا۔

آپ بدیہہ گوئی اور حاضر جوابی مین بے نظیر تہے طبیعت مین چستی و چالاکی تہی بعض
مشاعرہ مین کسیکا شعر سنتے اور اسیوقت کہتے کہ یہہ درست نہین اسطرح کہنا چاہئے
شاعر چپ ہو جاتا تہا۔ مشاعرہ مین غزل پڑہنے کا ڈہنگ بہی سب سے نرالا تہا۔ نہایت
بلند آواز سے پڑہتے تہے کہ مکان گونج اُٹہتا تہا۔ تیز مزاج تہے ضعیف تہے مگر جوانی کا ولولہ
و جوش موجود تہا۔ آپ سنی المذہب خوش اعتقاد تہے آپکی مزاج مین تعصب نہین تہا
اولیا اُن کو مانتے تہے اور اہل بیت کی تعریف مین بہی قصائد مدحیہ لکہتے تہے۔ اور اصحاب
کبار کو بہی نہین بہولتے تہے۔ خوش اعتقاد و وضعدار تہے۔ جہان کہین رستہ مین کسی قبر
یا جگہ پر پہول پڑے ہوئے پاتے وہین جوتی اُتار کے فاتحہ پڑہنے لگتے تہے۔ ایکروز تمام شاگرد
ساتہہ تہے ایک طاق مین پہولون کا سہرا لٹکا ہوا نظر پڑا آپ کہڑے ہوگئے اور فاتحہ
پڑہ دے۔ شاگرد نے کہا کہ حضرت یہ بہٹیاری کا گہر ہے اُس نے اپنے ہیرالال بیگ کا طاق
بنا رکہا ہے اُسوقت آپ ہنس پڑے اور کہا کہ مین نے خدا کا کلام پڑہا اُسکا ثواب
کہین نہین جائیگا۔ جہان اُسکا موقع ہے وہان پہنچیگا۔ آپ خوش مزاج و خوش طبع تہے
خوش پوشاک و خوش خوراک تہے۔ مزاج مین لطافت و نزاکت تہی وضع کے پابند تہے

نیک سیرت پسندیدہ خصلت تھے متین نام کشیدہ قامت ریش مختصر وجاہت ظاہری کم تھی۔ مگر معنوی بزرگی و عظمت نے آپکی شان و شوکت دوبالا کردی تھی مجلس میں لطائف و غرائب کو اُس خوبی و حسن سے ادا کرتے تھے کہ ہزاروں خوبیاں آپ پر صدقے ہوتی تھیں۔ ہر طرف سے واہ واہ کی آواز سنائی دیتی تھی۔ خوش مزاج و زندہ دل تھے جوانوں میں جوان بوڑھوں میں بوڑھے بچوں میں بچے بن جاتے تھے۔ ہر ایک دنگل و میلے میں شریک ہوتے تھے اب ہم آپکے چند لطائف تذکرہ آبحیات سے نقل کرتے ہیں۔

لطیفہ آپ ایک دفعہ دلی میں بہادر شاہ کی بسنت میں گئے اور چند شاگرد بھی ہمراہ تھے تیس ہزاری باغ کی دیوار پر بیٹھے اور تماشا دیکھ رہے تھے۔ کسی رنڈی نے بہت سا روپیہ خرچ کرکے ایک سنہری کلس کارچوبی بنوائی تھی اور اُسمیں بیٹھکر چھم چھم کرتے ہوئے سامنے سے نکلی۔ ایک شاگرد نے کہا اُستاد اسپر کچھہ کہنا چاہئے آپنے اُسیوقت فرمایا ؎

اس کی رتھ کا کلس سنہری دیکھہ	شب کہا ماہ سے یہہ پروین نے
پھر پرواز یہہ نکالی ہے	چوزہ بیضہ سے مرغ زرین نے

لطیفہ۔ کسی ایسے موقع پر کوئی رنڈی گذری اُس کے سرپر اودی رضائی تھی اور وسمہ کی چمک عجب لطف دکھاتی تھی۔ ایک شاگرد نے پھر فرمائش کی آپنے فرمایا ؎

اودی وسمہ کی نہیں تیری رضائی سرپر — مہ جبین رات ہے تاروں بھری چھائی سرپر

لطیفہ۔ دلی میں ایک ہندو بنجیا نامی رنڈی پر عاشق ہوکر مسلمان ہوگیا آپنے فرمایا

جس طرف تونے کیا ایک نشارا نہ جیا — نہ جیا آہ تیری چشم کا مارا نہ جیا

لطیفہ۔ موسیٰ خان اور عیسیٰ خان دو بھائی دلی میں تھے۔ مال و دولت کی بابت آپسمیں جھگڑا ہوا۔ عیسیٰ خان ناکام ہوا۔ اور موسیٰ خان نے عدالت کے زور سے کامیابی

حاصل کی تمام مال لے لیا۔ آپنے بطور ظرافت فرمایا اُسمین کا ایک مصرع ہے ؎
ہوئی آفاق مین شہرت کہ عیسیٰ خان کا گھر موسا ۔ لطف یہہ ہے کہ دونون بہائی شاعر تہے ایک کا تخلص وفاق اور دوسرے کا شہرت تہا اور یہہ دونون شاعر حیدرآباد دکن آئے تہے اور نواب شمس الامرا بہادر کی خدمت مین دو دو سو روپئے ماہوار پر نوکر ہوئے تہے اور یہین فوت ہوئے ۔

لطیفہ ۔ دکن مین راجہ چندولال مہاراجہ بہادر مشاعرہ و مناظرہ رات پچہلی پہر کرتے تہے ایک رات نہایت عظمت و شان کا جلسہ تہا تمام دکن کے اور ایران کے شعرا جمع ہوئے سب نے اپنے طبیعتون کے جوہر دکہانے لگے ۔ علی الخصوص ایرانیون نے خوب قصائد سنائے ہر طرف سے واہ آفرین پائے ۔ شاہ نصیر کی نوبت آئی ۔ سب شاہ صاحب کے طرف متوجہ ہوئے اُسوقت آپسے ایک چوبدار نے آہستہ سے کان مین کہا کہ آپ غزل نہ پڑہین تو مناسب ہوگا ۔ آپ مین بگڑے فرمایا کیون ؟ اُس نے کہا ہوا پہر ہے لطف نہین ہوگا آپ خفگی سے منہ پر ہاتہہ پہیر کر بولے کہ ایسا تو مین خوبصورت بہی نہین کہ کوئی صورت دیکہنے کو نوکر رکہے گا یہہ نہین تو پہر مین کس مرض کی دوا ہون اسی گفتگو مین شمع آگئی آپنے غزل سنائی تو سب کو لٹا دیا ۔

لطیفہ ۔ آپ حاضر جوابی مین برق تہے چنانچہ ایکدن سلطان جی کی سیر مین مین گئے اور باولی مین جا کر ایک طاق مین بیٹہہ گئے حقہ پی رہے تہے اتفاقاً ایک نوابصاحب آنکلے آپسے صاحب سلامت ہوئی وہین بہت سی ارباب نشاط حاضر تہین اور رقص و سرود ہو رہا تہا ۔ نوابصاحب نے آپسے فرمایا کہ اُستاد آج آپ بہی بالائے طاق مین ۔ آپنے فرمایا جی ہان جفت ہونیکو بیٹہا ہون آپ آئے تشریف لائے ۔

لطیفہ۔ ایک دفعہ دکن جاتے ہوئے نواب جھجر کی خدمت میں اُترے کئے دن رہے رخصت کے وقت نواب سے ملے۔ نواب نے کہا گرمی سخت ہے۔ دکن کا سفر دور و دراز کا سفر ہے۔ خدا پھر خیر و عافیت سے لاوے۔ وعدہ فرمائے کہ اب جھجر میں کب آئیگا ہنسکر بولے کہ جھجر کی یاد تو وہی گرمی میں۔

لطیفہ۔ دیہات جاگیر کے تعلق سے ایک دفعہ تحصیلدار سونی پت کے پاس ملاقات کو گئے اور کچھ رنگترے ولایت بطور سوغات ساتھ لیگئے۔ تحصیلدار نے کہا کہ جناب رنگتروں کی تکلیف کیا ضرور تھی۔ آپکی طرف سے بڑا تحفہ آپکا کلام ہے۔ ان رنگتروں کی حسن تشبیہ میں کوئی شعر ارشاد فرمائیے۔ اسیوقت رباعی کہی اور سنائی ہے

اے شہر برج آسمان اقبال	ان زنگیوں پر غور سے کیجئے کا خیال
یہ نذر حقیر ہو قبول خاطر	پردہ میں شفق کی ہیں گرہ بند ہلال

من اشعارہ الہندی

زیب تن گرچہ ہے گل پیرہن سرخ ترا	لیکن انجام ہمیشہ ہوگا کفن سرخ ترا
مجھکو کہتا ہے وہ نکلا ہے شفق میں یہ ہلال	یا نمودار ہے زخم کہن سرخ ترا
دست سے پاؤں تک اُس شوخ کے مجھکو ہے بہار	کیونکہ رتبہ نہو اے گلبدن سرخ ترا
ہے مری آہ یہاں نخل گلستان خلیل	رخ گلنار وہاں ہے چمن سرخ ترا
شیشۂ بادۂ گلرنگ تپاک ہے ساقی	جامۂ سبز میں دیکھے جو تن سرخ ترا
آستین سے پیدا کھینچے وہ تلوار کو پونچھ	بن گیا موج یم خون شکن سرخ ترا
رشک لعل ہی نہیں رنگ مسی کی یہ نمود	لب ہی ہے غیرت لعل یمن سرخ ترا
سچ بتا تو مجھے سودا ہے نیا رنگ قاتل	لہو کس کس کا پئے گا دہن سرخ ترا

خاک باہم ہو شرارت سے ہم آغوش نصیر
صاف ہے شعلۂ آتش بدن شوخ ترا

وله

لو لگ رہی ہے جس سے وہ شمع رو نہ آیا
بل بے تری شرارت یہانتک کبھو نہ آیا

ہوا میں جن سے روکش بیلی صبا کی کیا ہے
غنچہ کے آہ مونہ سے کسدن لہو نہ آیا

دندان دکھا کے مت ہنس اے بخیہ گریبان
چاک جگر کا ہمکو طور رفو نہ آیا

کیا جانیے یہ کیا تہا کس منہ سے روکشی کو
آئینہ وہان سے لیکر خاک آبرو نہ آیا

برگشتہ بخت ہیں ہم وہ اس زمین مین ساقی
لب تک کبھو ہمارے جام و سبو نہ آیا

موج سپہر تک سے ہے رونق قبائے تن کی
کیونکر کہون کہ اسکو کار رفو نہ آیا

آخر کو کہکشان سے یکرہ وہ آگ نکلی
اس بات مین ہمارے فرق ایک مو نہ آیا

سرگشتی دل تو دایم موج خطر مین ڈوبی
ہمین ہر جہین ہو کسدن وہ روبرو نہ آیا

کیونکر یہ ہاتھ اپنا پہنچے گا تا گریبان
دست خیال جسکے دامن کو چھو نہ آیا

اپنے ہی بعد مجنون بارہ ہوا بنا ہی اے
لے گردباد خیمہ کب کو بکو نہ آیا

تا صحرا مون سے تم نے کہلوائے بند محرم
مین تو ہی آہ لیکر کچھ آرزو نہ آیا

ہر وقت نصیر رہ تو امیدوار رحمت
تیری زبان پہ کسدن لا تقنطوا نہ آیا

وله

اے اشک روان ساتھ لے آہ جگری کو
عاشق کہیں نوج و علم اٹھہ نہیں سکتا

سقف فلک کہنہ مین کیا خاک لگاؤن
اے ضعف الم آہ کا تہم اٹھہ نہیں سکتا

سر معرکہ عشق مین آسان نہیں رہنا
گاڑی ہے جہان شمع قدم اٹھہ نہیں سکتا

ہے جنبش مژگان کا کسی کے جو تصور
دل سے خلش خار الم اٹھہ نہیں سکتا

دل پر ہے مرے خیمہ ہر آبلہ استاد
کیا کیجے کہ یہ لشکر غم اٹھہ نہیں سکتا

ہر جا متجلی ہے وہی پردۂ غفلت
اے معتکف دیر و حرم اٹھہ نہیں سکتا

یوسف اشک میں پہیں کہ منزل کو پہنچکر
جوں قافلہ مالک عدم اٹھہ نہیں سکتا

ولہ

شب کو کیونکر تجھکو ہے بہتا سر طرہ یار گلیمیں
جوں پروین ہالہ تہا سر طرہ یار گلیمیں

رونق ہر پہنان واغ جنوں ہے اشک مسلسل یک گلو ہے
چاہیے تجکو غیرت لیلی سر طرہ یار گلیمیں

شعلہ کہاں آنسو میں کد ہر شب شمع کہی ہی تجھفل میں
تاج زر اور ہوتیوں کا سا سر طرہ یار گلیمیں

بال پریشاں ہیں کاکل کے پیچ گلیمیں ہیں بکہرے
یوں رکہتا ہے وہ مست والا سر طرہ یار گلیمیں

حق میں ہے میرے طائر دل کی باز کا چنگل دام کا حلقا
اے ہے تگا فر مجہکو دکہلا سر طرہ یار گلیمیں

شملے اور تسبیح بدلے شیخ جی صاحب رکہنے لگے ہیں
کیونکہ نہ دیکہیں ہم تماشا سر طرہ یار گلیمیں

رشک چمن تو سیر کریگا جب کنار جو میں لب جو
فوارہ اور ہوا کہینگا سر طرہ یار گلیمیں

عکس شعاع مہر نہیں ہے تاج چنبیلی لپٹی ہے
سرو چمن نے کیا ہے پیدا سر طرہ یار گلیمیں

کیفیت کیا ہو بن ساقی سو ہے چمن ملاؤں اور قمری
ابر ہوا میں کہیں میں تنہا سر طرہ یار گلیمیں

ہے یہ تمنا میری جی میں تو بھی دیکہو بادہ کشی میں
ہاتہہ میں ساغر ہو میں ہنا سر طرہ یار گلیمیں

اور بدلے ردیف تو اوّل لکہے غزل اس بحر میں جلدی
تمنے نصیب خوب تہا پایا سر طرہ یار گلیمیں

ولہ

وقت ناز ہے انکا قامت تگاہ خدنگ ابرو کمان
ہن جانے میں اہل عبادت تگاہ خدنگ ابرو کمان

مرد جوانی میں تو ہے سیدہا پیری میں جہکجاتا ہے
قوت ضعف کی ہے یہ علامت تگاہ خدنگ ابرو کمان

ولہ

بادہ کشی کے سکہلاتے ہیں کیا ہی فرشتے ساون بہادون
کیفیت کے تمنے جو دیکہا روز میں پہنتے ساون بہادون

چہوٹتے ہیں فوارہ مژگان روز و شب آنکہوں سے
یوں برستے دیکہے ہوں گے ملکے کبہی ساون بہادون

ملانگنے کو پہرتی ہے بجلی آسمین گوٹ تمامی کے
دامن ابر کے ٹکڑوں کو جب لگنے میں سینے ساون بہادون

بہولے ہم کی آمد و شد ہم یاد الٰہی جہولیکی پینگیں
سو جہے ہے یہ باز مینگے اوہ ہے جینے ساون بہادون

کیونکہ نہ بید ورہا ہے تگر گرے بادہ پر تو برسا ہیں
کان گہر چہپٹ رکے کہتے ہیں گنجینے ساون بہادون

کان جواہر کیونکہ یہ سمجھے کہیت کو دہقان ادبون سے — برساتے ہین تہون مین بہر کے نگینے ساون بہادون
ابر سیہ مین لکھی نہی بگلون کی قطار اس شکل سے ہمنے — یاد دلائے پہر کے تری زندان مسّی ساون بہادون

ولہ

سدا ہے اس دو چشم تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران — نکل کے دیکھو ٹک اپنے گہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
وہ شعلہ رو ہے سوار توسن اور اسکا توسن عرق فشان ہے — عجب ہے اک سیر دوپہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
سفید ہے کوٹھے پہ یوسف اپنا مین زیر دیوار رو رہا ہون — عزیزو دیکہو مری نظر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
پتنگ گیا تک بہو حیران کہ شمع سکو کہا ہی ہی — بچشم گریان و تاج زر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
نہا کے افشان جو جبین پر نچوڑ زلفون کو یار اسکے — دکہاؤ عاشق کو اس ہنر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
کہان ہے جون شعلہ شاخ پر گل لگدہر ہے فصل بہار شبنم — نیا ہے اعجاز طرفہ تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
کرو نہ دریا پہ سیلنی تم ادہر ہوا او تو مین دکہاون — مژہ سنگ تا رو جگر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
کدہر کو جاؤن نکل کے یارب کہ ہم مہر یانہ تجکو — دکہائی ہے شام تک سحر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
وہ تیغ کہنچی ہوئی ہے سر پر مین سر جہکائے ہون اشک ریزان — دکہاؤن ابر دل مجہے کدہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
غضب ہے چین جبین وہ کہا ہے بدن ٹپکے ہی ہی پسینا — عیان ہے یار دو ہے ہنر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
نصیب بلکی ہے کیا غزل یہ کہ دل تڑپتا ہے سنکے جسکو — نہ دیکہی ہرگز یون کسی بشر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

ولہ

نہان ہے کب چشم مہر شیر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران — ہے اس نگہ سے اشک تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
دکہا کے ہم تہ نشین تو جلوہ جو دیکہو فوارہ کا تماشا — تو یہ صدا آئی بام و در سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
وہ مہر وش پشت فیل پر ہے اور اسکی خرطوم آب افشان — عجب ہے تنبیہ جلوہ گر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
وہ طفل تسا جبین قشقہ جو کہینچ سورج کو دیکو پانی — تو کیون نہ دل کہینچے کو تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
دوپٹہ سر پر سے باد لے کا گلاب پاش اسکے ہاتہ مین ہے — تکیو نکہ چہلکے نہ کیونکہ تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
تو اپنی پگڑی پہ کہیلے طرہ جو کہیلے پچکاریون سے ہولی — عیان ہو نیرنگی دگر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہان وہ غرفہ مین تابرج ہے یہان یہ اقرہ پہ ہم ہے
یہ حسن نعت کے ہے تیرے فلک تجلی مین باران

عجب ہے کچھہ ماجرا یہ ساقی کہ غل مچایا ہے میکشون نے
مدام یہان دیکھہ اپر تیرے فلک تجلی زمین پہ باران

وہ شوخ چہرے کی سیر کرکے پہسلکے تہہر پہ جاکے بیٹھا
پکاری خلقت ادہر ودہر سے فلک تجلی زمین پہ باران

نصیر صد آفرین ہے تجکو کہ اہل معنی پکارتے ہین
عجب ہے مضمون تازہ تیرے فلک تجلی زمین پہ باران

ولہ

خال پشت لب شیرین ہے عسل کی مکھی
روح فرہاد لپٹ کے جبل کی مکھی

سنگ و خشت در و دیوار فتادہ کو دیکھہ
ہاتہہ ملتی ہے پتھورا کے محل کی مکھی

بنگیا ہون مین خیال کمر یار مین مور
نہ ترے زور کی طاقت ہے نہ بل کی مکھی

تیرہ بختان ازل کا کبہی دیکھا نہ فروغ
شبکو جگنون کیطرح اڑکے نہ جہل کی مکھی

بیٹھنے سے ترے ہم سمجھے لب یار کو قند
بات مشکل تھی مگر تونے یہ حل کی مکھی

ان کو کیا کام توکل سے جو بن جاتے ہین
قاب بریانی پہ ہر اہل دول کی مکھی

ہوگیا ہے یہہ تری چشم کا بیمار نحیف
نہ اڑا سکتا ہے منہ کی نہ بغل کی مکھی

رہیں پروانہ جانسوز کی کرتی تو ہے پر
لگہ شمع مین ہو جائیگی ہلکی مکھی

صنعت بعت چین دیکھہ لا جاکر تو
دیکھنی گر تجھے منظور ہے کل کی مکھی

دلربا تہہ فسون ساز ہے بنگالہ کے
آدمی کو وہ بناتے ہین عمل کی مکھی

سخن اپنا جو شکر ریز معانی ہے نصیر
ہے ردیف سلئے اس شعر غزل کی مکھی

نثار۔ مرزا محمد جان اورنگ آبادی

نثار تخلص۔ مرزا محمد جان نام۔ وزارت خان خطاب۔ آپ ابابت خان مرحوم خوافی کے بنائرین سے ہین۔ آپکی ولادت شہر اورنگ آباد مین ہوئی۔ سن شعور کے بعد

لیاقت و استعداد حاصل کرکے شعر گوئی کے طرف مائل ہوئے۔ فارسی ہندی دونون زبانون مین موزون کرنے لگے۔ آپکو شاہ سراج اورنگ آبادی سے تلمذ تہا آپنے اپنی مثنوی مین شاہ سراج کی مثنوی بوستان خیال کے دو ایک شعر داخل کرکے استادی سراج کا اقرار کیا ہے ؎

مجہے بیت استاد کی یاد ہی میرے پر عجب طرح کے درد مین	نہ یہہ بیت تہی بلکہ فریاد تہی کہ سب بے داس درد کے گرد مین

آپ انجمن سخن دانی کے صدر۔ امرا اورنگ آباد مین جلیل القدر تہے سخن سنجی مین امرا مین کوئی ایک فرد بہی اس فن و فکر کا نہین تہا آپ ہم عصرن مین بے نظیر انشا پردازی مین خوش تقریر و تحریر تہے حسن اخلاق و اشفاق مین عدیم المثال نازک خیال و شیرین مقال تہے۔ آپکے دولت خانہ پر مہینہ مین دو مرتبہ مشاعرہ ہوتا تہا۔ چند مدت تک مشاعرہ کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ پہر کسی وجہ سے درہم و برہم ہوگیا۔ آپ سخن شناس شعرا دوست تہے۔ شعرا و علما کے ساتہہ حسن سلوک مساعدت فرماتے تہے۔ سخاوت و شجاعت آپکی موروثی صفت تہی۔ شرافت و نجابت خاندانی وراثت تہی۔ ہر ایک قریب غریب کے غمخوار و مددگار رہتے تہے۔ سرکار آصفجاہ ثانی کے منصبدار و جان نثار تہے۔ منصبداری کی علاوہ عہدہائے جلیلہ پر بہی وقتاً فوقتاً مامور رہے ہین۔ سرکاری خدمات کا فرض پورے طور سے ادا کرتے رہے ہین۔ ولی نعمت کی تابعداری مین ثابت قدم خیرخواہی مین مستقل و راسخ دم تہے۔ ہر وقت آقا کی دلجوئی و رضامندی مطلوب خاطر تہی۔ ماشاء اللہ کیا فرمان برداری و کیا اطاعت گذاری تہی۔ انہین کارگزارون کی اطاعت گذاری و فرمان برداری کی بدولت ملک مین امن و امان تہا۔ دولت و حکومت کا ستارہ تابان تہا

روز بروز حکومت کی طاقت بڑہتی جاتی تہی افسوس صد افسوس وہ امانتداری کہان ہے اور وہ فرمان برداری کہان ہے آجکل امانت ہے نہ اطاعت۔ ہان تن پروری خود پسندی ہے۔ اللہ تعالی ان باتون کو مسلمانون کے فرقہ سے دور کرے۔ اور ہماری اصلی عادتین پہر ہماری طرف رجوع کرے۔ جناب ثنا ۱۳۱۲ ہجری کے قریب اس دار فانی سے دار القرار کو روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ من اشعارہ الہندی

اگر او وان آدم دانہ گندم کہین کہاتا
تو دال ان گندمی گالون کے لفتن مین پہنس جاتا

ولہ
نہ پوچہ تو شوق و نالے سے میرے آنسو اگر جاری
تو صحرا سبز ہو جاتا نہ دریا جوش مین آتا

ولہ
بلبل ہوا ہے مکش لب تر دو گل غام تہا
سر و مینا پاس تہے مجلس چمن مین گل جام تہا

ولہ
تم ہوئے گلگون کے پاؤن سے ہم گلشن کی بات
روح بلبل سے ہماری صبح کا پیغام تہا

ولہ
کیا ہے تجکو محبت نے دل کے اسیر
پڑے دل کی گلے بیچ زلف کی زنجیر

ولہ
نکلے ہے اس دہن سے جنبش باتبسم
اس جلے دلکو میرے پہر لگا لی ہے بہار

ولہ
ہم کی قمری سرو پر آہ کی گرمی سے شور
آنسو کے میرے چشم مین جاری ہے زور

ولہ
ہماری جانکا دفتر ہوا سابق سے تر
نکر نامی کو آنسو سے دوبارہ اے کبوتر تر

ولہ
مین پوچہا شوخ سے کس سم کا پہر دل اپنا
کہا اس سنگدل نے سخت رو ہو کر تجہے مرمر

ولہ
بہار آنے سے گلشن مین کیا مچی ہے دہوم
کیا ہے قمری و بلبل نے سر گل پہ ہجوم

ولہ
دام مین کر دیجے جلدی تا نہ ہووین آزاد ہم
آرزو رکہتے ہین گلشن مین مرین صیاد ہم

ولہ
ہم اگر ہوتے تو لے آنکہون مین آتی جوئے شیر
اسطرح تیشہ نہ لیتے ہاتہ مین فرہاد ہم

ولہ
ہنسے ہو طفل دیکہہ عبث مو سفید پر
گر پیر مین ہوا تو میرا عشق ہے جوان

ولہ
گہٹتا غم ہے تجلی سے ہر آہ میری
برستا ہے آنکہون سے یہہ ابر نیسان

اشک دریا سے میرے ناخدا ڈرتا ہے　وله　ہے تباہی نوح کی کشتی کو اس طوفان مین

دل کہین اور پہ پھرتی ہے دانہ تسبیح کو　وله　ہے خلل ان زاہدون کی سر بسر ایمان مین

مانند گل چمن مین گریبان دریدہ ہون　وله　جیون عندلیب درد جدائی کشیدہ ہون

بغیر جام و ساقی اس ہوا مین کیا قیامت ہے　وله　ترشح ابر کا ہووے سبزہ ہووے اور بجلیان چمکین

جان جانان اگر ہم سین جدا ہوتا نہین　وله　جان آیا یہہ ہماری اس دل بیجان مین

کیا آستین چڑہا کر آتا ہے شوخ پھر　وله　یہہ بانکپن کی طرز مین کسنے سکھائیان مین

یرقان ہوا ہے پیدا نرگس کو ہر چمن مین　وله　آنکھون سے جبسین میرے آنکھین ملائیان مین

جی کا نثار کرنا ہمین کام ہر کسی کا　وله　یہہ کوہکن کی باتین ہمنے بہائیان مین

ہے جی مین وصف اسکا کس کس منہ سے کہئے　وله　جس لب کا نام لیتے شیرین دہن ہوا ہے

باتون اوپر کیا ہون اسکے نثار جی کو　وله　اسواسطے حنائی میرا کفن ہوا ہے

اگر شہرہ تمہارے حسن کا جا مصر مین پہنچے　وله　زلیخا چاہ سین یوسف کے تا یاد باز آ جاوے

شب تاریک مین کر عزم ہوئی سیر کا تمکو　وله　تعجب مین ہے لیکر چاند مشعل ہاتہین آوے

تیرے زلفون کی سایہ مین رونا کر دیا سکو　وله　گریبان چاک کرتا ہات مین شانہ آتا ہے

رات کو دیکھا تہا مین نے خواب مین مار سیاہ　وله　صبح تیری زلف دیکھا اسکی یہہ تعبیر ہے

مصحف رخ پر نہین ہے خط سبز کا نمود　　متن اوپر حسن کے یہہ حاشیہ تفسیر ہے

اسکا خنجر کو لے چہاتی چہڑائے پر جفا　　عاشقون کے ذبح کرنیکی یہی تکبیر ہے

موسم ہجر مین یہہ تازہ بہار آئی ہے　　دل میرا داغ گلشن کا تماشائی ہے

بسکہ روتا ہون تیری یاد مین اے گوہر حسن　　مردم چشم میرا مردم دریائی ہے

نہ خبر ہے دلکو جہانکی غم بیخودی سے وہ مست ہے　　کہ خیال چشم صنم اسی قدح شراب الست ہے

نیاز۔ نیاز مند خان اورنگ آبادی

نیاز تخلص۔ نیاز مند خان نام۔ آپ میر فقیر اللہ خان کے صاحبزادہ ہین۔ آپ بادشاہی منصبدارون مین تھے۔ آپکا تولد اورنگ آباد مین ہوا۔ والد ماجد کے سایۂ مرحمت مین تربیت وپرورش پائی۔ اور کتب درسیہ فارسیہ کو بھی والد سے تمام کین۔ ذہین وفہیم تہا موزون الطبع وخوش فکر تہا سخن کی اصلاح مرزا محمدی بیگ مرزا تخلص سے لیتا تہا۔ خوش اخلاق اسم بامسمی تھے ہر ایک سے خاکساری ونیازمندی کے ساتھہ ملتے تھے۔ طبیعت مین ظرافت زیادہ تہی ہر ایک سے دل لگی ومزاحت فرماتے تھے۔ جلسہ مین یاران ہم مشرب کو ہنساتے تھے آپکے چند لطائف اس قسم کے تھے کہ آجکل کے مذہب ان کو غیر مہذب مین شمار کرتے اس لئے ہمنے ان کو ترک کیا اور اس تذکرہ مین نہین لکہا۔ کیونکہ ہمنے عہد کیا ہے کہ اس تذکرہ مین کوئی حکایت یا لطیفہ جو غیر مہذب ہو درج نہین کرینگے۔ آپ فارسی واردو دونون زبان مین شعر موزون کرتے تھے۔ دونون زبان مین آپکا کلام خوش مزہ ہوتا تہا۔ ہمکو آپکے کلام سے چند اشعار اردو ملے ہین۔ ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔ آپکا انتقال سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین ہوا۔

من اشعارہ الہندی

اگر وہ شوخ اپنے ہات کی مہندی دکہلاتا	ولہ	تو گل کا رنگ خون ہوتا تو مرجان سرخ ہو جاتا
سراپا جل گیا گلشن مین نافرمان کی فرقت مین	ولہ	مرے سینے کے داغون کو گل لالہ سے کیا نسبت
رنگ آنسو خامۂ مژگان سیتے دل کے صفحہ پر	ولہ	کہینچ کر تصویر تیری ہو گئی بہزاد ہم
یک نگہ بہی آسمان نا کیا اے سنگدل		جیون بگولہ اڑ گئی تجہ یاد مین برباد ہم
مست چشم دلربا کسطرح آوے ہوش مین	ولہ	کیا گذر ہے ناصحون کو بزم نوشا نوش مین

بہولکرمت توڑ گلچین رحم کر بہر خدا	فرقت گل کا الم تو بلبل محزون سے پوچھہ
میرا دل ہجر سے صد چاک ہو کر	تمہاری زلف کا شانہ ہوا ہے
با غمین جب ست آوے خوش خرام اے عندلیب	گل پیالہ بادہ شبنم سر مینا کیجئے
کیا ہوا گر مہر خاموشی کئے مین لب پہ ہم	گر فغان کیجے تو ایکدم حشر برپا کیجئے

ندرت میر نجف علیخان اورنگ آبادی

ندرت تخلص - میر نجف علیخان نام - اورنگ آبادی الاصل ہے - میر جمال الدین علیخان بن فدوی خان کے صاحبزادے ہین - آپکے بزرگ عالمگیری زمانہ مین مناصب مناسب پر سرفراز و خدمات لائقہ پر ممتاز تھے - آپکے والد با جد آصفجاہی منصبدارون مین تھے آپنے سن شعور کے بعد عالم شباب مین کتب فارسیہ مین خوب استعداد و مہارت پیدا کی بقدر ضرورت وانشاو املا مین ملکہ حاصل کیا - موروثی منصب کے سوا ضلع بیٹر مین تحصیل ارتھے - ہوشیار و معاملہ فہم تھے - سرکاری کام امانت داری سے انجام دیتے تھے منصف مزاج و حق پسند تھے ناراستی سے نہایت ہی ناخوش ہوتے تھے - جودت ذہن و رسائی طبع مین یگانہ تھے میر عارف الدینخان عاجز سے مشق سخن کرتے تھے - وزارت خان نثار کے ہم سبق تھے - وزارت خان نے آپکے ایک مصرع کو تضمین کیا ہے

کئے ہم گوہر غلطان نثار مصرع ندرت ۔ خجل ہے ابر نیسان ہماری گریان سین

آپکا کلام صاف و شستہ ہے - لطافت و نزاکت سے خالی نہین - آخر آپ ۱۲۱۳ ہجری مین فوت ہوئے - من ۲ شعارہ الھندی

جلایا ہے برق کا سینہ ہماری آہ سوزان نے	خجل کی ابر نیسان کو ہماری چشم گریان نے

اشک کے پانی سے اپنے منہ کتین ہو کر اٹھے ہم تو کہیارون پاس جو [illegible] کر اٹھے

ناطق - میر محمد ماہ نندرباری

ناطق تخلص میر محمد ماہ نام۔ مولد و منشا نندربار خاندیس ہے۔ اولاد مین حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ کے ہین۔ میر اکبر علی حاجی تخلص [illegible] آباد کے [illegible] صالح رنگین گفتار [illegible] کرتا تھا۔ صوفی مشرب [illegible] طریق کی ہدایت کرتا تھا۔ خاندیس [illegible] اکثر [illegible] مردمان کی نذر و نیاز پر تھی۔ متوکل و قانع تھے کسی سے سائل نہین ہوتے [illegible] ہجری مین بطریق سیر اورنگ آباد گئے تھے۔ وہان کے مشائخ و شعرا سے [illegible] ۱۱۲۳ ہجری مین فوت ہوئے۔ من ۲ شعراء الہندی

آیا تھا مست رات کو وہی پیا ہوا
رات ساری درد و غم کا سبب تھا
نہ پوچھو حال کچھ اور نزدیک اون نجات کے
نجات حشر کی ناطق جو ہم امید کرتے ہین
بس ہے مناطہ کہان لگ سخن نظم و نثر ط
کچھ ہو نہوا بھید کمر کا معلوم

وله

انچل زری کا نار سین کھینچ لیا ہوا
ہجر تھا مین تھا الم اور [illegible] سبب تھا
یہہ سلطان حبش پیاسا ہوا یا چاہ زمزم پہ
بہروسا سب طرح سے ہے غوث الاعظم
عیش و عشرت کے گھڑی تول و قسم مین گذری
خوب تھا خوب یہہ بات بہرم مین گذری

نادر - شیخ نورالدین اورنگ آبادی

نادر تخلص - شیخ نورالدین نام - مشائخ اورنگ آباد سے تھا - ذکی الطبع و سریع الفہم تھا

زبان بہا کا و محاورۂ فارسی کا عالم و فاضل تہا - دوہے و کبت کے مطالب خوب سمجھتا تہا ہزار ہا دوہے و کبت اُسکی نوک زبان تہے - میر آزاد و بہرو کا و شفیق کا معاصر تہا - لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ فقیر سے اکثر ملتا تہا نہایت محبت و خلوص سے پیش آتا تہا - فارسی شعر خوب کہتا تہا - ہندی مین نہایت ہی کم - ہمکو آپ کے فارسی اشعار نہین ملے اور ہندی مین صرف ایک شعر ملا ہے ہدیہ ناظرین ہے - آپ ۱۲۰۰ھ ہجری مین فوت ہوئے من ۲ اشعار الہندی

ہوا اُس شمع روسے آشنا دل	لگی آتش اُٹھا شعلہ جلا دل

یہہ ایک شعر برابر ایک دیوان ہے صاحبان ذوق و مذاق خوب جانتے ہین -

نجات - مرزا عتیق اللہ اورنگ آبادی

نجات تخلص - مرزا عتیق اللہ نام - حاجی محمد ساقی کے فرزند سادات حسینی سے تہے حاجی صاحب حج و زیارت سے فارغ ہوکر اورنگ آباد آئے - حضرت شاہ برہان الدین غریب کے روضہ مین متوطن ہوئے - مقبرہ خلد مکان مین صلوٰۃ خوانی کرتے رہے - سرکار سے حضرت شاہ جلال گنج روان کی درگاہ جو روضہ مین ہے اُسکے متولی ہوئے - قانع و صابر رہے درگاہ مین زندگی تا مرگ بسر کرتے رہے - نجات کا عالم شباب تہا - دلمین تحصیل علوم کا شوق موجزن تہا بمصداق - اطلبوا العلم ولو کان بالصین وطن سے سفر اختیار کیا اولاً سورت مین آیا کتب درسی پڑہتا رہا ثانیاً احمد آباد گجرات مین جو اُسوقت مجمع علما تہا گیا - وہان کتب درسیہ سے فراغت حاصل کی تحصیل کے بعد خواجہ نعمت اللہ خان وحید جنگ کی رفاقت مین رہا - دونون امیر علم و فضل کی وجہ آپکی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تہے - پہر

احمد آباد و نذرباد خاندیس مین وارد ہوا۔ وہان اُسوقت حضرت شاہ یسین صاحب
قادری بڑے بزرگ کامل و روشندل تہے اُن کی خدمت مین پہنچا حسن ارادت و صدق
عقیدت سے حضرت کا مرید ہوا اُسی روز دنیا و مافیہا کو ترک کیا۔ فقرانہ رنگین لباس
زیب بدن فرمایا۔ آخر آپ سنہ [illegible] ہجری مین عالم بقا کیطرف مسافر ہوے۔ میر اولاد
محمد ذکا بلگرامی نے رحلت کی تاریخ کہی ؎

فقیر شاعر خوش میرزا عتیق اللہ — کہ بود مسکن او در دکن بخجلہ آباد
نمود رحلت جانکاہ از جہان فنا — بگلستان ارم خیمہ خویش را بکشاد
بجستن تعمیہ بہر چنین سخن سنجی — کہ شد سیاہ ز فرط غمش جہان بداد
شکست کلک دل خویش و زد رقم تاریخ — نجات یافت ز دام زمانہ صیاد

اور لچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی نے بہی لکہی ؎

قانون شناس شعر و سخن بیدل — از دار بے بقا شدہ در گلشن جنان
تاریخ فوت او بصد آہ و فغان دلم — گفتا نجات یافت زین بیوفا جہان

شاعر ذکی الطبع و خوش فکر تہا۔ فارسی و ہندی دونون مین کلام موزون کرتا تہا۔ فارسی مین نہایت مشکل و مغلق الفاظ استعمال کرتا تہا۔ اور اکثر مضامین خود تراشتا تہا اور ریختہ مین بہی خوب فکر کرتا تہا۔ بہ نسبت فارسی ہندی کلام سلیس و بامحاورہ ہوتا ہے

من اشعارہ الہندی

سب زمانے غنی ہوے ملک سے — چرخ الیسین کو مال دیتا ہے
پر و پیکان تیر آہ کرے — دل بیتاب بسکہ آب ہوا
گہر بیٹھے تیرے ہات سین بن گیا — خانۂ آئینہ خراب ہوا

منعم آخر جگہا یہ دنیا پہیر	بیخبر مائل شراب ہوا

نیاز - محمد علی حیدرآبادی

نیاز تخلص - مرزا محمد علی نام - یہہ بزرگ حیدرآبادی ہین - کسی تذکرہ نویس نے آپکے کچہہ حالات نہین لکہے سنہ ولادت ووفات کا بہی پتا نہین - ہان لچہمی نرائن شفیق کی تحریر سے اسقدر معلوم ہوا ہے کہ وہ ۱۱۹۸ہجری مین حیدرآباد مین زندہ تہے شاعر خوش تقریر وصاف تحریر تہے - شعر فہمی مین نہایت ہی صحیح الفہم تہے - دیوان صائب وقصائد انوری طلبہ کو پڑہاتے تہے - ہرایک شعر کی خوب شرح بیان کرتے تہے - محاورات فارسی سے ماہر فارسی وہندی دونون زبان مین شعر موزون کرتے تہے - **من اشعارہ**

عنقا بہی اُس نگاہ ہما گیر کا ہے صید ہفت آسمان جہکے ہین جائے نگاہ کے

نیاز کا یہ ایک شعر بجائے کل دیوان ہے - اور اشعار ہمکو نہین ملے اس لئے ہم نے اسی ایک شعر پر اکتفا کیا -

نشاء - میر فقیر اللہ خان اورنگ آبادی

نشاء تخلص - میر فقیر اللہ خان نام - آپ رادتمند خان دیوان بیوتات کے فرزند ہین اور دیانت خان دیوان دکن کے ہمشیرہ زادے - آپکی ولادت ورنگ آباد دکن مین ہوئی اسی شہر مین تربیت وتعلیم بہی پائی - نواب آصفجاہ مرحوم شرافت خاندانی کے لحاظ سے آپکے ساتہہ حسن سلوک ومراعات فرماتے تہے - ہمیشہ خدمات لائقہ پر مقرر کرتے تہے آخر نواب صاحب موصوف نے آپکو والد وجد کے خطاب سے سرفراز فرماکر قلعہ پانکل یعنی

گولکنڈہ علاقہ حیدرآباد کی قلعداری مرحمت کی۔ تا مرگ فراخی عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتے رہے۔ خوش خلق و صاحب مروت تھے صحبت پرور دوست پرست سنجیدہ طبع و پسندیدہ فکر تھے۔ کبھی کبھی شعر موزون کرتے تھے۔ [illegible] ہو گئے۔ علم موسیقی مین کامل مہارت رکھتے تھے۔ گانے بجانے کے بھی شائق تھے حریفان ہم مشرب سے خوب ملتے تھے۔ لطف و مزے کے جلسے فرماتے تھے۔ ظریف المزاج لطائف پسند تھے۔ ایکروز حضور بندگانعالی نواب آصفجاہ کی خدمت مین حاضر تھے۔ آپ کے سامنے نادر شاہ کے شاہنامہ سے وہ بیت پڑھی کہ جسمین نادر کا روم سے شکست کھا کر لوٹ جانا اور دوسرے مرتبہ چڑھائی کرکے روم مین آنا۔ آپ بہت محظوظ ہوئے فرمایا فرار کی کیفیت خوب بیان کی ہے۔ بیت مذکور یہ ہے ؎

ازین رفتن و آمدن عار نیست   کہ بے رجعت و قدمہ [illegible] نیست

من اشعارہ الفارسی

بدیدہ باز نیاید سرشک افتادہ   خدا کند کہ [illegible]

وله

بسکہ بیدار بود دیدۂ پرآب مرا   [illegible] خواب مرا

وله

ہر شکستہ می زند مژدہ است تیر از نگاہ   این [illegible] نیست

وله

عریان تن است اگرچہ لباسش بود حریر   ہر چند [illegible] فیض

از دم سرد لیمان شمع دل پروردہ و آرزو   بے فانوس [illegible] چراغ نیست

گمان دارم بخاطر دارد استقبال مجنونی   نگر از دامن کہسار دیدم بستہ صحرا را

شب ببزم خندہ مائل بالب آن حور بود   از تبسم چون سحر کاشانہ ام پرنور بود

تا نہ بندد تہمت بیدو ویم دور فلک   از جہان چون نبض بسمل یک طپش منظور بود

ای آرزو اگر هوس روشنی تراست
از مهر چشم خاک ره بوتراب گیر

بعرض مدعا چو شهید نم صورتی نمی بندد
زبان چون شمع گیرد شعله در هنگام تقریرم

نظاره ز داغ جگر از بسکه خوش افتاد
بر روی گل امسال نکردیم نظر هم

بجز گردش ندیدم از آشنایان خود
برای مدعا هر چند هیچو آشنا گشتم

رسیدن نا امیده ام از لطف صیاد
نگنجد در قفس بال و پر من

آپکا انتقال [illegible] ہجری میں ہوا۔ حیدرآباد میں مدفون ہوئے۔

ناجی۔ شاہ قاسم مشہدی

ناجی تخلص۔ شاہ قاسم نام مشہدی الاصل ہے۔ اول وطن سے ملک دکن میں وارد ہوئے [illegible] میں سیر و سیاحت کرتا رہا۔ کبھی بیجاپور میں جاتا تھا کبھی احمدنگر [illegible] دہلی میں گیا۔ نواب برہان الملک سعادت خان بہادر نے [illegible] معاش و مقام سکونت مقرر فرمایا۔ نہایت خوشی و فراغت سے زندگی بسر کرتا [illegible] کے بعد نواب موصوف کی خدمت میں حاضر ہونیکا ارادہ کرکے [illegible] اکبرآباد [illegible] میں ملک بقا کو رحلت کی۔ من اشعارہ

[illegible] داغ ناجی سوزد
پروانه ز رشک داغ ناجی سوزد

شمع دل ماست روشن از مهر علی
تا صبح ابد چراغ ناجی سوزد

نورس۔ مولانا نورس قزوینی

نورس تخلص۔ مولانا نورس نام۔ آپکا اصلی وطن قزوین ہے۔ آپ قزوین کے مشاہیر سادات سے ہیں

سن شعور کے بعد علماء شہر سے کتب درسیہ علوم و فنون کی تحصیل کین اور فن شاعری مین بھی کمال حاصل کیا۔ خوش فکر و تازہ دم تھے۔ پسندیدہ سیرت حمیدہ خصلت ۱۰۶۸ سنہ ہجری مین وطن سے شہر بیجاپور دکن مین پہنچا۔ شہنواز خان کے توسل سے علی عادلشاہ کے دربار مین باریاب ہوئے بادشاہ کی عنایت سے سیرت شاداب بمنصب مناسب پر ممتاز ہوئے۔ پھر یکایک عین عالم شباب مین اس سرائے فانی سے عالم باقی کو روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

زمن دو چیز بمیراث ماند چون رفتم		تنم بآتش و خاکسترم بباد رسید
نہ چون گلم ہوس جوش عندلیبان است	وله	چو غنچہ ام سر تسلیم در گریبان است
آہم کہ طرہ بر دوش سپہر بود	وله	از ضعف این زمان قطرہ چشم سوزن است
دل چون نشود خانہ زنبور از چشم	وله	آئینہ فولاد زرہ شد ز نگاہش
سنگش را کباب از جگر می برم	وله	ذرا ز دیدہ از چہرہ زر می برم
بجذب محبت ز کنعان بمصر		پسر در کنار پدر می برم

نوعی۔ مولانا محمد رضا خبوشانی

نوعی تخلص۔ مولانا محمد رضا خبوشانی المولد ہے عالم فاضل تھا۔ تحریر و تقریر مین نظیر نہ تھا شعر گوئی مین عدیم المثال شعراء جہان مین مشہور تھا۔ اکبری زمانہ مین ہند مین وارد ہوا۔ اول شاہزادہ دانیال کے مصاحبت مین تھا شاہزادہ کے انتقال کے بعد خانخانان کی ملازمت مین آیا۔ خانخانان نے اسکی بڑی تعظیم و توقیر کی۔ اپنے ساتھ حضر و سفر مین رکھا۔ خانخانان کی تعریف مدح مین اکثر قصیدے لکھے۔ بہت انعام صلے لئے۔ اور ایک وقت سونے مین تول گیا

میر غلام علی آزاد ید بیضا مین لکھتے ہین کہ نوعی شاہزادہ دانیال کے ہمراہ تھا اُسوقت لاہور مین کہ ایک نوجوان ہندو عین عالم جوانی مین فوت ہوا اُسکی عورت نہایت خوبصورت تھی۔ پروانہ کی طرح شوہر کے ساتھہ آگ مین گری اور اپنے وجود کو نابود و خاک کی (یعنی ستی) ہوگئی اُسوقت نوعی نے شاہزادہ کے فرمانے سے ستی کے حال مین ایک مثنوی مسمی سوز و گداز لکھی یہ مشہور ہے۔ اور ایک ساقی نامہ بھی لکھا وہ بھی معروف ہے۔ ہم آپکے ساقی نامہ کا ایک قطعہ اور اشعار مین سے چند شعر ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ آخر سنہ ۱۰۱۹ ہجری مین شہر برہانپور مین فوت ہوے خانخانان کو سخت رنج و الم ہوا۔ من اشعارہ الفارسی

قطعہ ساقی نامہ

بدہ ساقی آن ارغوانی نبید — کہ روز خزانان بہاران رسید
بگردان ز رہ عمر بگذشتہ را — چو شاہ نجف روز و شب گشتہ را

ولہ
بشکن دلم کہ راز بچہ درد بشنوی — کس را ز برون شیشہ نبوید گلاب را

ولہ
وجد و منع بادہ صوفی اینچہ کافر نعمتی ست — منکر می بودن و ہمرنگ مستان زیستن

ولہ
باغبان در شہر دیدم خار در چشمم شکست — زین خلاف رسم دانستم کہ گل در بار نیست

ولہ
دلے کہ بوی محبت ازو نمی آید — سبوی چون گل کاغذ کہ بو نمی آید
سبوی بادہ بدوش کسے کہ سایہ فکند — بآفتاب سرا و فرو نمی آید
ہمین خمارتم از بادہ بس کہ چون مستم — شکستہ رنگی عشقم برو نمی آید

ولہ
ما عاشقیم و جز خانہ خرابی فن ما نیست — خصم است بخود ہر کہ بجان دشمن ما نیست

ولہ
بخور مجمرہ سوز آہ شعلہ بار منست — شراب شیشہ شکن اشک بیقرار منست
زمان پیش کہ صبح از شب امید بر آید — بگشاد دہن شیشہ کہ خورشید بر آید

چون مرا حسن خیال تو در آغوش آید	وله	طفل اشکم بتماشائے برو دوش آید
تا رخ تو ببینم مژه ام پاک کند اشک	وله	گر گریه نگاهم چو نفس ورنه آب است
بقدر وسع نظر جلوه می کند لیلا	وله	چو آئینه همه تن دیده شو تماشا کن
باشک تازه ز مژگان چکیده پا منه	وله	حذر که گوهر نو سفته گیر ما نگرم است
قانع به تجلی نشود تشنهٔ دیدار	وله	پروانه بمهتاب تسلی نتوان کرد
ناخوش بود ز ساغر بیگانه آب خضر	وله	زهر زلال از قدح آشنا خوش است

نصرتی - محمد نصرت دکنی

نصرتی تخلص - محمد نصرت نام - دکنی المولد ہے - حاکم کرناٹک کے قرابتداروں سے تہا ریختہ مین شاعر خوش بیان و شیرین زبان تہا سخن سنجی و شعر فہمی مین بیمثل تہا - معانی والفاظ کی شیرازہ بندی مین بے بدل تہا - آپکے کلام سے تازہ تازہ مضامین نمایان ہین لطائف و ظرائف عیان - آپکی گذراوقات توکل و قناعت پر تہی اکثر امرا و شرفا حسن سلوک سے مساعدت کرتے تہے مگر آپ کشادہ دست و فیاض دل تہے جو کچہہ ملتا یا آتا تہا اُسکا نصف حصہ خود صرف کرتا تہا اور دوسرا نصف فقرا و غربا پر تقسیم کرتا تہا - مدت تک کرناٹک مین باہر سیر کرتے ہوئے بیجاپور مین آیا - اُسوقت علی عادل شاہ کا زمانہ شباب پر تہا باریاب ہوا منصب عمدہ سے سرفراز ہوا [illegible] ہجری مین دکنی زبان مین علی نامہ لکہا - علی نامہ کی ٹہیٹ دکنی زبان ہے - آج کل خود دکنی بہی اُس زبان کو سخت جانتے ہین - مگر اُس زمانہ مین یہی زبان درست و ٹہیک تہی - علی نامہ مین علی عادل شاہ کے فتوحات و سیر و حالات کو نظم مین لکہا ہے - اور نصرتی کا یہہ علی نامہ جس زمانہ مین لکہا گیا

اُس زمانہ مین اس کتاب سے پہلے کوئی کتاب ہندی مین کسی بادشاہ کی مدح و تعریف مین نہین لکھی گئی تھی۔ اور یہہ علی نامہ بھی ولی کے دیوان و دہ مجلس کی طرح کتب بدیع مین اولیت کا مستحق ہے۔ علی نامہ ختم کرنے کے بعد نصرتی کو علی عادلشاہ نے خلعت و ملک الشعرائی کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ نصرتی تمام ریختہ گویان دکن مین ملک الشعرا تھا آخر ۱۰۹۵ ہجری مین فوت ہوا۔ ہم اُسکے علی نامہ سے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتے ہین۔ جناب نواب عماد الملک مولوی سید حسین صاحب کے کتبخانہ مین علی نامہ قلمی موجود ہے

نقل ہے ایکروز شاہ میرانجی فقیر نصرتی کے پاس آیا اور سوال کیا۔ نصرتی نے اُسکو کچھہ دیا۔ فقیر نے کہا اپنے اشعار سے کوئی شعر سنائیے۔ نصرتی نے ایک تازہ بیت جو اُسوقت موزون کی تھی سنائی ؎

نہ بولا ہے نہ بولے کوئی گدی کو	زمین کے زلف مین بولا ندیکو

فقیر نے فی البدیہہ یہہ جواب دیا ؎

نہین ظاہر کسی جیتے موے کو	زمین کے کان بولا ہون کوے کو

نصرتی فقیر کا شعر سنتے ہی درہم برہم ہوا۔ شاہ فقیر کو مین آویزان کیا۔

من اشعارہ الہندی

ناداں سے نصیحت کی بچن بول نکو	پانی منی کھاری تو نشکر گھول نکو
تجہہ عشق کے دریا منے جن تیر گیا ہے	وہ گوہر مقصود کمان کر سو لیا ہے

من علی نامہ حمد باری

سراناسری اُس سکت دار کون	کہ اوتار یہ اُن نزاد ہار کون
دیا اور رستم کے پنجہ مین زور	پڑیا ذرنی جسکی ال مین دریا کی شور

کرنہار سرکش کو مغلوب دے — طلب کا چہ طالب کی مطلوب دے
بزرگی سب جسے دیکھ پستی دیا — ظفر مین پیش دستی دیا
جسے تون دیا زور شمشیر کا — نہ سرپنچہ ہوئے تسکی سم شیر کا
دیا تو نچہ پنجی کی شہباز کون — کھڑک شاہ پر تیز پرواز کون
تہی تو نچہ سے ہے مسجد و دیر کا — نہین ہے سبب صلح ہور بیر کا
تیرا وہیان دائم دہری دلمین پور — جتنا جن و انسان و وحش و طیور
کتی کہہ سکے حمد تجہ بے شمار — کہ دریا کون کوئی تیر جاتا ہے پار
کہ تجہ لگ صفت نی نہوئی یک رتی — اپتا کر مناجات اے نصرتی
تو ہین اے شہنشاہ دنیا و دین — شجاعت کی ہی صف کا کرسی نشین
شرف کون دلبری کی تجہ سینہ صدر — دباہت پکڑ تیغ کون تو نچہ قدر
تیری کاج حق نے پیدا کیا — عزا کا شرف تون ہویدا کیا
تیرا دبدبہ دیکھ جوش دہاتکا — زمین پر نہ تہا پا قدم لات کا
تیرا نور ہے مثل گوہر کا آب — تیرا روح ہے شبہ گل کا گلاب

منقبت شاہ ولایت علیہ السلام

زہے بیشۂ لامکان کا دلیر — علی ولی او خدا کا ہے شیر
ولایت کا اور کہہ ہے تون سایہ دار — کہ ہر شاخ پر ہے نبوت کی بار
محبان کے دلمین تیرا حب یقین — جنم جگ ہی ایمان کون حصن حصین
تو ایک کوٹ ہے برج جسکے تمام — او بارا امامان علیہ السلام
ہوا جب ستون حصار استوار — زمین پائیداری سون ہوی برقرار

علی عادلشاہ کی مدح مین

لکھوں نیا مدح شاہ زمان | کہ ثانی سکندر ہے صاحبقران
قلم آج جو تجہ جہانگیر ہے | صفت شہ کی لکھنے کی تاثیر ہے
زہے شاہ عادل سہی ولی | علی بن سلطان محمد علی
جو مین ورد تجہ اسم اعظم کیا | بچن سون سخر یو عالم کیا
دکن نت ہے اس فخر سون باغ باغ | کہ تسی گھر ہے تجہ سا گھر شب چراغ
ہر یک دیپ تجہ دیپ آنا ضرور | کہ سب ملک اندہارا دکن پر ہے نور
تیرا چتر خورشید کا سائبان | منگی تجہ علم کا پناہ آسمان
دکھن اتہی کیا بلند آج بخت | کہ جان تون ہوا شہ خداوند تخت

تاریخ فتح پنالہ

وہین لو فتح کی تاریخ نصرتی بولیا | علی نے پلمین پنالا لئے صلابت سون
١٠٧٥

قصیدہ مدحیہ

اے شہ تون ہمنام علی شاہا پنہ تیری سروری | دلدل فلک کا رام تجہ کرنا زمانہ قنبری

مذمت طمع

طمع اہل عزت کون کرتی ہے خوار | کرے جگ مین بے قول و بے اعتبار
طمع نام و ناموس کا کال ہے | طمع جیون کو سکے بہونچال ہے
طمع مرد آزادہ بندہ جان | طمع تجہ ہوی دین و دنیا کون ہان
طمع بخت لے چہین ہوندا کرے | طمع سائو کون نت کلوندا کرے
طمع یار سون ناموافق دس آئے | سلمان کون ناموافق دس آئے

وہ اشعار علی نامہ کے خاتمہ مین کہتا ہے

سخن کا بڑا قدر ہے شہ کے پاس
کہ جوہر پرکھتا ہے جوہر شناس

کہتا ہون سخن مختصر بے گمان
کہ یہ شاہ نامہ دکن کا ہے جان

نصرتی سنی المذہب تہا بندہ نواز گیسو دراز کے خاندان کا مرید و معتقد تہا - چنانچہ اسکے شعر سے جو حضرت کی مدح مین لکہا ہے عیان ہے ؎

جسے نانون عالم مین بندہ نواز
محمد حسینی ہے گیسو دراز

نفیس بہوانی پرشاد ایلچپوری

نفیس تخلص - بہوانی پرشاد نام - آپ چینی لال ایلچپوری بار کے فرزند ہین - آپ قوم کے کائتہ ہین - آپکا مولد و منشا بلدہ ایلچپور صوبہ برار ہے - مدت سے حیدرآباد دکن ہین رونق افروز ہین - فارسی اور حساب سیاق مین منشی بیبدل ہین - اور قانون دانی مین بے مثل شہر ہین وکالت کرتے ہین - وکلا نامی مین شمار کیے جاتے ہین - خوشحال و فارغبال ہین مولف فقیر کے ہم وطن ہین کبہی ملاقات کا اتفاق نہین ہوا جبہر وقت معینہ پر ہو جائیگی - اللہ تعالی آپکو خوش و خرم رکہے - آپ موزون الطبع و سنجیدہ فکر ہین کبہی کبہی شعر موزون فرماتے ہین آپکو میر سرفراز علی الہ آبادی المتوفی ۱۲۹۵ھ ہجری سے تلمذ تہا - ابتدا مین بہولا ناتہہ صاحب سے مشق کرتے رہے ہین - کلام درست ہے شستہ و پختہ معلوم ہوتا ہے - من اشعارہ الہندی

بتون کو سنگدل حق نے بنایا
فقط نفرت ہے مجہسے رازدان

رہا اب نہ شیشہ دل مین کہان ہے
محبت ہے تمہین ساری جہان ہے

ترے ایوان کا اللہ رے رتبہ
وہ باتیں کر رہا ہے آسمان سے

دوا سمجھا ہوں اپنے درد سر کی
میں سر گھستا ہوں اُنکی آستان سے

ہوا اچھا جو سر قاتل نے کاٹا
سبک میں ہو گیا بار گران سے

نفیس اب تجھسے وہ گویا نہ ہوگا
کیا ہے لال منہ کو اُس نے پان سے

نفیس ۔ محمد رفیع الدین حسین حیدرآبادی

نفیس تخلص ۔ محمد رفیع الدین حسین نام ۔ آپ محمد حامد حسین منصبدار سرکار عالی نظام کے فرزند ہیں ۔ آپ حیدرآبادی المولد ہیں ۔ آپنے ضروری لیاقت حاصل کرنے کے بعد شعر و شاعری کی تحصیل کا ارادہ کیا ۔ محمد مظفر الدین متخلص معلی کی خدمت میں اس فن کو حاصل کیا ۔ فارسی و اردو دونوں زبانوں میں کہتے ہیں خوش طبع و خوش فکر کلام سلیس و نفیس ہے ۔ فی الحال قیاساً آپکی عمر پینتیس ۳۵ برس کی ہوگی سلمہ اللہ تعالی ۔ من اشعارہ الہندی

بے مثل بے نظیر ہے تیرا وجود پاک
کیونکر نہ چوم لے تجھے خالق بنا کے ہاتھ

مثل حباب غرق ہوں دریائے عشق میں
ہے میرا فیصلہ کسی آشنا کے ہاتھ

کر لیجیے گا قوت بازو کا امتحان
باقی رہیں نہ آپکے جور و جفا کے ہاتھ

حامی ہیں تیرے شافع روز جزا نفیس
ہے کشتی نجات اُسی ناخدا کے ہاتھ

من اشعارہ الفارسی

پریرویان مرا دیوانہ کردند
بشمع حسن خود پروانہ کردند

بوقت انعقاد بزم کونین
مہیا ساغر و پیمانہ کردند

ستمہائے بتان ہند ببینند
حریم کعبہ را بتخانہ کردند

ناقص ۔ قاضی محمد صاحب ملکاپوری

ناقص تخلص ۔ خواجہ محمد صاحب نام ۔ خواجہ مظفر عرف نھنے صاحب کے فرزند ۔ آپکے نسب کا سلسلہ محمد بن فضل اللہ برہانپوری صاحب تحفہ مرسلہ سے ملتا ہے ۔ آپکی ولادت باسعادت سنہ ۱۲۱۸ ہجری مین قصبہ ملکاپور ضلع بلڈانہ برار مین واقع ہوئی ۔ نشو و نما بھی قصبہ مذکور کی آب و ہوا مین ہوا ۔ و تعلیم و تربیت بھی اُسی قصبہ مین ہوئی ۔ ابتدائی تعلیم حضرت شیخ گلاب صاحب مرید مولوی جلال الدین عرف منّد والے صاحب برہانپوری سے جو مولف فقیر کے جد فاسد تھے ہوئی ۔ ابتدائی تعلیم کے بعد متفرق استادون سے کتب درسیہ فارسیہ تحصیل کین ۔ اور کسیقدر عربی تحصیل نحو صرف مین بھی استعداد حاصل کی تھی فارسی انشا پردازی و عبارت نویسی مین عمدہ مہارت و لیاقت رکھتے تھے ۔ سید غوث محمد صاحب جو ملکاپور تعلقہ کے قاضی تھے اُن کی دختر نیک اختر سے شادی کی ۔ قاضی صاحب کو اولاد مین صرف یہی ایک دختر تھی ۔ بوجہ لاولد ہونیکے اُنھون نے داماد کو اپنی معاش و قضات کا مختار کر دیا ۔ اور کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ داماد کے نام پر سرکاری طور سے ہبہ کر دی ۔ خواجہ صاحب اُسی وراثت سے ملقب بقاضی ہوئے ۔ خواجہ صاحب اجداد سلف کی طرف سے بھی صاحب انعام و جاگیر از موضع ہیگنہ تعلقہ ملکاپور تھے ۔ اور اب سسرال کی طرف سے بھی صاحب معاش ہوئے ۔ آسودہ حال و فارغ البال ہو گئے ۔ عمدہ طرح زندگی بسر کرنے لگے ۔ قاضی صاحب باوجود جاہ و حشمت نہایت ہی متواضع و خاکسار تھے ۔ خوش خلق و خوش گفتار تھے ۔ ہر کس و ناکس سے خندہ پیشانی و شگفتہ روئی کیساتھ ملتے جلتے تھے ۔ فقرا دوست و غربا پرور نامور و فیض گستر تھے ۔ برار مین آپکی مہمان نوازی اور آشنا پروری مشہور و معروف ہے ۔ ہمیشہ آپکے گھر پر ایک دو مسافر مہمان رہتے تھے

ملکاپور مین آپکا دولتخانہ کیا تھا مسافرون کے لئے مسافرخانہ تھا - اگر اتفاقاً کسی روز مہمان نہین ہوتا تھا تو آپ بےچین و بیقرار ہوتے تھے - اُسروز انتظار کرتے تھے - کھانا وقت پر تناول نہین فرماتے تھے - ملازمین سے کہتے تھے دیکھو مسجد مین کوئی مسافر تو نہین ہے - ملازم دیکھکر آتے اور کہتے کہ ابتک کوئی نہین آیا ہے - آپ مجبور ہوکر اُسوقت کسیقدر نہایت ناخوشی سے بقدر سد رمق نوش فرماتے - آپنے قصبہ کے لوگون کو اپنے اخلاق سے تسخیر کرلیا تھا - ایک عالم آپکا مطیع و تابعدار تھا کوئی آپکی حکومت کے دائرہ سے باہر قدم نہین رکھتا تھا - آپکی انتظامی قوت بھی نہایت درست تھی ہر امر مین حکمت عملی کو مدنظر رکھتے تھے - آپ جو کچھ کرتے تھے وہ حکمت و فراست کے موافق ہوتا تھا آپکے بھائی خواجہ احمد صاحب ۱۲۵۱ھ ہجری مین نواب میر قادر علیخان تعلقدار برار کی طرف سے نواب ناصر الدولہ کے زمانہ مین بیا تا برار کے تعلقدار ہوئے وہ مدت تک کام کرتے رہے آپ نے صاحب کے نسبت مین بھائی کو تعلقہ کے کام مین بڑی مدد و اعانت فرماتے تھے آپ کی توجہ سے جناب خواجہ احمد صاحب نے تعلقہ کا کام اچھی طرح سے چلایا کہ تمام رعایا و عہدہ داران کے کام سے خوش تھے - کوئی کسی غریب پر ظلم و تعدی نہین کرنے پاتا تھا آپکی مرشت کا خمیر اتفاق و محبت کا تھا اسی وجہ سے آپ ہمیشہ عام و خاص خلائق مین اتفاق کراتے تھے - آپکی مجلس سے اختلاف کوسون دور رہتا تھا - قصبہ کے ہندو آپکو اوتار اور مسلمان ولی کہتے تھے کس درجہ مقبول عام و عزیز خلائق تھے - علما و فضلا و مشائخ و فقرا کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تھے - اور ان بزرگون سے نہایت کسر نفسی و خاکساری سے ملتے تھے - ان بزرگون کی محفل مین نہایت ادب سے گفتار و رفتار فرماتے تھے ضعیفی مین نہایت ہی مستقل مزاج و ثابت قدم تھے - جس سے ایکوقت ملاقات کرتے اُسکا

لحاظ ہمیشہ رکہتے تھے۔ کبھی آپکی استقلال مین تزلزل نہین ہوتا تہا متانت و حلم مین گویا ایک پہاڑ تھے۔ ایسے بردبار و مستحکم تھے کہ جگہ سے نہین ہلتے تھے۔ کسیکے برا کہنے سے نہ رنجیدہ ہوتے تھے نہ بہلا کہنے سے خوش۔ آپ ہر حال مین ایک حال پر تھے۔ آپ ظاہر میں امیر تھے مگر باطن مین فقیر متشرع و متدین تھے صوم و صلوٰۃ کے پابند۔ صلوٰۃ خمسہ جماعت سے ادا کرتے تھے مدۃ العمر آپکی نماز قضا نہین ہوئی۔ سنت نبوی پر قائم۔ خدا و رسول کے حکم کے کاربند تھے۔ بزرگان دین و اولیاء کرام کے معتقد تھے۔ محمدی حنفی المذہب چشتی الطریقہ تھے۔ آپکو میر تقی علی صاحب کاکوروی سے حسن ارادت و خلافت تھی آپ ۱۲۸۶ھ ہجری مین ملکاپور سے کاکوری میر موصوف کی خدمت مین گئے وہان چند روز رہے بیعت و خلافت سے مشرف ہوکر وطن مالوفہ کو واپس آئے۔ آپ عزیز و اقارب سے اسطرح سلوک فرماتے تھے کہ کوئی عزیز آپکا ناشاکی نہین تہا۔ یہ خوبی جناب قاضی صاحب ہی کو مخصوص تھی کیونکہ انعامدار و جاگیردار جو فرانبدار ہوتے ہین اونکی نسبت عرب کی مثل مشہور ہے۔ الاقارب کالعقارب۔ بلکہ گردشمن جانی ہوتے ہین۔ باہم ایک دوسرے کی تباہی و بربادی کی فکر کرتے ہین۔ ہمارے جناب قاضی صاحب نے عرب کی ضرب المثل کے مفہوم کو باطل کردیا۔ انسانیت و آدمیت اسی صفت کا نام ہے جو قاضی صاحب مین تھی۔ ہم ناخلفون کو اُن کی پیروی کرنا چاہئے۔ اور اُن کے نقش قدم پر چلنا چاہئے۔ مولف فقیر کو جناب قاضی صاحب سے نیاز تہا۔ نہایت محبت و رحمت فرماتے تھے۔ میرا عالم شباب تہا حضرت مجکو نہایت تعظیم و عظمت سے یاد فرماتے تھے۔ کبھی حقارت سے نہین دیکھا۔ یہانتک کہ ایک وقت قاضی صاحب کے حرم محترم اس فقیر سے نہایت ہی ناخوش و کشیدہ ہوگئین محل مبارک مین میرا نام لینا مکروہ و نامبارک سمجھتی تہین مین

اُس زمانہ مین احتیاطاً حضرت قاضی صاحب سے ملنے مین حجاب کرتا تہا اتفاقاً کبھی کبھی ملاقات ہو جاتی تھی اُسوقت مین دلمین خیال کرتا تہا کہ حضرت مجھسے ناخوش و رنجیدہ ہون گے۔ مگر مین نے حضرت کو اپنے گمان کے خلاف پایا۔ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم آپ مجھسے نہایت خندہ پیشانی سے ملتے تھے کبھی بھولکر بھی رنج کا حرف زبان پر نہین لایا پاک طینت و صاف طبیعت تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو غریق رحمت کرے۔

حضرت قاضی صاحب موزون الطبع و خوش فکر تھے۔ کبھی کبھی شعر موزون کرتے تھے۔ آپکا کلام فارسی اردو دونون زبان مین درست و با محاورہ ہوتا تہا افسوس کہ ہمکو آپ کا کلام دستیاب نہین ہوا۔ آپ ۱۲۹۳ھ ہجری مین بعمر ہفتاد و پنج اس عالم فانی سے بہشت برین کو روانہ ہوئے۔ قصبہ ملکاپور مین جامع مسجد کے دروازہ کے سامنے مدفون کئے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپنے باقیات الصالحات اولاد مین تین لڑکے۔ اور تین لڑکیان یادگار چھوڑے۔ آپکے اول فرزند مسمی خواجہ بدیع الدین خان بہادر المتوفی ۱۳۲۲ھ ہجری دوسرے فرزند خواجہ اکرام الدین صاحب المتوفی ۱۳۰۷ھ ہجری تیسرے فرزند خواجہ نصیر الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ تینون فرزند مصداق الولد سر لابیہ لائق و خوش اخلاق مین۔ صاحب عزت و جاہ مین۔ خوشحال و فارغبال ہین والد ماجد مرحوم کی رفتار و گفتار کے پیرو ہین یہی تینون بزرگ قصبہ ملکاپور کے پیشوا و سرپرست ہین۔ برادرمین مشہود معروف جناب خواجہ بدیع الدین صاحب مسند قضا پر جلوہ افروز تھے۔ خواجہ صاحب ہوشیار و تجربہ کار۔ سنجیدہ مزاج و شگفتہ طبع۔ عاقبت اندیش و پسندیدہ کیش تھے دنیوی امور کا انتظام عمدہ طرح سے کرتے تھے۔ سرکار گورنمنٹ سے آپکو خان بہادری کا خطاب ملا تہا۔ قصبہ مذکور مین آنریری مجسٹریٹی کی خدمت پر متقرر تھے۔ مدت تک

کام کر رہے تھے۔ نہایت امانت دار و دیانت دار تھے۔ واقعی یہ بزرگ بھی پدر بزرگوار
کی طرح پاک طینت و نیک سیرت تھے دوست پرور مہمان نواز علما و فقرا سے محبت رکھتے تھے
طلبہ کو اپنے بچون سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے۔ آپنے قصبہ مذکورہ مین ایک دینی مدرسہ مسمی
فیاضیہ قائم کیا تھا اسمین پچیس تیس طلبہ رہتے تھے طلبہ کو کہانا کپڑا خود دیتے تھے مدرسہ
کے لئے ایک کتب خانہ بھی قائم کیا تھا اکثر کتب درسیہ فقہ و حدیث جمع کی ہین اللہ تعالی
آپکی حسن نیت کی برکت سے مدرسہ کو رونق دیوے طلبہ اور آپکے دو صاحبزادے بلند اقبال
جو اسمان سیادت و نجابت کے فرقدین ہین کامیاب و فائز المرام کرے۔
ایک صاحبزادہ خواجہ فیاض الدین المخاطب خانصاحب۔ دوسرا خواجہ قطب الدین کمیل اول جو
سلمہما اللہ تعالی صاحب جمعہ کے اور دوسرے صاحبزادے یعنی جناب خواجہ اکرام الدین صاحب
مرحوم بالاتفاق و حسن اخلاق سلیم الطبع و مستقیم الوضع تہے طبیعت مین خاکساری تھی
فقرا و غربا کے حال پر نظر کرم رکھتے تھے ہمت و جرات مین بیمثل مہمانداری غربانوازی
مین بے بدل تھے مولف فقیر کے حال پر نہایت ہی عنایت کرم فرماتے تھے ۱۳۱۳ھ ہجری
مین فوت ہوئے ان کے صاحبزادے خواجہ معین الدین صاحب و خواجہ فصیح الدین صاحب
جوان سعادتمند و نیک محضر ہین خدا انکو سلامت رکھے۔ تیسرے صاحبزادے مسمی خواجہ
منیر الدین صاحب جو ان صالح و لائق ہین انگریزی مرہٹی و فارسی مین عمدہ لیاقت رکھتے ہین
لکٹر ہمارے ضلع مین کرنیل خالق جانی خانہ رستے ہین وہ بھی خلیق و لیق ہین مہمان نوازی انکی
موروثی عادت ہے۔ جناب قاضی صاحب کے تینون صاحبزادے اخلاف صدق ہین انہمین ایک زندہ ہین سلمہ اللہ تعالی

ناصر۔ نواب نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ شہید والی دکن

ناصر تخلص۔ میر احمد خان نام۔ نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ خطاب ہے آپ حضور آصفجاہ مرحوم

والی دکن کے صاحبزادے ہین۔ آپکی ولادت باسعادت سنہ ہجری مین ہوئی حضور
بندگانعالی نے فرزند دلبند کی خوشی مین ایک جشن شاہانہ منعقد فرمایا۔ تمام ارکین دولت
کو انعام واکرام سے سرفراز فرمایا مولود مسعود کی پرورش کا عمدہ اہتمام کیا۔ جب چار برس
اور چار مہینے چار دن کی عمر ہوئی تب حضور نے اس ملک کے رسم و رواج کے موافق تسمیہ خوانی
کا جشن نہایت تکلف وعظمت سے ترتیب دیا۔ تسمیہ خوانی کے بعد فرزند دلبند کو استاد
دانشمند کی خدمت مین بھیجا چشم بدور صاحبزادہ بلند اقبال ہوشیار و ہونہار تھے
تحصیل علم و کسب فضل مین مشغول رہے۔ پھر آپ سن شعور کو پہنچے علوم فنون مین لائق ہوئے
جب حضور بندگانعالی حسب الطلب محمد شاہ بادشاہ ہند سنہ ۱۱۵۰ھ ہجری مین دلی متوجہ ہوئے
اسوقت آپنے تمام صوبجات دکن کا انتظام واہتمام نیابتاً فرزند دلبند کے تفویض فرمایا
نواب نظام الدولہ نے حضور کے بعد ریاست کے نظم و نسق مین بڑی جانفشانی و عرقریزی
کی خوب انتظام فرمایا اور ملک مین امن امان قائم کردیا۔ ادنی و اعلی کو انعام واکرام و
جاگیر و خطاب سے سرفراز کیا۔ نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان آپکے وزیر اعظم تھے
جب حضور بندگانعالی دارالخلافہ دلی سے دکن کی طرف متوجہ ہوئے اسوقت مفسدین
نے نظام الدولہ کو مخالفت پر آمادہ کیا۔ فرزند و پدر کے درمیان محاربہ واقع ہوا۔ نظام الدولہ
صحیح سلامت والد ماجد کی خدمت مین پہنچ گئے۔ چند روز معتوب رہے۔ پھر حضور نے
سنہ ۱۱۵۵ھ ہجری مین فرزند کا قصور معاف فرمایا اور عتاب سے نکالا اور سایہ عنایت و رحمت
مین لے لیا سنہ ۱۱۵۸ھ ہجری مین اورنگ آباد کی صوبہ داری عنایت کی۔ اور آپکو اورنگ آباد
روانہ کردیا پھر سنہ ۱۱۵۹ھ ہجری مین حضور حیدرآباد کو پہنچے۔ آپکو اورنگ آباد سے بلالیا۔ آپ
فی الفور خدمت مین حاضر ہوئے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی سرو آزاد مین لکھتے ہین کہ تعجبہی

اس سفر مین نواب شہید کا رفیق تہا۔ انتہی کلامہ۔ فرزند و پدر و اکنگیرہ و میسور گئے
حضور نے نظام الدولہ کو سریرنگ پٹن راجہ کے پاس نذرانہ وصول کرنیکے لئے رخصت
کیا اور آپ ورنگ آباد آئے۔ پہر نظام الدولہ میسور کے راجہ سے نذرانہ لیکر والد کی خدمت مین
بمقام اورنگ آباد پہنچے۔ پہر چند روز کے بعد فرزند و پدر دار السرور برہانپور روانہ ہوئے
نواب آصفجاہ برہانپور مین متوجہ بہشت برین ہوئے۔ نواب نظام الدولہ صاحب ترجمہ
مسند نشین ہوئے۔ برہانپور سے صوبہ اورنگ آباد مین جو دکن کا دار الخلافہ تہا آئے بارش کی
موسم تہی انہین دنون مین احمد شاہ بادشاہ ہند نے آپکو بلایا۔ آپ فی الفور عازم ہند ہوئے
نربدا تک پہنچے تہے کہ دوسرا حکم آیا کہ دکن مین واپس چلے جائے۔ آپ اورنگ آباد واپس
ہوئے۔ ہدایت محی الدین ہمشیرزادہ نواب شہید نے جو رائچور وادہونی کی حکومت پر
مامور تہا سرکشی و بغاوت شروع کی۔ آپ بسبب موسم بارش اورنگ آباد مین قیام پذیر تہے
کہ اسی عرصہ مین حسین دوست خان عرف چندا صاحب بواسطہ ہدایت محی الدین سے ملگیا
اور تسخیر ارکاٹ کی تحریص کی۔ ہدایت محی الدینخان نے فرانسیسی فوج ہمراہ لیکر انور الدینخان
ناظم ارکاٹ پر حملہ کیا۔ ۶ شعبان ۱۱۶۲ہجری مین سخت مقابلہ و مقاتلہ ہوا جسکی بتقدیر
انور الدینخان شہامت جنگ شہید ہوئے۔ نواب نظام الدولہ ستر ہزار سوار و توپخانہ بیشمار
و ایک لاکہ پیادہ لیکر باغی کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوئے۔ بندر پہلچری جو اورنگ آباد سے
پانسو کوس ہے وہانتک کا ارادہ مصمم فرمایا۔ ہدایت محی الدین فرانسیسی لشکر کے ہمراہ
قریب پہلچری کے قیام پذیر تہا۔ ۲۶ ربیع الآخر ۱۱۶۳ہجری مین فرانسیسی فوج سے
مقابلہ شروع ہوا ۲۷ ربیع الآخر کو محمدی فوج سے فرانسیسی فوج نے شکست کہائی
ہدایت محی الدین گرفتار ہوا آپ نے حکم دیا کہ باغی کو حفاظت مین رکہو۔ اور باغی کی فوج کو

جان و مال سے امان دیا۔ خیرخواہوں نے رائے دی کہ باغی کا زندہ رکھنا مناسب نہین
مگر نواب بمقتضائے رحم قتل پر راضی نہین ہوئے۔ بدخواہون نے احسان فراموشی کی
اور دوبارہ مستعد جنگ ہوئے۔ اور فرانسیسی بھی باوجود ہزیمت شورش و فساد پر آمادہ
ہوئے۔ آپ وہان سے سرزمین ارکاٹ مین آئے۔ خیرخواہون نے علی الخصوص نواب
صمصام الدولہ نے ارکاٹ مین قیام کرنے سے ممانعت کی مگر منظور نہین فرمایا۔ اسی
اثنا مین چنجی کا قلعہ فرانسیسی فوج کے قبضہ مین آگیا۔ پھر آپ ۱۱ شوال ۱۱۶۳ھ ہجری
ارکاٹ سے برآمد ہوئے۔ ۱۷ ماہ مذکور کو ایک درویش کامل سے ملے اور اُسکے ہاتھ پر
منہیات سے توبہ کی۔ سرداران افاغنہ کرناٹک ہمرکاب تھے۔ آپکے نمکخوار و پرورش یافتہ تھے
مگر باطن مین یہ ناحق شناس ناک قدیم و محسن کریم کا پاس نمک نکر کے نصاری فرانسیس سے
ملگئے تھے۔ ۱۷ محرم ۱۱۶۴ھ ہجری مین زیر قلعہ چنجی لڑائی شروع ہوی اگر افاغنہ نصاری
کے شریک نہوتے تو نصاری مین اسقدر قدرت نہ تھی کہ لشکر اسلام کے مقابل ہوتے
معرکہ کے وقت خیرخواہون نے عرض کی کہ افاغنہ فساد و غدر پر آمادہ ہین۔ نواب نے
اعتبار نہین فرمایا۔ آپ سمجھتے تھے کہ افاغنہ میرے نمک خوار و جان نثار ہین۔ یہانتک
کہ آپ عین معرکہ مین فیل سوار ہمت خان افغان کے طرف متوجہ ہوئے۔ اور تواضعاً
سلام کے لئے ہاتھ اٹھایا مگر اُس نمک حرام نے سلام کا جواب نہین دیا پھر نواب نے گمان کیا
کہ شاید مجکو نہین پہچانا۔ آپنے عماری سے سر بلند کیا اُسوقت ہمت خان نے بندوق
چلائی وہ بندوق کی گولی نواب کے سینہ پر پہنچی اُسیوقت کام تمام کردی۔ پھر افاغنہ نے
نواب کا سرتن سے جدا کرکے نیزہ کی نوک پر آویزان کیا۔ امت محمدی نے ماہ محرم
امام الشہدا رضی اللہ عنہ کے سات جو سلوک کیا تھا وہ نواب کے نوکرون نمکخوارون نے

نواب کے ساتھ کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ دوسری اہل فوج نے سر کو نیزہ سے علیحدہ کر کے اورنگ آباد روانہ کیا۔ شاہ برہان الدین کے مرقد کے پائین قریب قبر نواب آصفجاہ مرحوم دفن کیا۔ شہادت قریب قلعہ جنجی واقع ہوی۔ میر غلام علی آزاد نے تاریخ شہادت لکھی ہے

نواب عدل گستر عالیجناب رفت	فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت
در ہفدہم زماہ محرم شہید شد	تاریخ گفت نوحہ گرے آفتاب رفت

نواب شہید امیر دین پرور و عدالت گستر تھے۔ بندہ نواز و غریب پرور۔ اولو العزم عالی ہمت ذی مروت و جرأت تھے۔ فصاحت و بلاغت مین جید عصر سخن گو ے و سخن فہمی مین فرید دہر تھے مشق سخن مین مرزا صائب کا تتبع کرتے تھے۔ کلام کو ایسے درجہ پر پہنچایا تھا کہ سخنوران نازک خیال حیران ہوتے تھے۔ نواب شہید کا ہر ایک شعر صاف برجستہ و ہر ایک مصرع شائستہ و برجستہ ہے معاصرین شعرا کو آپکے مطلع کہنا محال ہوتا تھا کلام مین صائب کی طرح تمثیل نظائر کو خوبی کے ساتھ لاتے ہین اجنبی شخص کلیات مرزا صائب اور آپکے کلام مین تمیز نہین کر سکتا ہے۔ آپکا حسب الدیوان آپکے تین دیوان ہین اعلیحضرت غفران منزل میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ بادشاہ کے حکم سے تینون دیوان سرکاری مطبع مین آقا نصر اللہ المخاطب نواب لسان یار جنگ بہادر کے اہتمام سے مطبوع ہو چکے ہین۔ فقیر مولف کے پاس تینون نسخے موجود ہین ان مین سے اشعار انتخاب کر کے ذیل مین لکھتا ہون۔ **من اشعارہ الفارسی**

سایۂ لطف خداوند بود بر سر ما	ہست اقبال خدا داد ہمقیم در ما
طالع ماست ز انوار جہالت روشن	فخر بر مہر جہانتاب کند اختر ما

وله

شرف آدمی از یمن ارادت باشد — دست تسلیم او نگاه بود افرما

ناصر از یاوری همت شاه مردان — شاهد فتح و ظفر جلوه کند در برما

وله

بدست ناز افشاندی چو زلف عنبرافشان را — بروی خاک فکندی چه گلهای پریشان را

ز قدر و منزلت هرگز نگردد ذره کمتر — زند مور ضعیفی بوسه گر دست سلیمان را

ارسطو شد ز فطرت ارباب بزم اسکندر — بحکمت میتوان گشتن مقرب پادشاهان را

وله

گر تو خواهی بقای دولت را — به او بسته نه بنای دولت را

از کرم هر که دام گسترده است — صید سازد همای دولت را

گل خلق است خوشنما ناصر — چمن دلگشای دولت را

وله

امید ها ز وصال تو در دل است مرا — از این خیال بهاری مقابل است مرا

ز حال من نکند غافل است نگار افگن — که از طپیدن دل قصد بسمل است مرا

وله

هر که رنجی میکشد آخر بگنجی میرسد — میکشد آخر عزیزی محنت زندان مرا

صید هر باد ز زلف خط و خال کسی — گر درآیم در گلستان سنبل و ریحان مرا

وله

نشانده ایم ز دامن چو گرد دنیا را — فکنده ایم چو اشک از نگاه عقبی را

نثار شوق تو از سعی خامه نیرو نیست — که در سبو نتوان کرد آب دریا را

وله

از تبسم تا نمک پاشید بر چاک جگر — سینهٔ خود بخنجر آب میدانیم ما

صبر دوری از رخ او گرچه باشد تلخ عیش — بیشتر از محنت توب میدانیم ما

وله

دل ز زخم تیغ جانان بوستانی شد مرا — جوش زد خون در نظر جوی روانی شد مرا

همسفر در راه عشق او مرا در کار نیست — حرف با هر کوه کردم همزبانی شد مرا

وله

کهنه رندیم و نظر بازیم ما — باده نوشیم کیسه پردازیم ما

طائر صحرای غربت بوده ایم ... از پر خود خانه می سازیم ما
سیرما بی بال و بی پر بوده است ... همچو بوی گل بپروازیم ما

وله

تشنه ام با وجود سیرابی ... آب شمشیر کرده اند مرا
بت پرستی نمیگذارم من ... گرچه تکفیر کرده اند مرا

وله

هر بهاری را خزانی لازم است ... گر برنگ گل گهی خاریم ما

وله

گل گریبان می درد گر در چمن بیند ترا ... بگدازد شمع گر در انجمن بیند مرا
میزند از جوش خجلت مهر خاموشی بلب ... گر بمحفل طوطی رنگین سخن بیند مرا

وله

نگاهش داد از شوخی سبق وحشی غزالان را ... قدش آموخت آئین نزاکت نونهالان را
مده آن زلف نازک را بدست شانه هر ساعت ... پریشان می کنی خاطر چرا آشفته حالان را

وله

خداوندا الها کردگارا ... رحیما جرم بخشا بردبارا
بده امن و امان و تندرستی ... نظام الملک آصفجاه مارا

وله

غمی دارم که پایان نیست او را ... چه پرسی از دلم جان نیست او را
ولی دارم بدرد و غم سر رشته ... که هرگز فکر درمان نیست او را

وله

شد از فروغ چهره او ساغر آفتاب ... آئینه دار از رخ او دربر آفتاب

وله

شاه و گدا بدیده روشن گهر یکیست ... یکسان کند نگاه بخاک زر آفتاب

وله

وصف روی کیست یارب بر زبان عندلیب ... چشمه خورشید رخشان شد دهان عندلیب
از پر و بالش چمن یکسر چراغان گشته است ... پرتو حسن که زد آتش بجان عندلیب

وله

جام می از عکس او شد آفتاب ... ساقی امشب طرفه نقشی زد بر آب
می کشد عاشق ز خون دل شراب ... باشد از لخت جگر بهرش کباب

وله

نام احمد گر رسد در سمع او — آتش دوزخ نشیند ز التهاب

کرده ام چون نام احمد را رقم — از گل حرفم دمد بوی گلاب

وله

شمع جانسوزی که ما را در جگر آتش زده — بهر خود فانوس از بال پر پروانه ساخت

هر که در لخت دل خود جا کجا انداخته است — بی تکلف همچو ما زلف سخن را شانه ساخت

وله

آفتاب صبح محشر در کنار زلف کیست — سینهٔ شب از کواکب داغدار زلف کیست

خاکساریها بخود لازم عروجی داشته است — بر سر پا اوفتادن افتخار زلف کیست

وله

نوبهار آمد جهان را پر گل عشرت نمود — در گلستان غنچه لب خندیدن گرفت

تا که روی آتشین او برآمد از نقاب — شبنم از خورشید عالمتاب بالیدن گرفت

وله

دیدهٔ مور من از فیض قناعت سیر است — ورنه در خندان سلیمان شکری نیست که نیست

در خور حوصلهٔ کس ثمری می چیند — ورنه در باغ سخاوت ثمری نیست که نیست

وله

ما را هجوم داغ به لشکر برابر است — اقلیم دل بملک سکندر برابر است

دریادلان همه به بخشش نمی کنند — کف در کف محیط به عنبر برابر است

وله

ابرها امسال بر بستانه زقار آمده است — از شکوفه شاخها آشفته دستار آمده است

دامن اهل کرم پر شد ز گوهر چون صدف — ابر دریادل به بخششهای بسیار آمده است

وله

کعبهٔ صدق و صفا خلوت درویشان است — سجده گاه دو جهان حضرت درویشان است

سنگ را آنکه کند لعل به یک چشم زدن — کیمیای نظر رحمت درویشان است

خادم خواجهٔ شیراز بجا نام ناصر — مایهٔ محتشمی خدمت درویشان است

وله

بی نیازیست رواء که نظیرش نبود — فکر اسباب جهان مایهٔ صد درد سر است

قیمت حسن فزون از شرف تربیت است — سهل چون میوهٔ خودرو پسر بی پدر است

هیچکس یاری نمی پرسد ز حال یکدگر | دوستداریها ز طبع دوستان برخاسته است
جلوهٔ یوسف بچشم اهل عرفان میدهد | هر کجا گردی ز راه کاروان برخاسته است

وله
نوبهار خجسته بنیاد است | روزگار خجسته بنیاد است
سلسبیلی اگر بعالم هست | جویبار خجسته بنیاد است
هر متاعی که هست در عالم | در دیار خجسته بنیاد است
دولت آباد قافیه بمثل | در جوار خجسته بنیاد است

وله
قیمتش جوهری نمیداند | آب هر قطره بی بها گهر است
در صدف نیست قیمت گوهر | در وطن خوار صاحب هنر است

وله
سرزمین عشق را آب و هوای دیگر است | سبزهٔ این خاک نشو و نمای دیگر است
سر بصحرا دادگان عالم تجرید را | کاروان دیگر و بانگ درای دیگر است
دردمندان را علاجی نیست غیر از سوز عشق | داغ درد بیدوا را کیمیای دیگر است

وله
سیر دیر و حرم هر که ز حق بیخبر است | بت پرستی دگر و یار پرستی دگر است
گرچه رنگین سخنان مشق مضامین کردند | آب و رنگ سخن از فکر تو ناصر دگر است

وله
نخل بار آور خورد سنگ و عوض بخشد ثمر | در تلافی بدیها نخل احسان خوش تماشاست
میرساند فیض خدمت آدمی را تا بعرش | خدمت پیران شمارا ای جوانان خوشنماست

وله
سیر عشقت بتکده گبر و مسلمان کردیم | جای آسایش اهل محفل در دبستانست
نیست ربطی بهم عمرو و زید در دبستان عشق | نسبت ناصر با شاغل در دبستانست

وله
در معرض زلف همه اسباب پریشانی ست | می بین که مه بدین کمالش زوال داشت
بوی ثبات نیست درین تیره خاکدان | هر گل که دیده شد بچمن انتقال داشت

تخت شد دست سلیمان مور را از ضعف | وله | ناتوانان را ز فیض عجز زوری دیگرست
پاسبانان زمان را خواب غفلت برده است | | انتظام ملک را نیرو فتوری دیگرست
روشن جهان ز مهر جمال محمدست | وله | بیحد و حصر وصف کمال محمدست
ناصر جواب آن غزل ست اینکه گفته اند | | صلوة بر محمد و آل محمدست
فاضل ترین امت صدیق اکبرست | وله | شایسته خلافت صدیق اکبرست
اول کسیکه بیعت محبوب حق نمود | | از حب از صداقت صدیق اکبرست
در دوستان نشان محبت نمانده است | وله | فرقی کنون میان قیامت نمانده است
از اهل دهر شکوهٔ احسان نمی کنم | | افسوس شرم چشم مروت نمانده است
می کشید در گلستان رخ جانان عبث | وله | بی خط و زلف نگه بر سنبل و ریحان عبث
بلبل پر بسته در کنج قفس افتاده ام | | میزدم پر از برای دیدن بستان عبث
از دعای خیر حنا جان بر آید کار ما | وله | هست تیری روی ترکش آه سحر احتیاج
نخل ما را شاخ کمینه برد می سازد چو برگ | | باشد از برد خزان هم تخت بر دهد باج
همچو خشت آفتاب صبح بدید ست صبح | وله | بلکه گوشش کجا صبح شنیده است صبح
مصرع مهتابی ست سیلی ناصر صبح | | دیدهٔ غفلت کشا صبح دمیده است صبح
اگر بهار کند چهره گلستان سرخ | وله | نمود رنگ رخ ما خیال جانان سرخ
ز خون دیدهٔ من لعل بار شد رگ ابر | | درین بهار بود قطره های باران سرخ
نگاه شوق من از روی او گل چیدنی دارد | وله | ز روی لطف وهم جانب من دیدنی دارد
کمال عشق را نازم اثر کرد ست در طبعش | | بحق دوستی از دشمنان رنجیدنی دارد
دلم از سیل غم نرفت ز جا | وله | کوه صبر و شکیب باید دید

آتش گل چه داغها که نکرد	وله	جگر عندلیب باید دید
فقرا پادشاهان می باشند	وله	افتخار دو جهان می باشند
عاشقان سوخته جان می باشند		شمع شان شعله زبان می باشند
کسی ز آهوی وحشی شنیده است وفا	وله	هلاک چشم تو گشتن سزای دل باشد
سعادت دو جهان رو بسوی او آرد		کسی که بر سر دولت سرای دل باشد
تا که در معرکه عریان نشود	وله	جوهر تیغ نمایان نشود
جوهر ذاتی هرکس دگر است		مور از تخت سلیمان نشود
ابر دریا دل بدست گوهرافشان کی رسد	وله	گنجها در دامن امیدواران می رسد
خاکساریها ترا بر اوج رفعت می برد		تا بدامن هر کرا چاک گریبان میرسد
فیضها از روح پاک حضرت صائب بمن		در دکن هر لحظه از شهر صفاهان میرسد
رنگ و بوی ز وفا نیست درین گلرویان	وله	عاشق حسن کسی شو که وفائی دارد
معنی مصرع پیچیده ز زلفش فهمید		ناصر ما چه قدر فکر رسائی دارد
رشتهٔ عمر ابد شاید بدست آورده است	وله	هر کسی بر مرگ دشمن شادمانی میکند
عجز را نازم که دارد این بزرگیها بخود		مور بر دست سلیمان کامرانی میکند
خاکساری سرفرازی عاقبت بار آورد		دُر بتاج پادشاهان کامرانی میکند
غنچه آسا هر کسی با گوشهٔ دل ساخته است		در بهشت جاودانی زندگانی میکند
گوهر شاهوار آخر از صدف آمد برون		راز عاشق عاقبت در کوچها گل میکند
خوشنما باشد بزرگان را گران حلمی بحر		هرزه گردیهای کشتی را تحمل میکند
خسروا عشرت جاوید مبارک باشد		بزم آرائی جمشید مبارک باشد

وله
آسمان جام هلالی ز مه عید نمود ... اختر عیش ز خورشید مبارک باشد

وله
ز فیض بی ثمریهاست سرو در چمن آزاد ... فراغتست کسی را که او عیالی ندارد
بزیر چرخ نشستن به تیرباران زیبد ... قفس خوش است بمرغی که پر و بال ندارد

وله
محو کن نقش غیر را از دل ... عارف نقشبند می گوید
هر که ناصر ز عشق گفت سخن ... سخن ارجمند می گوید

وله
رافت و عدل هر که پیشه کند ... صاحب چتر و تاج زر گردد
گرم و سرد زمانه میداند ... همچو ما هر که بحر و بر گردد

وله
قیمت و قدر فزون میشود از فیض سفر ... روشنان همچو گهر کی بوطن پردازند

وله
بتان که چهره خود بی نقاب می سازند ... ز برق چهره دل ما کباب می سازند
رسد بوصل گهر رشته که تاب خورد ... خوش آن گروه که با پیچ و تاب می سازند

وله
خواهی که ترا گرد جهان نام برآید ... این نام چو خورشید ز انعام برآید
آرایش ظاهر نشود زینت باطن ... از قند کجا تلخی بادام برآید

وله
بما یک رشته زنار موی یار بس باشد ... بکار زاهدان این سبحه صددانه می آید
چون گل شگفته روی درین باغ میشود ... کسب سعادت آنکه بوقت سحر کند
مانند برق زود فلک تاز می شود ... از خود سفر کسی که ببال شرر کند

وله
یوسف عزیز مصر نمیگردد ای عزیز ... تا چاشنی محنت زندان نمی کشد
گوهر بجای قطره بدریا فشاند ابر ... طبع کریم منت احسان نمی کشد

وله
نیست اکسیر دیگری به ازین ... خویش را خاکسار باید کرد
اعتباری ندارد این دنیا ... حرف ما اعتبار باید کرد

وله

مس خود را ز خاکساریها — زر کامل عیار باید کرد

گر رضای خدا بود مطلب — راستی را شعار باید کرد

وله

گمنام چنان شدم که عنقا — راهی بسراغ ما ندارد

وله

دامان دوست آرزویش پرگهر شود — دریوزه هر که از در شاه دکن شود

وله

عیسی صفت بطارم خورشید جا کنند — آنها که ترک خلق برای خدا کنند

وله

حدوثش زین قصور می‌توانی کرد ای عاقل — که او صناع جهان گاه چنین گاه چنان باشد

اگر گستر بفرق بنده ناصر حضرت صف — الهی در جهان باشد سلامت تا جهان باشد

وله

زهر آب داده ناوک مژگان خویش را — زخمی زنا بسینه و ناسور می‌کند

وله

آنها که دل بحلقه زنجیر بسته اند — تار نگه بزلف گره گیر بسته اند

مطعون خاص و عام نه بی‌سلسلین شوند — جمعی که دل بطعنه و تکفیر بسته اند

وله

بخاکساری او رتبه فلک جوید — کسی که بر در او بادشه گدائی کرد

وله

شمار درد من خاکسار ممکن نیست — حساب ریگ بیابان که می‌تواند کرد

وله

از طپیدنها دلم تا شهر دیگر میرسد — طائر جانرا ز شوق وصل او پر می‌دهد

وله

یادش بود ز شربت جان در دهان لذیذ — نامش بود ز شهد و شکر بر زبان لذیذ

وله

آن شربت فنا که ز تیغ تو می‌چکد — ما را بود ز آب خضر بیگمان لذیذ

وله

الهی شرم رای من نگهدار — مکن رسوا حیای من نگهدار

چه دیروز و چه امروز و چه فردا — مرا باشد خدای من نگهدار

ازینکه لازم سرداریست هشیاری
مرو بخواب تو ای میر کاروان زنهار

بنای خانهٔ دل استوار کن ناصر — وله — مکن عمارت این تیره خاکدان زنهار

هرچند من ز هر دو جهان دست شسته ام — وله — هرگز نمیرود ز دلم آرزوی یار

از خاکساری است بدل روشنی نصیب — وله — آئینه صاف میشود از صیقل غبار

گذشته ایم ز نیروی بازوی تدبیر — وله — سپرده ایم عنان را بقبضهٔ تقدیر

ترا صفائی دل ار طلب است پاک بسوز — وله — برای آئینه خاکستر است چون اکسیر

با وجود پخته مغزی همچو طفل نوسبق — وله — میکنم مشق جنونی در دبستان بهار

نیست غیر از کشتی ما امن ناصر در جهان — ابرها امسال آورده است طوفان بهار

قرب آتش خانمان خیمه سوخت — وله — الحذر از قرب سلطان الحذر

خرمن پروانه یکسر سوخته است — الحذر از شمع خندان الحذر

زیر فلک نباشد چون من نگاه کردم — وله — در کوی خاکساری یک خاکسار دیگر

هر درختی که شود خشک نیاید ثمرها — وله — غیر آتش بهر او ثمری نیست دگر

نبست سلسلهٔ عشق مرا بهست عمر — وله — ازان ز بند تعلق مجرد است عمر

رفیق همدم و یار مجرد است عمر — زما سوای محبت مجرد است عمر

منکر از آدم بسا ما هم چه کار — وله — با شراب و بزم و یاران هم چه کار

هرچه با شما قسمت دارد با اصل خود رجوع — وله — هر سیه آخر بدریا از ره سیلاب ابر

موج پر زد بس شکم تا سر کیوان رسید — از خجالت پیش چشم غرق شد در آب ابر

مرا که نیست دلم گرم با نوا و ساز — وله — کباب شعلهٔ حسن است و شعلهٔ آواز

بیا ناصر از راه صدق و یقین — وله — بشو بندهٔ شاه گیسو دراز

هر خسیسی بسرش دعوی شیخی باشد — حرمت جبه و دستار نمانده است امروز

هر کرا می نگرم هست بدنیا مشغول | وله | دل وارستهٔ بیکار نمانده ست امروز

ز راه و رسم محبت اگر خبر داری | وله | ز خویش بگذر و با یار آشنا می ساز

سر بسر دشت جنون دیوانها بیهوده اند | وله | عاقلان پابند را از سیر آن صحرا مپرس

هیچ جا نها کشاده و شنوا بی ندید کس | وله | بر خواست بر ما دم آبی ندید کس

گذشت عمر بسودای زلف یار افسوس | وله | ز سرگذشت سیه بختیم هزار افسوس

بود چو شام غریبان بهجر صبح وطن | بغیر یار بود ماندن دیار افسوس

اخلاق نیک حاصل کس میشود ز کسب | وله | ورنه ز حسن هیچکی اطوار خویش باش

شاد کردی تو خاطر ما را | وله | ای پری رو همیشه شادان باش

کار عالم از و نمی آید | وله | هر کرا هست فکر راحت خویش

چاک نمود سینه ام بند قبا کشادنش | وله | راست رود ز تاب آن ابروی کج نهادنش

بزم بی حرصان نگون نوائی ست | وله | خط نوشته اگر سیاهی بخون غرض

ساغر بدست نغمه بلب شیشه در بغل | وله | ساقی رسید طرفه بسامان انبساط

پروانه وار ساغری رقص می کند | وله | از فروغ شمع شبستان انبساط

چهرهٔ گلگون او را شد خط اخضر محیط | وله | گشت این دریای خوبی را ز عنبر محیط

خاک و زر یکسان بود در دست حنا بسته اش | سکندر از خویش بیرون هیچ کف عنبر محیط

شبنم نه همین لاله گریست درین باغ | وله | گل نیز ز غم جامه دریده ست درین باغ

لب بسته سیه پوش ز ماتم شده سوسن | با آنکه سراپای زبانست درین باغ

تیر باران حوادث بسکه دیده گشته سیر | وله | صورت پیکان نه هر سبزه چون برگ خلاف

گردن تسلیم کی پیچم من از شمشیر او | گر زند بر فرق و بشکافد ز سینه تا بناف

تا گشته‌ایم از سر الفت فنای عشق　ولہ　دانسته‌ایم عمر ابد در بقای عشق

دل را ز ما گرفته بجای سپرده است　ولہ　زین بیشتر بما چه بود مدعای عشق

گلگل شگفت گلشن بر بلبلان مبارک　ولہ　در جلوه گلعذاران بر عاشقان مبارک

آتش رخسار او سازد دل ما را کباب　ولہ　لعل شیرینش فشاند بر کباب ما نمک

شد مسخر دیار کرناتک　　نظم گشت کار کرناتک

سبک شد دل دیار کرناتک　　میتوان گشت یار کرناتک

بشکند قیمت زمرد را　　جلوهٔ سبزه زار کرناتک

خاک او حکم کیمیا دارد　　حبذا اعتبار کرناتک

زر و سیم است همچو ریگ روان　　جا بجا در دیار کرناتک

طعنه زد بر طلای خالص مهر　　زر کامل عیار کرناتک

در خور تاج پادشاهان است　　گوهر شاهوار کرناتک

از حساب نماست بیرون　　شجر میوه دار کرناتک

هست در ظرف آبهای لذیذ　　شربت خوشگوار کرناتک

دشت در دشت شکرزار است　　دیده‌ام کشت و کار کرناتک

خال رخسار هفت اقلیم است　　حسن سبز دیار کرناتک

برده فوقیت از جلال آباد　　در حلاوت انار کرناتک

مقدم فتح تو ایم ناصر　　باعث افتخار کرناتک

پادشاها همای همت تو　　زیر پر کرد فتح کرناتک

بال بگشاد تا به تسخیرش　　سر بسر کرد فتح کرناتک

نامهٔ فتح بادشاهی را — تاج سر کرد فتح کرناتک

نونهال مراد را ناصر — پر ثمر کرد فتح کرناتک

بباغ جهان من گلی را ندیدم — وله — کز نکهت مهر و الفت شمیدم

رمد هر که از من زار و من رمیدم — وله — ز دامان دوست خود را کشیدم

عشق بازی از ازل کار من است — وله — من کجا در کار دیگر مانده ام

گر چه گشتم خاک سوزم باقیست — زیر خاکستر چو اخگر مانده ام

بسی سیر کردم بهار و خزان را — وله — ز یاران گل و خار را می شناسم

داغ عشقم کباب [illegible] یا انم — وله — تیغ [illegible] را نم

بسکه آئینه دار او گشتم — وله — [illegible] آفتاب [illegible] انم

هر قدر رنگ خودی باخته ام — وله — خویش را محرم او ساخته ام

ناصر از فضل الهی فتح است — وله — هر کجا [illegible] خته ام

نوبهار ملک میسور است و ما و باده ایم — وله — بر بساط کامرانی داد عشرت داده ایم

تا کمر در خدمت بنت العنب بسته ایم — بر در میخانه شب تا سحر استاده ایم

نوبهار آمد بصحرا میروم — وله — از میان شهر [illegible]

خاکساری عاقبت آید بکار — تا بچشمش [illegible] سائیده ام

هر کس شهید ناز تو گردید زنده شد — شمشیر تو ز آب بقا کرد کار خضر

این سایهٔ عنایت آصف که بر سر است — ناصر ز ظل بال هما کرد کار خضر

چو در دهر آزاری ندیدم — از این دشوارتر کاری ندیدم

بود هر خوب را زشتی مقارن — گلی در باغ بیخاری ندیدم

مثال آصف جم جاه ناصر — وله — امیر تازه گفتارے ندیدم

گر ندارم هنرے شکر خدا را عمریست — وله — مجلس انس با رباب هنر داشته ام

بال پروازی گر آمین شعر رمیده استم — وله — پاے خود زین وادی خونخوار رمیده استم

قد آن نونهال را نازم — وله — پایه اعتدال را نازم

بخششش جان تازه می بخشد — اثر این مقال را نازم

ارتفاع جاه دنیا پست تر از شد جاه — وله — در تلاش منصب سنجر نمی باید شدن

افراشته هر طرف که او لشکر دکن — وله — منصور شد بفضل خدا لشکر دکن

از بهر دفع سحر سیه کار و کفر و شرک — دارد بکف ز نیزه عصا لشکر دکن

عنایت سا بابت مقالان هستم — وله — با تو چون بند بندی بود اعضای من

زانکه در راه طلب نگذاشتم هرگز قدم — تو نباشد شرمندگی دارد ز خاکپاے من

خون من دلست غنچه ز رشک دهان تو — وله — گردید سرو بنده سرو روان تو

چها گر آب طوفان گذشت سر ما — وله — گذشت از سر من اشک آنچنان بی تو

اے کامیاب جهان نظیر رعنائے تو — وله — تا مهر و ماه ارض و سما در ثنائے تو

اے که خورشید صفت جلوه طراز آمده — وله — چشم بد دور که خوش ذره نواز آمده

نوازش هر من بر سر افلاک رسان — بر سر لطف چو اے بنده نواز آمده

از لعل لبت بر سر گفتار رسیده — وله — از جیب صدف گوهر شهوار رسیده

دل را اسیر زلف سیه فام کرده — وله — این آهوے رمیده چسان رام کرده

ز دنیا گر دولت بر کننده باشی — بدل هر دم دل زنده باشی

بهار زندگانی گل کند گل — برنگ ابر گریان زنده باشی

بمطلب ہیرسی روزے یقین است	ولہ	بسوئے او اگر پوینده باشی
گشتم فدائے طرز کمر بستن کسے	ولہ	قربان شدم بناز خرامیدن کسے
شرمنده کرد سرو و گل و غنچہ را بباغ		خندیدن و شگفتن و بالیدن کسے
تا نہ نشین چو خاک بدریا نمی شوی		جوہر شناس گوہر دریا نمی شوی

من رباعیاته

در بزم تو اے مایہ ناز آمده ام		مشتاق تو اے بنده نواز آمده ام
از تابش خورشید قیامت چہ غم است		در سایہ گیسوئے دراز آمده ام
من در حرم بنده نواز آمده ام	ولہ	از صدق و صفا و قت نماز آمده ام
از صبح بود کلام من خوش تر		از روئے ارادت بہ نیاز آمده ام

نامی - مولوی حاجی تراب علی خیر آبادی

نامی تخلص - تراب علی نام - عباسی الاصل ہیں آپکا وطن خیر آباد ہے - سن شعور کے بعد آپنے کتب معقول و منقول مولانا عبد الواحد و مولوی غلام امام کی خدمت میں ختم کیں - اور کلام کی مشق میر اقتبل کی خدمت میں کیں - تحصیل علوم سے فارغ ہونے کے بعد تلاش معاش میں کلکتہ گئے - حکام برطانیہ کے ہمراہ ایران و عراق عجم کی خوب سیر کی سیر و سیاحت سے مراجعت کرکے مدراس میں آئے - کمپنی کے مدرسہ میں مدرس ہوئے چند مدت بسر کرکے حرمین شریفین کی زیارت کو گئے - مراجعت کے وقت مقام پٹن میں سنہ ۱۲۴۱ ہجری میں فردوس بریں روانہ ہوئے - آپ عالم فاضل جامع العلوم تھے - نیک محضر و نیک سیرت تھے - خوش تقریر خوش تحریر تھے - شعر و شاعری سے

دلچسپی رکھتے تھے - جو کچھہ موزون فرماتے تھے خوب مرغوب ہوتا تھا

من اشعارہ الفارسی

سحر از جنبش شمشاد بگلگشت چمن
ہر زبان دست کشان می بردم جذبۂ عشق
نیست از بخت بدم چشم امید آنکہ بود

یادم آمد روش قامت دلجوی کسے
از پئے سجدۂ بطاق خم ابروئے کسے
دست در دست و سرم بر سر زانوئے کسے

ناجی - سید اصغر حسین

ناجی تخلص - سید اصغر حسین نام - آپ میر صلابت علی کے صاحبزادے ہین آپکی نسب کا سلسلہ دیانت خان مرحوم عالمگیری سے منتہی ہوتا ہے آپکے بزرگان سلف تیموریہ سلاطین کی ملازمت مین خدمات بزرگ پر مامور رہے ہین - جاگیرات خطابات و صلات سے سرفراز - آپکے والد ماجد میر صلابت علی صاحب علم و فضل تھے اور خاص علم حساب مین کمال مہارت رکھتے تھے - اور انتظام مہمات ملکی سے خوب باہر تھے ریاست حیدرآباد مین عمدۂ دولت کے نہایت دیانت گذار و دیانت دار مانے جاتے تھے - منیر الملک بہادر و سعید الملک بہادر و مہاراجہ چندولال بہادر و مہاراجہ سیو منت بہادر وغیرہ نے اپنے جاگیرات کا انتظام انہین کے تفویض کیا تھا اور خانخانان نواب خانخانان بہادر کے جاگیرات کا انتظام بھی انہین کے اہتمام مین تھا - علاوہ ازین نہایت خوش اخلاق و نیک نیت تھے - اقربا و احباب کے ساتھہ حسن سلوک فرماتے تھے - سادات و زائرین کی بھی خدمت کرتے تھے - آپنے ایک مسجد چادر گھاٹ مین موسی ندی کے کنارے بنائی اور اسکے تحت مین ایک دوکان بھی تعمیر کرادی تاکہ اسکا کرایہ مسجد کے ضروری مصارف مین آوے - آخر عمر مین حج

وزیارت سے مشرف ہو کر کربلائے معلی مین اقامت اختیار کی تھی سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین
وہین فوت ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت حاجی صاحب محمد صدیق
الولد سر لابیہ والد مرحوم کے قدم بقدم ہین بلکہ از پدر اکمل مصاحبین کے زمرہ
مین شریک ہین - اور نواب فخر الملک بہادر معین المہام عدالت و کوتوالی کے معتمد
خانگی ہین - نواب صاحب کی جاگیرات کا انتظام اپنے جد و پدر کی طرح سے کرتے ہین
دیانت و امانت کو اپنا رفیق سمجھتے ہین - نواب صاحب آپکی بہت عزت آبرو کرتے
ہین - اور وقتاً فوقتاً صلات و کرم سے بھی سرفراز فرماتے ہین آپکو ابتدائے عمر سے شاعری کا
شوق رہا ہے - آپکا کلام اردو فارسی دونون زبان مین سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا ہے
آپکی طبیعت قدرتاً شعر و شاعری کے مناسب تھی - میدان سخن مین بھی خوب جولانی
کرتی ہے - خاص اس فن مین آپکی مہارت اس حد تک تھی کہ معاصرین و اقران
آپکو استاد سمجھتے ہین آپکے کلام مین میر کا انداز معلوم ہوتا ہے آپکے تلامذہ شہر مین
اکثر ہین - آپکی اصلاح سے کلام کو درست کرتے ہین - ابتدا مین غزلیات کا شوق
تھا آخر غزلیات کو ترک کیا - قصائد مدحیہ مراثی کہنے لگے اور قطعات تاریخی مین
ید بیضا رکھتے ہین - تہنیت تعزیت مین فی البدیہہ موزون فرماتے ہین - بعض احباب
کی زبانی معلوم ہوا کہ صاحب ممدوح ان مین فی زمانا سبقت لیجاتے ہین - اب مولوی
صاحب فریش ہین - خانہ نشین و عزلت گزین ہین عالیجناب نواب فخر الملک
بہادر بدستور قدیم ماہوار معتمدی عطا فرماتے ہین - اب مین آپکے کلام سے چند
قطعات تاریخیہ گزارش کرتا ہون تاکہ شائقین کو مطالعہ سے لطف حاصل ہو - چونکہ
فقیر مولف کو بجز قطعات تاریخیہ کے کلام دستیاب نہین ہوا - لہذا صرف قطعات ہی پر اکتفا کیا

تاریخ انتقال نواب مختار الملک اول

خسرو خاور برآمد سر بر هنه بر فلک — گرد چون سفر سوئے عدم سالار جنگ
گفت ناجی عیسوی سال وفات غم فزاش — شد سوئے خلد روح پاک سر سالار جنگ

تاریخ کدخدائی میر قربان حسین

نوشاه بحمد الله قربان حسینم شد — از لطف ولی الله و زامداد رسول الله
بنمود رقم ناجی این مصرع تاریخش — قربان حسینم شد نوشاه بحمد الله

قطعۂ تاریخ تسمیہ فرزندان نواب فخر الملک بہادر

رہے تقریب بسم اللہ خوشا عشرت تجمل — قبا پہنے کوئی زریں ہے اور کوئی ستارونکی
بصد حسرت فلک کہیے نہ کیونکر چشم انجم سے — کہ بزم عیش ایسی ہے کہ محفل نامدارونکی
ہوا کرتے ہیں عشرت میں بسر دن عیش ایسے ہیں — کبھی مجمع عزیزونکا کبھی صحبت ہے یارونکی
خدا نواب فخر الملک کو قائم رکھے دائم — فزوں ہو خضر کی بھی عمر سے عمر انکے پیارونکی
ہمیشہ دو نو نونہال گلشن زہرا و حیدر ہیں — رہیں خرم برآئیں انکے امیدیں ہزارونکی
بنے ہر ایک نورالہدی دولہن کو بیاہ کر لائیں — رہے سہرون میں چہرے چاند سے ہو چھاؤن تارونکی
خیال سال تاریخ آیا جب اس تسمیہ کا — کہا ناجی نے بسم اللہ ہوئی دو گلعذارونکی
۱۲۶۸

نعمانی ۔ محمد عبد الجلیل رامپوری

نعمانی تخلص ۔ محمد عبد الجلیل نام ۔ آپکے نسب کا سلسلہ حضرت امیر المومنین ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے ۔ آپکے بزرگان سلف مشاہیر علما سے گذرے ہیں آپکا مولد و مسقط الرأس ریاست مصطفی آباد عرف رامپور ہے ۔ آپکے

بتاریخ ۲۷ ربیع الاول روز دوشنبہ ۱۲۷۹ھ ہجری مین ابتدائی تعلیم اپنے ماموں مولوی
عبدالرزاق ناصر خوشنویس ریاست سے پائی - اور فارسی کی تکمیل مولانا احمد علی استاد
والی ریاست سے کی اور کتب درسیہ علوم معقول و منقول متعدد اساتذہ کی خدمت
مین تحصیل کین - اور آخر مین تحصیل کی تکمیل مولانا حافظ مفتی محمد ارشاد حسین صاحب
مجددی نقشبندی فاروقی رامپوری سے کی تحصیل و تکمیل کے بعد آپکو سیر و سیاحت
و درس و تدریس کا شوق ہوا - وطن سے برآمد ہوکے دہلی مین چند مدت رہے اور بلاری
ضلع بیلی بہیت اور وہان سے بنگلور ملک میسور مین آئے - ہر ایک مقام مین آپکے
پاس طلبہ کا مجمع رہتا تہا - آپ صبح سے شام تک اسی شغل مین مصروف رہتے تہے اور عامہ
خلائق کو وعظ و نصائح سے فائدہ پہنچاتے تہے ۱۳۰۸ھ ہجری مین بلدہ حیدرآباد مین
وارد ہوئے یہان بہی آپکا وہی کام درس طلبہ رہا چنانچہ ۱۳۰۹ھ ہجری مین ڈاکٹر غلام دستگیر صاحب
چشتی قادری خلیفہ شاہ سلیمان صاحب تونسوی کے مکان پر واقع روبرو بنگلہ بسنتی جلا آیات
احکام قرآنی کا وعظ شروع کیا - شائقین و سامعین کا مجمع کثیر ہوتا تہا - تمام آپکے
بیان سے مستفید ہوتے تہے - اور ڈاکٹر صاحب آپکی بہت خاطر و مدارات کرتے تہے
اور آپسے تصوف کے رسائل بہی ملاحظہ فرماتے رہے چند روز اسی شغل مین گذر گئے
بعد ازان مولانا محدث محمد سعید صاحب مفتی ہائیکورٹ نظام نے صاحب ترجمہ کو
اپنے پاس بلایا - اور تفسیر قرآن مسمی بہ فیض الکریم کی تالیف مین شریک فرمایا - مولانا
نعمانی صاحب نہایت خوشی سے تفسیر کی تالیف مین مفتی صاحب کے معین و مددگار
ہوئے - یہہ تفسیر اردو زبان مین تیار ہو رہی تہی - دہم پارہ سے بست و سوم پارہ تک
تیار ہو چکی - مگر ختم ہونے سے اول ہی مفتی صاحب نے اس عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف

رحلت کی تفسیر ناتمام رہگئی ۔ سنہ ۱۳۱۳ ہجری مین صاحب ترجمہ نے امداد تکمیل کیلئے
بذریعہ نواب افسر الملک بہادر اعلیحضرت قدر قدرت میر محبوب علیخان نظام الملک
آصفجاہ ششم کی ملاحظہ مین پیش کیا تہا اعلیحضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہہ تفسیر کا تکمل
ہونا ضروری ہے ۔ لیکن پہر کسیکی جرأت نہوی کہ یاددہانی کرے ۔ سنہ مذکورہ مین
نواب افسر الملک بہادر نے آپسے بعض کتب عربیہ ملاحظہ کین ۔ پہر تہوڑی ہی مدت کے بعد
مدرسہ آصفیہ واقع ملک پیٹہ مین دینیات کے پڑہانے کے لئے متقرر ہوئے ۔ مدرسہ مین
دس سال تک تعلیم مین مشغول رہے ۔ طلبہ آپکی تعلیم کی بدولت مسائل دینیہ سے خوب
واقف ہوگئے ۔ پس ازان ایسے اسباب پیش آئے کہ آپ مدرسہ سے مستعفی ہوئے
گوشہ نشین متوکل تہے ۔ پہر آپ نواب غلام محمد غوث خان کی عنایت و قدردانی سے
سمستان نالین پہ مین موروثی سے انجام اہتمام کے لئے مامور ہوئے ۔ چند سال
سے مفوضہ کام کو عمدہ طرح سے انجام دے رہے ہین ۔ مولانا مغتنمات سے ہین ۔ آپکو
درس و تدریس کے علاوہ تالیف و تصنیف کا نہایت شوق ہے ۔ علوم و فنون مین
متفرق رسائل و کتب تالیف کرچکے ہین ۔ اکثر آپکے رسائل مطبوع ہوکے شایع
ہوچکے ہین ۔ آپکے مولفات کی تعداد دس سے زائد ہے ۔ فی زماننا بہی تالیف کا
سلسلہ جاری ہے ۔ باوجود تعلق ملازمت و شغل درس و تدریس و تالیفات شعر و
شاعری سے بہی رغبت رکہتے ہین ۔ آپ قدرۃً موزون الطبع ہین ۔ اپنی موزونی طبع
سے کلام کے اقسام قصائد و غزلیات قطعات و رباعیات و مثنویات و معمات
وغیرہ موزون فرماتے ہین ۔ اور تاریخ گوئی مین بے نظیر ۔ بداہتہً موقع و محل پر واقعات
کے مطابق کہتے ہین ۔ طرفہ یہہ بات ہے آپکو تلمذ بجز اپنی طبیعت کے کسی استاد سے

نہین ہے آپ جو کچھہ موزون فرماتے ہین مرغوب خاص و عام ہوتا ہے۔ فقیر مولف نے آپکے بعض رسائل دیکھے۔ واقع مین قابل قدر و تحسین ہین۔ چونکہ آپکی تالیفات کی تفصیل مع شرح لکھنا طوالت سے خالی نہین تھا اسوجہ سے فقیر مولف نے صرف انکی تعداد پر اکتفا کیا۔ میرے نزدیک فہرست اسماے رسائل بدون شرح ہر ایک کا لکھنا بیکار ہے۔ لہذا قلم انداز کیا۔ جناب نعمانی صاحب معذور سمجھکے معاف فرمائینگے منجملہ اسی کتب کے ۵۴ کتب شایع ہوچکی ہین انمین ۱۲ رسائل منظوم ہین۔ اب مین آپکے اشعار سے بطور نمونہ ایک رباعی اور چند فقرے تاریخی ذیل مین گذارش کرتا ہون

ہے میری بدی اگرچہ حد سے زائد — جو سب سے ہو بد مین ایسے بد سے زائد

ہاں ہاں کہ یہہ سب سہی مگر یہہ بھی نہین — بخشائش رحمت کے حد سے زائد

اور آپنے اعلیحضرت بندگان عالی خلد اللہ ملکہ کی مراجعت دربار قیصری دہلی سے خیر مقدم مین ایک رباعی لکھی مقبول خاص و عام ہوئی۔ حسب ذیل

سرکار سفر کرکے وطن مین آئے	اس طرح کہ جیسے تن مین جان پھر آئے
جان کرکے نثار خود رعایا نے کہا	دہلی سے حضور دکن مین آئے

تاریخی فقرات

دربار قیصری دہلی خسروی۔ شدہ ۱۹۰۳ [illegible]
مولوی محمد نعمانخان محسن الملک کانفرنس کی رپورٹ مین اسی فقرہ کو درج کیا۔ ہمیشہ کے لئے یادگار ٹھہرایا۔

نصرت۔ عباس قلیخان

نصرت تخلص۔ عباس قلیخان نام۔ مجمع الفصحا کے مولف نے لکھا ہے کہ اہل اصفہان سے ہے

خاقان زمان کے عہد مین ایران مین آیا۔ اور زیارت کے لئے گیا۔ خوشخط تہا۔ خط نسخ مین متوسط الطبع تہا۔ شعر و شاعری مین دلچسپی رکہتا تہا۔ من اشعارہ ہذا انتہی کلامہ

زبیم آنکہ دوران شادیم از وی جدا سازد ۔ بروئیش ہر نگاہ من نگاہ آخرین باشد
عقدہ در کار من از آبلہ پا افتادہ ۔ سخت وا ماندہ ام اے خار بیابان مددے

نوائے ۔ سید عزیز

نوائے تخلص ۔ سید عزیز نام ۔ مجمع الفصحا نے لکہا کہ ۱۲۲۹ھ ہجری مین ہند سے ایران بغرض زیارت آیا ۔ من اشعارہ ہذہ انتہی کلامہ ۔

دستے بدوش غیر نہاد از رہ وفا ۔ ما را چو دید مستی پارا بہانہ ساخت

واصف ۔ مولوی محمد مہدی

واصف تخلص ۔ محمد مہدی نام ۔ آپ محمد عارف اللہ خان رونق کے فرزند ہین تذکرہ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ کی ولادت ۱۲۱۷ھ ہجری مین مدراس مین واقع ہوئی ۔ آپنے نشو و نما بہی وہان کی آب و ہوا مین پایا جب آپ سن شعور کو پہنچے تب آپنے اولاً کتب درسیہ فارسیہ والد ماجد کی خدمت مین ختم کین ۔ اور آپ کو علوم عربی کے تحصیل کا شوق پیدا ہوا ۔ علمائے مدراس کی خدمت مین کتب درسیہ عربیہ سے بہی فراغت حاصل کی ۔ عربی و فارسی سے فارغ ہونے کے بعد آپکے دلمین زبان انگریزی سیکہنے کا بہی شوق ہوا ۔ انگریزی شروع کی تہوڑے ہی مدت مین ایسی لیاقت و استعداد حاصل کی کہ انگریزی مین اہل زبان کے ساتہہ باہم مکالمہ مکاتبہ کرنے لگے رفتہ رفتہ

انگریزی مین مستعد مانے گئے اور ایام خوردسالی مین والد ماجد کے ساتھہ وطن سے برآمد ہوئے اضلاع مدراس مین سیر و سیاحت کرتے رہے پہر سترہ برس کی عمر مین وطن مالوفہ مین آئے - بذریعہ مولوی تراب علیصاحب نامی مدرسہ کمپنی مین نوجوانان اہل فرنگ کی تعلیم کے لئے ملازم ہوئے - درس و تدریس مین تخمینا سترہ برس تک مصروف و ملازم رہے آخر نوکری سے دست بردار ہوئے گذارہ اوقات کے لئے معاش معتنابہ حاصل کر لی تھی بس معاش محصلہ پر قانع و صابر ہو کے تدریس طلبہ و تالیف و ترجمہ رسائل مین ہمہ تن مصروف ہوئے - اسی اثنا مین ترچناپلی جانیکا اتفاق ہوا - وہان مولوی سید جام عالم واعظ سے ملاقات ہمدست ہوئی حسن عقیدت و ارادت سے آپکے مرید و خلیفہ ہوئے - قادریہ طریقہ کی اجازت و خلافت حاصل کی سنہ ١٢٦٢ ہجری مین بہ مہر مجلس شعرا کے توسل سے مشاعرہ اعظم مین شریک ہوئے اور سرکار اعظم جاہی مین معزز و مکرم رہے آخر محکمہ عالیہ مین مترجمی کی خدمت پر مامور ہوئے آپ صاحب التالیف و التصنیف تہے - **من تالیفاته** - دلیل ساطع - دلیل الشعرا - گلزار عجم - مختصر برہان قاطع املا نامہ واصفی - تذکرہ معدن الجواہر - ترجمہ اول جلد درمختار - ترجمہ ادب الصالحین خلاصة التکمیل در عقائد - تحسین خلاق مطلوب الاطبا ترجمہ موجز -

آپ نہایت ذکی الطبع و ذہین تہے - سخن گو و سخن فہم - کلام کے نقاد و جوہری تہے شعرائے قدیم و جدید کے اشعار پر رد و قدح فرماتے تہے آپکے بعض اعتراضات بجا و درست ہوتے ہین اور بعض بیجا و نادرست - **من اشعارہ الفارسی**

بسکہ کاہیدہ شود مانند خارے تن مرا	تا شود خاک رہ آن یار پیراہن مرا
کشتی جان تا در آب تیغ او افگندہ ام	بادبانے گشتہ موج جو پیراہن مرا

گردش چشم سیاهش سرمهٔ آواز شد	وله	چون ستمهای رقیبان کرد فریادی مرا
نامهایم را کز آب چشم من گردیده تر		یاد کن غیر از جواب خشک کی دادی مرا
چو آن سرو چراغان کز هوای شعله‌ی باشد	وله	نهال قامتم بالیده شد از گرمی تب‌ها
دیدم چو صبح تیغ جگرگون آفتاب	وله	دریافتم علامت شبخون آفتاب
عاشق که شکرین دهنت را چو پسته گفت	وله	تشبیه تازه بزبان شکسته گفت
حیف باشد چارهٔ عریانی مجنون نکرد	وله	آمده با این فراخی دامن صحرا عبث
جذبهٔ عشق نظر کن که پس از مردن من	وله	خاکم آویخته با دامن جانان گستاخ
تا گنج روانی بمن ایدوست هوس شد	وله	ذکر تو بپاکی گهر تار نفس شد
خواب بخت من نخواهد دید روی انقطاع	وله	رشتهٔ آمال صرف پرده‌های خواب شد
در شوق بوسهٔ لب او خوردن الم	وله	باشد برنگ شیر و شکر در جهان لذیذ
کسیکه از تو سپرده ره عدم به تیغ	وله	نهاد اساس حیات خود ای صنم به تیغ

حرف واو

ولی ـ محمد شمس الدین اورنگ آبادی دکنی

ولی تخلص ـ محمد شمس الدین نام ـ خاندان مشائخ قادریہ سے تہا ـ اُسکی تخمیناً ولادت سنہ ۱۰۷۹ ہجری کے آخر شہر اورنگ آباد دکن مین واقع ہوئی نشو و نما بھی اسی مین کی آب و ہوا مین ہوا ـ ابتدائی تعلیم کے بعد بیس برس کی عمر مین تحصیل علوم کا شوق دل مین پیدا ہوا خاندان و خانمان و وطن سے جدا ہوکے سفر اختیار کیا ـ اُس زمانہ مین احمد آباد گجرات دار العلم تہا ـ وہان مولانا وجیہ الدین العلوی الگجراتی المتوفی سنہ ۹۹۹ کا مدرسہ مشہور تہا

ہند مین بغداد کے مدرسۂ نظامیہ کا ہم پلہ تہا - دور دور سے طلبہ جوق جوق آتے تہے
مدرسہ مین داخل ہوکے علم و فضل سے کامیاب ہوتے تہے - ولی بہی دکن سے احمد آباد
گجرات مین آیا - اور مدرسہ مین فروکش ہوا - طلبہ کے زمرہ مین شریک ہوا - مدت تک
علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل مین مشغول رہا - چند سال کے بعد بقدر ضرورت استعداد
و لیاقت حاصل کرکے علوی خاندانین خانقاہ کے سجادہ نشین سے طریقۂ قادریہ شطاریہ
مین بیعت کی پہر اپنے اصلی وطن اورنگ آباد دکن مین مراجعت کی اعزہ و احبا کی ملاقات
سے محظوظ ہوا - آزادانہ مشرب درویشانہ مذہب کہتا تہا - صلح کل کے طریقہ پر چلتا تہا
قناعت پسند و متوکل مزاج تہا - دنیا و مافیہا سے متنفر تہا - گوشہ نشینی و تنہائی کو
پسند کرتا تہا - صوفی المشرب ہونیکی وجہ سے ہمیشہ کتب تصوف مطالعہ مین رکہتا تہا
شعرا کے دواوین و مثنویات کو اوراد و وظائف کی طرح حفظ کرتا تہا - طبیعت مین موزونی
خداداد تہی - زور طبیعت و قوت فطرت سے ریختہ گوئی کا فن ایجاد کیا - اور ریختہ مین
ایسے ایسے استعارے اور کنائے لائے کہ سننے والے حیران ہوے - اور ایسی ایسی تشبیہین
اور نظیرین لکہین کہ دیکہنے والے تصویر بنگئے - اکثر تذکرہ نویسون کا اتفاق اسبات پر
ہے کہ ولی عالم ریختہ گوئی کا آدم اور اس فن جدید کا استاد مقدم ہے - اور اہل تاریخ
اس ایجاد کی وجہ سے دکن کا نام ہند کے صوبون مین بڑی عظمت و عزت سے لیا ہے
اور مورخین نے دکن کے شعرا کا نام طبقۂ اول مین لکہا ہے - ہم کیون نہ ولی کے نام پر
فخر کرنا چاہئے یہ ولی ہی کی کرامت ہے کہ اہل ہند دکن کا لوہا مانتے ہین اور دکن کی
استادی کا اقرار کرتے ہین - بعض نے کدورت نفسانی کی وجہ سے اہل دکن کو حقارت کی
نظر سے دیکہا ہے اور دکنی زبان پر منہ چڑایا ہے مگر جو منصف مزاج تہے انہون نے لکہا ہے کہ

اوائل میں ہند میں دلی اور دکن دو ہی مقام کی زبان ریختہ درست تھی۔ ہاں تلفظ و لہجہ میں مابہ الامتیاز تھا۔ دلی کی زبان ہمیشہ خراط پر چڑھتی رہی اور اہل زبان اُسکی درستی کی فکر کرتے رہے رفتہ رفتہ نہایت ہی صاف و درست ہو گئی۔ اور دکن میں کسی نے اس زبان کی درستی کے طرف توجہ نہیں کی اس وجہ سے دکن کی زبان صاف و درست نہیں ہوئی۔ اب تک دکن کے قصبات و بلاد میں دلی کی زبان مستعمل ہے دکن کی استادی دلی کے نام لگی گئی۔ دلی والے دکنیوں پر بڑھ گئے جیسا کہ ابتدا میں اہل اسلام نے یونان کے علوم و فنون کو زندہ کیا۔ یورپ و افریقہ میں علوم و فنون کی نہریں جاری کیں۔ اور مدارس کثرت سے دیار و امصار میں قائم کئے۔ مدارس میں طلبہ اہل اسلام و غیر اسلام مساوی درجہ میں ہوتے تھے مابہ الامتیاز نہ تھا۔ تعلیم و تربیت میں بخل نہ تھا اکثر اہل یورپ مدارس اسلام سے مستفید و فیضیاب ہوئے ہیں۔ اور اہل اسلام کی فیض بخشی سے برابر شاداب ہوتے ہیں۔ اور اہل اسلام کو استاد مانتے ہیں۔ یہ اُن کی اولوالعزمی اور عالی ہمتی ہے کہ ہماری استادی کا اقرار کرتے ہیں۔ نہیں تو ہم تنگ حوصلہ نادان ہی اس خطاب کے لائق نہیں ہیں۔ واقعہ میں جو شاگرد تھے رفتہ رفتہ استاد ہوئے اور جو استاد تھے شاگردی کے بھی لائق نہیں ہے۔ زمانہ میں اسی طرح کے انقلاب ہوتے ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے یہ انقلاب تقدیری ہے تغیر و تبدل فطری ہے مصداق تلک الایام نداولہا۔ تو ایسی حالت میں کسی پر بیجا طعن نہیں کرنا چاہئے۔

ولی شاعر پُرگو تھا۔ ہمیشہ کلام کی شیرازہ بندی کرتا کبھی قصیدہ لکھتا اور کبھی غزل مثنوی موزون کرتا۔ کبھی مستزاد و مخمس میں طبع آزمائی کرتا کبھی رباعیات و قطعات میں جولانی طبیعت دکھلاتا کبھی مثنوی و ترجیع بند میں رجوع ہوتا تھا متواتر اسی شغل میں

مشغول رہا۔ رفتہ رفتہ ان تمام طبع زادوں کا ایک ذخیرہ ہوگیا۔ پھر اسکو اسبات کا خیال
ہوا کہ کل مجموعہ کو حروف تہجی پر ترتیب دینا چاہئیے۔ گلہاے متفرقہ کا گلدستہ بنانا چاہیے
اوراق متفرقہ کا شیرازہ باندہنا چاہئیے۔ ترتیب دیوان کی طرف متوجہ ہوا۔ تھوڑے
ہی عرصہ مین دیوان مرتب کیا۔ ارباب جلیسہ معاصرین کی خدمت مین پیش کیا۔ سب نے
دیوان کو بڑی عظمت و بزرگی کی نظر سے دیکھا۔ تاج مرصع کی طرح سر پر رکھا۔ پھر ولی دوسری
مرتبہ اورنگ آباد سے احمد آباد گجرات آیا۔ اور دیوان مرتبہ کو بھی ہمراہ لایا۔ گجراتی شعرا
دیوان کو دیکھکر نہایت ہی خوش ہوئے عظمت سے آنکھون پر رکھنے لگے۔ معاصرین مین
ولی کی شہرت اعلی درجہ کو پہنچی۔ اکثر ولی کی کرامت کے قائل ہوئے ہند کے اطراف
و جوانب مین ولی کے شعر و سخن کے چرچے ہونے لگے غزلین قوال و گویے گانے لگے
بعض نے لکھا کہ بیشک ولی کی جسقدر تعریف و تحسین کیجاے بجا ہے۔ ہند مین یہی پہلا
شاعر ہے جس نے ریختہ مین دیوان کامل مرتب کیا۔ یہی پہلا موجد ہے جس نے رنگین مضامین
لکھے۔ سب معاصرین نے اسکو استاد سخن مانا۔ موجدین کی فہرست مین اسکا نام اول
لکھا۔ فقیر مولف کہتا ہے کہ ولی کو ریختہ مین پہلا شاعر و موجد قرار دینا درست نہین
اس لئے کہ دکن مین ولی سے ایک صدی قبل ریختہ مین سلطان علی قطب شاہ بانی سلطنت
قطب شاہیہ کا دیوان اور اسکے برادر زادے محمد قطب شاہ کا بھی دیوان مرتب ہو چکا ہے
دونون دیوان فقیر مولف کے پاس موجود تھے افسوس کہ موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب
ہوگئے۔ دیگر قدر دانان سخن نے نواب مختار الملک مرحوم کے کتب خانہ مین وہی دو دیوان
خوشخط دیکھے موجود ہین۔ اِن کُنْتَ شَائِقًا فَارجع الیہ
ولی احمد آباد گجرات مین ایک شیخ زادہ مسمی ابو المعالی سے نہایت محبت رکہتا تھا

لوگ اُسکی محبت کو عشق سے تعبیر کرتے تھے۔ ہمیشہ سید صاحب کی رضا کا جویا اور اُنکی
مدح و تعریف مین گویا رہتا تھا۔ ہر وقت اُنکی خدمت مین سایہ کی طرح ہمراہ۔ ایک لحظہ
جدائی کو گوارا نہین کرتا تھا اتفاقاً اُنہین دنون مین سید صاحب نے بزرگان دلّی و
سرہند کی زیارت کا ارادہ کیا۔ ولی بھی ہمرکاب ہوا۔ اُسوقت محمد شاہی زمانہ عروج پر تھا
ترقی و عیش کا ستارہ اوج پر تھا۔ ولی سید صاحب کے ہمراہ دلّی مین پہنچا۔ دیوان مرتبہ بھی
ہمراہ تھا۔ ولی کی شہرت ہوئی شعرائے معاصر نے بھی ولی کی خبر پائی جوق جوق ملنے کو
آئے نہایت محبت و اخلاق سے ملے مہمان کی بڑی خاطر و تواضع کی۔ سب نے شعر
و سخن کی داد دی منصف مزاج و حق پسند تھے کلام سے مستفید ہوئے۔ دیوان مرتبہ کو
بڑی عظمت و شان سے دیکھا۔ کثرت محبت سے سر و آنکھون پر رکھا۔ پھر دلّی مین ولی کے
دیوان کی شہرت ہوئی۔ شعرائے معاصرین موجودہ نے بڑی قدردانی کی سب نے کمال
شوق سے عزت کے ہاتھون پر لیا۔ اور نہایت ہی عظمت سے آنکھون پر رکھا۔ دلّی کے
ہر کوچہ و بازار مین ولی کی غزلون کے چرچے ہونے لگے قوال صوفیون کی مجلسون مین
گانے بجانے لگے مشائخ و صوفی سُننے سے لذت اُٹھانے لگے۔ ارباب نشاط کی زبان پر بھی
انہین کی غزلین جاری ہوئین سننے والون پر وجد و حال کی کیفیتین طاری ہوئین
شعرائے موجودہ کے دلون مین دیوان بنانیکا جوش و لولہ پیدا ہوا۔ ہر ایک ولی کی طرز
پر غزلین مرتب کرنے لگا تھوڑے ہی عرصہ مین اکثر دواوین مرتب ہوگئے۔

اُس زمانہ مین دلّی مین سید سعد اللہ گلشن تخلص مشائخ نقشبندیہ مین ایک بڑے بزرگ
تھے۔ ولی آپکی خدمت مین مستفید ہوا۔ کسیقدر آپ سے فیض باطنی بھی پایا اور آپ کے
فرمانے سے اپنے کلام کو دلّی کی بول چال مین ترمیم کیا۔ یہی وجہ ہے کہ مجکو ولی کے کئی دیوان

قلمی دستیاب ہوئے ہے۔ انہین اکثر اشعار بالکل گزشتہ مختلف معلوم ہوتے ہین۔ بعض مین
ٹھیٹ دکنی رنگ و بو ہے اور بعض مین ہندی خوشبو ہے معلوم ہوتا ہے کہ پورا دیوان
دلی کے محاورہ مین نہین لکھا متفرق غزلین لکھی ہین اسوقت ہندوستان مین دو ہی
مقام تھے یعنی دلی و دکن کی زبان مستند و معتبر سمجھی جاتی تھی۔ دکن کی زبان اور دلی کی
زبان سے مقابل ہونا تغلق شاہ و عالمگیر بادشاہ کی بدولت نصیب ہوا تھا۔

دکن سلاطین بہمنیون کے زمانہ مین علما و شعرا و مشائخ کا مسکن ہو رہا تھا۔ اکثر علما توران
و ایران سے و اکثر شعرا دیار و امصار سے و اکثر مشائخ عرب و عجم سے دکن مین آئے ہین
سلاطین بہمنیہ ان بزرگون کی بڑی قدر و منزلت کرتے تھے۔ علما و شعرا کو معزز عہدے
عطا کرتے تھے بیجاپور و احمدنگر و حیدرآباد و بیدر وغیرہ مین بڑے بڑے مدرسے تھے اکثر
طلبہ فارغ التحصیل نکلتے تھے۔ اب تک ہماری تصدیق کے لئے مدارس کے کھنڈرات باقی ہین۔
بیدر کا مدرسہ موجود ہے اسمین تعلقدار کی کچہری ہوتی ہے حیدرآباد کا مدرسہ جو قلعہ کے
باہر لنگر حوض کے قریب تھا مسمار ہو گیا۔ مدرسہ کا نام و نشان موجود ہے اور احمدنگر کا مدرسہ
بھی اب تک قائم ہے۔ اب اسمین محکمہ مین علم تھا اسمین اور ان کا ذکر کیا جاتا ہے مشہور ہے
علی ہذا القیاس ہر ایک مقام مین آثار و رسوم باقی ہین اور در و دیوار شکستہ
آثار پدید ست صنادید دکن را کہ یہ بزرگ کیا عرب کیا عجم دکن مین ایسے جمے کہ مر کر اٹھے
متوطن ہو گئے تھے۔ اور دکنیون کے ساتھ شیر و شکر کی طرح مل گئے تھے اور ایسے تعلقات
پیدا کئے تھے کہ سب انکو دکنی الاصل کا اطلاق کرتے تھے۔ ان کی اولاد اسی ملک مین
پیدا ہوئے اور یہین کی آب و ہوا مین تربیت پائی علم و فضل مین بھی لائق و فائق ہوئے
مین۔ اب تک اکثر یہان انہین خاندانون کے باقیات الصالحات موجود ہین۔ ہم نے ان سب کے

حالات طبقات دکن کے دوسرے حصہ مین اور عمارات دکن کی کیفیت طبقات دکن کے پانچوین حصہ مین لکھی ہے مطالعہ کیجئے ۔

پھر چند مدت کے بعد ولی نے دلی سے احمد آباد گجرات مین مراجعت کی ۔ اور وہان چند روز رہکر اورنگ آباد مین آیا ۔ اور یہان سنہ ۱۱۴۱ ہجری مین کتاب دہ مجلس شہداء کربلا کے بیان مین تالیف کی ۔ کتاب ضخیم ہے نظم مین لکھا ۔ تخمیناً دس جز کی کتاب ہے ۔ کتاب ٹھیٹ دکنی زبان مین ہے ۔ ولی کی دہ مجلس کو فضلی شاعر نے نظم سے نثر کر دیا ۔ ولی کی کتاب مشہور ہونے نہین پائی تھی کہ فضلی کی دہ مجلس محمد شاہی زمانہ مین معروف ہو گئی اور سب نے مان لیا کہ شہدا کے بیان مین یہی پہلی کتاب ہے کہ اردو مین لکھی گئی ہے ۔ واقع مین اولیت کی صفت کا ولی ہی مستحق ہے ۔ ولی نے دہ مجلس کے خاتمہ مین لکھا ہے ؎

ہوا ہے ختم جب یہ درد کا حال   تھا گیارہ سو پر اکتالیسوان سال

اور عدد جمل مین بھی تاریخ کہی ہے ؎

کہا ہاتف نے یو تاریخ معقول   ولی کا ہے سخن حق پاس مقبول

ہم اشعار کے بیان مین دہ مجلس کے بھی چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرین گے ۔ تاکہ شائقین مطالعہ سے لطف اٹھائین ۔ دہ مجلس کی تاریخ سے معلوم ہوا کہ ولی سنہ ۱۱۴۱ ہجری مین زندہ تھا اسکے بعد ولی پھر گجرات مین آیا ولی کا یہہ آخر سفر تھا ۔ علوی کی خانقاہ مین ایسا بیٹھا کہ مر کر اٹھا ۔ کہتے ہین کہ سنہ ۱۱۵۵ ہجری کے قریب احمد آباد گجرات مین فوت ہوا ۔ دریا خان کی نیلی گنبد کے سامنے مدفون ہوا ۔

اکثر تذکرہ نویسون کا اتفاق اس بات پر ہے کہ ولی دکنی الاصل و اورنگ آبادی المولد ہے اور ولی بھی اکثر اشعار مین تذکرہ نویسون کی تصدیق کرتا ہے اور اسکا لب و لہجہ بھی تائید کرتا ہے

جو بزرگ احمد آباد گجرات کا رہنے والا کہتے ہین اُسکی کچھہ اصل نہین اُنکا قول اعتبار کے لائق نہین - کیونکہ ان بزرگون نے اپنی تحقیق مین غلطی کی غور و فکر سے کام نہین لیا - شاید غلطی کی یہہ وجہ ہوئی ہوگی کہ تذکرہ نویسون نے اُسکا قصیدہ جو گجرات کے فراق مین ہے اور مثنوی جو سورت کی تعریف مین ہے دیکھکر یقین کیا کہ وہ گجراتی الاصل ہے اور اُسکے نسب کا سلسلہ بہی وجہ الدین علوی سے ملایا - اس امر کی بہی کچھہ اصل نہین واقعہ مین مشائخ اورنگ آباد کے خاندان سے ہے اور علویہ خاندان کا مرید و معتقد تہا ہمنے وجہ الدین کے تمام نسب نامہ کو دیکہا مگر ان کے کسی سلسلہ مین ولی کا نام نہین پایا - علویہ کے انساب کی خاص ایک کتاب میرے پاس موجود ہے - اور ولی کے نام مین بہی اختلاف کیا ہے -

ولی دکنی جو عالم ریختہ کا آدم ہے اُسکا نام محمد شمس الدین اور ولی تخلص ہے اور بعض نے کہا محمد ولی نام شمس الدین لقب ولی تخلص ہے - یہہ دونون قول کا مطلب ایک ہی ہے مگر جرمن مین جو دیوان مطبوع ہوا ہے اُسمین ولی کی کیفیت لکہی ہے جرمنی عالم مترجم دونون روایتین نقل کرتا ہے - قوت فیصلہ سے قول فیصل نہین کہتا - جناب مولانا محمد حسین آزاد نے جرمنی فاضل کی ایک صورت یقینا لکہدی کہ ولی احمد آبادی گجراتی ہے اور نسب کا سلسلہ بہی وجیہ الدین سے ملا دیا اور نام شمس ولا ولی اللہ لکہدیا - ہان اس نام و تخلص کا شخص احمد آباد مین تہا شاید اشتراک تخلص سے التباس ہو گیا - علاوہ این طرفہ یہہ ہے کہ صاحب آبحیات نے نام گجراتی کا لکہا اور ولی دکنی کا کلام نظیر لایا - حضرت آزاد نے خلط ملط کر دیا -

وہ اشعار جو دکنیت ہونے پر گواہ ہین	
یہہ مکہہ کی شمع سون روشن ہے ہفت اقلیم کی مجلس	ولی پروانگی کرتا تیری ملک دکہن بہیتر

ولی ایران و توران مین ہے مشہور — اگرچہ شاعر ملک دکہن ہے

دکہنی زبان مین شعر سب لوگان کہتے ہین او ولی — لیکن نہین بولا ہے کوئی یک شعر خوش شیرین نمط

لب لہجہ سے بہی خاص دکہنی ہونا معلوم ہوتا ہے۔

عالم کو تیغ ناز سے بیجان نکو کرو — غمزے سون اپنے غارت ایمان نکو کرو

اس پوری غزل مین لفظ نکو خاص دکہنی لایا ہے۔ اور یہہ حرف نہی ہے اُسوقت سے اتبک اس ملک مین مروج ہے۔

ایضاً مثل نکو

نکو کر آشنائی غیر سون اے سیمتن ہرگز — مہوا اے شمع رو ہر انجمن مین شعلہ زن ہرگز

ایضاً لفظ سٹین بمعنی ڈالین

بجائے سرمہ اگر خاک تن قدم کی لے — نین مین دلکی سٹین تیز رو جگت کی تنگ

ایضاً لفظ وانچہ ۔ بمعنی وہان

شریعت کا جہان ہے شارع عام — یونٹکا وانچہ کر آغاز و انجام

لفظ سنگات ۔ بمعنی ہمراہ

تب سون اٹہیا ہے اسون سے ہجر کا خیال — تیرا خیال جب سون ہوا ہے میرے سنگات

لفظ باتان ۔ بمعنی باتین

اے شکر لب قند سون تجہہ لب کی ہین باتان لذیذ — حرف تیرا اُسکی مین جیسین حلوہ سوہان لذیذ

لفظ اپس ۔ بمعنی اپنے

کیا ہون بر مین اپسکے لباس عجز بانی — ولی برہ دیا یو قبا مجہے تشریف

لفظ بیگی ۔ بمعنی جلدی

گر اُس کے دیکہنے کی ولی آرزو ہے تجہہ	ہیگی آپس کے دل کے سنوار آرسی کبہتیں

لفظ سٹ

عالمان دیکہہ تجہہ فصاحت کون	سٹ دئے دعوی سخندانی

لفظ داغان کے گلان

مضاف و مضاف الیہ دونون کو جمع استعمال کرنا اہل دکن کا خاصہ ہے مثلاً انسان کے جہاڑان - نواباں کے باغان -

مجہہ دل کی آ چمن مین کریک نظر تماشا	داغان کسے ہے گلانسون روشن لہو بانگر

لفظ دستا بمعنی دیکہتا

کتاب الحسن کا یو مکہہ صفا تیرا صفا دستا   تیری ابرو کی دو مصرع سوں اسکا ابتدا دستا

ولی گجراتی الاصل نہین تہا بلکہ انہین بطریق سیر آیا تہا گجرات کے فراقیہ قصیدہ کے بعض اشعار سے معلوم ہوتا ہے ؎

اس سیر کی نشے سون اول دماغ تہا   آخر کون اُس فراق مین کہنچا خمار تہا

سیر کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی گجرات مین بطریق سیر آیا تہا نہ کہ وہان کا متوطن تہا اگر متوطن ہوتا تو ایسا نہ لکہتا -

ولی رند مشرب و حُسن پرست تہا - نوجوان حسین کی محبت مین مست تہا - پاکیزہ دل و پاکیزہ خو تہا شگفتہ طبع خندان رو تہا - صوفی زندہ دل صلح جو تہا - درویش دوست جگت گرو تہا - وہ عشق و محبت کی خاک کا پتلا تہا - محبت کی راہ مین چلنا پڑا تہا - اورنگ آباد مین لالہ کہیمداس سے محبت رکہتا تہا اُن کی وفات کے بعد نہایت غمگین و اُداس ہوا - پہر گجرات مین ایک سیدزادے مسمی ابو المعالی سے تعلق خاطر پیدا کیا تا مرگ سایہ کی طرح

اُن کے ہمراہ رہا اور دتی مین امرت لال و گوہر لال و محمد یار خان کو جو حسن و خوبی کے پتلے تھے بہار نوجوانی کے نئے پودے تھے پاکیزہ نظر سے دیکھتا تہا اور احسن الخالقین کو یاد کرتا تہا یعنی مصنوع سے صانع کو پہچانتا تہا۔ ان پانچون کی تعریف مین غزلین لکھی ہین دیوان مین موجود ہین ہم ہر ایک غزل سے دو ایک شعر یہان نقل کرتے ہین تاکہ ناظرین مطالعہ سے حظ و لطف اٹھائین۔

کہیداس کی تعریف مین

ہے بسکہ آب تنک جیا کہیداس مین	آتا نہین کسی کے خیال و قیاس مین
ہے اُسکی انکھہ سون جلوہ نما موج آفتاب	موتی کی مثل گرچہ ہے سادہ لباس مین

ابو المعالی کی تعریف مین

ہوا مجہہ دل کی جنت مین مو ہر اک جیون طوبی	لٹک چلنا جو دیکھا بسکہ مین سید معالی کا
تیرا قد دیکھہ اے سید معالی	سخن فہمان کی ہوئی طبع عالی

امرت لال کی تعریف مین

شمع بزم وفا ہے امرت لال	سرو باغ ادا ہے امرت لال
ماہ نو کی نمط ہے سب کو عزیز	اس سبب کم نما ہے امرت لال
لعل تیرے بھرے ہین امرت سون	نام تیرا بجا ہے امرت لال

گوہر لال کی تعریف مین

ہے آج خوش قدی مین کمال گوہر لال	استاد چال سرو ہے چال گوہر لال
برجا ہے اُسکی زلفکو کہون گلشن بہار	آتا ہے جسکے دلمین خیال گوہر لال

محمد یار خان کی تعریف مین

کیون نہوی عشق سون آباد سب ہندوستان	حسن کی دہلی کا صوبہ ہے صمد یار خان
ہیچ و تاب سے لالان اسوقت مین بیجا نہین جیب	لٹ پڑی ورنہ سون آتا ہے وہ نازک میان

صاحب ترجمہ آزادانہ مزاج تہا سیر و سیاحت کا مشتاق تہا۔ چنانچہ سورت مین رہا۔ وجد و سماع کی محفلون مین شریک ہوتا تہا۔ رنگلون اور میلون مین بہی جاتا تہا۔ اکثر وہان کے خوبرویون کی بہی تعریف کی ہے۔ سورت کی مثنوی شاہد حال ہے ملاحظہ کرین جہان رہا وہان عشق کا دم بہرتا رہا۔ حسینان ہرجائی پر فریفتہ ہوتا رہا۔ اُن کے خط و خال کی وصف مین وقت کو صرف کرتا رہا۔ مثنوی کے چند اشعار بطور نمونہ یہان لکہتا ہون

عجب شہران مین ہے پر نور یک شہر	بلاشک وصف ہے جگ مین بہ شہر دہر
رہے مشہور اُسکا نام سورت	کہ جاوے جسکے دیکہے سب کدورت
بہری ہے سیرت و صورت سون سورت	ہر ایک صورت ہے وہان انمول صورت
ختم ہے امردان پر رو صفا کی	ولی ہے مشتر حسن ونما کی

ولی کا کلام ایہام سے پاک صاف ہے۔ ہر شعر سے سادگی نمایان ہے اور ہر ایک مصرع بے تکلفی عیان ہے۔ بناوٹ کا نام و نشان نہین۔ خلاف واقع کوئی بیان نہین۔ ہان شاعرانہ خط و خال کی تعریف مین اور حسن و جمال کی خوبی مین مبالغہ پایا جاتا ہے اُس زمانہ کے موافق مضامین پاکیزہ و معانی تازہ کا ذخیرہ نظر آتا ہے۔ الفاظ و معانی کا باہم ربط و ضبط محاورہ کے مطابق معلوم ہوتا ہے۔ اکثر تراکیب فارسی کا رنگ چہایا ہے بعض اشعار مین بجنسہ فارسی کا ڈہنگ لایا ہے۔ سیدہا سادا کلام ہے خیالی مضامین ہے۔ اسوقت ہندوستان مین دہلی و دکن کی اردو زبان مساوی درجہ مین تہی اسی وہ مقام کی زبان کو مستند سمجہتے تہے مگر بہ الاعتبار چند الفاظ دکنی تہے جو ولی کے

محاورہ مین نہین تھے ہم نے چند الفاظ جو خاص دکنی ہین شعر بطور نمونہ مذکور کئے ہین اہل زبان تمیز کرسکتے ہین۔ ولی کے اشعار کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ عشق ومحبت کی دریا مین ڈوبا ہوا تھا۔ حسن اعتقاد مین پورا تھا۔ سنت جماعت کے زمرہ مین تھا اہل بیت پر جان نثار تھا اکثر اُن کی محبت کا دم بھرتا تھا۔ اصحاب کبار کے نام پر فدا تھا اولیاء کرام کو بھی حسن ارادت سے یاد کرتا تھا مستغنی المزاج و وضعدار تھا۔ اہل دنیا سے غرض و تعلق نہین رکھتا تھا۔ مدۃ العمر کسی بادشاہ و وزیر کی مدح نہین کی اور نہ کسی سے انعام و اکرام کا خواہان ہوا۔ جو کچھ کہا خدا و رسول کی حمد و ثنا مین کہا۔ اہل بیت و اصحاب کرام و اولیاء عظام کو بھی نہین بھولا۔ جو کچھ چاہا خدا سے اور ان بزرگون سے چاہا سبحان اللہ کیا پاکیزہ عادت تھی یہ ہر ایک کا کام نہین ہے۔ یہ خاصان خدا کے لئے مخصوص ہے۔ اور شعرا کی طرح ولی کی مزاج مین بھی شاعرانہ تعلّی و تفاخر تھا۔ اکثر اشعار مین متقدمین و معاصرین شعرا پر چوٹین کی ہین ہم اشعار کو شائقین کے ملاحظہ کیلئے ذیل مین گزارش کرتے ہین ملاحظہ کرین۔

وہ اشعار جو شعرا متقدمین سے مفاخرہ کیا ہے

رکھتا ہے اگر چلکمین ولی پھر کر دوجی بار	رکھتا شوق ہے ہر شعر کا شفق نی حسن آوے
یون شعر تیرا اے ولی مشہور ہے آفاق مین	مشہور جیون کر سخن اس بلبل تبریز کا
تجھ حسن کی تعریف مین جب نسخہ بولے	سنے اسکون یقین اٹھ جان و انسو حسان عجم آکر
تیری تواضع دیکھ کر جا ہے سبحان ولی	کہ بو علی سینا لکھے دفتر ترے اخلاق مین

تیرے سخن کی نغمہ رنگین کر سن ولی
ڈوبا عرق کے بیچ عراقی عراق مین

وہ اشعار جو شعرا معاصرین سے تفاخر کیا ہے

آزاد سے سنا ہون یہہ مصرع مناسب ۔۔۔ جس سے کہ یار ملنا ایسا ہنر نہ آیا
تیرے اشعار ایسے فراقی ۔۔۔ کہ جس پر رشک آویگا ولی کو
ولی مصرع فراقی کا پڑہون تب جبکہ وہ ظالم ۔۔۔ کمر سون کھینچا خنجر چیرتا تا آستین آوے
اشرف کا یو مصرع ولی مجکو ہے دلچسپ ۔۔۔ الفت ہے دل و جان سون مجھے ہیم گر سون
پڑے سنکر اچھل جیون مصرع برق ۔۔۔ اگر مصرع لکھون ناصر علی کون

ولی کے جواب مین افضل خان سرخوش نے ناصر علی کی تعریف مین ایک رباعی لکھی باعی کا ایک مصرع ولی کے شعر کا جواب ہے۔ رباعی

در ملک سخن بود جہانگیر علی ۔۔۔ در مشرب دل ولی علی پیر علی
با شعر علی نمیرسد شعر ولی ۔۔۔ زان سان کہ خط نمیرسد بخط میر علی

بعض نسخ مین بجاے ولی کے مرقوم ہے تقدیر اول مین جواب ہوتا ہے اسی لحاظ سے یہان نقل کیا گیا۔ اسی مصرع کے مضمون کو عزیز دکنی نے اردو مین ترجمہ کیا۔ اور یہہ شعر ناصر علی کے طرف منسوب ہوگیا۔ واقع مین ناصر علی کا نہین ہے سہ

باعجاز سخن گر اوڑ چلے وہ ۔۔۔ ولی ہرگز نہ پہنچے گا علی کون

من اشعارہ الہندی

تجہہ لب کی صفت لعل بدخشان سے کہونگا ۔۔۔ جادو ہے تیری نین غزالان سے کہونگا
دی حق نے تجھے بادشاہی حسن نگر کی ۔۔۔ یہہ کشور ایران مین سلیمان سے کہونگا
زخمی کیا ہے مجہہ تیری پلکون کی انی نے ۔۔۔ یہہ زخم ترا خنجر بہالان سے کہونگا

ولہ

دیکھنا صبح تجہہ رخسار کا ۔۔۔ ہے مطالع مطلع انوار کا

یاد کرنا ہر گھڑی تجھ یار کا
ہے وظیفہ مجھ دل بیمار کا

آرزوئے چشمۂ کوثر نہیں
تشنہ لب ہوں شربت دیدار کا

بلبل و پروانہ کرنال کے تئین
کام تھا تجھ چہرۂ گلنار کا

کیا کہے تعریف دل ہے بے نظیر
حرف حرف اُس مخزن اسرار کا

گر ہوا ہے طالب آزادگی
بند مت ہو سبحہ و زنار کا

مسند گل منزل شبنم ہوئی
دیکھ رتبہ دیدۂ بیدار کا

اے ولی ہوتا سریجن پر نثار
مدعا ہے چشم گوہر بار کا

ولہ

بیوفائی مگر خدا سوں ڈر
جگ ہنسائی مگر خدا سوں ڈر

ہے جدائی میں زندگی مشکل
آ جدائی مگر خدا سوں ڈر

اُس سوں جو آشنائی ڈر کرہی
آشنائی مگر خدا سوں ڈر

آرسی دیکھ نہو مغرور
خود نمائی مگر خدا سوں ڈر

اے ولی غیر آستانۂ یار
جبہہ سائی مگر خدا سوں ڈر

ولہ

جب صنم کوں خیال باغ ہوا
طالب نشۂ فراغ ہوا

فوج عشاق دیکھ ہر جانب
نازنین صاحب دماغ ہوا

پان سیں تجھ لبان کے سرخ ہوا
جگر لالہ داغ داغ ہوا

دل عشاق کیوں نہو روشن
جب خیال صنم چراغ ہوا

اے ولی گلبدن کوں باغ میں دیکھ
دل صدبرگ باغ باغ ہوا

ولہ

جسوقت اے سریجن تو بے حجاب ہوگا
ہر ذرہ تجھ جھلک سوں جوں آفتاب ہوگا

مت جا چمن ہوں لالہ بلبل پہ مت ستم کر
گرمی سوں تجھ نگہ کی گل گل گلاب ہوگا

وله
مست آئینہ کو دکھلا اپنا جمال روشن ‏ تجھ مکھ کی تاب دیکھے آئینہ آب ہوگا
نکلا ہے وہ ستمگر تیغ ادا کون لیکر ‏ سینے پہ عاشقان کے اب فتح باب ہوگا
رکھتا ہے کیون جفا کو مجھ پر روا اے ظالم ‏ محشر مین تجھ سین آخر میرا حساب ہوگا
مجھکون ہوا ہے معلوم اے مست جام جو مین ‏ تجھ انکھڑیان کے دیکھے عالم خراب ہوگا
ہاتف نے یون دیا ہے مجھکو ولی بشارت ‏ اسکی گلی مین جا تو مقصد شتاب ہوگا

وله
تجھ حسن عالمتاب کا جو عاشق و شیدا ہوا ‏ ہر خوبرو کے حسن کے جلوے سون بے پروا ہوا
سینہ مین اب محشر تلک گو مین کو آتش ہے وہ ‏ جو تجھ نین کے جام سون می پی کے متوالا ہوا
پایا ہے جگ مین اے ولی وہ لیلی مقصود کون ‏ جو عشق کے بازار مین مجنون نمن رسوا ہوا

وله
لیا ہے جب سون موہن نے طریقہ خودنمائی کا ‏ چڑھا ہے آرسی پر رنگ حیرت افزائی کا

وله
بجز تل تجھ مکھ کے کعبہ مین مجھے سون حجر دستا ‏ زنخدان مین تیرے مجھ چاہ زمزم کا اثر دستا

وله
کیون کرے آلودہ زر جگ منی صید مراد ‏ ہے علم اور پر معطل صورت شمشیر طلا
بلہوس کہتے ہین دائم فکر رنگ عاشقان ‏ ہے ہوس کی صدا سینہ مین تدبیر طلا
بو کناری مکھ پہ تیری نے زلیخا وش نہین ‏ سورۂ یوسف کو لکھا گرد تحریر طلا

وله
خمار ہجر نے جسکے دیا ہے درد دل مجھکون ‏ رکھون نشہ نمن انکھیان مین گر دست نیا آوے
عجب نین گر گلان روڑین بکٹر کر صورت قمری ‏ اداسون جب چمن بھیتر وہ سرو سرافراز آوے

وله
تا حشر رہے بوئے گلاب اسکے عرق سے ‏ جس سنے یکبار وہ گل پیرہن آوے
سایہ ہو مرا سبز رنگ پر طوطی ‏ گر خواب مین وہ نوخط شیرین بچن آوے
کھینچین اپس انکھیان منے جون کحل الجواہر ‏ عشاق کے گر ہاتھ وہ خاک چرن آوے
ہرگز سخن سنج گولا وے نہ زبان پر ‏ جس فن مین یکبار وہ نازک بدن آوے

وحدت شاہ ہدایت اللہ چارکاری اورنگ آبادی

وحدت تخلص۔ شاہ ہدایت اللہ نام وہ ہندی الاصل خواجہ مخدوم اعظم کی اولاد مین تھا۔ بلدہ چارکار مین پیدا ہوا۔ صغرسنی مین والد ماجد کے ہمراہ دلّی مین آیا۔ تحصیل علوم مین مشغول ہوا۔ چند مدت مین علوم و فنون مین فارغ التحصیل ہوا مدت تک میرزا عبدالقادر بیدل کی صحبت مین رہا مرزا لیاقت و قابلیت کی وجہ سے وحدت کی تعظیم و توقیر کرتا تھا۔ پھر دلّی سے دکن مین آیا۔ اورنگ آباد مین شاہ قلندر شہید کا مرید ہوا۔ حضرت باباشاہ مسافر کے تکیہ مین سکونت اختیار کی۔ اُسوقت تکیہ مین باباشاہ مسافر کے سجادہ نشین شاہ محمود صاحب تھے۔ حضرت بابا مرحوم نے تکیہ مین ہزار ہا روپیہ خرچ کرکے عمارات عالیہ تعمیر کرائے۔ اور زمین سے ایک نہر نکالی جب زمین کو کہدوایا اُسوقت زمین سے ایک دریا جوش زن ہوا اس کثرت سے پانی نکلنے لگا کہ عقل انسانی دیکھنے سے حیران ہوتی تھی بموسم گرما اورنگ آباد مین اکثر پانی کا قحط ہوتا تھا جب سے یہہ نہر برآمد ہوی ہے تب سے حیوانات کے لیئے یہہ نہر چشمہ آبحیات ہے ؎ تشنگان را نہر محمود آب داد ٭ مسجد اقدس خیلے باصفا اتمام یافتہ ٭ خانقاہ مین ستون سنگ سیاہ سے تراش کے قائم کیئے ہین۔ نہایت خوشرنگ و خوش وضع معلوم ہوتے ہین۔ تکیہ کے اطراف مین حجرے مصفا و پاکیزہ درویشون کے رہنے کے لئے تعمیر کرائے گئے۔ تکیہ کے بیرون دروازہ ایک حوض بشکل دریا تیار کرایا گیا۔ چشمہ کا مخزن بلندی پر ہے بلندی سے پانی نہایت خوبی کیساتھہ ریزش کرتا ہے۔ اور دوسرا حوض تکیہ کے اندرون واقع ہے نہایت جوش و خروش سے

اُسکا فوارہ نکلتا ہے۔ تکیہ کا نام صحن گلہائے زنگار رنگ سے سرسبز ہے اور رحمت بہی فیض بہار سے کم نہین ہین۔ نہایت پرفضا مقام ہے اُسکے دیدار کا شوق زیادہ تر ہوتا ہے اور دل اُسکی سیر سے سیر نہین ہوتا۔ تکیہ کی تعریف جسقدر کی جائے کم ہے سہ

اگر فردوس بر روئے زمین است ۔ ہمین است و ہمین است و ہمین است

شاہ ہدایت اللہ اسی مکان پرفضا مین کمال توکل و قناعت سے زندگی بسر کرتا رہتا تہا نہایت ہی مستغنی المزاج ذکی الفہم و ذہین تہا خوش طبع و خوش وضع۔ شعر خوب کہتا تہا۔ ۱۱۸۵ہجری مین فوت ہوا اور نگ آباد مین مدفون کیا گیا۔

من اشعارہ الفارسی

دارد آسیب نزاکت دل غم پیشۂ ما ۔ خود بخود بشکند از موج صفا شیشۂ ما

ہمت زمکافات عمل مستغنی است ۔ گوہر آبلہ بس مزد ہنر پیشۂ ما

صاف بیرنگی ما نشئہ دیگر دارد ۔ جام جمشید بود دُرد تہ شیشۂ ما

ما درین باغ نہال چمن تصویریم ۔ ہست در خانۂ نقاش گرہ ریشۂ ما

وحدت از ساغر حیات می بابیم مدام ۔ مینا دو می گلگون از رگ و ریشۂ ما

واحد۔ میر حفیظ اللہ اورنگ آبادی

واحد تخلص۔ میر حفیظ اللہ نام آپ میر نجیب اللہ بن سید عبد اللہ کے فرزند ہین سید صحیح النسب ہین۔ آپکے جد بزرگوار عالمگیری زمانہ مین پانچہزاری منصب سے سرفراز تہے۔ امرا مین معزز و مکرم تہے۔ واحد کی ولادت اورنگ آباد مین ہوئی۔ اور اسی شہر کی زمین مین نشو و نما پایا۔ اور اسی ملک کی آب ہوا مین پرورش پائی۔ یہین کے علما کی

خدمت مین استفادہ کیا۔ کتب درسیہ فارسیہ وقدرے عربیہ سے فراغت حاصل کی پھر شاعری کا شوق ہوا۔ کہنے لگا۔ رفتہ رفتہ کلام مین شستگی و درستگی آنے لگی شعرائے معاصرین کے زمرہ مین شمار ہونے لگا۔ لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ موزون الطبع وخوش فکر ہے اسکا کلام رنگینی و نمکینی سے بھرا ہوا ہے۔ لطف و مزہ سے خالی نہین۔ نیک سیرت و خوش خصلت تھا یاران ہم صحبت کے ساتھ اخلاق و اشفاق سے ملتا تھا۔ آسودہ حال تھا۔ سرکار سے معاش معتد بہ و منصب برقرار و بحال تھا۔ دوست دوست و فقیر نواز تھا۔ سنہ ۱۱۸۹ ہجری مین فوت ہوا۔ من اشعارہ الھندی

آرسی کو دیکھ حورون نے درخشان کردیا	ذرہ بیقدر کو خورشید تابان کردیا
نامۂ درد جدائی لکھا دلدار کو	خون کے شنگرف سے آنکھون نے افشان کردیا
آفتاب طبع واحد نے زمین شعر کو	معنی رنگین لعلون سے بدخشان کردیا
رونق بزم نہین شمع رخ ساقی بن	گرچہ اسباب طرب ہمکو مہیا سب ہین

واضح ۔ مرزا علی اصغر اصفہانی

واضح تخلص ۔ مرزا علی اصغر نام ۔ وطن اصفہان ہے۔ بقدر ضرورت استعداد و لیاقت علمی رکھتا تھا۔ فارغ التحصیل نہین تھا مستعد طالب العلم تھا۔ شعر گوئی مین لائق شعر خوب کہتا تھا۔ وطن مین پیشہ زرکشی کرتا تھا۔ آخر اس پیشہ سے دست بردار ہو کر بامید کامیابی ہند مین آیا۔ سیکاکول دکن مین پہنچا مگر زمانہ موافق نہین آیا یکایک اس دار محنت سے دار باقی کو روانہ ہوا یہہ واقعہ سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین واقع ہوا من اشعارہ

پس از ریزش ملا ار دروے اندوہ پریشانی	فزاید میکند ارباب ہمت را پریشانی

روئے استادن نہیاد ابلش ریزش سحاب	اہل ہمت را پریشانی قرارے میکند

وحشی - مولانا وحشی کاشانی

وحشی تخلص - مولانا وحشی نام - آپ کاشانی المولد ہیں - عالم و فاضل شاعر کامل ہیں مولانا محتشم کے شاگرد ہیں - آپ سنہ ۹۹۹ ہجری میں شہرت پذیر تھے - ابوطالب بیگ فرقتی سے نہایت محبت و الفت رکھتے تھے بعض نے آپکی الفت کو عشق سے تعبیر کی ہے - فرقتی کی جدائی میں ایک مصرع کہا ع مرا کو زر وصل او فراغت [illegible] میں مشہور ہے تمام عمر آپکی شاعری غزل گوئی میں صرف ہوئی - کلام [illegible] ہوتا ہے - وطن سے ہند میں پہنچا [illegible] آیا عبداللہ قطب شاہ کے سایۂ عنایت میں رہنے لگا [illegible] میں فوت ہوا اور دکن میں مدفون ہے [illegible] کلام - صاحب [illegible] گولکنڈہ دکن لکھا - تمت اشعارہ الفارسی

فتاند از عرق ہر گاہ زلف عنبر افشان را	ولہ	برون آرد ز ظلمت چشمۂ آب حیوان را
ندارد آسمان ہم در خور امید من کامی		ازان ہرگز ندیدم ہیچ جا خویش امکان را
ز آسیب حسد دیدیم ہر پائے پریشانی		یا رب دگر کو بیاد آن خاک آستان را
گر سر شک آتشین ریزد دل من دور نیست	ولہ	شعلہ نتواند نگاہ داشت از خویش را
دور از وحشیم در نظارہ راہ تماشا نکرد	ولہ	ہر نگاہے خنجرے گردید و در دل کار کرد
از شوق سوختن دل من ہوا گرفت	ولہ	باغے کہ ہیچ نامزد جان لالہ کرد
گشتم چنان ضعیف کہ در گلشن وصال	ولہ	ہر دم مرا نسیم بسوئے دگر برد

تا چشم نیم مست ترا دید روزگار	وله	خاک سیہ بکاسۂ چشم غزالہ کرد
شب گزاری بدل بی خور و خواہم کردی	وله	آنقدر گرم گشتنی کہ کباب ہم کردی

واصل ـ مرزا ترک علی بیگ اورنگ آبادی

واصل تخلص ـ مرزا ترک علی بیگ نام ـ اورنگ آبادی المولد آپ شاہ نظام الدین اورنگ آبادی کے مرید صادق الاعتقاد تھے ـ باوجود استعداد علمی بمصداق شعر حافظ

فلک بمردم نادان دہد عنان مراد　　تو اہل فضلی و دانش ہمین گناہ بس است

دنیوی جاہ و ثروت و مال و دولت سے کچھ نفع نہین اٹھائے ـ درویشی کے راستہ مین ثابت قدم ہوئے ـ مدۃ العمر قناعت و توکل پر زندگی بسر کرتے رہے ہمیشہ ذکر و شغل مین مصروف و مشغول رہتے تھے ـ حقائق تصوف و معارف تعرف مین فرد فرید تھے ـ مسائل توحید و تجرد مین وحید تھے ـ شاہ صاحب کی خانقاہ مین سکونت پذیر تھے شاہ صاحب کے اکثر مریدان آپ سے استفادہ پاتے تھے ذکر و شغل کے طریقے سیکھتے تھے ـ میان واصل کے دلمین محبت الٰہی کا جوش و خروش تھا کثرت محبت و عشق مین ہوش سے بیہوش رہتے تھے جمعہ کے روز شاہ صاحب کی خانقاہ مین مجلس سماع منعقد ہوتی تھی شہر کے اکثر مشائخ شریک مجلس ہوتے تھے ـ اکثر پر وجد و حال کی کیفیت طاری ہوتی تھی ـ کثرت رقت و جوش محبت سے ہر ایک کے آنکھون سے گنگا و جمنا جاری ہوتی تھی علی المخصوص آپ شاہ صاحب کے مریدان خواص سے تھے آپکی کیفیت حالت سب سے نرالی تھی آپ عالم محویت کے دریا مین ڈوبے ہوئے تھے ـ خودی سے بیخود اور ہوش سے بیہوش ہوتے تھے شاہ صاحب کی نظر توجہ اورون کی نسبت آپ ہی پر زیادہ ہوتی تھی ـ آپ عارف کامل

وصوفی واصل تھے - مقامات تصوف کے واقف حقائق الٰہی کے عارف تھے -
شاعر خوش فکر و موزون الطبع تھے - شوق و ذوق مین طبیعت کی جولانی سے اکثر اشعار
آبدار موزون کرتے تھے رفتہ رفتہ اشعار کا بڑا ذخیرہ ہو گیا - آپکے شاگردون نے
کل اشعار متفرقہ کو بترتیب حروف تہجی جمع کرکے اور گلہائے منتشر کا شیرازہ باندھکر
گلدستہ بنا دیا - دیوان کامل مرتب ہو گیا - ہمکو آپکے دیوان کا منتخب ملا ہے - ترجمہ
کے خاتمہ پر بطور نمونہ گزارش کرینگے تاکہ شائقین مطالعہ سے لطف اٹھائین آپکا کلام
توحید و تصوف کے مضامین سے لبریز ہے - آپکے ہر ایک شعر کا مطلب دلپسند
و دلاویز ہے - صاحب تحفۃ الشعرا لکھتے ہین کہ فارسی مین آپکے دو دیوان تھے -
آپنے ایک دیوان عالم شباب مین لکھا تھا دوسرا دیوان عالم شیب مین تیار کیا - ہر ایک
دیوان کا رنگ نرالا ہے - ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است انتہی - دوسرے دیوان کا
انتخاب بھی ہمکو تلاش کے بعد ملا اسمین سے بھی ہم چند اشعار دیوان اول کے اشعار کے بعد
لکھینگے - تاکہ شائقین کو دونون کے مقابلہ سے مابہ الامتیاز ہو جائے -
کسی تذکرہ نویس نے آپکی نسبت ولادت و وفات کی کیفیت نہین لکھی - مگر ہمکو تحفۃ الشعرا
کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سنہ ۱۱۶۶ ہجری مین زندہ تھے - اور سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین
اس دار فانی مین موجود نہین تھے - انکا انتقال سنہ ۱۱۸۰ ہجری کے قریب مین ہوا ہے
پیرو مرشد کے مقبرہ مین مدفون ہوئے - آپکے مرشد کا مرقد شریف محلہ دال منڈی
اورنگ آباد مین واقع ہے - مرقد پر گنبد خوشنما بنا ہوا ہے - یزار و یتبرک -
صاحب تالیف تھے علم صرف مین جواہر التصریف - اور شرح جواہر التصریف بزبان عربی
اور دیگر شرح جواہر التصریف بزبان فارسی - اور ایک نصاب ترکی - اس کتاب مین

اٹھائیس قطعات ہیں ہر ایک قطعہ میں اسامی اشیا وما یتعلق بہا علیحدہ علیحدہ لکھے مثلاً قطعہ البرد وما یتعلق بہا۔ وقطعہ الاطعمہ وما یتعلق بہا وقطعہ البحر وما یتعلق بہا علی ہذا القیاس

اشعار من الدیوان الاولی

از دل ما روشن چو مہ جام صفا داریم ما
یک طریق از ابتدا تا انتہا داریم ما

کارہا بکشاید از امداد پیران بیشتر
قامت خم گشتہ محراب دعا داریم ما

راست بر ہم رو نہند ما جامہ عریانیست
ہستی خود عقدۂ بند قبا داریم ما

ولہ

نو وزد ورق از سکندری بساحل میرسد
این صدا در گوشم آمد از کف دریا مرا

تازہ گردد روح من از رشک آہ عشق او
راحت افزای دل این آب و ہوا باشد مرا

زجوش گریہ شوق تو رقص من پیداست
بود حباب صفت خانہ بر آب مرا

از رشک گفتار تو در دل گرہ دارد صدف
معدن از لعل تو دارد در جگر خونابہا

ولہ

از رہ دل چہ عیش کند از نشاط دہر
شاخ گل شکستہ نہ بیند بہار را

پروانہ یافت خلعت رنگین ز سوز عشق
زینسان شد التیاز ز عاشق نواز ما

بنازم از فروغ حسن آن داغ محبت را
کہ نور از مہر رخشانش بود صبح قیامت را

نباشد خوف از رنج و بلا کامل عیار از را
چہ باک از گرمی آتش طلای صاف و بیغش را

سالک از جنس نفس مقصود حاصل میکند
رہ بود بر گوہر مطلب ہم غواص را

نکتہ گوہر صفت را نفس صالح لازم است
گوش باید چون صدف تا بشنود موعظہا

واصل بیان ماست سراپا فن بدیع
پیداست از معنی ما اختراع ما

بہر فروغ دل از ضعیفان مدد طلب
امداد حسن بست بروشن چراغ ما

در سینہ ما گوہر ذاتی چو گرہ بست
جز گوہر یکتا نبود در صدف ما

تا ہست گرم بر رخ تو اشتیاق ما	افگند بجان سر از زمام فراق ما
دل چو آزاد از علائق شد بہ نیرنگی	شتافت شیشہ ہر گز نبینی رنگہا
صبحدم آن مہر تابان تا کہ بردارد نقاب	در تماشا گاہ حسنش سر بر آرد آفتاب

آپنے اٹھائیس دیوان مرتب کئے - قافیہ الف و ردیف الف - قافیہ الف ردیف ب علیٰ ہذا القیاس - ہر حرف کا بلحاظ قافیہ ایک ایک دیوان ہے -

وفا - محمد امین ایلچپوری براری

وفا تخلص - آغا محمد امین نام - آپ حکیم محمد تقی خان اصفہانی کے فرزند ہیں آپکے والد حکیم صاحب عالمگیری زمانہ میں اصفہان سے ہند میں وارد ہوئے مدت تک آصفجاہ بہادر کی رفاقت میں رہے - خدمات شائستہ کے بعد منصب دو ہزاری ذات - اور سات سو سوار سے سرفراز و ممتاز ہوئے تھے - نواب آصفجاہ مرحوم آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے - اور آپ برار کی نظامت پر مقرر تھے - دلاور خان و عالم علیخان کے محاربات میں عوض خان بہادر کے ہمراہ حضور کے معین و مددگار رہے ہیں - آغا محمد امین سنہ ۱۱۲۸ھ ہجری میں بلدہ ایلچپور میں پیدا ہوئے - والد ماجد کے سایہ عاطفت میں پرورش و تربیت پائی - کتب درسیہ ملا شیخ محمد مازندرانی و مولوی شیخ مصطفیٰ انصاری سے تحصیل کیں - اور شعر و سخن میں بھی انہیں دو بزرگوں سے اصلاح لیتے رہے مدۃ العمر شعر گوئی و انشا پردازی میں رہے - حدیث فقہ و معقول میں بھی کامل تھے - درس و تدریس میں زندگی بسر کرتے تھے والد کے فوت ہونے کے بعد آپنے جاگیر و منصب کی تلاش نہیں کی - توکل و قناعت کی جاگیر میں جاگزین و گوشہ نشین ہوئے - جو کچھہ

بومیہ برار مین حکام سے ملتا تہا اسپر قانع تہے زائد کے طالب نہوئے ۔ درویش سیرت فانی مشرب خاک طینت صوفی مذہب تہے ۔ مزاج مین تواضع وخاکساری ہشیاری تہی آپ کی صحبت مین ہمنشینون کو لطف سرور ہوتا تہا ۔ بزرگ باکمال تہے فرشتہ خصال وپاکیزہ خیال تہے ۔ طبیعت موزون تہی نظم کلام مین لآلی آبدار ودُرر شاہوار پروتے تہے معانی تازہ کا جلوہ دکہاتے تہے ۔ آخر آپ ۱۱۹۳ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو روانہ ہوے اور بلدہ ایلچپور برار مین مدفون ہوے ۔

بلدۂ ایلچپور برار مین حضرت شاہ عبد الرحمن دولہ شہید کا روضۂ منورہ واقع ہے سالانہ ربیع الاول مین آپکا عرس بڑی عظمت شان سے ہوتا ہے ۔ آپکے عرس مین بہت خلائق جمع ہوتی ہے ۔ روشنی چراغان نہایت تکلف سے ہوتی ہے وفاے چند فقرے چراغان کی توصیف مین لکہے **ہو ہذہ**

اگر زبان برنگ شعلہ ہمتن آتش شود وفتیلہ سان روشن بیانی تواند نمود ۔ واگر تقریر سراپا غوق بحر حیرت نگردد چہ پیمان خشک مغزے تواند افزود ۔ از عکس چراغان میان دریا دیدہ تماشای شعلہ تہ نشین است و از عکس بے پرواخرمی بر سطح تن زلال خضر قرار نیست از موج لباس زرتار در بر و از حباب تاج یاقوت بر سر از ہجوم بنگلہ ہاے چراغان کار روشنی چندان ارتفاع پذیرفتہ کہ آسمان با این ہمہ ستارہ و ماہ عیز از دستگاہ رنگ زردی ندید و خفتہ ؎

تعالی اللہ کہ از جوش چراغان	زمین تا آسمان باشد گل افشان
چہ شد گر خور بمغرب در نہفتہ است	گل خورشید ہر جانب شگفتہ است
شعاعی ہر چراغے ہست چندان	کہ چون پروانہ گردد دل پرافشان

زسیر این چراغان پر فسون
ببین عکس چراغان در نم آب
صفا از بس گرفت آفاق یکسر
تماشا محو انداز سرور است
ضمیر این چراغان باشد از برق
شد از جوش ضیا نزدیک تا دور
مگر بحر خور آمد در تلاطم
ازین سیر بهار عالم آرا
بود گر بهره ات آگاه بودن
ببین گر دولت شمع شعور است
بهر حال اندک از ظاهر سفر کن

شود پیرایهٔ نظارهٔ گلگون
بهار آتشی در عالم آب
خرامد هر نگه آئینه در بر
که اینجا شش جهت لبریز نور است
که روشن می کند از غرب تا شرق
بلند از هر طرف فوارهٔ نور
که شد نظارها را دست و پا گم
که هست از قدرت حق معنی انشا
چراغ دل توان روشن نمودن
چراغ دیده را روغن ز نور است
ز دل در معنی هر شئی نظر کن

مرزا افضل قاقشال تحفة الشعرا مین لکھتا ہے کہ حاسدین نے نواب آصفجاہ بہادر کی خدمت مین میرے طرف سے بدگمانی پیدا کر دی نواب ناخوش ہوئے اور مجکو معتوب کئے آخر نواب سید شریف خان بہادر شجاعت جنگ صوبہ دار برار نے کمال قدر دانی سے مجکو اپنی سرکار مین بخشی مقرر فرما کر ایلچپور مین ہمراہ لے آئے۔ آقا صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بہایت محبت سے ملے اور اکثر روز میرے غریب خانہ پر آئے۔ سرفراز فرماتے اپنی طبعزاد سناتے اور سنتے۔ دیر تک خوب لطف ہا۔ غرض کہ مرزا وفا خلیق تھے اللہ تعالے غریق رحمت کرے۔ اور لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے گل رعنا مین لکھا کہ جناب وفا صاحب نے جمہ ۱۱۸۱ سنہ ہجری مین حسب الطلب ناظم اورنگ آباد نواب معین الدولہ ایلچپور سے باتس

آئے تھے ایک سال تک قیام کرکے سنہ ۱۱۸۲ ہجری مین ایلچپور مراجعت کی۔ اقامت کے زمانہ مین اکثر حضرت میر غلام علی آزاد کے دولتخانہ پر آتے تھے مکرر مسکر ملاقات کا اتفاق ہوتا تھا۔ بزرگ سیرت و صاحب کمال تھے انتہی کلامہ۔

بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ وفا صاحب ترجمہ نے مجکو خط لکھا کہ اس غزل کے چودہ شعر مین مین نے چودہ برس مین موزون کیا۔ فی الواقع اس غزل کا ہر ایک شعر مضامین بلند و تلاش ارجمند سے سرانجام پایا ہے مگر نسخہ قدیم مین ایک شعر کرم خوردہ ہوگیا برابر پڑہا نہین گیا اس لئے صرف تیرہ اشعار لکھے گئے انتہی کلامہ وھو ھذہ

بادہ عشرت دہد جام لب جانانہ ام
گل کند چون غنچہ موج خندہ زین پیمانہ ام

کان یاقوتم ز دل وز دیدہ ام گوہر شمار
بحر و بر در آستین دارد جواہر خانہ ام

باشرر بیجستمی پرواز دارد اشک من
خاک تا گردیدہ میگردد ہوائے دانہ ام

فرصت از برق ست و سرعت سبک پروازتر
گشت از پیری دوبالا بازی طفلانہ ام

دامن دشت جنون از کف ندادن غافلی ست
گر گسستم از گوشہ زنجیر پا دیوانہ ام

بر چراغ رسم ظاہر ہمتم دامن فشاند
روشن از دل کرد شمع سوختن پروانہ ام

ہست کیفیت پذیر گردش چشم تو دل
نے سبوئے شیشہ بخشد نشانی پیمانہ ام

کیست تعمیر ضمایدمہر عشق پاکبازنہ
تا فلک چیدہ است ناہمواری ویرانہ ام

داشت در بر دو فغر بال و پر از تعلیم شمع
گرد شب روشن سواد سوختن پروانہ ام

گر بود مخفی ز ناقص فطرتان قدرم بجاست
ہیں این جہل آشنایان معنی بیگانہ ام

می کند غواص بحر معنی روشن گہر
از سخن معلوم استعداد استادانہ ام

رنگ یا بوستن وفا آسان نمی آید بدست
چون حنا عمریست با خود جگر ہمخانہ ام

خواب شیرین شبنم نمک ریزد بچشم از اشک شور | از خموشی گر بگوش خود رسد افسانه ام

من اشعاره الفارسی

سیه کاری نماید سنگدل از عرو نشان پیدا | نگین را روسیاهی گردد از نام و نشان پیدا

نشان زان کمر وقت شناسان را نشد حاصل | ز تصویر عدم گردد بحرفی در میان پیدا

وله

زجام خون جگر بیخبر چگونه شود | چو لاله هر که درین باغ داغدار نیست

وله

در دو عالم نعمت دیدار محو عشق راست | بر سر خوان کرم پیوسته دل مهمان کیست

وله

قرب هر جا هست با جانان چو ربط تن بروح | زین نعیمت نیک آگاهی نصیب جان کیست

خامشی چگونه بار دست فهم کیست | در تکلم غیر تحسین بر [illegible] احسان کیست

وله

بوی خلق خوش علاج دردناکی میکند | کار آب زندگی این عطر خاکی می کند

وله

نگر دو چشم خاکی سند راه سیر روحانی | سبکروحان برنگ نکهت گل زین چمن رفتند

شبی روشندلان جا گر به [illegible] ندارد صحبت | سحر از سر و مه پیما چو شمع از انجمن رفتند

وله

ز جبین چو موج گوهر که صورت گله شود | تو از کشاده جبینی [illegible] صفا شود

وله

عشق [illegible] بیجا گمی اشتغال میکند | با [illegible] [illegible] می کند

وله

شبی بخاطر گلشن گذشت مژگانت | زند ز خون رگ گل نیشتر هنوز

شبی نگر از غنچه لبت داشت | [illegible] خنده گل [illegible] بگوش هنوز

بیا که بی می وصل تو چون سبوی تهی | نگه بدیده من هست بار دوش هنوز

وله

در آنگاه یادت پنهان خود نشینم | تا بتوان ترا دید خود را چه [illegible] بینم

وله

قناعت پیشه کن بگذر ز حرص بد معاشی هم | بعالم عالمی دارد تلاش بی تلاشی هم

چو شد از شوخی چشم سیاه پر داغ من | دل پر خون برنگ لاله می پیچد بداغ من

نسیم ہر نفس مے آرد از دل نکہت لفت
دیگرے را بکرم گر کنی از خود سہل است

وله

نگر گلہائے داغ سینہ تست بعے ئے باغ من
ہنر آنست کہ خود بنمائے دگرے

وحشت - شیخ عبد الواحد تہانیسری

وحشت تخلص - شیخ عبد الواحد نام - تہانیسری الوطن - شاعر خوش فکر و پر گو تھا - الفاظ شوخ و رنگین معانی عجیب و دلنشین کو استعمال کرتا تھا - ضعف تالیف و تنافر کلمات سے کچھ پروا نہیں کرتا تھا اولاً میر محمد علی سرہندی سے اصلاح لیتا تھا - ثانیاً میرزا عبد القادر بیدل کی خدمت میں مشق کرتا تھا - ہند سے دکن میں آیا - شہر اورنگ آباد میں عالمگیری لشکر میں پہنچا - امرا و اہل مناصب کے توسل سے منصب مناسب خدمت پر سرفراز ہوا جب شیخ سعد اللہ گلشن اورنگ آباد میں آئے وحشت کے مکان پر فروکش تھے اُس وقت اکثر شعر کا باہم جلسہ ہوتا تھا موسوی خان جرات اورنگ آبادی بھی جلسہ میں شریک ہوتا تھا یہ واقعہ صحبت مشاعرہ سنہ [illegible] ہجری میں تھا - بعد ازاں درہم و برہم ہوگیا وحشت نے سنہ [illegible] ہجری میں عالم فانی سے رحلت کی اور اورنگ آباد میں مدفون ہوا [illegible]

با کمال اوج وارستگی ہا کم کردہ اند
تصویر خود بنامہ نوشتن ضرور شد
چشم را خالی کن از دیدن تماشا نازک است
صد بیابان نالہ پرواز خموشی گشتہ ایم
شوخ چشمی قابل کیفیت دیدار نیست
بیحلے کہ حریفان وحدت آہنگ اند

وله

آسمان وقت خود بودم کہ تا کم کردہ اند
اظہار حال بے قلم مو نمی شود
آرزو در سینہ بشکن جلوہ آرا نازک است
سرمہ میداند کہ فریاد دل نازک ہست
شیشہ از حیرانی دل کن کہ صہبا نازک است
ہم چو دیدۂ تصویر محو یکرنگ اند

فغان ز بیخبری ہائے این خودی مستان
جوابم بر لبش گرد خط نارستہ را ماند
ز بس وحشت مرا بر دشمنان ہم رحم می آید
بسکہ از یاد تو حیرانی قیامت شور بود
دربیابانی کہ چشم بیخودی وا کردہ ایم
خانمان پرواز می ہمت تماشا کردہ ام

کہ کعبہ در بغل و برہزار فرسنگ اند
بقدر آرزو بر خویش باشد گر سوال من
تپ آرد اعضا ز شیران میشود آب زلال من
جوہر آئینہ فریاد دل رنجور بود
ہرکف خاکی تجلی خانۂ منصور بود
صد بیابان عالم از ویرانۂ من دور بود

وفا - ابو العلی حیدرآبادی

وفا تخلص - ابو العلی کنیت - عزیز الدین نام آپ مولوی احمد علیخان مرحوم ناظم عدالت بزرگ کے فرزند اور مولوی محمد اکبر المخاطب محمد اکبر علیخان کے پوتے ہیں آپکے والد ماجد و جد امجد اس ریاست میں شمس و قمر سے زیادہ مشہور ہیں۔ آپکے بزرگ ریاست میں معزز و مکرم تھے۔ آپکے جد امجد وعظ و نصیحت میں ضرب المثل تھے اور جد موصوف نے ایک نئی خانہ عمارت نہایت عالیشان و باعظمت تیار کرائی اور اسمیں ہزارہا روپئے کے جہاڑ و فانوس شیشہ آلات و بلور کی قسم سے جمع کئے ماہ ربیع الاول میں اُس مکان کو روشنی و فرش وغیرہ آرائش سے نہایت آراستہ فرماتے تھے اور اسمیں وعظ کرتے تھے شہر کے عمائد و مشائخ و بیگمات سننے کیلئے جمع ہوتے تھے۔ بیگمات کے لئے پردہ کا عمدہ انتظام ہوتا تھا اور اقسام اقسام کے کہانے بھی تیار کرتے۔ فاتحہ کے بعد تمام حاضرین تناول فرماتے تھے۔ ہم آپکے والد و جد کا حال مستقل طور پر اس کتاب میں لکھیں گے۔ آپکے جد کا اصلی وطن

سورت تہا۔ وطن مالوفہ سے دکن مین آئے اور یہین سکونت پذیر ہوئے۔ آپکی ولادت اسی شہر مین ہوئی۔ نشوونما کے بعد مدرسہ دار العلوم مین تعلیم پائی۔ کتب درسیہ عربیہ وفارسیہ تمام کین مستعد ولائق ہوئے شاعری کا شوق دلمین پیدا ہوا میر خیراتی تعلیؔ سنجی کی خدمت مین خوب مشق کی خوب کہنے لگے کلام صاف وشستہ ہے ابہام واستعارہ سے پاک ہے۔ آپ خوش خلق ونیک سیرت تہے سرکاری کسی محکمہ مین ملازم تہے تقرہو الغرض کہ آپ کی رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوئی۔ من اشعارہ الهندی

وصل کا روز گیا نوبت زاری آئی	جان کہا ہیکو شب ہجر ہماری آئی
کبہی گلشن مین جو اس گل کی سواری آئی	ہو گیا سب کو یقین باد بہاری آئی
مرکے تربت سے نکل جائینگے ہم	بعد مردن جو نہین یاد ہماری آئی
پہر ہوا جوش جنون آپکے دیوانے کو	شکر للہ کہ پہر باد بہاری آئی
وہ بہی خون کے لگا بہانے سے ہاتون سے جگر	کوچۂ یار مین جب لاش ہماری آئی
آج بہیجا ہے خط شکر خدا کرتے ہین	یار سے اس بت کو وفا یاد ہماری آئی

واقف غلام علیم حیدرآبادی

واقف تخلص۔ غلام علیم نام۔ حیدرآباد دکن کے باشندہ ہین عالم شباب مین شہر کے فضلا کی صحبت مین فارسی نوشت وخواند مین بقدر ضرورت مہارت ولیاقت پیدا کی لیاقت کے بعد شعر وشاعری کا شوق پیدا ہوا مرزا قربان علی سالک دہلوی کی خدمت مین مشق کرنے لگا۔ استاد کی توجہ سے چند مدت مین موزون کرنے لگا خوب کہتا ہے کلام رنگین وبامزہ ہوتا ہے۔ من اشعارہ الهندی

یاس و امید مین ہے شب وعدہ کشمکش	دیدہ نہ بند ہے نہ کھلا انتظار کا
اسکی شمیم زلف کی ایسی ہوا چلی	ملتا ہے مفت ہر مین نافہ تتار کا
برباد ہوکے یکمین پہنچے مین ہم کہان	پہلا قدم ہے جوش پہ اپنے غبار کا
موسی تو دعوی ارنی کرکے غش ہوئے	اب ہمکو دیکھنا ہے مآل انتظار کا
واقف کو آج دیکھہ کے آنسو نکل پڑے	کیا جانے حال کیا ہے دل بیقرار کا

والہ۔ میر سید محمد

والہ تخلص۔ میر سید محمد نام آپ ملا سید محمد باقر موسوی خراسانی کے فرزند مین۔ آپکا مولد و منشا خراسان ہے۔ آپ سن تمیز کے بعد والد ماجد کی خدمت مین کتب سیہ معقول و منقول سے فارغ التحصیل ہوئے اور علم ادب کی بھی تکمیل والد ماجد سے کی۔ شباب کا عالم تھا۔ مزاج مین ذکاوت و ذہانت کی بجلی شعلہ زن تھی دماغ مین قوت خیالیہ کی جولانی موجزن تھی۔ شعر گوئی و سخن سنجی کا شوق دلمین جلوہ افروز ہوا۔ موزون کرنے لگے والد بزرگوار سے اصلاح لیتے تھے چند ہی روز مین معاصرین سے بڑہ گئے والد ماجد کے انتقال کے بعد عالمگیری زمانہ مین وارد ہند ہوئے۔ چندروز ہند مین قیام پذیر رہے۔ پھر ہند سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ بادشاہی منصبدار تھے انورالدین خان کی ہمرکابی مین متعین تھے۔ خان بہادر کی عنایت و رعایت سے حیدرآباد مین عیش و عشرت جاہ و حشمت سے بسر کرتے رہے حیدرآباد مین شادی بھی کرلی تھی آپنے نوکری و خانہ داری وغیرہ علائق کے وجوہ سے حیدرآباد کو وطن قرار دیا تھا۔ اسیوجہ سے اولاً میر فضل ناقشانی اورنگ آبادی مولف تحفۃ الشعرا نے آپکو حیدرآبادی لکھدیا۔ اور

میر افضل آپکا معاصر ہے۔ اور تذکرہ تحفۃ الشعرا سنہ ۱۱۶۰ ہجری مین تالیف ہوا ہے
مولف تحفہ نے آپکو باعتبار سکونت دہ تا پل حیدرآبادی لکھدیا۔ اسی وجہ سے
بعض تذکرہ نویس متاخرین مغالطہ مین پڑے۔ صاحب گلدستہ کرناٹک نے ٹھیک
و درست لکھا۔ ہم بھی آپکے ساتھ اتفاق کرتے ہین اور تائید مین ایک دلیل قاطع پیش
کرتے ہین کہ تذکرہ علما و سادات سے معلوم ہوا کہ ملا محمد باقر موسوی ہند مین نہین آیا
والد کی ولادت حیدرآباد مین کیونکر ہوی۔ فتامل ولاتکن من المغالطین۔
صاحب گلدستہ نے لکھا کہ پھر آپ مدت دراز کے بعد حیدرآباد دکن سے تشریف لاکر مدراس
مین رونق افزا ہوے۔ اسوقت مدراس مرکز علوم و فنون تھا وہین سکونت اختیار
کرلی۔ پھر مدراسی الوطن مشہور ہوے۔ آپ عالم فاضل و شاعر کامل تھے۔ سخن دان
و سخن سنج تھے۔ شعرگوئی کے فن مین استاد اور کلام کے پرکھنے مین نقاد تھے مدراس مین
اکثر شعرا آپکے چشمہ فیضان سے فیضیاب ہوے ہین۔ مدراس کے اطراف و جوانب مین
اسی چشمہ کی بہت سی نہرین جاری ہوئی ہین۔ آپ صوفی مشرب زندہ دل تھے درویش دوست
و کار آگاہ تھے۔ خوشمزاج و خوش خلاق کیا امیر و کیا فقیر کیا ہندو و کیا مسلم سب سے
اتفاق تھا۔ صلح کل کے طریقہ پر سالک تھے۔ پاکیزہ خیال و شیرین مقال تھے تحریر و تقریر
مین سحر البیان تھے۔ مضامین تازہ و معانی شگفتہ پر شیفتہ۔ نازک خیالی و رنگین معانی
پر فریفتہ تھے۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے بھرا ہوا ہے ہر ایک شعر و مصرع سے قند و شکر
کا مزہ آتا ہے۔ آپکا دیوان کیا ہے حلوائی کی دکان ہے ہر ایک صفحہ و ورق مین قسم قسم
حلوے اور انواع انواع شکرپارے دکھلائی دیتے ہین۔ شائقین دیوان کے مطالعہ سے
خوب لطف و مزہ پاتے ہین۔ ہم آپکے چند اشعار بطور نمونہ ترجمہ کے خاتمہ پر لکھتے ہین۔

تا کہ شائقین لذت پائیں - اور آپ کبھی کبھی زبان ریختہ میں بھی موزون کرتے تھے آپ صاحب التصنیف والتالیف تھے چند رسالے آپکے تصنیف سے یادگار ہیں - رسالہ عروض و قوافی - رسالہ تصوف - فن انشا میں قانونچہ ہیں - آخر نفحہ اے گل من علیہا فان سنہ ۱۱۸۴ ہجری میں شہر نگر مدراس میں اس عالم ناپائدار سے دست بردار ہو کر بہشت برین کے طرف متوجہ ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون -

من اشعارہ الفارسی

بہ بزم امشب مگران دلبر طناز می آید
کہ مہتاب از فلک … انداز می آید

بگلگشت چمن نازک نہالم میرسد آیا
کہ در گوش از شکست رنگ گل آواز می آید

ندانم شب کدامی شوخ ساقی بود در بزمم
کہ امروز از گل پیمانہ بوئے ناز می آید

مگر مطرب شنید از نالہ ہائے وا آہنگی
کہ ناہنگام … رسا از نی می آید

ولہ

ز بس از رو نگاہ وحشی سرور بیاباں … م
دماغ آشفتہ … چشمہ غزالانم

نسیم صبح گر آنجانی نسیم گلشن شود … د
ہوا خواہ بہار جلوہ نازک خیالانم

خیالش شمع بزم دل تمنایش گل حسرت
بہار شعلہ … گلستان چراغانم

ولہ

خیال زلف تو امشب کہ راہ خواب گرفت
چو ماہ تار یک تاک … ماہتاب گرفت

ز برگ لالہ حسنش ز شبنم از عرق است
نظارہ ام ز گل آتشین گلاب گرفت

ولہ

ہر کہ ہمچو لالہ در دل سوخت داغ عشق را
ساخت لبریز از می … ایاغ عشق را

لالہ ہائے داغ را پیچیدہ ام از تار آہ
دستہ رنگین بستہ گلہائے باغ عشق را

ولہ

روشن ز بناگوش تو شد چشم تر ما
منت کشد از صدف آب گہر ما

آئینہ دل مشرق انوار تجلی است
تا مہر رخت سایہ فگن شد بسر ما

والہ نگشد نخل ہنر منت خورشید	وله	از شاخ سخن پخته بر آید ثمر ما
صاف طینت را بود در خاکساری آبرو	وله	منت خاکستر فزاید اعتبار آئینه را
سینه صافان را دل از فیض خموشی روشن است		جلوه آہی نماید پر غبار آئینه را
والہ شکست توبه بجا شد که چشم عیش	وله	روی بهار در آئینه هوا
تا سایه رحمت تو افتد بر آفتاب	وله	هر صبح از کفن بدر آرد سر آفتاب
والہ نشد ملائکت نظاره جمال		روشن بود حقیقت شبنم در آفتاب
مژده ای ساقی که ما هم گل بدستیم ای حبیب دل	وله	کز خواب خوش بهای سر مینا می برد ما را
تو برای والہ شیدا بود این مصرع صاف		بیابان پیما شد صحرا بصحرا می برد ما را
کشته عشقیم [illegible] مزار گل کنید	وله	پروانه‌ها توسن شمعم زیر بلبل کنید
[illegible]	وله	جان واله نثار کباب دل کنید
[illegible] آغوش منست	وله	صورت معنی و حبیب آغوش منست
[illegible]		شعله تند نظر مهر و زری پوش منست
بسکه شوقش شد بسوی شراب	وله	رو هم از خود ز گفتگوی شراب
از رواج عشق تو تا گشت شاخ گل ستم	وله	نمود و گو چه باغ است آستین مرا
بسکه شبها آهوی چشم کسی آید بخواب	وله	می کند از خلوت آئینه رم تمثال ما
رقص بسمل کند از ناله زنجیر دلم	وله	ای پری شوخی دیوانه مبارک باشد
از چنین کز غنچه لعل لبت خواهد شگفت	وله	بلبل تصویر از شوق تو گویا می شود
گرد دل را ابروش بیتاب از ایمای لطف		زخمی این تیغ می گردد زهم خسته تر
تا خیالش بدلم جلوه مانوسی ریخت		چون حنا خون جگر دیده بپابوسی ریخت

دل گشت ز شوق زخم صد چاک	وله	شمشیر بدوش و بدستش دوش
با زلف تو دل چه کارها داشت		من حلقه بگوش و بدستش دوش
بر نیاید نگه از ضعف ز چشمم بے تو	وله	باشارات تو وابستہ شفائے تنم
غلطد از شوخی عشق تو نگهوار ز چشم	وله	اشک چون کودک چه گرده بدامن گستاخ
لاله خونین دل گل زخمی نرگس بیمار	وله	در چمن دل بچه تقریب شود وا بی تو
غمزه بیباک و نگه مست تبسم لبریز	وله	شوخ جادو فن من طرفه بساز آمده
قلم اے قاصد از شوخی قسم ساز و جنبانی حرفی	وله	کز دل حرفے تو بیاید نگه زبان حرفے
زبس از خویش رفتم در خیال نرگس مستش	وله	مرا امشب بچشم خواب مستش هست بیداری

واصل - مولوی محمد واصل صاحب

واصل تخلص - محمد واصل نام - آپ سید محمد قمر کے فرزند ہیں۔ آپکا اصلی وطن کڑہ ضلع الہ آباد ہے۔ آپ سادات کاظمی النسب سے ہیں۔ آپکی ولادت قصبہ مذکورہ میں ہوئی۔ اور تربیت و پرورش بھی قصبہ کورہ میں ہوئی۔ آپنے سن شعور کے بعد کتب درسیہ تا رتبہ علما و فضلا سے تحصیل کین۔ چند مدت تک مالوہ میں رہے پھر تلاش معاش کے ارادہ سے سنہ ۱۲۹۳ ہجری میں شہر حیدر آباد دکن میں وارد ہوئے اسوقت یہان مدرسہ انجینیری جاری و قائم تھا۔ آپ علم ریاضی میں ہوشیار و چالاک تھے۔ اور طبیعت کا تعلق بھی قدرتاً اسی علم کے ساتھ زیادہ تھا فن انجینیری کا کمال حاصل کرنیکی غرض سے مدرسہ مین شریک ہوئے۔ آپکو سرکار سے [illegible] وظیفہ مقرر ہوا۔ مدت معینہ تک تحصیل کرتے رہے جب امتحان ہوئے سب طلبہ مین

کامل الامتحان ہوئے۔ اب منتظر و امیدوار تھے کہ سرکار کے صیغہ انجینیری مین کوئی
خدمت پر مقرر ہو جائین اُسوقت جناب نواب بکرم الدولہ بہادر معتمد مال نے
مدرسہ اعزہ حیدرآباد مین امراو شرفازادون کی تعلیم کے لئے قائم کیا مدرسہ مین
مدرس ریاضی کی ضرورت ہوئی۔ مدرسہ اعزہ کی مجلس انتظامی نے اس خدمت کے لئے
آپکو انتخاب کیا اور یہہ رائے قرار پائی کہ آپ سے بہتر اس فن مین کوئی لائق آدمی
نہین ملیگا۔ آپکو مدرسہ انجینیری کے مہتمم ولکنس صاحب سے درخواست کرکے لینا چاہئے
یہہ امر قرار داد ہونیکے بعد نواب صاحب نے صاحب موصوف کو آپکی بابت ایک رقعہ
لکھا کہ آپ محمد حسن صاحب مدرس کو ہمارے مدرسہ کے لئے دیجئے ہم اُن کو وہی تنخواہ
دینگے جو محکمہ انجینیری مین ملتی۔ صاحب موصوف نے نواب صاحب کا رقعہ پہنچتے ہی
منظور کیا آپکو مجلس انتظامی مدرسہ اعزہ مین بھیجدیا آپ ابتدائے افتتاح مدرسہ ۱۲۹۵ ہجری
مین مدرسہ اعزہ مین ریاضی کے سینیر مدرس تھے۔ اور آپکی ماہوار ڈیڑہ سو روپیہ
تنخواہ تھی [illegible] چند سال تک مدرسہ اعزہ مین اپنا فرض منصبی امانت و دیانت کے ساتھ
ادا کیا [illegible] آپ [illegible] معاملات سے [illegible] جب تک آپ مدرسہ مین رہے
اراکین مجلس آپکے کام سے خوش رہے۔ آپکو امید تھی کہ مدرسہ مین آیندہ کسقدر ترقی
ہوگی۔ مگر ایسے اتفاقات و موانع واقع ہوئے کہ آپکی امید موہومی ہوگئی۔ بڑا سبب
یہہ واقع ہوا کہ مدرسہ اعزہ کے سرپرست و مربی مرض دائمی مین مبتلا ہوگئے۔ کوئی
مدرسہ کا سرپرست و مربی نہین رہا۔ اور مدرسہ کی مالی حالت اول ہی ضعیف تھی
مربی کے نہونے سے زیادہ ضعیف ہوگئی اور مدرسہ کی حالت شبے ماند شب دیگر
نمی ماند کے مصداق ہوگئی۔ آپکو اپنی ترقی و استقلالی نوکری کی فکر ہوئی۔ آپنے

کوشش و جستجو شروع کی بمصداق ہر جوئندہ یابندہ سنہ ۱۳۰۶ ہجری میں سرکار عالی کے
محکمہ صفائی میں مساوی الحال ہوا پر مدرسہ سے منتقل ہوئے۔ آپ محکمہ مذکورہ میں خدمت
مددگاری پر مامور رہکر سرکاری کاموں کو عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔
جب ۱۳۰۹ ہجری میں بندگانعالی عرش آشیانے حضور پرنور میر محبوب علیخان نظام الملک
فتح جنگ آصفجاہ ششم ہنگام شب میں تشریف لیجا کر رونق افزا ہوئے تھے آپ ہی محکمہ
صفائی کے طرف سے اہتمام و انتظام کے لئے روانہ کئے گئے تھے۔ اسوقت آپنے
جو کام صفائی کے متعلق تہا اسکا خوب ہی انتظام کیا۔ بندگانعالی اسکے انتظام سے
خوش ہوئے۔ آپ حضور سے ملے اور نذر گذرانے اور ایک کتاب [illegible] نظم میں
تصنیف کرکے مطبوع کروا کر انہیں دو ہی پیش کیا۔ بندگانعالی حضور نے اسکو ملاحظہ فرما کر
دی کہ اسمیں سے چند اشعار پڑھو۔ آپ نے سنائے حضرت بندگانعالی سنکر محظوظ ہوئے۔
آپ موزون الطبع و صاحب ذوق تھے [illegible] مضمون نگاری [illegible]
شیرین کے شائق تھے [illegible] طبیعت [illegible]
آپکے کلام کے ہر ایک شعر سے حلاوت [illegible]
آپ ہمدردی قوم میں جان و مال سے [illegible] کوشاں رہتے تھے
کہ کوئی ایسی بات کی جائے کہ جس میں قوم کی بھلائی ہو [illegible] یتیم بچوں کی
کہانیوں کا جمع کرنا [illegible] مدرسہ کے لئے شہر حیدرآباد میں آپ ہی کی ہمدردی کا
ثمرہ تھا مدرسہ کے لئے علاوہ کہانیوں کے چندہ بھی [illegible]
توجہ و ہمدردی کے وجہ دیوبند کے مدرسہ کو بڑی مدد پہنچی ہے [illegible] بلکہ
ہند کے مسلمانوں کو آپ ہی ہمدردی کی تحریک سے [illegible] دیوبند کے مدرسہ کو

گئے تھے اور جہاں جہاں اس قسم کے مدرسے تھے وہاں بھی گئے ہیں۔ غرض کہ
آپ فنائی القوم تھے۔ صفائی کی کچہری میں جو سالانہ حضور کی سالگرہ کا جشن
منعقد ہوتا ہے اس جلسے کے آپ ہی موجد ہیں۔ جلسہ میں شہر کے معززین شعرا
و امرا و عہدے دار جمع ہوتے ہیں۔ شعرا حضور کے مدح و ثنا و دعا میں قصائد پڑھتے
ہیں۔ حاضرین سنکے تحسین و تعریف کے ساتھ داد دیتے ہیں۔ اسی جلسۂ مسرت افزا
کو دیکھ کے شہر کے امرا بھی کرنے لگے۔ شہر میں متعدد مقام میں جلسے منعقد ہوتے ہیں
سنہ ۱۳۰۹ ہجری میں حضور پرنور نے غزل کا ایک مصرع موزون فرمایا۔ ہند و دکن کے
ملک میں بطور طرح شایع ہوا مصرع یہ ہے ع یہ چوٹی کس لئے پیچھے پڑی ہے)
شعرائے ملک نے طرح میں غزلیں لکھیں اخبارون میں مطبوع ہوئیں۔ آپ نے بھی بتاریخ
۲۰ رمضان المبارک ۱۳۱۰ ہجری کو شب میں واقع اکوٹہ میں اس طرح میں غزل سنائی
اور حضور پرنور سے تحسین حاصل کیا۔ اب میں اس غزل کے چند اشعار ذیل میں
لکھتا ہوں۔ آپ کا کلام [illegible] سے خالی نہیں ہے آپ کو [illegible]
ہوتا ہے۔ آخر ۲ [illegible] ۱۳۲۲ ہجری میں دار فانی سے عالم باقی کو رحلت کی۔
انا للہ و انا الیہ راجعون مولف حقیر نے آپ کی تاریخ رحلت اس فقرہ سے
نکالی [illegible] داخل جنت [illegible] دروازہ چادرگھاٹ مسجد کے صحن میں
مدفون ہوئے۔ مولف فقیر کے مخلص تھے اللهم اغفر له
آپ کے [illegible] الصالحات مولوی محمد علی و محمد اکرم و محمد مکرم و حشمت علی وغیرہ
یادگار میں سلمہم اللہ تعالی۔ **من اشعاره الهندی**

کہیں [illegible] دیکھا اک پری کو	کہ چٹ پکڑے ہوئے در پر کھڑی ہے

قریب آکر کہا اے راحت جان
یہ چوٹی کس لئے پیچھے پڑی ہے
پلٹ کر یون کہا اس دلربا نے
نگہ باہمدگر جب سے لڑی ہے

ولہ

چمن مین کسکی آمد اس گھڑی ہے
کہ خلقت پیشوائی کو کھڑی ہے
کسی جا گوش بر آواز گل مین
کہین نرگس بھی در تکنے کھڑی ہے
کہین بلبل کی ہے نغمہ سرائی
کہین قمری کی کوکو ہر گھڑی ہے

وزیر۔ میر وزیر علی بادشاہ حیدرآبادی

وزیر تخلص۔ میر وزیر علی بادشاہ نام آپ صمصام الملک بہادر کے پوتے ہیں۔ نواب افضل الدولہ بہادر مرحوم والی دکن کے داماد۔ آپ خاندان آصفی کے نور بصر اور ماں نظامی کے لخت جگر ہیں۔ ریاست کے روسا مین ممتاز اور سلاطین کے عمائد مین سرفراز ہیں آپکی ولادت باسعادت حیدرآباد دکن مین واقع ہوئی۔ تربیت پرورش بھی اسی شہر کی آب و ہوا مین ہوئی۔ نشو و نما کے بعد ابتدائے سن شعور مین آپکی تعلیم کے لئے استاد اتالیق مقرر کئے گئے۔ آپ ذہین و ہوشیار تھے دو تہائی سال مین کتب درسیہ فارسیہ سے فراغت حاصل کی پھر آپکو شوق ہوا کہ عربی کتب سے بھی بہرہ یاب ہوں چند مدت عربی کا بھی شغل رہا۔ چند رسائل نحو و صرف کے ختم کئے پھر ایسے موانع واقع ہوے کہ آئندہ عربی کتب کے تحصیل کا موقع نہین رہا مگر شعر و شاعری کا دلمین شوق پیدا ہوا طبیعت مین موزونی و چالاکی خداداد تھی۔ فکر رسا و طبع والا سے شعر موزون کرنے لگے اسوقت مولوی میر شمس الدین فیض المتوفی ۱۲۰۳ ہجری کی استادی مسلم الثبوت تھی شہر مین استاد کل کے لقب سے مشہور تھے آپ بھی اپنا کلام میر صوف کو دکھلانے لگے میر صاحب

آپکا کلام دیکھکر فرماتے تھے کہ صاحبزادگان آصفی و امرا دکنی میں اس فن متانت و نزاکت
کا کوئی ایک فرد بھی نظر نہیں آتا ہے آپ صاحبزادوں میں فرید اور امرا میں وحید ہیں
مدت تک اشعار موزون کرتے رہے اور استاد موصوف سے برابر اصلاح لیتے رہے چند مدت
کی مداومت اور مشق میں شاعر کامل ہوگئے۔ استادی کے مرتبہ کو پہنچ گئے۔ آپکے کلام سے
شستگی و پختگی معلوم ہوتی ہے۔ آپکا ہر ایک شعر سنجیدہ و پسندیدہ ہے اور ہر ایک مصرع
برجستہ و شستہ ہے کلام سلیس با محاورہ ہے الفاظ کی نشست و معانی کی بندش پاکیزہ
ہے۔ آپ صاحب دیوان ہیں۔ مگر ابھی تک اپنے کلام کو مرتب کرکے مطبوع نہیں فرمایا ہے
آپ خوش خلق و حلیم الطبع مستقیم الوضع ہیں۔ فقرا دوست و غربا پرور ہیں۔ اعزہ و احبا
کے ساتھ ہمدردی و مساعدت فرماتے ہیں علم و اہل علم کے قدردان۔ اہل کمال و جوہر کے
جوہر شناس ہیں۔ اعزہ و احبا و اصحاب کی ترغیب دیتے ہیں کہ بچوں کو تعلیم عمدہ طرح سے
دینا چاہیے۔ اور بچوں کو اس لائق بنانا چاہیے کہ سرکاری عہدہائے جلیلہ کے لائق ہو جائیں
آپ خوش عقیدہ ہیں اپنے بزرگان سلف کے طرح اہل اللہ و اہل کمال کے خواہان۔ ولی
کامل و صاحب دل کے جویا ہیں۔ بزرگوں کے اعراس نہایت ہی عظمت و شان سے فرماتے
ہیں مشائخ و علما کو مدعو کرتے ہیں ہر ایک عرس کی مہمانداری و خاطرداری پوری طور
سے ادا کرتے ہیں۔ ہر ایک کو رخصت کے وقت عطر و پان عطا فرماتے ہیں۔ اور ہر ایک کی
تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ بندگان عالی حضور پرنور بھی آپکو بہت چاہتے
ہیں۔ شہر کے امرا اور صاحبزادوں میں بھی آپ معزز و مکرم ہیں۔ معاش لائق و جاگیر
فائق سے ممتاز و سرفراز ہیں آپکی عمر تقریباً پچاس برس کی ہوگی۔
فی الحال اخبار سے معلوم ہوا کہ آخر شوال ۱۳۲۹ھ ہجری میں انتقال ہوا۔ انا للہ

وانا الیہ راجعون من اشعارہ الہندی

ہمسر کیا جو آپکو گیسوئے یار کا
منہ کالا اسخطا سے ہے مشک تتار کا

قاری ہوا ہے مصحف روئے بتان نہو
حافظ خدا ہے میرے دل بیقرار کا

کب ہاتھ مین ہے باگ میرے اختیار کی
ہے جب سے انتظار کسی شہسوار کا

پہنچے کنار گور کے ہم جان بلب صنم
پورا کیا قرار نہ بوس و کنار کا

واضح ـ میرزا مبارک اللہ

واضح تخلص۔ ارادت خان خطاب ہے۔ کشمیری الاصل۔ جناب میر غلام علی آزاد نے سرو آزاد مین لکہا ہے کہ واضح کا جد بزرگوار میر محمد باقر ارادتخان شرفا سادات سے تہا اور میرزا محمد جعفر آصفخان کا داماد۔ اور جہانگیری زمانہ مین میر بخشی گری کی خدمت پر مامور تہا۔ شاہ جہان کے زمانہ جلوس مین وزیر ہوا۔ بعد ازان صوبہ داری دکن و خطاب خان اعظم سے سرفراز ہوا۔ اور کبہی کبہی گجرات و بنگالہ و کشمیر و الہ آباد کی صوبہ داری پر مامور رہا۔ کسی وقت بیکار نہین رہا آخر بادشاہ نے اسکو جاگیر دی جہان جاکر وہان کی حکومت کرے۔ اس نے جونپور کی صوبہ داری اختیار کی۔ وہان چند روز حکومت کرکے ۱۰۵۵ ہجری مین فوت ہوا۔ اسکی لڑکی شاہ شجاع سے منسوب تہی اس عفیفہ سے سلطان زین الدین بن شجاع پیدا ہوا۔ اور اسکا چہوٹا لڑکا میر اسحق ارادت خان عالمگیری زمانہ مین دارا شکوہ کی فتح کے بعد اودہ کا صوبہ دار ہوا اور اسی سال مین سرائے فانی سے رحلت کی۔ اسکا فرزند میرزا برکت اللہ واضح صاحب ترجمہ درگاہ عالمگیر سے بخطاب موروثی ارادتخان مامور ہوا۔ اور ۱۱۰۰ ہجری مین چاکنہ کی فوجداری پر سرفراز اور

سنہ ۱۱۱۸ ہجری اورنگ آباد کی فوجداری اور بعد ازان گلبرگہ کی قلعہ داری سے ممتاز ہوا اور شاہ عالم کے زمانہ مین منصب چار ہزاری سے سربلند اور آخر فرخ سیر کے زمانہ مین دلی مین سنہ ۱۱۳۸ ہجری مین فوت ہوا انتہی کلامہ

واضح فن شاعری مین میر محمد زمان راسخ سرہندی کا شاگرد۔ اور تصوف مین میر سنجر نقشبندیہ کا مرید تھا اور میر سنجر کی دختر نیک اختر سے منسوب بھی تھا۔ میر کی نسبت ساقی نامہ کے دیباچہ مین لکھتا ہے {راح اعتدال بری از بدمستی افراط و خالی از خمیازہ کشی تفریط از شاہ سنجر بعنوان کشیدہ صراط مستقیم طریق وحدت و نعمت غیر مغضوب تحقیق و در عنفوان شباب کہ مستی جوانی و نشاء کمال و بیخودی غرور دولت در سرم جمع بود۔ آن جوش فزائے خم در پیالہ و صاف پائے صراحی و پیالہ ثلاثہ غسالہ شست شوئے باطن من حیران نمود کہ دوش کیفی مزاج وہوا و عوجاج اصلا نماند انتہی} اور میر مذکور کے مرثیہ مین ایک ترکیب بند لکھا ہے۔ ہم ایک بند ناظرین کے ملاحظہ کے لئے لکھتے ہین ؎

اے فلک ستم وفا ریخا الم سے بیداد گر	اے رموز سینۂ اہل مصیبت بیخبر
اے گریبان مہ بہی نے خاک شہر بیکسی	ریختیں شور قیامت از چہ ماندی بیخبر

رفتی آخر شاہ سنجر داد ہی بیداد ہی
خاک بر سر بخت در ہجرت دل ناشاد ہی

پچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے گل رعنا مین لکھا ہے کہ مجکو واضح کا دیوان بخط مولف نوشتہ سنہ ۱۱۱۸ ہجری ملا۔ دیوان مین چند غزل حاشیہ پر بخط واضح ہین اور انکی پیشانی پر بخط طغرا مرقوم ہے {فاتوا بسورۃ من مثلہ} اور دیوان مین

دو قصیدے ایک فلک المعارج جواب مین شمس المناقب معز فطرت قمی دوسرا مسمی بفخر دارین دونو قصیدونکا کلام سرسری ہے۔ ہم فلک المعارج و فخر دارین سے دو دو اشعار نمونہ کے طور پر لکھتے ہین ؎

کے گیرد از عزیمت من سست ہیم ہار	نہ سنجنی فلک کسلاند اگر مہار
از موج بحر ہنم اول قدم بود	نہ کشتی فلک چو ہیا بند بر کنار

قصیدۂ ثانیہ فخر دارین مین اولاً تشبیب کے بعد از ان ہمت خان بن اسلام خان کی مدح کرتا ہے۔ منہا ؎

ولیک شکر عنایات لطف ہمت خان	کہ فخر می کند از ذات پاک و خانی
چگونہ شرح دہم کان ستودہ قدر شناس	کہ با دولت ہزہ و سرش زرا نی
مرا خرید بہ نرخے کہ لا النقش بودم	زمین ہمت او بہم رانسی و جانی

واضح نے متعدد رسائل نظم و نثر مین لکھے۔ اور ہر ایک منظوم رسالہ کے پہلے نثر مین مستقل دیباچہ لکھا اور ہر دیباچہ کی پیشانی پر اپنی مہر کرتا تھا۔ مہر کا نقش (الحق واضح) تھا۔ منجملہ رسائل۔ مثنوی مرآت دیدار + کمند وحدت + نغمہ و شیون
مقابل مخزن اسرار مقابل سلسلۃ الذہب مقابل لیلی مجنون

آئینہ راز + تاب زنار + ساقی نامہ + اسرار معنوی
مقابل محمود ایاز مقابل سبحۃ الابرار ہم بحر سکندرنامہ در پیروی مثنوی مولوی
یہہ ساتون مثنویات کو ۱۱۵۰ھ ہجری مین شروع کیا اور ۱۱۵۷ھ ہجری مین تمام کیا
یہہ تمام مثنویات مختصر ہین۔ قلیل اللفظ کثیر المعنی۔ مرآت دیدار کے پچپن اشعار ہین
نغمہ و شیون ایک جزو۔ کمند وحدت کے اکانوے اشعار۔ آئینہ راز کے ۵ جزو

وتاب نار ایک جز + ساقی نامه دو جز + اسرار معنوی ایک و نیم جز -
ان رسائل کے علاوه ایک دیوان ہے جو غزلیات و قصائد و رباعیات و غیره اشعار پر
شامل ہے - صاحب گل رعنا نے تمام مثنویات و دواوین کے اشعار انتخاب کرکے
اپنے تذکره مین لکھا ہے مولف بخیال طوالت کلام صرف دیوان کے اشعار پر
اکتفا کرتا ہے - من اشعاره الفارسی

پرواز چون کند ز چمن مرغ جان ما — در پای گل بخاک سپار آشیان ما
دل ز طپش ز رفتن خود میدهد خبر — آواز پا بود جرس کاروان ما

وله

ز مقراض فنا دوست شمع زندگانی را — بود آب دم شمشیر چندل سرگرانی را
با اسیری چکند معجزهٔ یوسف حسن — مفت در واشد و نگشود در زندان را
بزخم دل نمک ماهتاب مرهم نیست — سواد سرمهٔ شبهای تار را دریاب
گذشت صبح جوانی و گرد پیری ماند — چو رفت محمل لیلی غبار را دریاب
با سکندر داشت صحبت زمزم و نیشان — خون بدست خضر باشد گر خورد تنها شراب
را صبح از شور جنون صبح قیامت شده ام — انچه انجام دو عالم بود آغاز منیست
داغ جگر بخاک شبستان غنیمت است — رنگ شفق بشام غریبان غنیمت است
آب حباب بوی گل آید بزخم دل — در نوبهار چاک گریبان غنیمت است
میرود دل بخیه سوی جنون نمیرسیت — اینقدر دانم که الفت میکشد زنجیر نیست
بوی خون از نفس باد صبا می آید — شاید از گلشن داغ دل ما می آید
سنگین مشو که زود فرو می روی بخاک — دیدم بلوح تربت قارون نوشته اند
راحت و رنج بود خواب پریشانی چند — یوسفی چند تراشیدن و زندان چند

دام بر دوش نگر باز کسے می آید — کہ مرا یاد ز کنج قفسے می آید

بے نوا را اے نسیم غمزدا فریاد رس — گرد غربت بست بر بار رخنۂ ہاے قفس

سپر کردم گرمی ارباب دنیا سوختم — در چراغان رفتم از بہر تماشا سوختم

جنگ ہفتاد و دو ملت سپر انداختم — تیغ کین بر ما مکش اے خصم مرا ہی مکن

برہ جنون دویدم خبرے خود ندارم — نگہم کجا فتادہ دل من کجا نشستہ

بکاغذ جگرے پیچیدہ ام یعنی الا ے درا — صبا دا گر بہ بر حالم کنی اے نامہ بر حیے

آہ زد جوش طپش زد در دل ناشاد بتی — صید ما در بیضہ دار و چشم بر صیاد ہے

ہستی ما خاکساران نقش پا ہی بخشش ہست — چشم پر از خرابی دارد این بنیاد ہے

ہی کعبہ ہیہات باد اندر باقی — کہ بنا سجدہ ساغر کند من سجدہ ساقی

رباعے منہ

دنیا کہ درو دل بہوس پیچیدہ است — رنج است مآل و خنش فہمیدہ است

عو عیش تمام حسرت و بیمزگی است — چون صبح عروسی و چو شام عیدست

ولا - نواب عزیز جنگ بہادر

ولا تخلص - مولوی احمد عبد العزیز نام - خان بہادر - نواب عزیز جنگ سرکار نظام خلد اللہ ملکہ سے اور شمس العلما - خان بہادر سرکار انگریزی سے خطاب ہے - آپ مولوی محمد نظام الدین مرحوم کے فرزند دلبند ہین - آپکے نسب و حسب کا سلسلہ حضرت جعفر طیار سے منتہی ہوتا ہے - آپ نسبًا جعفری مذہبًا شافعی - قومًا نا عطی مولدًا مدراسی ہین والد ماجد کے ہمراہ کم سنی ہین حیدرآباد دکن آئے - آپکے نشو و نما و تربیت کی تکمیل

یہان ہوی۔ سن شعور و تمیز کے ابتدا مین فارسی و عربی کی کتب متداولہ درسیہ متعدد اساتذہ سے ختم کین۔ آپ تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ کے سررشتہ عدالت مین مقرر ہوئے۔ درجہ بدرجہ ترقی کے اوج پر عروج کرتے گئے۔ عدالت و فنانس و مالگذاری وغیرہ محکمون مین ملازم رہے۔ ہر ایک محکمہ مین امور مفوضہ کو دیانت و امانت کے ساتھ انجام دیتے رہے۔ ختم ملازمت پر عہدہ تعلقداری ضلع سے وظیفہ یاب ہوئے۔ حسن خدمات کے صلہ مین ۱۵۰ روپیہ ماہانہ وظیفہ خزانہ شاہی سے پاتے ہین۔ چند مدت شمس الامرا بہادر مرحوم کے پائگاہ مین معتمد و صدر تعلقدار رہے۔ پائگاہ سے بھی ایکسو پچاس روپیہ ماہانہ وظیفہ ملتا ہے۔ آپ دو سال تک سرکار آصفیہ کے لیجسلیٹو کونسل کے ممبر اور کئی سال تک حیدرآباد میونسپالٹی کے رکن اور ایک سال نائب صدر نشین۔ اور چار سال تک مجلس طبابت کے رکن فی زمانا ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کے ایسوسیٹ ممبر ہین۔ آپ سرکارین یعنی سرکار نظام و سرکار انگریزی کے اعلی حکام کے نزدیک معزز و مکرم ہین۔ آپکی عزت و عظمت مسلم ہے آپکو ریلوی بورڈ آف ڈائرکٹرس نے اعزاز النظام ڈومنین مین سلور فری پاس دیا اور سرکار انگریزی نے ایک تلوار عطا فرمائی۔ اور آپ سرکار انگریزی کے کل ممالک ہند مین قانون اسلحہ سے مستثنی ہین۔ آپ علم دوست و ہنر پسند ہین۔ علما و فضلا شعرا و ظرفا کی قدر کرتے ہین آپکی طبیعت مین قدرۃً و فطرۃً موزونیت واقع تھی بناءً علیہ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی ہے اور تالیف و تصنیف کا ولولہ دل مین موجزن ہے۔ سخن سنج و سخن فہم ہین۔ فارسی و اردو دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین جو کچھ کہتے ہین مرغوب و دلچسپ ہوتا ہے آپکو فارسی مین مولوی وجیہ الدین خان

معنی تخلص ورمولوی نجم الدین حسین خان افضل سے اور اردو مین جناب فصیح الملک
داغ دہلوی و حافظ جلیل حسن صاحب جلیل مینائی سے تلمذ ہے - آپکا کلام دونون
زبان مین شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے - صاحب دیوان ہین - دیوان قصائد و غزلیات
و رباعیات و قطعات تاریخیہ پر شامل ہے - فی زماننا مطبوع ہوکے شایع ہو چکا ہے - آپ
اردو مین کم کہتے ہین اردو کا کلام مرتب نہین فرمایا - آپکو تاریخ گوئی مین ملکۂ تامہ حاصل
ہے فی البدیہہ کہتے ہین - فن تاریخ جمل مین بے نظیر فرد ہین - غرائب الجمل کے دیکھنے سے
آپکی لیاقت خداداد کی وسعت معلوم ہوتی ہے جو صاحب مذاق و منصف مزاج ہوگا داد دیگا
تالیف و تصنیف کے شیفتہ ہین تخمیناً پچیس سال سے اس کام مین ہمتن مصروف ہین قوانین
و متعدد فنون کے رسائل و کتب تالیف کئے چنانچہ سترہ ۱۷ کتب نظام فنانس و مولوڈس
شایع ہو چکا - سرکار سے انعام صہ ہزار سے زیادہ ملا -

مندرجہ ذیل کتب مطبوع ہوکے شایع ہو چکے ہین -

فن فلاحت مین - فلاحۃ النخل - کاشت انگور - کاشت ترکاری -

فن سیاق مین - سیاق دکن

فن تاریخ مین - تاریخ النوائط - محبوب السیر - عطیات سلطانی

فن جمل مین - غرائب الجمل -

فن طیور مین - حیوۃ الحمام

فن لغت مین - آصف اللغات

لغت مین نہایت شرح و بسط کے ساتھہ لکہی ہے ہین - چار جلدین شایع ہو چکی ہین
اور چوبیس جلدین زیر تالیف ہین اس کتاب کی ہر ایک جلد کے لئے ویہ اسے بندھنے

پانسو روپیے سکۂ کلدار انعام - اور سرکار عالی نظام نے پانسو روپیے سکۂ مجوبیہ منظور فرمایا ہے - ہر چہہ مہینہ مین ایک جلد شایع ہوتی ہے مولف نے کل جلدین پبلک کے لئے وقف کردین - اور اسکا خالص نفع محمدن کالج علیگڈہ کو دیدیا ہے اور دیگر تالیفات کے خالص نفع سے کتب قدیم نادرالوجود خرید کے پبلک لائبریری کے نام وقف فرماتے ہین اسوقت تک مدرسہ عالیہ کلکتہ ایشیاٹک سوسایٹی بورڈ آف اکزامنرس کلکتہ محمدن کالج علیگڈہ کو بارہ سو جلدین قیمتی بارہ ہزار روپیہ بھیجے ہین -

آپ ملکی انتظام مین فرد فرید عقل و راستی تدبیر مین ذات جہہ مین صائب الرائے وستقل مزاج راست گفتار و نیک کردار ہین - معاملات دنیوی مین راست بازی سے کام کرتے ہین - ناجائز طور سے کسیکی رعایت نہین فرماتے - جو امر واقع کے مطابق ہوتا ہے اُسکے کرنے مین کوتاہی نہین کرتے عوام الناس جو اغراض نفسانی مین مبتلا ہین آپ کی راست بازی و صاف گوئی دیکھکے شاکی ہوتے ہین اور کہتے ہین کہ نواب صاحب تند مزاج و سخت گیر ہین - جو بزرگ ذی فہم و منصف مزاج ہین منصفانہ آپکی تعریف کرتے ہین - چنانچہ فقیر مولف بھی سُنی سنائی باتون پر اعتماد کرکے آپ سے بہت کم ملتا تہا لیکن فی زمانناً مجھے آپ سے ملنے کا اتفاق ہوا - نہایت محبت و اخلاص سے پیش آئے اور آتے ہین - خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم - مین اپنے ملنے مین بہت ہی پشیمان و نادم ہوا مین سچ کہتا ہون کہ جناب والا صاحب جمعہ واقع مین عزیز الوجود ہین - مغتنمات سے ہین خدائیتعالے آپکو سلامت رکہے - آپ سراپا قوم کے ہمدرد و خیرخواہ ہین - آپ کی ذات بابرکات سے قوم کو بیشمار فائدہ پہنچ رہا ہے - آپ اندنون نفع عام کی غرض سے تالیف وتصنیف کی فکر مین باوجود بیماری و ناتوانی ہمہ تن مصروف رہتے ہین - ذاتی سرمایہ کا

بڑا حصہ اسی تالیف و تصنیف مین صرف کر رہے ہین اور کتب مع لغات طبع کر کے خلائق کو بلا قیمت ہدیۃً و تحفۃً تقسیم کرتے ہین - ایسے بزرگ فی زمانہ نادر الوجود ہین اللّٰہم سلمہم بالخیر والعافیہ - فقیر مولف آپ کی تالیفات کو منصفانہ محققانہ دیکھتا ہے - درست ولائق تحسین پاتا ہے مثلاً کتاب غرائب جمل نہایت شرح و بسط کے ساتھہ لکھی ہے اس کے مطالعہ سے آپکے معلومات کی وسعت اور تحقیق کی وقعت ثابت ہوتی ہے اتبک اس فن مین جامعیت کے ساتھہ ایسی کتاب نہین دیکھی گئی اسیطرح دیگر رسائل بھی ہین - فی الحال آصف اللغات لکھہ رہے ہین اسمین جسقدر تحقیقات کر رہے ہین ایسی تحقیق کسی نے نہین کی نہ کوئی ایسی کتاب جامع اللغات ہے -

اب مین آپکے دیوان سے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہون ناظرین مطالعہ کرین اور مولف کے کلام کی داد دین - **من ۲۰ اشعار ۲۵ الفارسی**

اے لوح جبین تو بسم اللہ عنوانہا		ورے روے حسین تو خوش مطلع دیوانہا
آن عارض و لجویت یک صفحہ صد دیوان		یک شعر دوابروت بیت الغزل آنہا
بہم دارد رخ چون آفتابش آب و آتش را	ولہ	کہ آتش نشانہ آب و تابش آب و آتش را
ز چشمم خاست سیل خون بجوش آب آتشگون		بہم آورده در مضمون جوابش آب و آتش را
قطرۂ اشکم اگر مثل گہر میدارد آب	ولہ	در غلاف چشم او تیغ نظر می دارد آب
آبروے جاردمن از مژگان کشتم در راه عشق		گر بود چشمے کہ او از دو دیده می دارد آب
پنبہ بردا غم نہد چشم پر آب او وے		ہر زبان زخم دل عشاق بر می آرد آب
دل من گر بدست دلربا نیست	ولہ	بدستم اختیار من چرا نیست
گرت سیل سرشکم رہنما نیست		چرا در دیده ام نقش پا نیست

برزده چون آفتاب سر ز گریبان صبح
آئینهٔ حیرت است از رخ تو آفتاب

وله

پیش تو گردش نقاب شرم زده دامان صبح
سرمه کش غیرت است دیدهٔ حیران صبح

وله

تیغ ز سر در گذشت در تن من جان نماند
عشوه زن فتنه گر دست منه بر کمر

وله

آب چو از سر گذشت بیم ز طوفان نماند
ناز ترا یک نظر در دلم ارمان نماند

وله

دوش با جو بستند ابرو اتفاق افتاده بود
آرزوی مرده را آمدم وصلت زنده کرد

وله

اتفاق جفت ابرویش بطاق افتاده بود
در من و جان من بیجان افتراق افتاده بود

وله

برنگ برنیسان بخت مینا آب در ساغر
بتا باید شب لف تو هشیاران غافل را

وله

ز جوش باده چنین در صدد زنایاب در ساغر
نماید عکس مست نیم خواب هست خواب در ساغر

وله

در چشم آبدار تو آبی ندید کس
جز روی بی نقاب از تاب حسن او

وله

در جویبار تیغ حبابی ندید کس
عشاق را بدست حجابی ندید کس

وله

دود آهم بر لب گلناری من همچو شمع
سوختم از آتشت چندانکه خاکستر شدم

وله

سوز جانکاهم نهان در گوشت تن همچو شمع
تو ده خاکسترم گردید مدفن همچو شمع

وله

دمی که همدم ابروی یار شد دم تیغ
بر آب دیدهٔ من (حالیکه در من شکست)

وله

بجوهرش سر تسلیم کرده خم دم تیغ
پلی است بستهٔ تیغ نگاهت از خم تیغ

وله

پرده شگاف دل است نوک خدنگ نگاه
تند بر آید ز چشم باز در آید به چشم

وله

برون جان مشکل است حیف چنگ نگاه
لیک نیاید بچشم تیر تفنگ نگاه

وله

بدیدهٔ مست خواب بی خواب و هم بناز تو خواب نیست
ز رخت چو نیست نقاب گیرد به هم قرص آفتاب گیرد
چو مهر و مه با تو شد مقابل بمهر و شد آفتاب جاهل

وله

بجام مست نیم مست کرشمه ساز شراب نیست
ز رخ گر نقاب نیست روز مهر آفتاب نیست
رسید نیست باه کامل نعمت آفتاب نیست

انتخاب رباعیات

باشد به دلم حرمت نام حافظ — در چشم من است احترام حافظ
او خواجهٔ شیراز و ولا بندهٔ او — این نظم کجا کجا کلام حافظ

وله

ابروی تو کرد عاصی را نه تیغ — تیر نگهت جفا کند همره تیغ
کافی است گره برابروت بهر ولا — مشنی بحل به بود از حربه تیغ

وله

خون گرمی کس عیان شود از رگ و پوست — حرفی تو آگه کند از دشمن و دوست
آید بزبان هر آنچه باشد در دل — از کوزه همان برون تراود که در اوست

وله

دود دل ما که بر سما خواهد رفت — در بارگهش شکل دعا خواهد رفت
ابر کرمش خبر دهد زین که ولا — آخر آبی به جوی ما خواهد رفت

وله

حاسد ز حسد بهر چه خواهد نرسد — نیکوی خواه را گهی بد نرسد
فائز بمرام می شود خیر طلب — بدخواه کسان هیچ به مقصد نرسد

انتخاب قطعات تاریخ

در جشن ختان ابن سید اکبر — صد گوهر اشک ریخت از چشم پدر
از نخرجه لطیف گفتم تاریخ — این شمع شد از قطع زبان روشن

وله

۱۲۷۹ - ۳۰۰ = ۹۷۹ ۱۸ ۶
پیکار به دکن گشن پرشاد — شد وزیر حضور شاه دکن
ای ولا سال سه نوازی اوست — دل ما شاد و چشم ما روشن
۱۳۰۲ھ

تاریخ رحلت مولوی سید علی کامل تخلص

دنیا سے گیا ملک سخن کا والی — اقلیم سخن کی ہے یہ بد اقبالی
افسوس جہان مین فرد کامل نہ رہا — استاد سے ہو گیا زمانہ خالی
۱۳۱۲ھ

تاریخ طبع دیوان حضرت جلیل مینائی

جس وقت چھپا ہوا وہ مقبول جہان کیا خوب کہی ولاؔ نے اسکی تاریخ	دیوان سخنور جلیل ذیشان سلطان قلمرو سخن کا دیوان ۱۳۲۸

ولاؔ - سید ابو سعید المخاطب بہ سید ابو طیب خان

ولاؔ تخلص - سید ابو سعید نام و کنیت ہے - آپ سید ابو طیب خان بن سید زین العابدین خان امامی کے فرزند ہین - آپ پدر بزرگوار کے نام سے مخاطب تھے - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپکی ولادت ۱۲۰۹ھ ہجری مین بمقام رحمت آباد واقع ہوئی نشو و نما کے بعد سن شعور و تمیز کے عہد مین آپنے کتب متداولہ فارسیہ و مختصرات عربیہ مولوی منیر الدین علی و مولوی شاہ امین الدین علی سے ختم کین - اور خط نسخ کی مشق محمد صبغۃ اللہ نائطی سے کی - تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد رحمت آباد سے مدراس مین آئے موصوف شاہ صاحب مولانا آگاہ کی خدمت مین کتب محصلہ کی تکمیل کی تحصیل و تکمیل سے فراغت پاکے شعر و شاعری کے طرف مائل ہوئے - موزون الطبع تھے مولانا موصوف کی خدمت مین مشق کلام کرنے لگے - درجہ کمال کو پہنچے - فن خطاطی مین بے نظیر تھے - مولانا آگاہ جب آپکی لیاقت و ذکاوت سے آگاہ ہوئے تو آپکو ولاؔ تخلص عطا کرکے یہ بیت لکھی

خط وافی بہر از سپہر چو بلبل ولا ... اولین جوش بہارست گلستان ترا

مولانا کی زندگی تک آپ مدراس مین رہے - مولانا کی رحلت کے بعد اپنے اصلی وطن مین جو ایک موضع رحمت آباد کے قریب تھا آئے - مدت دراز تک سکونت پذیر رہے اور آپنے مولوی شاہ رفیع الدین دکنی کی خدمت مین ولا طریقہ نقشبندیہ و ثانیاً

طریقۂ قادریہ مین بیعت کی۔ مدت تک دونون طریقون مین ریاضت کرتے رہے۔ آخر ۱۲۵۲ھ سنہ ہجری مین لخت جگر کے فوت ہونے سے نہایت غمگین و دل برداشتہ ہوئے وطن سے غربت اختیار کی۔ چند ایام سیر و سیاحت مین بسر کرکے واپس آئے۔ آپکے بنی اعمام سید محمد یحییٰ خان بہادر اکبر جنگ نے آپکو آوارہ گردی و رہ نوردی سے باز رکھا۔ پھر آپ اُسی زمانہ مین حافظ یار جنگ کے توسل سے نواب اعظم جاہ کی سرکار مین باریاب ہوکے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ اور نواب کے اساتذہ کے زمرہ مین شریک کئے گئے۔ نواب ممدوح اپنے تذکرہ مین لکھتے ہین کہ سبحان اللہ کیا شان والا ہے۔ اُستاد کامل دریادل ہین۔ آپکے نیسان فیض سے ہزارہا طلبہ کے دامن مانند صدف جواہر فقرات نثر سے لبریز اور آپکے آفتاب تعلیم کی شعاعون سے ایک عالم کا جیب و دامن مثل کان بدخشان لعلہائے نظم سے لبالب ہے۔ آپکے تلامذہ درجہ استادی کو پہنچے۔ آپ خوش تقریر و تحریر تھے آپکے حسن بیان سے سامعین تازہ دل ہوتے تھے۔ نظم کو ایسی ادا سے پڑھتے تھے کہ دل مسخر ہو جاتے تھے۔ اور نثر کو بھی ایسے لہجہ سے ادا فرماتے تھے کہ قلوب تازہ ہوتے تھے۔ تاریخ دانی مین بے نظیر تھے۔ مثنوی معنوی و کتاب شاہنامہ اکثر تذکرے مثلاً کلمات الشعرا و خزانۂ عامرہ وغیرہ کے حافظ تھے۔ اور متقدمین شعرا کے بیشمار قصیدے آپکے خزانۂ حافظہ مین محفوظ تھے۔ صاحب تالیف و تصنیف تھے۔ مثنوی بحر غم۔ و مثنوی آیۂ رحمت و رسالہ بحر رحمت۔ و شرح بعض قصائد عرفی۔ و چند رسالہ نثر بطرز ظہوری وغیرہ آپکی تصنیفات سے ہین۔ اور ایک دیوان ضخیم ہے۔ دیوان قصائد و غزلیات و قطعات و رباعیات کا مجموعہ ہے۔ آپکا کلام شاہ ناصر علی کے انداز پر ہوتا ہے۔ جو منصف مزاج ہوگا دونون کے کلام کو امتحان کی ترازو مین تول کے داد دیگا۔ بلکہ یہہ کہیگا دونون ایک ہی ہین۔ فرق نہین کریگا۔ آخر آپنے

بحکم کل من علیہا فان ہشتم ماہ صفر سنہ ۱۲۶۴ ہجری مین بعارضۂ فالج جہان فانی سے
بملک جاویدانی رحلت کی۔ اور مسجد معمور کے صحن مین واقع منتیال پیٹہ دفن ہوئے
خوشنود نے تاریخ رحلت کہی العاقبۃ للمتقین ۱۲۶۴ھ اور نواب اعظم جاہ نے بہی لکہی ہو ھذہ

نکتہ سنج رموز دان سخن		رخت بربست چون سوئے عقبی	
بیدل شاد گفت ہاتف غیب		رفت بیہات زین جہان والا	
سرخوش عصر ابوطیب خان	ولہ	کرد زین دار فنا چون رحلت	
راقم از بہر خرد سالش خواست		گفت ہاتف بخدا در جنت	

آپ خوش خلق نیک محضر تہے۔ باوجود کبر سنی ظریف الطبع جوان مزاج تہے۔ آپ جس
محفل مین رونق افروز ہوتے تہے محفل کو روشن کرتے تہے محفل مین اکثر اشعار ضرب المثل
سناتے تہے۔ اہل مجلس آپکے کلام دلاویز شکر ریز سے تازہ دل ہوتے تہے۔ ہمیشہ اوقات عزیز
کو سخن سنجی مین مصروف کرتے رہے۔ چنانچہ آپنے رحلت کی صبح حالت نزع مین یہہ بیت
لکہہ کے مولف اعظم کی خدمت مین بہیجی ہو ھذہ

دارم این امید اعظم وقت مرگ خویشتن	سر و قامت دیدہ سیر عالم بالا کنم

مولف تذکرۂ گلزار اعظم نے آپکی مدح مین یہہ رباعی لکہی ہے

خارج ز بیانست کمال والا	مفقود ز زمان ست مثال والا
گر شد بخاطر زشنایم داری	این نظم نشانست ز حال والا

من اشعارہ الفارسی

الٰہی ساز روشن چون ید بیضا بیانم را	کلیم طور سینائے تجلی کن زبانم را
الٰہی بعد مردن نیز رنگین کن بیانم را	کرامت کن اثر برگ حنا آسا زبانم را

شدم ز هیچ کمان یک استخوان پهلوان والا
سیه‌پوشی است یارب بر غم تو حرف حرف من
مدار اهل وجود بسم الله عنوان ما
هست دور از خلق آمیزش صافی گهران
نرم خوئی سبب امن بود از ظالم
گر پسر شد به از پدر چه عجب
اهل بصیرت از سخنی رنج می برند
مس را چو زر بروی محک کس نمیکشد
گشت حسن از پرده ظاهر صورت جانانه شد
خاست دود از شعله حسنی گیسو نام یافت
صاف طینت را شود عرفان نسخ و ن بعد از فن
جان کند تعجیل را منت چون شود فانی دوتا
دل بعشق خال او خواهد ز لعلش بوسه را
دائم آفت دان مکن بر نعمت دنیا هوس
نمی افتد بغفلت هم نگاه چشم فتانش
جز سیاست نبود کار ریاست جاری
بنگر از چشم بصیرت رفعت والای شرع
هست از بیت بلندی جمله دیوان اشرف
کی بود در گلشت او هیچکس را جای حرف

وله غم ابروئی بش از بس کاست جسم ناتوانم را
وله کرامت کن الهی چون بت هجو در پرست دیوان را
وله هست بیت ابروی مطلع دیوان ما
وله نتوان ساخت جدا چونکه فتد شیر در آب
نشود زخم نمایان چو زنی تیغ در آب
وله لعل از سنگ می شود نایاب
وله مو در میان دیده که از نوک خار نیست
سختی بغیر قسمت کامل عیار نیست
وله عشق زجوش و خروش آمد دل دیوانه شد
جا کند عشق جنون انگیز در دل شانه شد
وله این سخن از خم مزه هنگام شغل مل رسید
سر عشق یارب بجا باشد که او بر دل رسید
وله شخص تریا کیست کز زحمت آگه نیست شکر
وله می شود زنجیر آخر شهد بر پای مگس
گر بچشم زخم گرونداران برگشته مژگانش
وله نشود خامه روان تا نزنی آن را قط
می نهد عرش برین بر سر بارگه و پای شرع
می شود طفل نکو در خاندان چشم و چراغ
دمبدم شیرینی لعلش بگیرد پای حرف

ایکه به سائل زلب ممسک جواب خشک	وله	از جیب خشک سال برآید سحاب خشک
اصلا زگرم جوشی خوبان مخور فریب	وله	کز جیب آفتاب برآید سراب خشک
عشق فائز کند آخر بحقیقت ز مجاز	وله	میرسد شبنم افتاده بمعراز بر گل
چون درخت نو که سر برمیزند از جیب تخم	وله	هر دو دست خود ز رنگ و پی برهم سوده ایم
کرده ایم از سرمهٔ ابروی ترا دنباله دار		حسن این بیت بیند از مستزاد افزوده ایم
دستگیر عاجز وامانده شمشیرست و من	وله	خاک گشتن بهر دلگیر کار اکسیرست و من
دل من از گل داغش به بستان میزند پهلو	وله	ز جوش اشک چشم من بعمان میزند پهلو
زاهد کجا شناسد رمز سیاه چشمش	وله	ہرکو رسکے نگردد از بحث کحل آگاه
از رخنهٔ دل گوهر آهسته بمن گوید		صدای من نهان باشد در گوشهٔ تنهائی

وفائی ۔ سلطان اسمعیل عادل شاه

وفائی تخلص ۔ اسمعیل عادلشاه نام ۔ یوسف عادلشاه والی بیجاپور کا فرزند دلبند ہے والد کے فوت ہونیکے بعد تخت نشین ہوا ۔ بادشاہ حلیم و کریم و سخی تھا ۔ علم دوست تھا علما و فضلا کی بہت قدر کرتا تہا ۔ اکثر اوقات علما کی صحبت مین بسر کرتا تہا ۔ نہایت ہی عالی ہمت و بلند حوصلہ تہا ممالک محروسہ کی آمدنی و خرچ کی کچھہ پروا نہین کرتا تہا خیرات بیشمار کرتا تہا علما و شعرا کو خوب دیتا تہا ۔ ظلم و ستم کا روادار نہین تہا ۔ مجرمین کے ساتہہ عفو و اغماض کا طریقہ جاری رکہتا تہا ماکولات و مشروبات و ملبوسات مین تکلف کرتا تہا ۔ نیک سیر و شیرین زبان تہا ۔ زبان سے کبہی فحش نہین نکالتا تہا سخندان و سخن فہم تہا ۔ اسکا کلام لطیف و متین ہوتا تہا ۔ فقیر مولف نے آپکا حال

محبوب لوطن تذکرۂ سلاطین دکن کے دوم حصہ مین نہایت شرح وبسط کے ساتھہ لکھا ہے - ان کنت مشتاقًا فارجع الیہ فرشتہ نے لکھا کہ علم موسیقی وشعر مین مہارت کامل رکھتا تہا - اور وفائی تخلص کرتا تہا - سلاطین دکن سے کوئی بادشاہ سخن گوئی مین لطیف ومتین اسکا مثل نہین ہوا ہے اور کسی نے اسکے مثل کلام موزون نہین کیا - انتہی کلامہ - آخر وفائی صاحب ترجمہ بمعرکہ محاصرۂ قلعہ بالکنڈہ بیمار ہوا - بیماری کے سبب پالکی مین سوار ہوکے روانہ ہوا - اور چہارشنبہ بتاریخ ۱۰ صفر ۱۰۲۰؁ھ ہجری مین فوت ہوا قصبہ کوکی مین والد ماجد کی قبر کے قریب دفن کیا گیا **من کلامہ**

دل خوبان ز قید بہر آزادست پنداری
ما از دلبری بر جور و بیدادست پنداری

مرا صد محنت از عشق نوبرول میرسد ہر دم
دل ویران ما شوق محنت آبادست پنداری

ز عشق قامت سروسہی ما ندپا در گل
ولش صدپارہ وزبار دل آزادست پنداری

ز ہجرت آتشے دارم بدل کز بہر تسکینش
نصیحت ہائے سر زاہدان بادست پنداری

دل ریش وفائم آن چنان خود کردہ پائمالش
کہ پیکانش بجائے مرہم افتادست پنداری

شب ہجر جز گریہ کاری ندارم
بجز دیدہ اشکبار ہی ندارم ولہ

شبے نگذرد کز فراق تو چون شمع
پر از اشک حسرت کناری ندارم

من و عشق ورندی کوی ملامت
براہ سلامت گذاری ندارم

ازان با غمش خو گرفتم وفائی
کہ غیر از غمش غمگساری ندارم

دل بر غمش حکایتے دارد
از شب غم شکایتے دارد ولہ

تا کے آزار اہل دل طلبی
ہیو فائی نہایتے دارد

خون دل میخورم ز غصۂ یار
با رقیبان عنایتے دارد

دل ستمکش ز آہ من شد رم	آہ عاشق سرایتی دارد
اے وفائی منال از ستمش	کہ ستم نیز غایتے دارد

وحدت - محمد امان اللہ

وحدت تخلص - محمد امان اللہ نام - بہار و خزان کے مولف نے لکہا کہ آپ قاضی سراج الدین قدس سرہ کے فرزند اصغر مین - آپکی ولادت ۱۱۳۲ھ ہجری مین قلعہ قندہار ضلع محمد آباد بیدر مین ہوئی نشو و نما بہی وہان کی ہوا مین پایا - والد یا جد و دیگر اساتذہ کی خدمت مین کتب درسیہ سے فراغت حاصل کی - ذی استعداد تہا - آپکے والد قندہار کی قضا پر متعین تہے - اور آپ پرگنہ [illegible] کی قضا پر مامور تہے - شعر و شاعری سے مناسبت رکہتے تہے کبہی کبہی موزون فرماتے تہے - صرف آپکا ایک شعر ملا - ھو ھذہ

ز انجام انکسار بود اوج اعتبار — نخچے کہ آشنا بزمین شد دمیدنی است

ولا - سید حمید الدین

ولا تخلص - سید حمید الدین نام - مسعود خان خطاب ہے - آپ سید ابو الطیب خان مرحوم کے فرزند ہین - آپکی ولادت [illegible] ہجری مین بمقام رحمت آباد واقع ہوئی - ابتدائے شعور مین [illegible] ہوا کتب درسیہ فارسی عربی شروع کی - مختصرات عربی تا کافیہ پڑہکے مدارس مین [illegible] اور بعد مولوی علاء الدین لکہنوی و سراج العلما مولوی محمد اسلمی و مولوی تراب علی خیر آبادی [illegible] حسین ہاملی کے حلقۂ درس مین شریک ہوئے تحصیل علوم مین مصروف ہوئے - ذکی الطبع و تیز فہم تہے - تمام طلبہ سے فائق ہوئے چند روز مدرسہ کمپنی

مین بھی شریک ہے۔ علما و فضلا سے سند حاصل کر کے اپنے اُس موضع مین آئے جو حیدرآباد کے قریب تھا۔ زراعت و کشتکاری مین مشغول ہوئے۔ نہایت نیک مزاج و شگفتہ طبع تھے۔ جب مشاعرہ اعظم کی مجلس منعقد ہوئی اُسوقت آپ وطن سے یہان آئے اور [illegible] کی سفارش سے سرکار اعظم جاہ کی خدمت مین ملازم ہوئے۔ اور خطاب [illegible] سرفراز ہو کے مشاعرہ مین شریک ہوئے چند مدت کے بعد رخصت دائمی لیکر وطن کو مراجعت کی۔ وطن مین مدة العمر گوشہ نشین رہے۔ آخر ۱۳ تاریخ ماہ رمضان ۱۲۷۳ ہجری مین اس جہان فانی سے عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ شعرگوئی مین والد سے اصلاح لیتے تھے۔ فصیح البیان و شیرین زبان تھے۔

من اشعارہ الفارسی

یا فتم از فتنہ کاریہائے خال روے یا		عقل بالا دست باشد قامت کوتاہ را
الفت مال تیرہ سازد دل		دیدہ را استی [illegible]
چون ذرہ راکشد رخ گلگون آفتاب	وله	از خود روم چو شبنم مفتون آفتاب
محفل بادہ کشان بیتو خموش است امشب	وله	قلقل شیشہ [illegible] فروش است امشب
دست و بازوئی کہ گاہے عقدہ کس وا نکرد	وله	پنجہ مریم [illegible] سرتا قدم [illegible]
نیست مژگان کہ باطراف دو چشمش پیدا	وله	صف آراستہ [illegible] مژگان [illegible]
بہزاد نقش قامت او تا جبین کشد	وله	ببند چو پیش الفے بر زمین کشد
نام آوری اگر طلبی سر بسجدہ باش		کین خط سر نوشت جبین نگین کشد
تا از سواد زلف کسے کامران شدم		فرمان روائے کشور ہندوستان شدم
عمریست ہمچو جادہ براہے فتادہ ام		اے من فدائے رہ تو گاہے گذر بکن
جان زہر است بادشاہ آفاق	رباعی	بر سبزہ سرش رفت چو مصحف بر طاق

جبریل ابد رہ یا سلیمان بر تخت	یا احمد مرسل است بر پشت براق

وفا - مرزا عبد الباقی

وفا تخلص - میرزا عبد الباقی الشریف الرضوی نام - گلزار اعظم کے مولف نے لکہا آپ میرزا محمد شفیع خان وزیر سابق بلدہ گلپایگان کے فرزند ہین - ملک عجم آپکے بزرگان سلف کا وطن اور اعراق عرب تا نیا خراسان و صفہان تہا - آپکا مسقط الراس نجف اشرف ہے ۱۱۸۰ ہجری مین آپکی ولادت ہوئی بیس برس کی عمر تک لدما جد کی خدمت مین تربیت و تعلیم پائی - والد کے فوت ہونے کے بعد تحصیل علم کے لئے اصفہان گئے وہان علماے عہد مثل ملا علی اکبر و مرزا محمد اسمعیل مرزا شمشاد وغیرہم سے مستفید ہوئے علماسے سند علوم و فنون کی حاصل کرکے محمد کاظم والہ و فتح علیخان صبا ملک الشعرا کی خدمت مین شعروشاعری مین مشق کرتے رہے اساتذہ کی توجہ سے قصائد غرا موزون کرنے لگے - نو برس کے بعد سیاحت و سیر کے لئے برآمد ہوئے ممالک ایران کی سیاحت کرکے ہندوستان کے طرف متوجہ ہوئے - حیدرآباد دکن مین پہنچے - مدت دراز تک میر الملک بہادر کی خدمت مین عزت و آبرو سے رہے - چندے وزیر کے بعد حضور ناصر الدولہ بہادر کے دربار مین باریاب ہوئے بادشاہ کے ندیم و طبیب ہوئے - پہر آپ ۱۲۴۷ ہجری مین تقاضاے آب و خورش مدراس مین پہنچے - مسٹر کلار کمپنی کے اجنٹ کے پاس منشی گری کی خدمت پر مقرر ہوئے - ذی استعداد و لائق تہے قصائد گوئی مین استاد تہے - غزل کم کم کہتے تہے خوشنویس تہے - بیعت علم تہے - فن خطاطی مین استاد مانے جاتے تہے مشاعرہ مین شریک تہے - آپکی رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوی - رحمۃ اللہ علیہ

بینمت گر بار رقیبان همنشین ای بیوفا
مسکن خوبان دل از وفا بود و کنون
خورشید را بجنس تو سنجیده ایم صبح
هر نکته که بود نهان در دلم ز عشق
خور بے کسب فروغ برورها هم مدام
ز وصل یار جدا اوفتاده می گویم
صبح چو طغیان کند اشک جهان پیمای من

برتن از غیرت خلد سر موے چون زن مرا
سخت واژون بین که شد دور شے مسکن مرا
ودیدم چون ستاره [illegible] آفتاب
[illegible]
[illegible]
[illegible]
آسمان گردد زمین از چشم [illegible]

وصفی ۔ مولوی سرفراز علی

وصفی تخلص ۔ سرفراز علی نام آپ شاہ حبیب بخش ساکن قصبہ [illegible]
صاحبزادے ہین آپکے نسب کا سلسلہ [illegible] شیخ [illegible]
آپکی ولادت سنہ ۱۲۵۷ ہجری مین واقع ہوئی ۔ نشو و نما کے بعد مولوی [illegible]
خدمت مین تعلیم پائی ۔ موزونی طبیعت خداداد تھی ۔ شعر و شاعری کے طرف [illegible]
مولانا موصوف سے کلام کی مشق کرنے لگے ۔ تھوڑی ہی مدت مین لاثانی [illegible]
کامل ہوئے ۔ فارسی اردو دونون زبان مین سخن فرماتے ہین ۔ آپکا کلام فصاحت
و بلاغت سے خالی نہین ہے شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے ۔ آپکے تصنیف دیوان مین [illegible]
و نغمۂ عندلیب ۔ و گنج تواریخ ۔ و نغمۂ عشاق آپکی تالیفات سے ہین ۔ آپ سنہ ۱۲[illegible] ہجری
مین حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے ۔ صدر مرافعہ مین منشی گری پر مقرر ہوئے ۔ مدت تک
عہدۂ منصب پر عمدہ طرح سے کام کرتے رہے آخر رخصت لیکر وطن مالوفہ گئے ۔ وہین

فوت ہوئے۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین واقع ہوا۔ آپکے باقیات الصالحات سے منشی اعجاز علی شہرت تخلص یادگار حیدرآباد مین موجود ہین۔ نواب خانخانان نظام یار جنگ بہادر کی خدمت مین ملازم ہین۔ **من اشعارہ الفارسی**

مرغ دل در قفس بفریاد است
سر شوریدہ باد و اجستم

داد خواہ کدام صیاد است
گفت سنگ مزار فرہاد است

بیدار نشود یاد و لشکش نظر من نگردد
سنگ دیوانہ آن نرگس فتان گشتم

در راہ من خستہ اثر ہست و اثر نیست
می شدم جام شدم گردش دوران گشتم

از نرگس مخمور تو دل بیخبر افتاد
بیمار تو در سار سینہ است درین بزم

دیوانہ چو باہست درافتاد بر افتاد
نشست چو برخاست چو استاد بر افتاد

گر یہم جنا و اشک کباب جگر شوم
وصلی اگر بار شدم بیحرم عشق

مرا بہا گدازم و شمع سحر شوم
من ہم کشتگان غمش نامور شدم

وصلی ۔ میرزا وصلی

وصلی تخلص ۔ میرزا وصلی نام ہے ۔ عراقی الاصل تھا ۔ خوش طبع و خوش وضع تھا علم و فضل سے آراستہ تھا ۔ سخن سنجی و شعر گوئی سے زیادہ رغبت رکھتا تھا ۔ پرگو تھا ولایت عراق سے حجاز گیا ۔ اور وہان سے جہاز مین سوار ہوکے ہندوستان کے طرف روانہ ہوا ۔ سوء اتفاق سے اہل کشتی تمام بحر فنا مین غرق ہوئے ۔ صرف وصلی صاحب جریدہ نجات کے کنارے پہنچا ۔ دریا کے کنارے سے قطب شاہ والی گولکنڈہ دکن کے علاقہ مین آیا سکونت اختیار کی ۔ علاوہ شاعری فن کشتی گیری و پنجہ گیری مین استاد کامل تھا

زور و قوت مین بڑہا ہوا تہا۔ دکنی کشتی گیرون سے اکثر کشتی و پنجہ گیری مین غالب ہوتا تہا۔ تمام پہلوانان کشتی گیر قابو جو رہتے تہے۔ ایکروز ایک شخص سے پنجہ گیری مین مقابلہ کیا۔ غالب ہوا تمام کے دلون مین حسد کی آگ بہڑکی۔ زہر دیکے ہلاک کیے۔ یہہ واقعہ ۱۲۷۰ ہجری مین واقع ہوا۔ من کلامہ

دل فریبانہ برہ میروود و می ترسم	کہ مبادا بودش دل نگرانی ازپے
نگار من تو چنان تندخو برآمدہ	کہ کس بہ تندخوئی تو برنمی آید

واقف مولوی شاہ میران محی الدین قادری

واقف تخلص۔ میران محی الدین نام۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ شاہ احمد ابوتراب کے فرزند ہین آپکی ولادت ۱۲۱۲ ہجری بمقام اودگیر واقع ہوئی۔ زمانہ خورد سالی مین والد کے ہمراہ مدراس آئے۔ اور وہان سکونت پذیر ہوئے۔ آپنے کتب درسیہ مولانا آگاہ و معجز سے ختم کین۔ اور شعر و شاعری مین معجز سے اصلاح لیتے تہے چنانچہ معجز کی شان مین لکہا ہے

می کند کار مسیحا شعر سحر ایجاد ما | تا غلام محی الدین معجز بود استاد ما

اور ملک العلما مولوی علاء الدین لکہنوی و مولوی سید خیر الدین فائق کی خدمت مین کتب عربیہ سے فراغت پائی۔ فضیلت و لیاقت کے پیرایہ سے آراستہ ہوئے۔ اقران و امثال مین نامور اور اپنے حقیقی ماموں حضرت شاہ منصور قادری کے مرید و خلیفہ ہوئے ریاضت و ہدایت مریدین مین مصروف ہوئے۔ مدرسۂ اعظم مین مدرسی پر مامور اکثر طلبہ آپکی خدمت مین مستفید ہوتے تہے۔ اور آپکی تعلیم و تربیت کی برکت سے

وائز المرام ہوتے تھے۔ من اشعارہ

بسکہ در عین تعلق گشت آزادی مرا		سایہ ساں گاہے نباشد باغم و شادی مرا
از حدیث انا الحق شد بدست من عصا		حضرت منصور واقف تا بود ہادی مرا
تا اتفاقے نفس ساں سے	ولہ	شعور ما نیست اختیاری ما
کرد ما را چو نقش پا واقف		ہادی خلق خاکساری ما
چشم بہ ہجر یار سر سپید شد		اشکم بگریہ شست بصابون آفتاب
آید یاد گیسوئے زلفشاں کسے		دلم از بدن انجم بہجر و تش است شب
بیند اگر عشق تو بجای ست در نظر		ورنہ بروئے یار کسے پردہ دار بنیست

آپ کی وفات کی تاریخ دستیاب نہیں ہوئی۔

واقف شیخ نور العین المتوفی ۱۱۹۵ ہجری

واقف تخلص۔ شیخ نور العین نام۔ آپ قاضی امانت اللہ ساکن بٹالہ ضلع لاہور کے خلف الصدق ہیں۔ آپکے بزرگان سلف موضع مذکور میں منصب قضا پر مسلسل یکے بعد دیگرے مامور ہوتے رہے۔ واقف صاحب جملہ کتب درسیہ عربی فارسی سے فارغ التحصیل تھے۔ تحصیل و تکمیل کے بعد مدت دراز تک سخن سنجی و زبان دانی میں مصروف رہے۔ شاعری سے زیادہ دلچسپی رکھتے تھے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی لکھتے ہیں کہ واقف نے مجھہ سے بیان کیا کہ ایک رات خواب میں یہ مصرع میرے دل میں گذرا خواب سے بیدار ہوتے ہی یہ مصرع موزوں کیا ع درخندہ اختیار نداری برنگ گل۔ اور پھر ایسا ہی دوسری شب بھی ایک مصرع دلمیں آیا ع اے چراغت بکف از رنگ حنا رو دبیا۔ چھہ مہینہ تک

ثانی مصراع کے فکر مین مستغرق رہا آخر یہہ اول مصراع موزون کیا ؎

دل ز دستم بہ شبستان غمت گم گردید - انتہی کلامہ

واقف اور حاکم لاہوری کے درمیان باہم محبت و اتحاد روحانی تہا - دونون باہم اتفاق کرکے سیر دکن کے لئے پنجاب سے برآمد ہوئے - بتاریخ ۲۹ ماہ رجب سنہ ۱۱۷۴ ہجری مین شہر اورنگ آباد وارد ہوئے - میر غلام علی آزاد کے پاس فروکش ہوئے ایک ہفتہ قیام کرکے بندر سورت روانہ ہوئے - حاکم حرمین شریفین روانہ ہوگیا - اور واقف بسبب بیماری و ضعف بدن سورت مین سکونت پذیر ہوگیا - عذر خواہی مین کہتا ہے ؎

گرچہ جان ہمتو بلب نزدیکست　　دور بودن با ادب نزدیکست

اکثر عوام واقف کی کم ہمتی و بزدلی پر طعن کرتے تہے - کہ شرف زیارت و حج سے محروم رہا لیکن اس نے نہ جانے کی وجہ ایسی خوبی سے ادا کی کہ طاعنین خاموش ہوئے - جب حاکم نے زیارت و حج سے فارغ ہوکے سورت مین مراجعت کی - دونون باہم ملکے سورت سے اورنگ آباد روانہ ہوئے - ۱۵ تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۱۷۵ ہجری اورنگ آباد پہنچے - شاہ محمود خلیفہ باباشاہ مسافر کے تکیہ مین فروکش ہوئے تقریبًا ایک سال تک رہے - اسی مدت مین چند روز حیدر آباد بہی گئے - پہر سال مذکور یعنی سنہ ۱۱۷۶ ہجری مین اورنگ آباد سے وطن مالوف روانہ ہوئے - راستہ مین مابین بالاپور و اورنگ آباد رہزنون نے آپکا تمام سامان و اسباب لوٹ لیا - بے سروسامانی مین نہایت ہی پریشان ہوئے - بالاپور سے میر غلام علی آزاد بلگرامی کی خدمت مین خط لکہکے بہیجا اور اپنے واقعات سے مطلع کیا - اور حسب حال ایک رباعی موزون کرکے لکہی ؎

عینک و پارہ سیماب با ما ماندہ است　　چشم بیخواب و دل بیتاب با ما ماندہ است

کردند غریب غارت راهزنان | سرماند و نماند هیچ چیز از سامان
بردند هر آنچه بود الا عینک | وا مانده بهمین دو چشم حیران

آزاد نے اورنگ آباد سے خرچ روانہ کیا۔ دونوں بالاپور سے کہولاپور گئے۔ وہاں سے لکہا کہ خرچ کافی نہیں ہے۔ پہر آزاد نے دوبارہ اعانۃً خرچ بہیجا۔ آخر دونوں بزرگ ناگپور ہوتے ہوئے پنجاب میں داخل ہوئے۔ وطن مالوفہ میں اعزہ و اقارب کے دیدار سے خوش ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

میان چشم او در بند دارد جان محزون را | پی پای غزالان بس بود زنجیر مجنون را
نیست می در کار رنگ آن رخ پر نور را | حاجت روغن نباشد چراغ طور را
حسن چون شاهانه بر کرسی ناز آرد نشست | عشق گرم دار بازی میکند منصور را
در دیار عاشقی هنگامهٔ داغ است گرم | سرد بازاریست اینجا مرهم کافور را
چون نی نساخت همدمی بجلس مرا | نالم اگر ببیخ شنود همنفس مرا
گفتم کرا رسم دل ازین دلبران شهر | خندید زیر لب که ارادت مقدم است
قربان آن لبم که بخشش نکرد میل | با آنکه هر سوال مرا صد جواب داد
ایزد آن عیسی نفس هر چه ممکن بود داد | با وجود حسن یوسف نغمهٔ داود داد
چشمت گرانی از می چون ارغوان کند | بیمار را زیادتی خواب گران کند
حسن در پرده محال است که ماند پنهان | غنچه گل گردد و گل نیز ببازار آید
مقبول نیست جز به تیمم نماز عشق | با نیم و خاک کوی گو آبرو مباش
بسیار دیر آنکه میکنی مگر | دانسته که دل ز تو ای یار میکنم
شب فراق چراغی بدل فروزم و گریم | چون شعله فتم و خیزم چو شمع سوزم و گریم

بگلشن وصف رویت کردم گل را خجل کردم
حدیثے گفتم از موئے تو سنبل را خجل کردم

ز من شرح پریشان حالی ام شب پیش او واقف
بموئی شد دراز کان زلف کاکل را خجل کردم

نمیکند بدے کار زخم کاری من
بگو که جمع کند دل ز من شکاری من

بصد ہزار جفا از تو نا امید نیم
گر از جفائے تو بیش است امیدواری من

در حنا کس نہد دست باین رنگ که تو
پنجه در خون جوانان زده پیر شوی

ایکه پیوسته زنی تیر و نداری سپرے
نخوری تیر دعائے سحری از جگری

سزاواری بزندان قفس بلبل چه بینائی
تو خود کردی جدا از گل و گلشن بدستی

نفس شد قطع از بسکه بیمار رو بگلو آرم
مگر آنجا کنم پیوند یاری بفریادی

دم مزن اے تیغ با ابروے یار ار همسری
بخت کج با نشان ابل قاطع چه سری

وازع۔ حکیم شاہ زین العابدین قادری

وازع تخلص۔ شاہ زین العابدین نام۔ نسباً و لقباً و فناً قادری ہیں ناطق اعظمی نے
گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ غلام محمد ناطق اعظمی المخاطب بہ رضا حسین خان کے
فرزند ارجمند ہیں آپکے والد و جد حافظ محمد نواب سعادت علی خان بہادر کے
ہمراہ دہلی سے محمد پور میں آئے۔ سکونت پذیر ہوئے۔ وازع صاحب جمعہ کی ولادت
سنہ ۱۲۱۴ ہجری میں واقع ہوئی عقل و شعور کے عہد میں کتب فارسیہ اپنے برادر بزرگ
شاہ حسن علی قادری ناطق و محمد سلیم خان شایان سے ختم کیں۔ اور شعر و سخن کی مشق بھی
بزرگان مذکور کی خدمت میں کی اور حکیم غلام مرتضی کی خدمت میں کتب طب کی سند حاصل
کر کے مطب میں مشغول ہوئے۔ اور علوم عربیہ کے طرف متوجہ ہوئے حکیم موصوف کی خدمت میں

پڑھ کے مولانا سراج العلما محمد شہاب الدین مدرس سے تفسیر و حدیث کی سند پائی۔ اور
علم جفر و رمل و نجوم و تکسیر میں بھی لیاقت و استعداد حاصل کی۔ علوم و فنون کی تحصیل
و تکمیل سے فارغ ہونے کے بعد حضرت عطار اللہ قادری کے مرید اور حضرت سید شاہ احمد
قادری کے خلیفہ ہوئے اور علم سلوک و طریقت کی طرف مصروف ہوئے۔ اکثر اوقات
طالبین و مریدین کے درس و تدریس و تالیف و تصنیف میں مشغول رہتے تھے۔ تحریر و تقریر
میں بے نظیر تھے۔ اور اخلاق و عادات پسندیدہ میں بے مثل۔ جامع علوم و فضائل
تھے۔ ہر فن کے طلبہ آپکے دولتخانہ پر مجتمع رہتے تھے اور مستفید ہوتے تھے۔ آپ نے
اپنی ذات مبارک کو عام و خاص کے لئے وقف کر دیا تھا۔ افادہ و افاضہ میں کوتاہی
نہیں فرماتے تھے۔ شعر و شاعری سے دلچسپی رکھتے تھے بشرط فرصت موزون کرتے تھے
آپنے چند رسائل مفید تالیف کئے ہیں۔ مثلاً فتاوی جمعہ۔ رسالہ لیلۃ القدر۔
و صدقۃ الفطر۔ و تکمیل الہمام فی الصیام۔ و تبصرۃ الواہب۔ و تکمیل الحجۃ
فی بیان السنۃ البدعۃ۔ و کشف الیقین فی رد شبہات الملحدین۔ و معراج الحق
وغیرہا۔ حیدرآباد کے مشاعرہ اعظم کی محفل میں باریاب ہے۔ ملازمت سرکاری سے فائز المرام
ہوئے۔ آخر مقام ملور میں عزلت نشین و سکونت پذیر ہوئے۔ آپکے وفات کی تاریخ
وقت معلوم نہیں ہوا۔ بعض جا سے سنا گیا۔ کہ ۱۳۰۰ ہجری میں فوت ہوئے ہیں
واللہ اعلم بالصواب۔ من اشعارہ

سادہ بود جان را تحمل از جفای خلق نیست	یک نفس باشد متاع صد غبار آئینہ را
ہوشیاری ظلمت افزای نگاہ باقیست	بیعت در سبو کشف الغطا باشد مرا
در شہود آن پری شبہا مرتب بودہ ام	بیخودی ہا گہ جنون انگیخت فتح الباب شد

از خیال زلف پیچانش فتادم در بلا برائے صید دلہا می کشاید شانہ زلف او	کسے برآید کشتی آنکس کہ در گرداب شد چو صبا دید وا شدے گستر آہستہ آہستہ

حرف ہائے ہوز

ہمراز۔ شیخ عبدالقادر

ہمراز تخلص۔ شیخ عبدالقادر نام۔ قادر علیخان بہادر خطاب ہے۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ شیخ امام کے فرزند ہین آپکے بزرگان سلف کا وطن بیجاپور ہے آپکے والد ماجد محمدپور مین سکونت پذیر تہے۔ آپکی ولادت [illegible] ہجری مین بلدۂ مشہور مدراس مین واقع ہوئی۔ نشو و نما و تمیز و شعور کے بعد خواجہ سید شاہ محمد حسینی کی خدمت مین مختصرات سے فارغ ہوکے کتب متداولہ فارسی علما و شعرائے مدراس سے ختم کین استعداد کامل حاصل کرکے شاعری کے میدان مین قدم رکہا۔ سید ابوالطیب خان والا و محمد اسلم خان و جوہری و مسعود خان لا وغیرہم کی خدمت مین اپنا کلام پیش کرتے تہے۔ شعرائے مذکورین کی اصلاح سے کلام درست و شستہ ہونے لگا۔ رفتہ رفتہ درجۂ پختگی کو پہنچا۔ معاصرین مین معتبر شمار کئے گئے۔ اوائل حال مین آپ منشی گری کا پیشہ کرتے تہے یعنی نوجوانان فرنگ کو فارسی و اردو پڑہاتے تہے۔ چندروز بذریعہ تعلیم زندگی بسر کرتے رہے۔ پہر سرکار انگریزی مین ملازم ہوئے۔ متعدد خدمات پر درجہ بدرجہ ترقی کرتے گئے۔ آخر درجۂ تحصیلداری ضلع نیلور مین فائز المرام ہوئے سرکاری مہمات کے انتظام مین نہایت ہوشیار و تجربہ کار تہے۔ امانت و دیانت کے ساتہ امور مفوضہ کو انجام دیتے تہے حسن خدمات کے صلہ مین خطاب مذکور سے مخاطب ہوئے۔ سرکار کے نزدیک معتبر علیہ ہوئے

خوش خلق و نیک خو تھے۔ مہمان نوازی مین مشہور تھے۔ وارد و صادر کی خدمت مقیم و مسافر کی رعایت اپنی حیثیت سے زیادہ کرتے تھے۔ اور احبا و اقربا کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے۔ اور نہایت تواضع و انکساری سے پیش آتے تھے۔ آپ حضرت شاہ محمد ملتانی کے مرید و خلیفہ تھے آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہین ہوی۔ من نتائج طبعہ

عشاقی چو راہ سنا می شود مرا ۔۔۔ آہ رسائی خویش عصا می شود مرا

تا رہ بعشق خویش کہ مانند بوئے گل ۔۔۔ مرکب ز دوش باد صبا می شود مرا

ولہ

چہ پرسی بے پردہ حالت دیوانہ خود را ۔۔۔ گریبان چاک بر سر خاک در جان حسرتے دارد

ولہ

چمن را عندلیبا تازگی از پا افتادے ۔۔۔ نمی جستی گر از رخسار گلگونش نفس گل

دلت ہم از نشد محو ہوائے گلشن دنیا ۔۔۔ ولے بر بیوفائیہاش خندد بے تامل گل

بیاد لعل لبہائش چو لالہ خون دل و شبنم ۔۔۔ سراپا آتشم چون آتش یاقوت خاموشم

صبا شوخی مکن با طرۂ زلف نگارینش ۔۔۔ چو بوئے گل ز تحریک نوازش سری برد ہوشم

در حجاب زلف شد خویش نہان کردہ ۔۔۔ بہر صبح وطن شام غریبان کردہ

اے جنون دیگر چہ نالم بلبل آسا در چمن ۔۔۔ چو گلم چاک گریبان تا بدامان کردہ

گر آید بہ ہمدم از مہ رخان بت بیرنگ ما بوئے ۔۔۔ برآید از نے پراستخوانم بانگ ناقوسے

ہمدم۔ شاہ محمد تقی برہانپوری

ہمدم تخلص۔ شاہ محمد تقی نام۔ مرزا محمد خانخان کا خلف الصدق ہے۔ مرزا محمد خانخان مورخ کے بنا زمین ہین۔ آپکے جد اعلی نواب مغفرت مآب آصفجاہ مرحوم کے دیوان تھے ہمدم کی ولادت برہانپور مین واقع ہوئی۔ خاندانی علم و فضل موروثی تھا۔ آپ بھی بیس بائیس سال

کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے۔ مگر طبیعت درویشی کے طرف مائل تہی فتوحات مکیہ و فصوص رات دن مطالعہ مین رہتی تہی یکایک لمعین محبت الٰہی کا ولولہ و جوش پیدا ہوا دنیا و ما فیہا سے تارک ہوئے۔ ہر وقت دیدہ گریان و دل بریان رہتے تہے۔ آخر بانپور سے حیدر آباد آئے حضرت شاہ شمس الدین محمد الحسینی جو سید عماد الدین شاہ محمود الحسینی نعمت اللہی کے خلف الصدق و سجادہ نشین تہے۔ اُن کی خدمت مین بیعت کی خلعت فقر سے مفتخر ہوئے۔ خزان بہار کے مولف نے لکہا کہ حضرت نے دیکہا کہ مدام نیک کردار و پسندیدہ اطوار ہے۔ بناء علیہ کوے دامادی سے سرفراز و ممتاز فرمایا۔ چند مدت بسر کر کے حضرت سے حرمین شریفین کی زیارت کے لئے رخصت لی۔ اور روانہ ہوئے چار سال کے بعد حج و زیارت سے واپس آئے۔ پہر کی ورنگل مین مقیم ہوئے۔ انتہی کلامہ۔ عالم فاضل منشی ہے لطافت طبیعت مین ذکاوت قوی رکہتی تہی شعر گوئی کا خیال ہوا۔ فارسی و اردو دونون زبانون مین کہنے لگے۔ میر سید محمود الحسینی ازادی سے ابتدا مین اصلاح لینے لگے۔ خود استاد آپکی کلام کو دیکہکر کہتے تہے کہ آپکی استادانہ کلام سے اصلاح کی ضرورت نہین چند روز اصلاح برائے نام نہ بہ تبرک کہی۔ فارسی کلام بہت شیرین و بامزہ ہوتا ہے اور اردو بہی لطافت و نزاکت سے خالی نہین ہوتا ہے۔ آپ تا آخر العمر حیدرآباد مین رہے آخر ۱۲۱۵ ہجری مین فوت ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

در ملک غم عشق تو شاہ ست دل ما	با فوج سرشک اہل سپاہ ست دل ما
تابوت بسازید ز شاخ گل نرگس	جان دادہ شمشیر نگاہ ست دل ما
گشتہ ہست نقرہ باف بیابان زماہتاب	از جوش سحر شہر میدان زماہتاب
رنگین شدہ ہست تا کہ برا از نگار دست	بردہ ست رنگ دست تو از نو بہار دست

دل بگیسوی پریشان تو بیخبری نیست	وله	گوی من در خم چوگان تو بیخبری نیست
حاصل آبله بیتابی بود دانه اشک	وله	چشم گریان دل بریان تو بیخبری است
کی حق نمک کند فراموشش	وله	عاشق که گریست مکیده باشد
یوسف که بچاه گشت پنهان		حسن تو بخواب دیده باشد
ساخت با سوز جگر کس هنری پیدا کرد	وله	سوخت بر شمع چو پروانه پری پیدا کرد
بیمار تب محبت او چون سوی تو می آید	وله	بنازم آفتابی را که بر روی تو می آید
دل دیوانه ما را فسون بستن و گشتن		تکلف بر طرف زلفی و ابروی تو می آید
دل سیپاره می آید بیاد مصحف رویت		چه همدم با وضو ما را اشک خود سوی تو می آید
بجا میکرد ما را مست و مدهوش	وله	بسی ساغر بکف مینا در آغوش
شاخ سنبل را قلم گر نویسی صفت	وله	مصرعی از قطعه خوش خط ریحانست زلف
قطعهای باغ حسنش میکند از چشم		گلستانست چشم و سنبلستانست زلف
تا زخم دل خویش مرهم نغرو شیم	وله	شادی نستانیم و عوض غم نغروشیم
شاه مردان بود امام من	وله	گر چه باشد کسی امام کسی
تو صفای خط آن خوش سخن چه میدانی	وله	ز نقطه هیچ نخواندی سخن چه میدانی
ز مخموری بمیخانه فتادم بر تنها جامی	وله	عصای گردن مینا کف صهبا سبو مستی
سبا و است کند سوی کمر از بار سینه سم		منه از نازای نازک میان بر تار مو دستی

من اشعار الهندی

جان برلب رسیده باقی تها		مجهه مین اور عشق مین حساب هوا
کرو تم جور یارا کهو گلابی جان پهلو مین	وله	تمهین هم لکا شیشه بر مینا سے نثار دیتے هین

نہ شب بر مین آتا نہ دن مکھہ دکھاتا — وله — نہ احوال سنتا نہ مجھکو بلاتا

تڑپتا ہون روتا ہون جلتا ہون ہجران سے — وله — دل خون ہوا میرا دلبر کے تاتون

آرائش حسن کو جب وہ بیٹھے گا کرو برو آئینے کو مصاحب — وله — دیے جا کہیا میری شانہ زبانی تو سب موبمو زلف کا کل کہیا

تاریک راتون مین باریک تارے و نین — وله — زلفون کی بالون مین الجھا میرا دل

ان مار پیچون سے اس منکی مہری کو — وله — افسون گری سے فسونگر مہر آجا

ہجران کی تلخی سے دل میرا ہیگا — وله — میرے سلونے سے کوئی جاکے بولو

کڑوی کسیلی رقیبون کی باتون سے — وله — ہون ترش لب سے میٹھا چکھا جا

قاتل نگہ کی ہے شمشیر تجہ پاس ہمدم — وله — شہادت کا رکھتا ہے خواہش

ظالم تغافل کا اب وقت مین ہیگا — وله — یک زخم کاری ادا سے لگا جا

ہادی۔ عبدالہادی اورنگ آبادی

ہادی تخلص۔ عبدالہادی نام۔ آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ شاہ سامی کے تلامذہ مین سے ہے۔ علمی لیاقت و استعداد سے معرا تہا مشہور ہے کہ شاہ سامی اُسکو کہدیتے تہے۔ لچھمی نرائن تذکرہ چمنستان مین کہتے ہین کہ مجھکو شہرت کی تصدیق ہوئی واقع مین ہادی کچھہ نہین تہا کیونکہ جسوقت مین حیدرآباد آیا اُسوقت میان ہادی سے ملاقات ہوئی ایک ہی منزل مین ہم صحبت رہے کئی مرتبہ مینے مصرع ریختہ طرح کیے مگر اس عزیز سے ایک مصرع بہی سرزد نہوا۔ کثرت ملاقات سے آدمی کا حسن و قبح معلوم ہوتا ہے مجھے ثابت ہوا کہ یہہ بیچارہ بے سرو پا ہے۔ ہان حسن صورت جمال سے آراستہ تہا اکثر صورت پرست اُن کی صورت پرستی کرتے تہے۔ حسن مجازی سے احسن الخالقین کے طرف پہنچتے تہے انتہی کلامہ

مین کہتا ہون کہ ہادی کا مصرع طرح پر غزل لکھنا اسبات کو نہین ثابت کرتا کہ وہ محض بے بہرہ اور شعرگوئی کے کوچہ سے ناآشنا ہو شاید اول کہتا ہو۔ اب کسی وجہ سے ترک کردیا ہو اکثر شعرا نے ایسا کیا ہے مثلاً شاہ سراج اورنگ آبادی ور سالک اورنگ آبادی جلیل القدر شاعر تھے ابتدا مین خوب کہتے تھے۔ آخر مین جب مرید ہوئے اور تمام مکروہات و ممنوعات سے توبہ کیئے ازانجملہ شعرگوئی بھی یکلخت ترک کردی تھی۔ یہی قیاس ہادی کے نسبت کرنا چاہیئے۔ ہادی صاحب دیوان ہے۔ دیوان کے کم و بیش پانسو ابیات ہین۔ ہادی حیدرآباد مین سکونت پذیر ہوگیا تھا۔ سنہ ۱۲۰۹ ہجری مین زندہ تھا اسکے بعد فوت ہوا تحقیقاً تاریخ فوت دستیاب نہین ہوی اس وجہ سے قلم انداز کیا۔

من اشعاره الهندی - مدح شاه سامی

ہمیشہ ہے ورد زبان بسکہ اسم سامی کا ۔۔۔ رہون مین کیون نہ ثناخوان کلام سامی کا
مسیح وقت اگر مین کہون تو ہے بجا ۔۔۔ جو روح بخش سخن ہے کلام سامی کا
میری صریر کیا ہے زبان کو اہل سخن ۔۔۔ نہین یہہ کام کسیکا ہے کام سامی کا
شرف ہے مجکو جہان کے سخنورون پہ تمام ۔۔۔ ہوا ہون جب سے مین ہادی غلام سامی کا

حاجی علی اکبر بسمل کی شان مین

نگین ہر جیب بس حاجی اکبر کے سخن ۔۔۔ سنکے اُسکے شعر ہین گلشن مین سب بلبل خموش
نقد دل لیتا ہے میرا ایک میٹھی بات سے مینا ۔۔۔ یہہ ہین تیرے ظالم کیون نہو حلوا فروش
کیون نہو آنکھونکو تیرے شیشہ سے ستی ۔۔۔ دل مرا ہے شیفتہ گر آنکھین تیری ہین بادہ نوش

وله

تعجب مین تم ہادی جنکو ہرگز بوجھتا نہین ہو ۔۔۔ حبیب اپنا شفیق اپنا نگار دلربا اپنا
جہان فانی مین علاقہ ہے عبث دل بستگی کا ہین ۔۔۔ ہوا اپنا نہ اپنا ہے آخر خدا اپنا

یار تجھ پر مہربان ہوئیگا مت ہو بیقرار — وله — ہادی کامل سے مجھکو بہت آرا ہو گیا
دلدار پر میرے ہے عجب کچھ بہار آج — وله — ہے آفتاب حشر مگر آتشکار آج
غم کی آتش بیچ جل گئی یہہ ہماری بن دل دیکھیے — وله — ہات جل جاویگا ڈر تارہ انگاروںکو نچھیڑ
سن یہہ قائل ہادی کامل کی یہہ گفتار ہے — ایک کا مائل ہو بلبل ہزاروںکو نچھیڑ
ہے سرنگوں چمن مین اور زرد رنگ غم سے — وله — نرگس کو جب سے تمنین انکھیاں بتائیاں ہین
عشق کی بے نا بیان تو دیکھ — کہین عاشق ہوا ہو تیون سمجھی

ہاشمی۔ شاہ ہاشم بیجاپوری

ہاشمی تخلص۔ شاہ ہاشم نام۔ بیجاپوری الاصل ہے۔ علی عادلشاہ کے زمانہ مین تھا نصرتی ملک الشعرا کا معاصر تھا۔ اندھا مادرزاد تھا۔ مگر اسکے دل کی آنکھہ روشن تھی نہایت ذکی و فہیم تھا۔ ہندی مین غزلین رنگین کہتا تھا۔ اکثر اسکا کلام ایہام ولوازم شعریہ مین ڈوبا ہوا ہوتا تھا۔ قصہ یوسف زلیخا کو دکنی زبان مین نظم کیا ہے۔ لچھمی نرائن نے تذکرہ چمنستان شعرا مین آپکا تخلص ہاشم دکنی لکھا ہے شاید بوجہ اتحاد تخلص مین شبہ ہوگیا ہو کسی تذکرہ نویس نے سہواً بجائے ہاشمی ہاشم ہی لکھدیا ہوگا۔ لچھمی نرائن نے بھی اُسی تذکرہ غلط نویس کی پیروی کی نام و تخلص مین فرق نہین کیا یا ہاشم کوئی اور ہو۔ اور ہاشمی بیجاپوری اور ہو واللہ اعلم۔ سیدی مسعود خان بیجاپوری ہاشمی سے حسن عقیدت و اخلاص رکھتا تھا۔ ایکروز محل سرا مین ہاشمی کو اندر بلایا تمام اہل حرم موجود تھے کوئی پردہ نہین ہوئے اسوجہ سے کہ وہ نابینا تھا ہاشمی نے اُسوقت سیدی مذکور کو ایک ایسی غزل سنائی جسمین اہل حرم کے لباس و زیور اور شکل و صورت کا

ذکر تھا۔ تمام اہل حرم کو گمان ہوا کہ یہہ شاعر بنا ہے وہان سے اٹھکر سب پردہ مین
پوشیدہ ہوگئین۔ ہاشمی اشعار مین عورت کا عشق مرد پر بیان کرتا ہے بخلاف عرب کے
وہ مرد کا عشق عورت پر ظاہر کرتے ہین۔ اور اہل ایران مرد کا عشق مرد پر۔ ہاشمی نے
اس طرز مین قرآن شریف کی متابعت کی کیونکہ اُسمین زلیخا کا عشق یوسف پر ہے
آپکا انتقال سنہ ۱۱۹ ہجری مین واقع ہوا ہے۔ **من اشعارہ الہندی**

رہنا اگر مجھکو دیتے ہی کرون گی گھر مین جا وار	اگر مجھ ہو دیگی فرصت صبح پھر آونگی چھوڑو
اگر کوئی آکے دیکھیگا تو دلمین کیا کہیگا	مجھے بدنام کیا کرتے کہین مین جاؤنگی چھوڑو

ہاتف میر عاشق حسین خان حیدرآبادی

ہاتف تخلص۔ میر عاشق حسین خان نام آپ حکیم عنایت علیخان شاہجہانپوری
کے فرزند ہین۔ آپکے جد اعلی میر لطف علی المخاطب بہ حکیم شفائی خان بندگانعالی نواب
ناصر الدولہ مغفور کے زمانہ مین ہند سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ بندگانعالی کے دربار
مین باریاب ہوئے۔ بندگانعالی نے معتمد الملک کا خطاب اور منصب مناسب سے سرفراز فرمایا
آپکے جد اعلی سرکار عالی کے نہایت ہی شکرگزار ہوئے اور اس ریاست مین سکونت پذیر
ہوئے۔ خوشحالی و فارغبالی سے رہنے لگے۔ ریاست کے امرا و شرفا بھی حکیم صاحب کی
بڑی ہی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ آپکے والد نے بھی فن طبابت مین عمدہ لیاقت پیدا کی
تھی۔ تشخیص و نباضی مین بے نظیر تھے۔ بیمار کی طرف خوب توجہ فرماتے تھے۔ بیماری کا
حال خوب استفسار کرتے تھے۔ اگر کوئی صاحب مرض جلدی کرتا تھا تو آپ اُسکے
معالجہ سے دست بردار ہوتے تھے۔ آپنے اسی شہر مین کتب فارسی عربی علماء شہر سے

پڑھین اور فن طب کو جو آپکا موروثی پیشہ ہے والد ماجد کی خدمت مین حاصل کیا خوش وضع نیک سیرت پاکیزہ صورت میانہ قد خندہ پیشانی ہین۔ عمر تخمینا پچاس برس کی ہوگی۔ آپنے شعرگوئی کا فن میر سرفراز علی الہ آبادی وصفی المتوفی ۱۲۹۵ ہجری سے حاصل کیا مدت تک مرحوم کی خدمت مین مشق بعدازان حکیم نواب میرزا احمد خان ہوش بریلوی کی خدمت مین سخن کی اصلاح لیتے رہے۔ فارسی و اردو دونون زبانو نمین کہتے ہین۔ کلام پاکیزہ و درست ہے مثنوی نغمات توحید اردو مین آپکی تصنیف سے ہے

من اشعارہ الھندی

یاد آتے ہین ترے رخسار اے سروروان		بھول جاتا ہون چمن مین گل کی نکہت دیکھکر
چھوڑدی جوئی جفا ہی وائے قسمت یار نے		کاوش زخم جگر کا محو لذت دیکھکر
جان کو روتی ہو ہاتف کیا کہین جو بہت		دل لگا تا تھا کبھی ہے نیک ساعت دیکھکر
اپنی حقیقت اپنی خودی کو مٹا کے دیکھ	ولہ	رہتا ہے کون لامکان سر اسے جھکا کے دیکھ
مذہب ہاتف مسکین کو نہ پوچھو ہم سے	ولہ	لوگ کافر جسے کہتے ہین مسلمان ہی ہے
اڑ جائے مدینہ کیطرف کو میرا لاشہ	ولہ	مین خاک رہ کوے رسول عربی ہون

ہادی۔ ابوالحسن محمد داؤد حیدرآبادی

ہادی تخلص۔ ابوالحسن کنیت۔ محمد داؤد نام۔ حیدرآبادی المولد والمنشا ہین۔ طبیب و حافظ قرآن ہین فارسی و عربی مین بقدر ضرورت لیاقت و قابلیت کہتے ہین سخن سنج و سخن فہم ہین۔ فارسی شعرگوئی مین مولوی عبدالعلی صاحب متخلص بہ والہ سے مشق کرتے رہے۔ اور اردو مین مرزا قربان علی بیگ سالک سے اصلاح لیتے رہے۔ دونو

استادون کی توجہ سے دونون زبان مین شاعر ہوگئے۔ جو کچھہ کہتے ہین خوب کہتے ہین
کلام سلیس و بامحاورہ ہے۔ آپکی عمر تقریبًا پچاس برس کی ہے ادام اللہ بقاہ

من اشعارہ الہندی

گریہ ہی رہا حال میرے شور و بکا کا	اللہ نگہبان ہے پہر ارض و سما کا
تاب رخ انور سے بڑہا حسن مہ و مہر	رتبہ ترے زلفون سے گہٹا مشک خطا کا
کیا حال کہا کیا کہون فرقت مین شب غم	ہیتا ہون نئے ارض کا نالون نے سما کا

من اشعارہ الفارسی

دارم تن فگار و دل داغدار را	یک درد نیست جان من بیقرار را
ما از برائے الفت تو آفریدہ ایم	پروانہ شمع را بود و گل ہزار را
من وحشت نہشت ز خود ئی خود مبریم	آہم کشان کشان ببرد جسم زار را

ہنر گیان رائے حیدرآبادی

ہنر تخلص گیان رائے نام۔ آپکے اجداد کا اصلی وطن جہجر ضلع دلی تہا۔ مگر
آپکی ولادت ۱۲۲۸ہجری مین بمقام دولت آباد واقع ہوئی۔ نشو و نما کے بعد
والدنے وطن مالوفہ روانہ کردیا تہا۔ آپکے والد اولًا وطن سے نواب قلیچ خان بہادر
کی رفاقت مین حیدرآباد آئے۔ خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ حسین قلیچ خان
بہادر خسر پورہ خلد منزل بہادر شاہ الخ۔ اور چند روز رہکر وطن مالوفہ روانہ ہوئے
پہر تا نیا عالم علیخان برادرزادہ امیرالامرا حسین علیخان بہادر کے ہمراہ منشی گری کی
خدمت پر آئے۔ پہر بدستور چند روز کے بعد دلی جانا ہوا۔ پہر تیسرے دفعہ نواب آصفجاہ کی

ملازمت مین شریک ہوئے۔ نواب قدردان کی خدمت مین مدت العمر رہے۔ آخر اپنے والد حیدرآباد دکن مین فوت ہوئے۔ نواب آصفجاہ نے گیان رائے ہنرکو وطن سے بلواکرباپ کی جگہ مرحمت کی۔ نواب نظام الدولہ کی رفاقت مین شاہجہان آباد دلی روانہ فرمایا۔ دلی سے مراجعت کے بعد بہت انعام و اکرام سرکار سے مرحمت ہوا۔ گیان رائے آخر عمر مین اورنگ آباد مین گوشہ نشین ہوا۔ اور استاد میر غلام علی آزاد بلگرامی کے خدمت مین حاضر رہتا تھا۔ شعرگوئی مین ہوشیار ذہین تھا۔ مضامین رنگین سے کلام کو آراستہ کرتا تھا۔ آخر سنہ ہجری مین عالم فنا سے خارج ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

دوش در آئینہ تمثال رخ یار افتاد		آن قدر آب شد از شرم کہ از کار افتاد
صورت گر جمال تو چون اہتمام کرد	ولہ	رنگہا کہ داشت در عمل خود تمام کرد
سینہ پوشید سنبل و بید چون حال پریشانم	ولہ	نداند زلف مشکین کہ یارب از نظر کردم
رفتہ ام دیوانہ زیر خاک ہر نرگس کہ دو	ولہ	از نشہ رنگ طغیان شمع تربت روشنم
نفر باید بعرض جوہر جرأت علاک رخصت		چو شمشیر اصیل افتادہ ام در دست نامرد

باب حرف یائے تحتانی

یوسف عادل شاہ

یوسف تخلص۔ یوسف عادل شاہ نام ہے۔ فرشتہ و دیگر مورخین نے آپکے حسب و نسب کی نسبت لکہا کہ رومی الاصل ترک تراد خاندان آل عثمانیہ سے ہے۔ سلطان مراد المتوفی سنہ ہجری کا فرزند ہے جب مراد مرحوم کے بعد سلطان محمد اسکا فرزند بزرگ برادر یوسف صاحب تاج و تخت نشین ہوا۔ ارکان سلطنت نے عرض کیا کہ بادشاہ مرحوم کے عہد مین ایک شخص نے

دعوی کیا تہا کہ مین ایلدرم بایزید کا فرزند ہون قریب تہا کہ سلطنت عثمانیہ مین فتنہ برپا ہوجاے
لیکن حکمت عملی سے وہ فتنہ فرو کیا گیا تہا۔ پس بلحاظ حفظ ما تقدم بادشاہ اولاد سلاطین
سے سوائے ولیعہد کے کسیکو زندہ نرکہے تاکہ آیندہ کوئی فتنہ برپا نہو۔ بناءً علیہ سلطان محمد
نے اپنے برادر کوچک یوسف صاحب حجرہ کے قتل کا حکم دیا۔ ارکان دولت و اہالی سیاست
مع جلاد حرم سرا کے دروازہ پر آئے کہ یوسف کو قتل کرکے جنازہ باہر لیجائین۔ سلطان محمد
کی والدہ اپنے فرزند خورد یوسف سے زیادہ محبت رکہتی تہی۔ لخت جگر کے قتل کی خبر سے
نہایت ہی پریشان حواس باختہ ہوئی۔ ارکان دولت سے درخواست کی کہ شاہزادہ کو
آج کی رات مہلت دیجیے تاکہ مین اسکے دیدار سے محظوظ ہون۔ کل صبح آپکے سپرد کردونگی
ارکان دولت نے قبول کیا۔ ایک رات کی مہلت دی۔ مہلت ملتے ہی وہ عفیفہ لخت جگر
کی حفاظت کی فکر مین مصروف ہوئی۔ رات ہی کو خواجہ عماد الدین محمود گرجستانی سوداگر
ساکن ساوہ کو بلایا۔ پوچہا خواجہ کے پاس کتنے غلام فروختنی ہین۔ جوابدیا کہ پانچ غلام
گرجی اور دو چرکس۔ حسب الحکم ملکہ تمام غلام حاضر کیے گئے۔ دو غلام چرکس تہے ایک
یوسف کا ہمشکل ہمرنگ تہا خرید لیا۔ اور اس راز مخفی سے کسیکو خبر نہ ہوئی۔ پہر سوداگر
سے تمام واقعہ بیان کرکے کہا کہ اگر تو اسوقت مدد کرے تو مین تجکو زر و جواہر سے مالا مال
کردونگی۔ یعنے یوسف کو غلامون کے زمرہ مین شریک کرکے ملک عجم مین روانہ کرے
خواجہ مال و زر کی طمع سے اسی شب یوسف کو ہمراہ لیکر بغداد روانہ ہوا۔ اور دلمین منت مانی
کہ اگر مین شاہزادے کے ساتھ مع الخیر عراق عجم مین داخل ہوجاؤنگا تو خمس مال شیخ صفی
کے مرقد پر زائرین سمرقند کو دونگا۔ صبح برآمد ہوتے ہی ارکان دولت حرم سرا کے
دروازہ پر پہنچے اور یوسف کو طلب کیا۔ والدہ سلطان نے غلام گرجی کو یوسف کے

معاوضہ مین بہیجدیا۔ جلاد نے اس بیگناہ کو قتل کیا۔ اور بموجب رواج لاشہ کو مکفون
کر کے دفن کردئے۔ خواجہ عماد الدین سوداگر مع یوسف سرحد عجم مین مع الخیر پہنچا
اردبیل مین جاکے شاہ صفی کے مرقد پر نذر محمود کو ادا کیا اور شاہزادے یوسف کو
شاہ موصوف کی بیعت سے مشرف فرمایا۔ پہر خواجہ اپنے وطن مالوفہ ساوہ مین آیا شاہزادہ کی
تربیت وتعلیم مین مشغول ہوا۔ اپنے فرزندون کے ساتھہ تعلیم کرنے لگا۔ ایک سال گذرنے
کے بعد یوسف کی والدہ نے پوشیدہ ایک معتبر شخص فرزند دلبند کی حالت دریافت کرنے
کے لئے بہیجا شخص مذکور ساوہ مین آیا۔ یوسف سے ملا۔ ایک خط یوسف کے ہاتھہ لکھوا کے
روم روانہ ہوا۔ جب اسکندریہ مین پہنچا بیمار ہوگیا۔ ایک نیم سال کے بعد روم مین پہنچا۔
شاہزادے کی والدہ کو یوسف کی خیریت سے آگاہ کیا۔ اور خط بہی دیا والدہ فرزند کا خط
دیکہکے بہت ہی خوش ہوئی۔ پہر چند روز کے بعد شاہزادے کی اتا کو مع فرزندان اتا
روانہ کیا۔ جب شاہزادے کی اتا اور اسکے فرزند ساوہ مین پہنچے۔ اسوقت خواجہ عماد الدین
سوداگر ہندوستان گیا تہا۔ اتا کے پہنچتے ہی خواجہ کے اہل وعیال راز مخفی سے آگاہ ہوے
کہ یوسف عثمانیہ خاندان کے شاہزادون سے ہے۔ رفتہ رفتہ یہ خبر ساوہ کے حاکم کو معلوم
ہوئی۔ اس ظالم نے ایک جعلی مقدمہ قائم کرکے ان سے چارسو تومان لئے۔ انتہی کلامہ
پہر بموجب اتفاق وگردش زمانہ سے یوسف صاحب ترجمہ حاکم ساوہ کے درمیان مخالفت
واقع ہوئی۔ یوسف نے مضطرب الحال ہوکے مسافرت اختیار کی۔ ساوہ سے نکلکر قم مین
آیا۔ اور مصمم ارادہ کیا تاوقتیکہ ساوہ کا حاکم معزول نہو جائے۔ ساوہ مین مراجعت نکرینگا
بعدازان قم سے بطریق سیروسیاحت برآمد ہوا۔ کاشان واصفہان سے سیر کرتے ہوئے
شیراز مین پہنچا۔ چند مدت شیراز کے باغات سیرگاہون مین عیش وعشرت کے ساتھہ

زندگی بسر کرتا رہا۔ وہان سنا کہ ساوہ کا حاکم معزول ہوگیا خبر کے سنتے ہی مراجعت کا
ارادہ کیا۔ یکایک خواب مین خضر علیہ السلام سے بشارت پائی کہ ہند کا سفر کرنا فائز المرام ہوگا
فوراً اسی بشارت کے پاتے ہی ٨٦٤ھ ہجری مین بندر ہرمز کے کشتی مین سوار ہوکے مع الخیر
والعافیہ مصطفیٰ آباد عرف بندر دابل پہنچا۔ وہان خواجہ عماد الدین تاجر سے جو اسکا محسن
و مربی تہا ملاقات کی۔ پہر خواجہ کے ہمراہ محمد آباد بیدر روانہ ہوا۔ اسوقت نظام شاہ بہمنی
خوردسال حکمران تہا۔ اور خواجہ محمود گاوان وزیر خواجہ گرجستانی و محمود گاوان مین باہم
محبت و اتحاد کا رابطہ مربوط تہا۔ اسلئے گرجستانی نے خواجہ گاوان سے کہا کہ آپ میرے
یوسف کو بادشاہی چیلون مین شریک فرما دیجئے۔ محمود گاوان کے توسل سے بارگاہ بہمنی
مین باریاب ہوا۔ بادشاہی چیلون مین شریک کیا گیا آہستہ آہستہ ترقی کے درجہ پہ
عروج کرتا گیا۔ بادشاہ کی ملازمت مین اکثر کارنمایان کئے اور متعدد معرکون مین کامیاب
و ظفرمند ہوتا رہا۔ بادشاہ و وزیر کے نزدیک معتمد علیہ تہا۔ خواجہ کا دست گرفتہ و تربیت یافتہ
کہلاتا تہا۔ خواجہ محمود گاوان کی توجہ و عنایت سے بیجاپور کا صوبہ دار ہوا تا انقراض سلطنت
بہمنیہ صوبہ کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتا تہا۔ جب سلطنت بہمنیہ منقرض ہوگئی تمام
صوبے خودمختار ہوگئے ہر ایک نے شاہی خطاب اختیار کیا۔ چنانچہ ٨٩٥ھ ہجری مین یوسف نے
عادلخانی سے عادلشاہی لقب اختیار کیا اور شاہانہ مختارانہ حکومت کرنے لگا۔ بہمنیہ عہد
مین بظاہر سنی المذہب تہا لیکن اقتدار و اختیار کی حالت مین اپنے مذہب کی اشاعت پہ
کمربستہ ہوا۔ واقع مین یوسف عادلشاہ صاحب ترجمہ بموجب قول فرشتہ و دیگر مورخین کی
الاصل خاندان عثمانیہ سے ہے۔ آبائی طریقہ سنی المذہب تہا لیکن شاہ صفی کی ارادت
و عقیدت اور علمائے عجم کی صحبت کی وجہ سے شیعہ بنگیا تہا۔ ٩٠٨ھ ہجری مین ایک مجلس عظیم

منعقد فرمائی۔ اسمین تمام امرائے امامیہ مذہب مثلاً میرزا جہانگیر قمی و حیدر بیگ و سید احمد صدر و دیگر علمائے امامیہ حاضر ہوئے۔ پس بادشاہ نے حاضرین کے سامنے بیان کیا کہ مجکو خضر علیہ السلام نے عالم خواب مین سلطنت کی بشارت دی تھی اور فرمایا تھا جب تجکو سلطنت نصیب ہو جائے اسوقت امامیہ مذہب کو تقویت دینا اور سادات و اہل بیت کو معزز و مکرم رکھنا مین نے عہد کیا تھا کہ فیروزی کے بعد مذہب شیعہ کو رواج دونگا۔ خدا نے آج وہ دن نصیب کیا۔ آپ سب کیا فرماتے ہین تمام نے کہا مبارک ہے بسم اللہ بعض نے کہا ہوشیاری احتیاط کے ساتھہ کرنا چاہیئے ایسا نہو کہ امرائے سنی حنفی المذہب مین۔ اور محمود شاہ بہمنی موجود ہے ملک احمد نظام الملک بحری و عماد الملک و امیر برید وغیرہم سنیان پاک اعتقاد مین۔ بادشاہ نے تمام حاضرین کی تقریر سنکے فرمایا ہرچہ بادا باد مین اپنے عہد کو ایفا کرتا ہون۔ خدائے تعالی حامی و مددگار ہوگا۔ پس ذی الحجہ ماہ ذی الحجہ سنہ مذکورہ مین جامع مسجد قلعہ بیجاپور مین خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر علیہم السلام پڑہا گیا۔ اور اذان مین کلمہ اشہد ان علیاً ولی اللہ پڑہا گیا۔ اور خطبہ سے صحابہ کرام کے اسمائے گرامی نکالے گئے باوجود اشاعت مذہب امامیہ ایسا بندوبست کیا کہ کسی شیعہ کی مجال نتھی کہ صحابہ کرام و سنیان اسلام کے نسبت حقارت کا لفظ زبان سے نکالے۔ بنائے علیہ باہم فریقین سے تعصب بالکل دور ہوگیا تہا۔ علمائے جعفری و فضلائے حنفی و شافعی باہم شیر و شکر کی طرح اختلاط و آمیزش رکھتے تہے۔ مذہب کے معاملہ مین کوئی بحث و تکرار نہین کرتا تہا۔ اور اس بیت کے مضمون پر کاربند تہے

گر آن بہتر ور این بہتر ترا چہ	چون حلقہ ماندہ بر در ترا چہ

مساجد و معابد مین ہر ایک فریق اپنے طریق پر عبادت کرتے تہے کوئی کسیکا مزاحم نہین ہوتا تہا

کوئی اپنے مذہب کی فضیلت و بزرگی کا مدعی نہین بنتا تہا۔ بعض امرا مثلاً میان محمد
المخاطب عین الملک و دلاور خان حبشی و محمد خان سیستانی وغیرہم اگرچہ فتنہ و فساد پہ مستعد
ہوئے۔ لیکن بادشاہ نے تمام کی دلجوئی کی اور لکم دینکم ولی دین کا مضمون نہایت
نرمی و لطف سے دلنشین کیا تمام راضی ہوگئے۔ اور عین الملک کو سپہ سالاری سے معزول فرمایا
احتیاطاً بادشاہ نے خفیہ پولس مقرر کی کہ ہر ایک جانب سے خبر دیتے رہین انتہی کلامہ۔
فرشتہ نے سید احمد ہروی صدر سے نقل کی ہے کہ سید کہتا ہے کہ یوسف عادلشاہ ہوشیار
و تجربہ کار تہا۔ سخاوت و علم سے موصوف و شجاعت و عدالت و خیرات و حسنات مین معروف
تہا۔ خطاط تہا۔ خط نستعلیق خوب لکھتا تہا۔ علم عروض و قافیہ مین مہارت تمام رکھتا تہا۔
اور علم موسیقی مین استاد و طنبورہ و ستار خوب بجاتا تہا۔ اہل علوم و فنون کا اعزاز و اکرام کرتا تہا
ہمیشہ اسکی مجلس مین شعرا و علما کا مجمع رہتا تہا۔ قدما کے اشعار پڑہے جاتے تہے اور سلاطین
سلف کے تذکرے ہوتے تہے شعر و شاعری سے دلچسپی رکھتا تہا کبہی کبہی خود بہی شعر کہتا تہا
عیش و طرب کو امور سلطنت کے ساتہہ کہتا تہا۔ ایک ساعت ملک و رعایا کے حال سے
غفلت نہین کرتا تہا۔ ہمیشہ ارکان دولت کے سامنے عدل و داد۔ امانت و دیانت کی تعریف
کرتا تہا تاکہ ارکین کے قلوب مین صفات مذکورہ کی طرف رغبت زیادہ ہوجائے۔
اور ان کے اخلاق شائستہ سے ملک مین آسائش تمام پیدا ہوجائے۔ تنومند قوی ہیکل تہا
حسن و خوبی مین گویا یوسف زمانہ تہا۔ باوجود پیری و ریش سفیدی اسکے حسن و خوبی کی
دکن مین ایسی شہرت تہی کہ اس کے دیدار فیض آثار کے لئے دکن کے اطراف و جوانب سے
عامہ خلائق بیجاپور مین آتے تہے سواری کے دن راستہ مین صف بستہ کہڑے ہوکے نظارہ
کرتے تہے اور زبان حال سے کہتے تہے ؎ رہزن کاروان زہد و پرہیز ٭ بدعت نہ

دوستی خصمی آمیز ؛ در کوی تو از ہجوم نظارگیان ؛ نے جائے ستادن ست و نے راہ گریز
جہانگیری زمانہ مین ایران و توران و عربستان و روم سے صاحبان علوم و فنون بہادران
کاروان کو خطوط و خرچ راہ بھیجکے اپنے پاس بلاتا تہا۔ اور ان کی عزت و آبرو ایسی کرتا تہا کہ
اسکے سایۂ عاطفت مین نہایت آرام سے زندگی بسر کرتے تھے۔ اور بیجاپور کو وطن اصلی پر ترجیح
دیتے تہے۔ اور یہان ایسے جمتے تہے کہ مرکر اٹھتے تہے۔ انتہی کلامہ۔
قلعہ بیجاپور قدیم عمارات راجگان سلف کی تہی سے تہا۔ قلعہ مذکور کی تعمیر گلی و خاکی تہی
عادلشاہ نے پختہ گچ و پتہر سے بنایا۔ یادگار باقی ہے۔ مکند ناتہ مرہٹہ جو محمد شاہ بہمنی کے
امراکی اولاد سے تہا اسکی دختر نیک اختر کو جو حسن و جمال مین حور و پری سے کم نہ تہی اسکا نام
پونجی خاتون تہا مسلمان کرکے بموجب شرع شریف اپنے نکاح مین لایا۔ اس عفیفہ سے
چار فرزند پیدا ہوئے۔ ایک بیٹا شاہزادہ اسمعیل عادلشاہ اور تین لڑکیان۔ ایک بیگم سلطانہ
منکوحہ برہان نظام شاہ۔ دوم خدیجہ سلطان زوجہ علاؤ الدین عماد الملک۔ سوم بی بی ستی
زوجہ محمد شاہ ثانی بہمنی۔ اس بادشاہ نے بیس برس تک نہایت شان و عظمت کے ساتھ
سلطنت کی۔ اکثر راجگان دکن کو خراجگذار بنایا ۹۱۵ھ ہجری مین بندر گوا کو دوبارہ سخر
کیا تہا۔ آخر ۹۱۶ھ ہجری مین بقول بعض ۹۱۵ھ ہجری مین سوء ہضمی مین مبتلا ہوکر بعمر
۷۵ سالہ بہشت برین روانہ ہوا۔ قول اول معتبر ہے چنانچہ کسی شاعر نے رحلت کی تاریخ
کہی ہو بعدہ بگفتا ماندہ شہنشاہ عادل ؛ حسب الوصیت قصبہ گوگی مین
شیخ جلال الدین عرف شیخ چندا کے قریب دفن کیا گیا شیخ سے ارادت صادق رکھتا تہا
یوسف عادلشاہ کا حال مفصل محبوب الوطن کے حصہ دوم طوائف الملوک مین بیان کیا ہے
ان کنت شائقا فارجع الیہ۔

۵ تاریخ نظامی ۱۲

من اشعاره الفارسی

تا بار غم عشق گشود قافلهٔ ما — گلها شگفد هر طرف از مرحلهٔ ما
با آنکه بجان با تو نکردیم بجهلی — پیش دگران هرچه کردی گلهٔ ما
بنجاله به لب آمده برپارهٔ عشقت — رفتیم که شد هادی ره آبلهٔ ما
ما مسئله فقه ندانیم چه یوسف — آسان شده از عشق بتان مسئلهٔ ما

وله

گرو ارسی بدرد دل ناتوان من — کی می برد بمرگ کسان تنگ جانِ من
درد دل خود از نکنم کار مشکل است — ظاهر که میکند بتو درد نهانِ من
با آنکه صد ره هم بجفا آزموده — تیغی کشیده ز پی امتحانِ من
ای گل سپیده هست گوش تو قصه ام — بلبل بخواند وقت سحر داستانِ من
گویا که بلبلان چمن نقل کرده اند — حرفی ز بیوفائی گل از زبان من
یوسف بزاری دل من گوش کس نکرد — کو بخت آنکه گوش کند نکته دان من

وله

مرا ز باده جامی فراغ یعنی چه — سبو سبو خم خم ایاغ یعنی چه

رباعی منه

وقتی به آستان یار از سر درد — می مالیدم سرو دو دست و رخ زرد
بر حلقهٔ در دست زدم گفت چرا — بیهوده بود کوفتن آهن سرد

وله

ای آمده دیدن رخت وقت صبوح — آثار هزار گونه اسباب فتوح
انوار نکوئی از رخت می تابد — زان روست که رویت شد آئینهٔ روح
آنکس که علم به نیکنامی افراشت — در مزرع دهر تخم نیکوئی کاشت
نیکونامان زنده جاوید اند — مرد آنکه بمرد و نام نیکو نگذاشت

یار - مرزا محمد یار بیگ

یار تخلص - مرزا محمد بیگ نام - خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ آپ مرزا الف بیگ
بن دوست بیگ خان کے خلف الصدق ہین - آپکے جد امجد والد شاہ عالم بہادر شاہ
ہند کے عہد مین ولایت بلخ سے ہند مین وارد ہوئے منصب مناسب پر ممتاز ہوئے -
یار صاحب ترجمہ کی ولادت ۱۱۴۶ھ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین واقع ہوئی نشو و نما شہر کی
زمین مین ہوا - عالم شباب کے عہد مین کتب درسیہ فارسیہ عربیہ سے فراغت حاصل کی
ذکی الطبع سخن طراز و معنی پرداز تہا فکر رسا و ذہن صفا سے کلام رنگین و شیرین موزون
کرتا تہا - اپنی طبیعت کے سوا کسی سے اصلاح نہین لیتا تہا - آخر جب بلیغ اورنگ آباد دکن مین
رونق افزا ہوئے اسوقت نہایت حسن ارادت و عقیدت سے موصوف الیہ کی خدمت
پہنچا اور اپنے اشعار آبدار کو بغرض اصلاح نظر اشرف مین گذرانا - حضرت بلیغ نے آپکے
اشعار کو زیور اصلاح سے آراستہ کیا - آپنے شکریہ مین حضرت کی مدح مین دو قصیدے
لکہے اور اسمین اپنی شاگردی کا اظہار کیا - اس مقام مین ایک قصیدہ سے چند شعر
ذیل مین بطور نمونہ گزارش کرتا ہون - وہ یہہ ہین ؎

بلبل طبع شد نگار سخن	می زند جوش نو بہار سخن
سنبل لف سبزہ خط را	میکشم خط پے نثار سخن
گشت از فکر ناقصان ما ن	ساقط از مرکز اعتبار سخن
سخن خود رسان بگوش بلیغ	کہ بروآمدہ مدار سخن
نیست جز او بقدرت و شوکت	اندرین عرصہ شہسوار سخن
لفظ از فکر صائبش معنی	معنی از لفظ او نگار سخن

طفل کج مج زبان بلفظ فصیح
صید معنی کند شکار سخن
از بلاغت بلیغ شد نامش
کرد در عالم اشتہار سخن

ایضاً اسی ردیف مین باختلاف قافیہ

وصف زلف کاکل آید از پریشان خاطران
خویش را پیچیدہ ام در سنبلستان سخن
از خار بید امی خاطرم افسردہ است
لغزش مستانہ میخواہم زمستان سخن
عمر ہا در انتظارش خون دل حل می کنم
تا کشم بر صفحہ جدول ز دیوان سخن
خانمان چون مشت خس بر باد حسرت دادہ ام
آشیان داری ہمی خواہم زبستان سخن
شد مسلم ملک معنی عز را زیر نگین
ختم شد امروز بر نام تو عنوان سخن
اے ترا لفظ و معانی ہمچو سین حلقہ بگوش
خاملات شان دگر افزود بر شان سخن

آپ خوش خلاق و عمیم الاشفاق تھے۔ اوصاف پسندیدہ و صفات ستودہ سے موصوف تھے۔ احباب و اصحاب کے ساتھہ نہایت نیاز مندی و خاکساری سے پیش آتے تھے۔ آپنے ایک مثنوی چندر بدن و مہیار کے قصہ مین لکھی ہے۔ مثنوی کا ہر ایک شعر فصاحت و بلاغت مین ڈوبا ہوا ہے۔ من ابیاتہ

قلم در خون کشد افسانۂ عشق
پروانہ عشق
بیا ساقی کہ دل بیتاب گردید
مہرت سیماب گردید

مہیار کے حال مین کہتا ہے مگر جا بجا کرم خوردہ تھا

پا بر خار می رفت
قدم منصورہ سان بر دار می رفت
سرشک او متاع کاروان بود
قدم با نالۂ دل ہمعنان بود
روان شد نونہال سرو پامال
بدن
زخرام آخنگا
فغان قمریش فریاد و خلخال

من اشعاره الفارسی

گرچه صد محشر ز شور ناله ما رنگ ریخت — آشنای گوش تمکینش نشد پیغام ما

آنکه نازش بر رخ آیینه مژگان وا نکرد — کی بکام ما شود وصل بت خودکام ما

وله

ز حسن خویش در عشقم نداشت آگاهی — گرداد آیینه در دست نو بهار مرا

وله

وسعت صحرای وحشت تختگاه عاشق است — بود آه نارسا چتر سیاه عاشق است

بی شکوه سلطنت نبود سر دیوانگان — سنگ طفلان دورباش بارگاه عاشق است

وله

از خلوت آیینه چو بنشست — فریاد ز نو بهار برخاست

وله

سرمه آلود نگاه که بدادم نرسید — ناله خونشد بدل گفت صدا را عشق است

وله

ز دیده بی تو خون ناب می‌ریزد — نمک بر زخم دل ماهتاب می‌ریزد

وله

چشم مستش تا بخواب ناز غلطان شده بود — فتنه بیدار در آغوش مژگان خفته بود

برگ برگ این چمن آیینه دار حیرت است — محو رخسار تو شاید در گلستان خفته بود

وله

تا فرق نه آره جا نگاه نکردیم — چون شانه در آن زلف سیاه آه نکردیم

در حسرت فریاد همه بال و پرم سوخت — تنگ است قفس ناله دلخواه نکردیم

وله

در دل ز یاد چشمش میخانه‌ای تراشم — از گردش نگاهش پیمانه می‌تراشم

وله

یاد سی از کاوش مژگان درازی کردیم — سینه را بی‌کشش ناخن بازی کردیم

وله

بگسلاند تار تارش چون گریبان از جنون — نو بهار گریه‌ام طاقت گزار آستین

سیل اشکم چون گذشت از جویبار آستین — موج طوفان خیز شد هر تار تار آستین

وله

آتشی افروخت در دل اضطراب تحفه — سوخت آخر شوق بی‌پروا کباب تحفه

کرده‌ام ترک ستمگر انتخاب تحفه — خون ساغر می‌کشد جای شراب تحفه

نقطۂ صفر است تمثال والف آہ رسا — ولہ — دفتر دیوانگان دارد حساب تحفہ
نہ سر زلفش گرفتم من نہ بوسیدم لبش — خود بخود می پیچد و دارد عتاب تحفہ
دیدہ ام شیرین ادا گلگون شعار طرفہ — ولہ — تلخ گوئی نیک بد عہدی نگار طرفہ
چشم نرگس زلف سنبل چہرہ گل تمثال طرفہ — اے جنون نام خدا آمد بہار طرفہ
نوبہار جلوہ آمد آمد انداز کیست — صد چمن گل کردہ می آید غبار طرفہ

من اشعارہ الہندی

مشت پر صیاد اسکو جانکر زندان نہ بیچ — ایک چمن گل ہے ارے ظالم بہائے عندلیب
نوبہار آئی قفس سے کون پہنچا ہے اب — گل کو عشق اور ہمصفیرن کو دعائے عندلیب
ہین عوض ہمکو شراب لعل و رساغر سفید — ولہ — ہجر مین خون جگر پیا اور چشم تر سفید
یار فرش مخمل و زربفت کچھہ درکار نہین — میکشون کو بس ہے ایک مہتاب کی چادر سفید
ایک بات آنکے نظرون دیکھہ آ باغبان نرگس — ولہ — خمار آلودہ آنکھون کے برابر ہے کہان نرگس
رنگ گل پھرسے کسیر نو بہار انتظار ہی ہے — یہان آنکھین کھلی ہین یار کے ظالم وہان نرگس
مست بوجہ حال انکا جیسا کباب آتش — ولہ — اشتیاق آہ میرا جون شمع آب و آتش
اس شعلہ رو کی آنکھین جب سے نظر پڑی مین — یکسان ہے مجکو ساقی جام شراب و آتش
سوتے ہے آشیان مین کس چین نصل گل مین — مجکو عجب ہے بلبل تیرا یہ خواب آتش
ظالم لبون پہ تیرے اس رنگ پان کے دیکھے — ہے سرسنگ حسرت لعل خوش آب و آتش
گرمی سے مے کے اسکا چہرہ ہے یار عرقناک — اعجاز حسن دیکھو ایک جا ہے آب آتش

یکدل ۔ میر علیم دانشخان

یکدل تخلص ۔ میر علیم دان خان نام ۔ آپ سید محمد موسوی والہ کے فرزند ہین

آپکا مولد و مسقط الراس شہر حیدرآباد دکن ہے - فارسی و عربی کی کتب درسیہ والد ماجد سے پڑہی - ذہن و استعداد کامل ہوا - حیدر علیخان کے عہد مین بالا گہاٹ ارکاٹ مین گیا وہان ملازم ہوا - اپنی نیک کرداری و کارگزاری سے معتمد علیہ ہوا - چند مدت کے بعد حسب الطلب والا جاہ پائین گہاٹ مین آیا - نواب والا جاہ کے دربار مین باریاب ہوا - نوابصاحب نے تعظیم و تکریم کی اور سیف الملک بہادر کی تعلیم کے لئے مامور فرمایا - موزون الطبع تہے کبہی کبہی کلام موزون فرماتے تہے - کلام خوبی کے زیور سے آراستہ ہوتا ہے - نزاکت و لطف سے مملو - صاحب دیوان ہین - دیوان قصائد و غزلیات سے بہرا ہوا ہے - آخر آپنے اس دار زمانی سے دار القرار کی طرف ۱۲۰۵ ہجری مین رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون - من اشعارہ الفارسی

خواستم ہرچند پنہان عیب خود سازم		طفل اشک از بیقراری میکند رسوا مرا
چو آسیا بہ تمنائے رزق سرگردان	وله	نمود گردش این گنبد کبود مرا
آئینہ ہستیم ز روشندلی خویش	وله	عکس جمال دوست بود در کنار ما
کے بمہد چشم آسایدز بیتابی ہجر	وله	طفل اشکم از ازل با دامنم خو کردہ است
تا خانہ بدوشم براہش ز تجرد	وله	چون سایہ شب و روز وطن ہمسفر ماست
گر خضر قصہ از سر زلف تو سر کند	وله	تا روز حشر نیز بپایان نمیرسد
زبسکہ گل نیست در دلم یکدل	وله	گہر ز گرد یتیمیش آبرو دارد
کے توان دید بسوئے دگرے کز ہجرش	وله	موج اشکم شدہ زنجیر بپائے نگہم

امروز کباب دل من گشتہ نمک سود
بر بسملم ای شوخ تو خندان شدہ باشی

یاد - مولوی خواجہ حمید الدین

یاد تخلص - خواجہ حمید الدین نام - آپ خواجہ عالم کے فرزند ہین - آپکا مولد و منشاء شہر حیدرآباد ہے - آپنے عالم شباب مین فارسی عربی مین لیاقت و استعداد حاصل کی - شعر گوئی و سخن فہمی سے رغبت تام رکھتے تہے - جو کچھہ کلام موزون فرماتے تہے پسندیدہ ہوتا تہا - آپکو میر عبد الولی عزلت سے تلمذ ہے - اور آپ تاریخ گوئی مین بیمثل اور شطرنج بازی مین بے بدل تہے - اس فن کے اساتذہ کے ساتھہ فرزین اٹھا کے کھیلتے تہے اور بازی لیجاتے طرف ثانی کو مات دیتے تہے - درویشانہ و قلندرانہ وضع رکھتے تہے - آپ شاہ عنایت اللہ خلیفہ رحمت اللہ قدس سرہما کے مرید تہے - پیر کی توجہ سے صاحبدل و صاف باطن تہے - قلیل معاش مین گذرا وقات کرتے تہے مگر قانع تہے - زیادہ طلبی کی ہوس نہین فرماتے تہے - ایک وقت آپکے دلمین حرمین شریفین کی زیارت کا شوق پیدا ہوا - فوراً حیدرآباد سے مدراس مین آئے جہاز پر سوار ہو کے متبرک مقامات مین پہنچے - زیارت سے مشرف ہوکے مدراس مین واپس آئے - چندروز کیلئے سکونت پذیر ہوئے - پہر یکایک ہرخاستہ خاطر ہوکے وطن مالوفہ حیدرآباد مین آئے عزلت نشین تہے - آخر سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین فوت ہوئے - ۱۲۱۱ھ

یاد علیست در دمن حرز جان من	وله	یاد علیست در دمن حرز جان من
هرکرا تعبیر پرسیدم ز من وحشت گرفت		دیده ام در خواب شاید چشم آهوئے کسے
مطرب از اشعار جامی هلالی هم بگو		الفتے دارم بچشم مست و ابروئے کسے

تاریخ تولد و وفات حسنین اکبرین

سر بدر رفت حسن هم دل بخم رفت حسین	جان بخم و دل بدر رفت بلائے ز قولین

ہم سر نجم و سر سبعہ سیارہ بدان — کہ طلوع قمرین است و غروب شمسین

آپ نے اپنی رحلت کی تاریخ قبل از مرگ کہی تہی - تاریخ سے آپکی روشندلی وصاف طینتی ثابت ہوتی ہے - هو هذه

جاے تاریخ بہرابن عاصی	خوانده باشید فاتحہ اخلاص ۱۲۱۶ھ

نواب منور الدولہ احمد یار خان بہادر ممتاز جنگ حیدر آبادی

یار تخلص - احمد یار خان نام منور الدولہ ممتاز جنگ خطاب ہے - نواب آصفجاہ ثانی کے عہد مین منصب پنج ہزاری سے سرفراز تہے - آپ نواب شجاع الدولہ بہادر دلخان ناظم حیدر آباد کے خلف الصدق ہین اور حیدر آبادی المولد - والد ماجد کے سایہ عاطفت مین دکن مین تربیت و پرورش پائی - نشو و نما کے بعد تحصیل علوم و فنون مین مشغول ہوے چند مدت کے بعد استعداد و لیاقت حاصل کی - طبیعت مین موزونی خداداد تہی شعرگوئی شروع کی - ذہن وقاد و طبع نقاد رکہتے تہے - تہوڑے ہی زمانہ مین معاصرین مین ترہ نے کلام مین پختگی و شستگی معلوم ہونے لگی - فارسی و ہندی دونون زبانون مین شعر کہتے تہے لچہمی نرائن صاحب تخلص چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ نواب صاحب حسن خلق و تواضع سے موصوف ہین - غریب غریب سے کمال محبت و اخلاص سے ملتے تہے - فقیر پر بہی نہایت مہربانی فرماتے ہین - غزل کے کسی ایک شعر مین فقیر کو یاد کیا ہے ؎

اگرچہ حسب ظاہر مین جدا ہین — ولے معنی مین ہین یکدل و صفا

انتہی کلامہ - لچہمی نرائن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ ۱۱۷۵ھ ہجری مین زندہ تہے - یاران ہم مشرب کے ساتہ ہم نوالہ و ہم کاسہ تہے - بعد ازان ۱۱۸۵ھ ہجری مین عالم فانی سے

عالم جاودانی کو روانہ ہوئے ۔ بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ یار صاحب ترجمہ
سنہ ۸۳ ہجری مین بیرون شہر پناہ اورنگ آباد گہوڑے پر جا رہے تہے یکایک گہوڑے
سے زمین پر گرے چند مہینے ضرب کی سختی مین مبتلا رہے آخر ہ تاریخ ماہ شوال سال مذکور
مین فوت ہوے والد کی مسجد بنا کی ہوئی مین مدفون ہوئے ۔ انتہی کلامہ ۔ یہہ قول معتبر ہے

من اشعارہ الہندی

بہار گلشن خوبی چمن مین آیا ہے		کہان ہے جام کہان ہے شراب کا شیشہ
ہمارے ولکو یا حق جو ہر دم جلاتے ہین	ولہ	کہین بتکدہ کے ہی برہمن کو ستاتے ہین
چمن مین رنگ اڑ جاتا ہے پہولونکا حجالت سے		رنگیلے ہونٹ تیرے جب ہنسی سے کہل کہلاتے ہین
نتیجہ ان کی الفت کا ہمین آخر کو کیا ہوگا		عبث سنگین اون سے اپنے ولکو ہم لگاتے ہین
گریبان چاک مطعون جہان بد نام عالم ہون	ولہ	پڑی ہی چاک اسطرح کی ہائے رسوائی کے جینے مین
مجہے پوچہا کہ کہو تم مین وفا ہے کہ نہین	ولہ	مین کہا تم تو کہو تم مین جفا ہے کہ نہین
یار سے ترش ہو اوروں سے یہ میٹھی باتین		کہو آزردہ تمہارے سے بجا ہے کہ نہین

کہا مین اُس شعلہ خو کو اک دن جل گیا جی تیری جفا سے
غضب سے تیوری چڑہا کر مجکو کہا مین پہر کیا کرون بلا سے
زبان جرأت کو تب تو مین نے دراز کرکر کہا کہ سُن تو
کہ یہہ کون ڈہب ہے جواب دینے کا ملک تو وسواس کر خدا سے
یہ بات سنتے ہی کر تبسم کہا خدا سے تو تو ڈرا کر
جفا کے شکوے کو ہم سے کرنا بعید تہا یہ تیری وفا سے
خوشی مین پایا ہے اُسکو مین نے کہا کہ صاحب بہلا سنو تو

جو درد و الم کو نہ کہئے تمسین تو کب تلک بیٹھے حیا سے
صنم نے میرے سخن کو سُن کہا کہ اتنا نہ مضطرب ہو
جو ابتدا کو نہین سمجہتا تو کیا خبر ہوگی انتہا سے
یہ راہین مشکل ہین ایسی اہو نہین کیون قدم کو رکہا ہے تینے
اگر تو واقف نہین ہے جا پوچھ یار جیسے تو مبتلا سے
یہ عشق کا پنتھ سب سے نیارا ہے اسمین آنیکا فائدہ کیا
خوشی مین بیٹھا رہو تو اپنی تجھے غرض کیا وفا جفا سے

موسم ہولی مین ہوتے ہین شہید	ولہ	آج دو قاتل بسنتی پوش ہے
بلبل کہ سنکے شور فغان چمن چمن لا	ولہ	گل نے کہا کہ کان مین میرے تڑک اُٹھی
کیا گل کے نام مین ہی ہے اعجاز عیسوی		بلبل ہوئی پڑی تہی سو سنتے ہی پہڑک اُٹھی
باغبین کہتی تہی بلبل ہائے رنگ انتہا پہ ہی	ولہ	دل جلا میرا جب اُس گل مین ٹھنڈک پڑی ہی

من ۲۰ اشعار ۲۱ الفارسی

چو می بینم کہ جام می بکف دلدار می آید		لب از توبہ ہائے خویشتم استغفار می آید
برنگ قلقل می تازہ می سازد دماغم را		چو آن مینا دہن وز نکہت گفتار می آید
بادہ کشیم و عصیان کشیدہ ایم	ولہ	تشنگی ز جام ساقی کوثر خمار ما
در گل زمین شعر بہ نیرنگ فکر	ولہ	رشک طاؤس ہست دیوان مرصع کار ما
گفتیم در خیال رخت رفت خواب ما	ولہ	آئینہ دید آن بت حاضر جواب ما

سگش از راہ وفا از پے ما می آید
سگ اوئیم کہ از راہ وفا می آید

بیدل - محمد انور مرادآبادی

بیدل تخلص - محمد انور نام - آپ شیخ محمد خان مرادآبادی کے فرزند ہیں - آپکے والد ماجد مرادآباد میں نواب آصفجاہ بہادر کی دیوانی کچہری واقع مرادآباد میں داروغہ تھے - اسوقت نواب غفران مآب شان حکمران تھے - پھر خدمت داروغگی سے چند روز کے لئے نیابت دیوانی پر مقرر ہوئے - نیابت دیوانی کے زمانہ میں فوت ہوئے
میان محمد انور جوان صالح و ذی استعداد و لائق تھے - آصفجاہی مقربین کے زمرہ میں شریک ہوئے آپ صاحب کمال و ہر دل عزیز تھے - پھر نواب صاحب نے آپکو باورچیخانہ کا داروغہ مقرر کیا - مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے - جب نواب صاحب حسب طلب بادشاہ ہند دکن سے دلی روانہ ہوئے آپ بھی ہمرکاب تھے - دلی میں پہنچکر ۱۱۵۱ ہجری میں آخرت کا سفر اختیار کیا - شعرگوئی میں لائق و ہوشیار تھے - آپکے اشعار مرغوب و دلچسپ ہوتے ہیں مضامین شیرین معانی رنگین سے آراستہ و پیراستہ ہوتے تھے -
خوش رو و خوش اخلاق و ظریف الطبع صاحب مذاق تھے - اور تماشائے رقص و سرود پر فریفتہ و شیفتہ تھے اکثر رقص و سرود کے مجلسوں میں شریک ہوتے تھے - اور خود بھی مکان پر جلسے کرتے تھے - آپکے مکان پر یاران ہم مشرب کا جلسہ رہتا تھا عیش و عشرت میں زندگی بسر کرتے تھے - **من اشعارہ الفارسی**

روئے تو ہر کہ دید بمصحف شبیہ گفت — ہر کس شنید ذلک لاریب فیہ گفت
عابد بہ کعبہ گفت سخن عارف از رخش — قربان او شویم کہ وجہے وجیہ گفت

ولہ

از مسلک تمیز رہ عشق دور بود — رفتن مرا ز خویش درین رہ ضرور بود

شب جلوه کرد باده و زاهد ندید هیچ | ولہ | در آفتاب دیدهٔ خفاش کور بود
بی شاه می شود نسق مملکت خراب | | شب بی تو در قلمرو دلها فتور بود
صحرا نشین شد از ضرر اختلاط خلق | | مجنون ما ببین چه قدر با شعور بود
ندیدیم راستی زبس بطبع مردم دنیا | ولہ | وزان رو سلام این کجا از دست چپ کردیم

الحمد لله والمنه که درین ایام فرخنده انجام حصهٔ اول دوم محبوب الزمن تذکرهٔ
شعرای دکن مؤلفه والد ماجدم مولوی ابوتراب محمد عبد الجبار خان صوفی الملکاپوری
الحیدرآبادی باعانت ... الانظام خلد الله ملکه الی یوم القیام
بحسن اهتمام میر وزیر علی
تاریخ ... ماه ذیقعده
سنه ۱۳۲۹ هجری مطابق ...
در مطبع رحمانی مطبوع شد
بتقبل الخاص والعام

راقم
محمد صدر الاسلام خان ولد مولانا ابوتراب
محمد عبد الجبار خان صدر مدرس ...
حیدرآباد دکن